صوبائی اسمبلی پنجاب
مباحثات

4 جون 1973ء

(2 جمادی الاول 1393ھ)

جلد 4 - شمارہ I

سرکاری رپورٹ

Provincial Assembly of the
14/2/76

مندرجات

(سوموار - 4 جون 1973ء)

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ 1

چیئرمینوں کا پینل 2

پنجاب کا ضمنی میزانیہ برائے سال 73-1972 4

پوائنٹ آف آرڈر ـــــ 6

پنجاب کا ضمنی میزانیہ پیش کرنے سے متعلق 6

پنجاب کا ضمنی میزانیہ برائے سال 73-1972 (تقریر جاری) . . 7

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس چہارم

سوموار ۔ 4 جون 1973ء

(دو شنبہ ۔ 2 جمادی الاول 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ

وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ

وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ

وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۫ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝

پ ۴ سس ۳ ع ۵ ایات ۱۳۲ تا ۱۳۵

مسلمانو ! اللہ اور اُس کے رسُول کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے اور تم لوگ اپنے پروردگار کی بخشش اور بہشت کیطرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے ۔ جو اللہ سے ڈرنے والوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ جو خوشحالی اور تنگدستی دونوں میں (خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور غصے کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کردیتے ہیں ۔ اور اللہ ایسے نیکوکاروں کو پسند کرتا ہے ۔

اور وہ کوئی صریح گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور بُرائی کر بیٹھتے ہیں تو وہ اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کے لئے مغفرت چاہتے ہیں ـــــ اور اللہ کے سوا گناہوں کو بخش بھی کون سکتا ہے ۔ اور وہ جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑے نہیں رہتے ۔

وما علینا الا البلاغ

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی - ایک اعلان ہے۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے بجٹ اجلاس کے لیے بحیثیت تشکیل و تدوین چار اراکین پر مشتمل صدر نشینوں کی جماعت یعنی پینل آف چیئرمین تشکیل فرمائی ہے :

1- سردار صغیر احمد صاحب
2- مس ناصرہ کھوکھر صاحبہ
3- میاں خان محمد صاحب
4- مسٹر ناصر علی خان بلوچ صاحب

(2) مسٹر سپیکر - فنانس منسٹر ضمنی میزانیہ برائے سال 73-1972ء پیش کریں گے۔

میاں خورشید انور - پوائنٹ آف آرڈر - میں نے تحریک استحقاق کا نوٹس دیا ہوا ہے پہلے اسے لیا جائے۔

Mr. Speaker : Please read the rules.

* No business shall be conducted when Finance Bill is presented.

میاں خورشید انور - جناب والا - رولز میں، کہیں پابندی نہیں - اگر آپ آتے ہی پہلے دن رولز کی اس طرح مٹی پلید کریں گے تو کام کرنا مشکل ہو جائے گا۔

مسٹر سپیکر - اس سلسلہ میں رولز بڑے واضح ہیں۔

میاں خورشید انور - رولز واضح ہیں کہ تحریک استحقاق تو آ سکتی ہے، تحریک التوا نہیں آ سکتی۔

Mr. Speaker : The rule is very clear. Will the Honourable Member refer to the rule please ?

میاں خورشید انور - مہربانی فرما کر رولز 50 اور 51 ملاحظہ فرمائیں۔

مسٹر سپیکر - وہ تحریک التوا کے ضمن میں نہیں ہیں۔ قاعدہ 107 اس سلسلے

میں بڑا واضح ہے ۔ وہ یہ ہے :

> **The only proceeding on the day on which the Budget is presented shall be the speech of the Finance Minister.**

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس ضمن میں میں جناب کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔۔۔۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس پر فیصلہ دے چکا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ بالکل بجا ہے جناب والا ۔ جناب کی رولنگ آ چکی ہے ۔ لیکن میں جناب کی ہی precedent کا حوالہ دیتا ہوں ۔ 17 جون 1972ء کو جب اس ہاؤس میں سپلمنٹری بجٹ پیش کیا جا رہا تھا تو جناب نے پرولیج موشن admit کی تھی ، وہ باقاعدہ سٹینڈنگ کمیٹی کو ریفر ہوئی تھی ، وہ سپلمنٹری بجٹ کا دن تھا اور وہ پرولیج موشن بھی میری تھی اور وہ فیصلہ بھی جناب والا کا اس ہاؤس میں موجود ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ اس سے پہلے بھی پرولیج موشنز بجٹ کے دن آتی رہی ہیں ۔ یہ بہت پرانی روایت ہے اور ہمارا حق ہے ۔

Mr. Speaker Probably this rule was not brought to my notice at that time.

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں جناب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ کل کے واقعات جناب کے علم میں ہیں جس کے متعلق جناب نے رولنگ دے دی ہے کہ تحریک استحقاق پیش نہیں ہو سکتی ۔ مجھے حکم فرمایا جائے کہ کل سے جو صورت حالات مجھے درپیش ہے کہ آپ اس کو اہمیت دیں گے یا نہیں دیں گے ؟ کیا وزیر خزانہ کی تقریر سے پہلے اس مصیبت کا کوئی علاج ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ چونکہ کوئی اور کارروائی آج نہیں ہو سکتی ، ورنہ میں اس بات کا اعلان کرتا کہ جو فاضل اراکین پیپلز ہاؤس یا دوسری جگہ پر un-authorisedly ٹھہرے ہوئے ہیں اور کمرے خالی نہیں کرتے ، ان سے پچاس روپے روزانہ جو ان کمروں کا صحیح کرایہ ہے

وصول کیے جائیں گے ، وہ روپے ان کی تنخواہ اور الاؤنسز سے وضع کیے جائیں گے۔
فنانس منسٹر ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب سپیکر ۔۔۔۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر ۔ میں اس پر تقاریر نہیں چاہتا ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب سپیکر ۔ میری اس پر پرولیج موشن ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ کی پرولیج موشن آئی تو اس کو کل لے لیں گے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ آپ بات ممبران کے علم میں کیوں نہیں لاتے ، مجھے پیش کرنے کی اجازت کیوں نہیں دیتے ، وہاں شراب پی رہے ہیں ، misbehave کر رہے ہیں ۔ وہاں جوا ہو رہا ہے ۔ بدمعاشیاں ہو رہی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ کو وہ جگہ پسند نہیں تو میرا غریب خانہ حاضر ہے ، وہاں تشریف لے آئیں ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ اس کو تو ان چیزوں سے صاف کریں ، محمد شاہ صاحب نہیں ہیں وہاں ۔ وہاں شراب ہو رہی ہے ، misbehave کیا جا رہا ہے اور ہمیں بولنے کی اجازت نہیں دی جا رہی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر کوئی فاضل رکن وہاں نہیں ہے ، بلکہ un-authorised نان ممبر وہاں ہے ۔

Rent at the rate of Rs. 50/- per day will be charged from them.

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ۔ ملک میں جو حالات درپیش ہیں ۔ ان کی سنگینی کے پیش نظر آپ اگر تحریک استحقاق admit نہیں کرتے تو ہم آپ کے فیصلے کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے واک آؤٹ کرتے ہیں ۔

Mr. Speaker : I would have permitted it but now we have to stick to the rules.

پنجاب کا ضمنی مزانیہ برائے سال 1972-73ء

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ جناب سپیکر ۔

میں آپ کی اجازت سے سال 1972-73ء کا ضمنی میزانیہ ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔ کل مطلوبہ رقم ایک ارب ، ایک کروڑ ، چوالیس لاکھ ، بیاسی ہزار ،

بیس روپے (1,01,44,82,020) ہوتی ہے۔ اس رقم میں سے چار کروڑ ، گیارہ لاکھ ، پینتیس ہزار ، سات سو بیس روپے (4'11,35,720) صوبائی مجموعی فنڈ (Provincial Consolidated Fund) میں سے بلا استصواب واجب الادا ہوں گے ۔ مطالبات زر میں مشمولہ مدات کی تفصیلات تشریحی نوٹ میں درج ہیں ۔ میں ان بڑی بڑی مدات کا مختصراً ذکر کروں گا جن کے لئے مطالبات پیش کئے گئے ہیں ۔

2 ۔ سرکاری تجارت کے ضمن میں صوبائی منصوبوں پر سرمایہ کاری کی مد 85 ۔ الف (85-A—Capital Outlay on Provincial Scheme of State Trading) کے تحت مزید اڑسٹھ کروڑ ، انہتر لاکھ روپے درکار ہوں گے ۔ اس رقم میں وہ اضافی رقوم شامل ہیں جو حکومت کو اجناس خوردنی ، چینی اور میڈیکل سٹورز ڈپو لاہور کی وساطت سے فراہم کردہ ادویات کی خرید کے لئے درکار ہوں گی ۔ جیسا کہ ایوان کو معلوم ہے گندم کی سرکاری قیمت خرید سترہ روپے فی من سے بڑھا کر ساڑھے بائیس روپے فی من کر دی گئی ہے اور گندم کی مطلوبہ مقدار بھی ساڑھے آٹھ لاکھ ٹن سے بڑھا کر 11 لاکھ 31 ہزار ٹن کر دی گئی ہے ۔ محض ان دو امور کی وجہ سے ہی مطلوبہ سرمایہ میں پچیس کروڑ اسی لاکھ روپے کا اضافہ ہو گیا ہے ۔ چینی کی سرکاری خرید کے لئے مزید رقم کی ضرورت حکومت کے اس فیصلہ کی وجہ سے پیش آئی کہ دسمبر 1972ء سے چینی کی راشن بندی کی سکیم نافذ کرنی پڑی ۔ معزز ایوان کو یاد ہوگا کہ سال ۔197ء کے اواخر میں چینی کی قیمت تشویشناک حد تک بڑھ گئی ۔ چنانچہ حکومت نے عوام کی اس بنیادی غذائی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے چند انقلابی تدابیر کیں ۔ گنے کی قیمت بڑھا دی گئی تاکہ کاشتکار زیادہ سے زیادہ گنا ملوں کو فراہم کریں اور شکر سازی کے کارخانے اپنی پوری پیداواری استطاعت کے مطابق کام کر سکیں ۔ ساتھ ہی ان کارخانوں میں پیدا کردہ چینی کی کل مقدار کو سرکاری طور پر خریدنے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ چینی کی راشن بندی کی سکیم کامیابی سے چل سکے ۔ اس سے چینی کی خریداری کے لئے مطلوبہ رقوم میں اڑتیس کروڑ اکتیس لاکھ روپے کا مزید اضافہ ہوا ۔ جہاں تک میڈیکل سٹورز ڈپو لاہور کی وساطت سے ادویات خرید۔ کا تعلق ہے مزید ساٹھ لاکھ روپے درکار ہوں گے ۔ سرکاری تجارت کے صوبائی منصوبوں کی سرمایہ کاری کی مد 85 ۔ الف کے تحت اڑسٹھ

کروڑ ، انہتر لاکھ روپے کی کل مطلوبہ رقم میں سے تین کروڑ چھپن لاکھ روپے اصل گرانٹ کی بچتوں سے پورے ہو جائیں گے لہذا بقایا پینسٹھ کروڑ تیرہ لاکھ روپے کا ضمنی مطالبہ زر پیش کیا گیا ہے ۔

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب کا ضمنی میزانیہ پیش کرنے سے متعلق ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ جناب فنانس منسٹر یہ جو پیش فرمارہے ہیں اور جو ہمیں سرکولیٹ ہوا ہے۔ اس میں Supplementary Budget Statement لکھا گیا ہے ۔ حالانکہ کسی بھی قانون قاعدے اور آئین کے تحت کوئی بھی ایسی پروبژن نہیں ہے جس میں حکومت کو اختیار دیا گیا ہو کہ وہ کوئی Supplementary Budget Statement پیش کر سکے۔ البتہ حکومت کو اگر کوئی اختیار ہے تو وہ عبوری آئین کے آرٹیکل 128 کے تابع صرف Supplementary and excess statementt of expenditure پیش کر سکتے ہیں ۔ جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے جناب والا ۔ اس بارے میں میں عرض کروں گا کہ اس بجٹ کی جو تعریف رولز میں لکھی گئی ہے وہ یہ ہے :

> "Budget" means the Annual Budget Statement of the estimated receipt into and the estimated expenditure from. . . . . ." Budget means receipt and expenditure.

اسی طرح عبوری آئین کے آرٹیکل 125 میں بھی جناب والا define کیا گیا ہے کہ بجٹ وہ ہوتا ہے ۔ جس میں آمدنی اور خرچ دونوں ہوں ۔ جہاں آمدنی نہ ہو اور صرف خرچ ہو تو اس کو آئین کے آرٹیکل 128 کے تحت اجازت ہے کہ Supplementary and excess statement of expenditure پیش کی جائے ۔ البتہ سپلیمنٹری بجٹ یہ پیش نہیں کر سکتے ۔ چونکہ انہوں نے ایوان میں سپلیمنٹری بجٹ کے نام سے ایک دستاویز جناب والا پیش کی ہے جو کسی بھی قاعدے اور قانون کے تابع admit نہیں کی جا سکتی اور نہ اس پر غور کیا جا سکتا ہے ۔ یہ ساری تقریر illegal اور void ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس پر اپنا فیصلہ کل دوں گا ۔ وزیر خزانہ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

پنجاب کا ضمنی میزانیہ برائے سال 73—1972

(تقریر جاری)

وزیر خزانہ ۔ 3—63 بی ڈویلپمنٹ کی بڑی مد کے تحت اٹھارہ کروڑ ، تریسٹھ لاکھ روپے کی مزید رقم ان اضافی اخراجات کے لئے درکار ہوگی جو بعض اہم ترقیاتی منصوبوں پر کئے جائیں گے ۔ چنانچہ معزز اراکین ایوان کو علم ہے کہ مالی سال رواں کے اندر حکومت نے عوامی تعمیراتی پروگرام جیسے کئی اہم نئے منصوبے شروع کئے ۔ صدر مملکت کے حسب خواہش دیہی علاقوں میں بسنے والی اکثریت کے حالات زندگی کو بہتر بنانے کے لئے عوامی تعمیراتی پروگرام کے حلقہ کو مزید وسیع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ۔ اس مد میں مزید آٹھ کروڑ روپے خرچ کرنے کی اجازت چاہیئے ۔ اسی طرح حکومت کو کیمیائی کھاد کی قیمت میں رعایت دینے کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے سات کروڑ روپے کی مزید رقم کی ضرورت ہو گی ۔ ڈیزل آئل سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کے لئے ایک اعانتی اسکیم بھی مالی سال رواں کے اندر منظور کی گئی تھی جس کے لئے 73—1972 کے دوران دو کروڑ روپے درکار ہوں گے ۔ اسی سال کے اندر ایک اور منصوبہ منظور ہوا جو آبی گزرگاہوں کو پختہ بنانے سے متعلق ہے ۔ جیسا کہ معزز ایوان کو معلوم ہے ہماری زراعت کی ترقی کا انحصار پانی کی دستیابی پر ہے اس لئے صدر مملک کی ذاتی ہدایت پر آبی گزرگاہوں کو پختہ کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ۔ اس اسکیم کے لئے 73—1972 کے دوران ستاون لاکھ روپے درکار ہوں گے ۔ تعلیمی اداروں کے لئے متروکہ املاک کی خرید کے واسطے مزید اکیس لاکھ روپے کی ضرورت ہے ۔ دیگر متفرق اخراجات کا مجموعہ پچاسی لاکھ روپے ہے بڑی مد 63۔ بی ڈویلپمنٹ کے تحت اٹھارہ کروڑ تریسٹھ لاکھ روپے کی کل مطلوبہ رقم میں سے پچھتر لاکھ روپے متعلقہ گرانٹ میں بچتوں کی وجہ سے حاصل ہوں گے لہذا بقایا سترہ کروڑ اٹھاسی لاکھ روپے کا ضمنی مطالبہ زر پیش کیا گیا ہے ۔

4 ۔ صوبائی حکومت کی طرف سے قرضوں اور پیشگی ادائیگی کی مد کے تحت آٹھ کروڑ ، سات لاکھ روپے کا مزید مطالبہ زر پیش کیا گیا ہے ۔ اس مد کے تحت کل مطلوبہ رقم نو کروڑ ، ایک لاکھ روپے ہوتی ہے ۔ اصل گرانٹ میں

بچتوں کی رقم نکال کر بقایا مطالبہ زر کی رقم آٹھ کروڑ ، سات لاکھ ، روپے بنتی ہے - نو کروڑ ، ایک لاکھ روپے میں چار کروڑ بائیس لاکھ روپے کا وہ قرضہ بھی شامل ہے جو پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کو نئی بسیں خریدنے کے لئے دیا گیا ہے - شہری علاقوں کی سڑکوں پر چلنے والی بسوں کی روز افزوں خستہ حالت صوبائی حکومت کے لئے کافی عرصہ سے تشویش کا باعث ہو رہی تھی - مگر ہمارے محدود وسائل بسوں میں کسی بڑے پیمانہ پر اضافہ کرنے یا پرانی بسوں کی جگہ نئی بسیں خریدنے میں مانع رہے - ایک بار پھر عوام کی فلاح و بہبود سے متعلقہ امور میں صدر مملکت جناب ذوالفقار علی بھٹو کی ذاتی دلچسپی سے ہمیں تقویت ملی - صدر کی ہدایت پر مرکزی حکومت نے چار کروڑ ، بائیس لاکھ روپے قرضہ کا انتظام کیا جو پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کو منتقل کیا جا رہا ہے - پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کو ڈیڑھ کروڑ روپے کی ایک اور رقم بھی عارضی طور پر قرض دی گئی ہے - سکارپ کے منصوبوں پر کام کی رفتار کو تیز تر کرنے کے لئے واپڈا کو دو کروڑ ، تریسٹھ لاکھ روپے دینے کی ضرورت ہے - علاوہ ازیں لاہور میونسپل کارپوریشن ، میونسپل کمیٹی گوجرانوالہ اور کاشت کاروں کو قرضہ دینے کے لئے چھیاسٹھ لاکھ روپے درکار ہیں -

5 - ٹاؤن ڈویلپمنٹ سکیموں کی مد 80 کے تحت مزید پانچ کروڑ ، تینتالیس لاکھ روپے درکار ہوں گے - کالعدم تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے جو اثاثے حکومت نے اپنے تحویل میں لئے تھے ان کے اخراجات کا حساب متوازن کرنے کے لئے دو کروڑ، تیس لاکھ روپے درکار ہوں گے - اتھارٹی مذکور نے تھل منڈی ٹاؤنوں میں عمارات اور قطعہ جات اراضی پر دو کروڑ ، تیس لاکھ روپے کی جو رقم خرچ کی تھی اسے تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے حسابات میں بطور آمدنی شمار کیا جائے گا - بعد ازاں قرضوں اس رقم کو ان کی ادائیگی میں شمار کیا جائے گا جو اتھارٹی مذکور کی طرف سے صوبائی حکومت کو واجب الادا ہیں - اس طرح اس معاملہ میں کسی نقد ادائیگی کا سوال پیدا نہیں ہوتا - مد 80-ٹاؤن ڈویلپمنٹ کے تحت تین کروڑ تیرہ لاکھ روپے کی بقایا رقم میں سے کم آمدنی والے اشخاص کی خاطر مکانات کی مختلف سکیموں کے لئے رقوم فراہم کی جائیں گی جنھیں صوبائی حکومت نے مالی سال رواں کے دوران شروع کیا ہے - اس مد کے تحت تیرہ لاکھ روپے گرانٹ

کی بچتوں سے حاصل ہوں گے لہذا باقی پانچ کروڑ تیس لاکھ روپے کا ضمنی مطالبہ' زر پیش کیا گیا ہے ۔

6 ۔ بڑی مد "29۔پولیس" کے تحت ایک کروڑ چھہتر لاکھ روپے کا ایک ضمنی مطالبہ' زر پیش کیا جا رہا ہے ۔ یہ رقم صوبائی مسلح ریزرو کے قیام اور پولیس کے لئے ذرائع مواصلات و رسل و رسائل خریدنے کے لئے درکار ہوگی ۔

7 ۔ ہیلتھ سروسز سے متعلقہ بڑی مد "38 الف" کے تحت پچاسی لاکھ روپے کا ضمنی مطالبہ' زر پیش کیا جا رہا ہے ۔ اس مد کے تحت کل مطلوبہ رقم ایک کروڑ بارہ لاکھ روپے بنتی ہے جس میں وہ اسی لاکھ روپیہ بھی شامل ہے جو سرکاری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کے لئے ادویات خریدنے پر صرف ہوگا اور چھبیس لاکھ روپے کی وہ رقم بھی شامل ہے جو تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے قرضوں کی ادائیگی پر صرف ہوگی ۔ اس کے علاوہ دیگر متفرق اخراجات کے لئے چھ لاکھ روپے کی رقم بھی شامل ہے ۔ ادویات کے لئے مزید رقم صحت کی نئی پالیسی کے مطابق فراہم کی جا رہی ہے ۔ کل مطلوبہ رقم میں سے ستائیس لاکھ روپے گرانٹ کی بچتوں سے حاصل ہوں گے ۔ لہذا بقایا پچاسی لاکھ روپے کے لئے ضمنی مطالبہ' زر پیش کیا گیا ہے ۔

8 ۔ پنجاب کے اندر گندم کی فروخت پر امدادی رقم (Subsidy) کے اخراجات میزانیہ میں مختص شدہ رقم سے ایک کروڑ چوالیس لاکھ روپے بڑھ جائیں گے ۔ یہ اضافہ اس لئے ہوتا ہے کہ گندم کی نقل و حمل ، اسے ذخیرہ کرنے اور تقسیم کرنے کے اخراجات چار روپے ستاون پیسے فی من سے بڑھ کر پانچ روپے تیس پیسے فی من ہو گئے ہیں ۔ اس اضافے کی ایک وجہ یہ ہے کہ بوریوں کی قیمت بڑھ گئی ہے اور دوسری یہ کہ حکومت کو گندم کی سرکاری قیمت خرید میں اضافہ کی وجہ سے زیادہ مقدار میں قرضے لینے پڑے ہیں جن پر زیادہ سود دینا پڑا ہے ۔ انچاس لاکھ روپے گرانٹ میں بچتوں سے حاصل ہو جائیں گے لہذا بقایا پچانوے لاکھ روپے کے لئے ضمنی مطالبہ' زر پیش خدمت ہے ۔

9 ۔ دیگر مدات کے تحت متفرق اخراجات کے لئے ایک کروڑ اکیاون لاکھ روپے کی مزید رقم کا مطالبہ' زر پیش کیا گیا ہے ۔ ہر ایک مد کا تفصیلی جواز ضمنی میزانیہ کے کیفیت نامے میں درج کر دیا گیا ہے ۔

10 ۔ جناب والا ۔ اب میں ضمنی میزانیہ برائے سال 73—1972 پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر خزانہ نے ضمنی میزانیہ بابت 73—1972 پیش کر دیا ہے ۔ قبل اس کے کہ میں اجلاس کل صبح 8 بجے تک ملتوی کرنے کا اعلان کروں۔ میں فاضل اراکین کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ کل یعنی منگل ۵ جون صوبہ کی سیاسی صورت حال پر بحث کے لئے مقرر کیا جاتا ہے ۔

اب ایوان کی کارروائی 5 جون 1973 آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 5 جون 1973 بروز منگل 8 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا ۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس چہارم

منگل 5 جون 1973ء

(سہ شنبہ 3 جمادی الاول 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ○

پ ۳۔ س ۲ ع ۴ ایات ۲۶۱ تا ۲۶۳

اور جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے مال کی مثال اس دانہ کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں۔ اور اللہ جس کے مال و دولت کو چاہتا ہے کئی گنا زیادہ کر دیتا ہے ——— اور اللہ وسعتوں والا اور سب چیزوں کا جاننے والا ہے۔ جو لوگ اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں پھر اس کے بعد اس خرچ کا کسی پر احسان رکھتے ہیں اور نہ کسی کو اذیت پہونچاتے ہیں ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس ہے اور نہ ان کو کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے جس صدقہ کے دینے کے بعد لینے والے کو احسان جتا کر ایذا دی جائے اس سے تو نرم بات کہہ دینا اور درگذر کرنا بہتر ہے ——— اور اللہ بڑا بے پرواہ اور بردبار ہے۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور آن کے جوابات

رشوت خور افسران کے خلاف مقدمات

*1656 ۔ **سردار محمد عاشق** ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) محکمہ انسداد رشوت ستانی نے صوبہ میں یکم جنوری 1971ء تا 30 دسمبر 1971ء کتنے رشوت خور افسران کے خلاف مقدمات دائر کئے ۔

(ب) جن رشوت خور افسران کے خلاف جزو (الف) کے عرصہ کے دوران مقدمات درج ہوئے ان میں کتنے سزایاب ہوئے کتنے بری ہوئے اور کتنے مقدمات ابھی تک زیر سماعت ہیں ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) 335

(ب) اب تک 87 مقدمات کے چالان عدالت میں پیش کئے جا چکے ہیں ۔ ان میں سے 22 افسران سزایاب ہوئے ۔ 71 افسران بری ہوئے اور 93 مقدمات ابھی تک زیر سماعت ہیں ۔

دیہاتی غیر منقولہ جائیداد کی خرید و فروخت

*1672 ۔ **سردار محمد عاشق** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) پنجاب کے کن کن اضلاع میں دیہاتی غیر منقولہ جائیداد کی خرید و فروخت پر ڈسٹرکٹ کونسل ٹیکس عائد کرتی ہے ۔

(ب) کیا تمام اضلاع میں مذکورہ ٹیکس کی شرح برابر ہے یا اس میں کوئی فرق ہے ۔

(ج) جن اضلاع میں مذکورہ ٹیکس عائد ہے ان میں اس سے 1969ء اور 1972ء میں علیحدہ علیحدہ اور ضلع وار کتنی آمدنی ہوئی ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) تمام اضلاع میں یہ ٹیکس عائد ہے ۔

(ب) ماسوائے سیالکوٹ ۔ جہلم اور ساہیوال باقی تمام ڈسٹرکٹ کونسلوں کی شرح ایک فیصد ہے جبکہ اضلاع ساہیوال اور جہلم کی شرح 3/4 فیصد ہے اور سیالکوٹ ڈسٹرکٹ کونسل کی شرح دو فیصد ہے ۔

(ج) گوشوارہ آمدنی حسب ذیل ہے :۔

لاہور ڈویژن :۔

	1969ء	1972ء
لاہور ۔	503446	268648
شیخوپورہ ۔	488400	340415
گوجرانوالہ ۔	419511	394109
سیالکوٹ ۔	271481	349704
راولپنڈی ڈویژن ۔		
راولپنڈی ۔	272831-58	183211-73
کیمبلپور ۔	219320	282303
جہلم ۔	95285	69354-01
گجرات ۔	295082	232709
سرگودھا ڈویژن ۔		
لائلپور ۔	724051	577607
جھنگ ۔	336688	343170
میانوالی ۔	284401	158754
سرگودھا ۔	335440	201273
بہاولپور ڈویژن ۔		
بہاولپور ۔	204732-54	259065-19
بہاولنگر ۔	308244-55	256599-61
رحیم یار خان ۔	426464-99	381628-65
ملتان ڈویژن ۔		
ملتان ۔	1233180	1040993
ساہیوال ۔	683259	829005
مظفر گڑھ ۔	318124	273351
ڈیرہ غازیخان ۔	213443	195417

سردار محمد عاشق ۔ کیا وزیر موصوف فرمائینگے کہ جناب والا گوشوارہ آمدنی میں 1969 اور 1972 میں پانچ چھ اضلاع کو چھوڑ کر تمام میں خسارہ ہے اسکی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ 1971ء میں جنگ کی سب بڑی وجہ ہے کیونکہ ملک میں جنگ کی صورت حال تھی اور بد امنی تھی اس وجہ سے ان حالات میں جائیداد کی خرید و فروخت کم ہوئی تھی ۔ دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ ملک میں زرعی اصلاحات کی آمد آمد تھی اور عوام جائیداد کی خرید و فروخت سے گریز کر رہے ہیں اس وجہ سے بھی ٹیکس کی آمدنی میں کمی واقع ہوئی ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

شیخ عزیز احمد ۔ سیالکوٹ کی ڈویژنل کونسل دو فیصد کے حساب سے ٹیکس وصول کر رہی ہے جبکہ دوسرے اضلاع میں ایک روپیہ 75 پیسے ٹیکس کی شرح ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ اس ضلع سیالکوٹ کی ڈویژنل کونسل کے فیصلےکی دو وجوہ میں ۔ ایک یہ غریب ضلع ہے اور اسکی یہ خواهش تھی کہ اس میں ٹیکس زیادہ ہو اور دوسرے یہ ضلع جنگ کی صورت سے گذشتہ سالوں میں دو چار رہا ہے ۔ اسلئے اس ضلع کو لوکل گورنمنٹ نے ایسا کرنے کی اجازت دے دی تھی ۔

سردار محمد عاشق ۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائینگے کہ جہاں ٹیکس کی آمدنی میں کمی دکھائی گئی ہے اسکی وجہ کہیں اس رقم کو خرد برد کرنا تو نہیں ہے ۔

وزیر خزانہ ایسی کوئی بات نہیں ہے 1971-72 میں چونکہ جنگ کی صورت حال تھی اور مشرقی پاکستان کے حالات بھی مخدوش ہو چکے تھے اور ترقی میں کافی کمی آ گئی تھی ایسے حالات میں جائیداد کی خرید و فروخت میں بہت کمی آ چکی تھی ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ گوشوارہ کے مطابق سیالکوٹ کے ضلع میں 1969 میں 2،71،481 روپے آمدنی تھی اور 1972 میں 3,49,704 روپے ہو گئی ہے لیکن ٹیکس کی شرح میں اضافہ کے تناسب سے آمدنی کم ہوتی جا رہی ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ زیادہ شرح سے ٹیکس وصول کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے ۔

اور دوسری جگہ ایک فیصد سے بھی کم ہے اسکی وجہ یہ ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ علاقہ جنگ سے متاثرہ ہے اور اسکے بہت سے علاقے دشمن کے قبضہ میں تھے اس وجہ سے اس ضلع میں دوسرے ضلعوں سے ٹیکس کی شرح زیادہ ہے ۔

ڈاکٹر محمد صادق ملہی ۔ کیا وزیر موصوف فرمائینگے کہ اس ٹیکس کی وصولی کا طریقہ کار کیا ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ اس ٹیکس کی وصولی کا طریقہ کار وھی ہے کہ جس طرح ڈسٹرکٹ کونسلیں اپنے دوسرے ٹیکس وصول کرتی ہیں اسی طرح یہ ٹیکس بھی وصول کیا جاتا ہے ۔

ڈاکٹر محمد صادق ملہی ۔ نہیں جناب ۔ ایسا نہیں ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا۔ کیا ڈسٹرکٹ کونسلوں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ جس نسبت سے یا جس شرح سے چاہیں ٹیکس عائد کر سکتی ہیں ؟ کیا حکومت اس پر کوئی کنٹرول کرتی ہے تو اسکا طریقہ کار کیا ہے ؟ یہ بڑا واضح اور بنیادی سوال ہے اور اصل سوال سے اسکا بڑا گہرا تعلق ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ ڈسٹرکٹ کونسلیں بہت حد تک اپنے معاملات میں خود مختار ھوتی ہیں اور یہ لوکل گورنمنٹ کا بنیادی اصول ہے ۔ لیکن اسکے باوجود صوبے کی سطح پر لوکل گورنمنٹ کا ایک محکمہ ھوتا ہے جو تمام ڈسٹرکٹ کونسلوں کی سرگرمیوں کو ہم آہنگ کرتا ہے اس سے مشورے کے ساتھ طے ھوتا ہے اور صوبائی سطح پر اسکی اجازت لینی پڑتی ہے کہ ایک خاص حد سے آگے یہ ٹیکس عائد نہ کیا جائے لیکن اس حد کے اندر اندر انہیں اس بات کی خود مختاری ھوتی ہے کہ وہ یہ دیکھیں کہ انکے حالات کے مطابق کیا ٹیکس مناسب ہے ۔ وہ اس میں کمی بیشی کر سکتی ہیں لیکن اس کیلئے مشورہ کرنا ضروری ہے ۔

ڈسٹرکٹ کونسلوں کی طرف سے پیشہ ورانہ

ٹیکس کا نفاذ

*1673 ۔ **سردار محمد عاشق** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسلوں نے اپنے اپنے علاقوں میں پیشہ ورانہ ٹیکس عائد کیا ھوا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ درست ہے کہ پیشہ ورانہ ٹیکس صرف غریب مزدوروں یعنی لوہاروں ترکھانوں اور دیگر اسی قسم کے محنت کشوں پر عائد ہے۔

(ج) جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ٹیکس کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے : (الف) جی ہاں ۔

(ب) یہ ٹیکس صرف ان لوگوں پر عائد ہوتا ہے جن کی سالانہ آمدنی مبلغ 300 روپیہ سالانہ سے زائد ہوتی ہے ۔

(ج) کسی ٹیکس کو ختم کرنے سے پہلے اس ادارے کی مالی حالت کا جائزہ لینا ضروری ہے اس وقت حالت یہ ہے کہ بہت سی ضلعی کونسلیں اپنے ملازمین کو اور خصوصاً اساتذہ کو پنشن بھی نہیں دے سکتیں اور اس ضمن میں کئی دفعہ اسمبلی میں سوالات بھی اٹھائے گئے جب ان کونسلوں کی مالی حالت اتنی خراب ہو تو ٹیکس ختم کرنے یا کم کرنے کا مسئلہ پیدا ہی نہیں ہونا چاہئیے بلکہ تجویز یہ آنی چاہئیے کہ ان اداروں کی آمدنی میں کس طرح اضافہ کیا جائے تا کہ وہ اپنے فرائض بطریق احسن پورے کر سکیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں س ایوان میں ایک قرار داد پاس ہوئی تھی کہ پیشہ ورانہ ٹیکس نہیں لئے جائیں گے اور چھ ہزار روپیہ سالانہ آمدن کی حد رکھی گئی تھی ۔ کیا میں وزیر موصوف سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ اس قرار داد کی روشنی میں انہوں نے ڈسٹرکٹ کونسلوں کو واضح ہدایات جاری کر دی ہیں کہ اس معزز ایوان نے یہ متفقہ قرار داد پاس کی تھی کہ پیشہ ورانہ ٹیکس چھوٹے دکانداروں ۔ چرواہوں وغیرہ سے جن کی سالانہ آمدن

اگرچہ ہزار روپیہ سے زائد ہوگی وصول کیا جائے گا اور کم آمدنی والوں سے وصول نہیں کیا جائیگا ؟ اس سلسلے میں وضاحت فرما دیجئے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اسکی صورت یہ ہے کہ یہ ایک وسیع تر سکیم ہے جس میں اس وقت تک زراعت پیشہ لوگوں پر ۔ پیشہ ور افراد پر اور جو ہنر مند ہیں مثلاً لوہار ۔ ترکھان اور شہر کے عام لوگوں پر ٹیکس لگایا جاتا ہے ۔ اسکے متعلق ایک تجویز یہ ہے کہ تمام لوگوں پر تمام طبقوں پر انکم ٹیکس کے اصول پر یہ ٹیکس لگایا جائے اور باقی تمام ٹیکس ہٹا دیے جائیں لیکن یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جو صوبوں کے بجائے مرکز سے تعلق رکھتا ہے ۔ جو قرار داد یہاں پاس ہوئی تھی اسکے مطابق غور ہو رہا ہے ۔ لیکن یہ تجویز ایسی ہے کہ اسکا فیصلہ مرکز کی سطح پر بھی کیا جائیگا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جہاں تک پیشہ ورانہ ٹیکس کا تعلق ہے یہ صوبائی مسئلہ ہے یہ مرکزی مسئلہ نہیں ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ یہ بجا ہے یہ نہ صرف صوبائی بلکہ لوکل گورنمنٹ کا مسئلہ ہے ۔ اسکے باوجود جس تجویز کی طرف میرے دوست اشارہ فرما رہے ہیں اسکا مطلب یہ ہے کہ جس طرح چھ ہزار کی آمدن پر شہر کے لوگوں کو ۔ کاروباری لوگوں کو ۔ صنعت کاروں کو ٹیکس میں چھوٹ دی جاتی ہے اسی طرح باقی تمام لوگوں کے بارے میں بھی یہی رویہ اختیار کیا جائے ۔ اس کیلئے جو طریقہ کار اختیار کیا جائیگا مطلب یہ ہوگا کہ باقی ٹیکس ہٹا کر آپ ان پر انکم ٹیکس کا قانون لگائیں گے ۔ یہ انکم ٹیکس کا قانون مرکزی حکومت لگائے گی ۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ صوبے اپنی سطح پر یہ بات سوچ رہے ہیں اور مرکز کے ساتھ اس پہ بات ہو رہی ہے ۔ اگر ان خطوط پر کوئی تجویز بروئے عمل لائی گئی تو وہ مرکز کی سطح پر ہوگی ۔

ملک محمد علی خان ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ کیا تین سو روپیہ سالانہ ایسی آمدنی ہے کہ اس پر ٹیکس لگایا جائے ؟

وزیر خزانہ ۔ ٹیکس کے لفظ سے اتنا گھبرانا نہیں چاہئے ۔ اگر تین سو روپیہ

سالانہ آمدن تھوڑی ہے تو اس پر ٹیکس بھی بہت تھوڑا ہے۔ اس پر مہینے میں چار آنے ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ یہ کوئی ایسا ٹیکس نہیں ہے۔ تین سو روپیہ چار سو روپیہ کی آمدن پر سارے سال میں تین روپیہ ٹیکس لیا جاتا ہے۔ اس تین سو پیسے کو اگر آپ بارہ پر تقسیم کریں تو صرف ۲۴ پیسے بنیں گے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ جناب والا۔ وزیر موصوف جو جواب دے رہے ہیں وہ اس ضمنی سوال کے بالکل برعکس ہے اس کا جواب یہ نہیں ہوسکتا کہ تھوڑے ٹیکس سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ یہ تو کوئی جواب نہیں۔ ان کو مہربانی کر کے اس کا جواب دینا چاہئے۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا۔ میں نے یہ جواب دیا ہے۔ اگر آپ توجہ فرماتے تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ یہ صرف جواب ہی نہیں بلکہ جواب واثق ہے۔ جواب یہ ہے کہ جس کی تھوڑی آمدن ہے اس پر ٹیکس بھی بالکل برائے نام ہے۔ جن کونسلوں نے یہ ٹیکس عائد کئے ہیں انکے پاس سوائے اس ذریعہ آمدن کے اور کوئی ذریعہ نہیں۔ عموماً دیہات میں جو نقد آمدن ہوتی ہے یہ اس آمدن سے "سیپ" الگ ہوتی ہے جو ان لوگوں کو عام حالات میں ہوتی ہے عموماً لوہار۔ ترکھان سیپ کے ذریعے سے چلتے ہیں۔ دانے اور دوسری چیزوں کے ذریعے سے ان کا آپس میں معاہدہ ہوتا ہے۔ دیہات میں تین سو روپیہ سالانہ نقد آمدن کافی آمدن ہے لیکن اس پر سال میں صرف تین روپیہ ٹیکس لگایا گیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ سال کے تین سو پیسے ہو گئے۔ اگر انکو بارہ پر تقسیم کریں تو یہ چند پیسے ماہوار ٹیکس بنتا ہے اور اسکے علاوہ لوکل گورنمنٹ اور ڈسٹرکٹ کونسلوں کا اور کوئی ذریعہ آمدن نہیں ہے۔

سردار صغیر احمد۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم یہ بیان فرمائینگے کہ کیا انکے نوٹس میں یہ بات ہے کہ اس ٹیکس کا زیادہ تر حصہ انتظامی اخراجات پر خرچ ہو جاتا ہے اسلئے ڈسٹرکٹ کونسلوں کی آمدن کم معلوم ہوتی ہے ؟

وزیر خزانہ۔ جناب والا۔ اگرچہ یہ سوال اصل سوال سے تعلق نہیں رکھتا لیکن یہ بات بہت سی جگہوں پر پائی جاتی ہے۔ ہم اسکے تدارک کی کوشش کرینگے۔

چوھدری غلام قادر ۔ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ یہ ٹیکس صرف تین روپیہ ٹیکہ ہے۔ یہ تین روپیہ تک نہیں ہوتا ۔ یہ چھ روپے یا نو روپے یا سولہ روپے ہوتے جو افسر ٹیکس لگانے کیلئے جاتا ہے اسکو اگر کیسی جوتے گانٹھنے والے سے دس روپے مل جائیں تو وہ اسے اصل ٹیکس معاف کر کے چلا جاتا ہے ۔ یعنی ایک جوتے گانٹھنے والا اگر 25 روپے ماہوار کما لیتا ہے تو اس سے وہ بال بچوں کا پیٹ کس طرح پال سکتا ہے ۔ اگر ڈسٹرکٹ کونسلیں یہ ٹیکس معاف کر دیں تو ہمارا وہ وعدہ پورا ہو جاتا ہے کہ ہم غریبوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں ۔ ایک یا ڈیڑھ لاکھ روپیہ حکومت کیلئے کوئی بات نہیں ہوتی ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ مسئلہ حکومت کا نہیں ہے۔ یہ مسئلہ لوکل کونسلوں کا ہے ۔ ڈسٹرکٹ کونسلوں کا ہے اور اسکے بعد جیسے میں نے عرض کی ہے کہ تین سو روپیہ سے لیکر چار سو روپیہ تک ہے ۔ مثلاً شیخوپورہ ۔ رحیم یار خاں جیسے ضلعوں میں سال میں تین روپیہ ٹیکس ہے ۔ تو یہ بمشکل 25 اور 30 ٹیڈی پیسے ٹیکس بنتا ہے ۔ آپ ان کونسلوں کے پاس آمدن کا یہی ایک ذریعہ ہے ۔ اسکے بعد 401 روپے سے کر 500 روپے تک چھ پیسے فی روپیہ ہے ۔ 501 روپیہ سے لیکر 600روپیہ تک 9 پیسے روپے ہے اور 601 روپے سے لے کر 1200 روپے تک 12 پیسے ہے ۔ تو انہوں نے اس تناسب سے یہ ٹیکس لگائے ہیں ۔ ہم بھی چاہتے ہیں اور ڈسٹرکٹ کونسلیں بھی کوشش کرینگی ۔ آپ میں سے بھی بہت سے ممبر حضرات ڈسٹرکٹ کونسلوں کے ممبر ہیں ۔ اگر آپکی ڈسٹرکٹ کونسل کا بجٹ اس بات کی اجازت دیتا ہے تو میری طرف سے بڑی خوشی سے آپ یہ ٹیکس ہٹا دیں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں وزیر موصوف سے یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ وہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں کیونکہ وہ غلط بیانی نہیں کرتے لیکن وہ حقائق سے بہت دور گھومتے رہے ہیں ۔ کیا میں ان سے یہ درخواست کر سکتا ہوں کہ انہوں نے جو کچھ ضمنی سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ تین روپیہ سے لے کر چار روپیہ وغیرہ کے حساب سے یہ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے ۔ اسکو mis use کیا جا رہا ہے ۔ وہ غریب آدمی جس کی ماہوار آمدن 25 روپیہ بنتی ہے ۔ اسکے خاندان کے پانچ ۔ چھ یا دس افراد بنتے ہیں ۔ اگر اس سے ٹیکس کی وصولی کے بہانے نا انصافی کی جا رہی ہے تو کیا حکومت ان کو یہ واضح ہدایات دے سکتی

ہے کہ اس ٹیکس کو فوری طور پر ختم کیا جائے کیونکہ اس سے ڈسٹرکٹ کونسلوں کو بہت کم فائدہ ہوتا ہے اور انتظامی افسران اسکا بہت زیادہ غلط استعمال کر رہے ہیں ؟ کیا وزیر موصوف اس سے اتفاق فرمائینگے ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ بات کیوں میرے عزیز دوستوں کی سمجھ میں نہیں آ رہی کہ یہ ٹیکس ڈسٹرکٹ کونسلوں نے لگائے ہیں اور ڈسٹرکٹ کونسلوں کے آپ ممبر ہیں ۔ اگر آپ دیکھتے ہیں کہ وہاں اس میں کوئی خرابی کی جا رہی ہے یا اس کے استعمال میں کوئی غلطی ہو رہی ہے تو بڑی خوشی سے اس کی اصلاح کر لیجیے , کون کہتا ہے کہ اس کی اصلاح نہ کیجیے ۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا ہے کہ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی خاص ڈسٹرکٹ کونسل اس قابل ہے ، اس کے پاس اتنا سرمایہ ہے کہ اگر وہ یہ مختصر سا ٹیکس ہٹا دے تو بھی اس کا گزارہ چل سکتا ہے تو میری طرف سے اس کی اجازت ہے کہ آپ یہ ٹیکس بڑی خوشی سے ہٹا دیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں وزیر اعلیٰ کی خدمت میں بڑی درد مندی سے اپیل کروں گا ، کیونکہ یہ معاملہ نہایت اہم ہے ؟ دیہات کے متعلق ہے ، اور ہمیں عموماً اس مسئلے کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ میں بہاول نگر کی ڈسٹرکٹ کونسل کی مثال پیش کرتا ہوں ۔ اتفاق سے میں اور میاں روف صاحب دونوں موجود تھے ، ہم نے یہی ٹیکس وہاں سے لیا تھا ۔ ہم نے اس ایوان میں متفقہ طور پر قرارداد پاس کی ہے ، لہذا یہ آمدنی ہمارے ضلع میں ۹۰ ہزار ہے ۔ میں نے یہی تجویز کیا تھا کہ خرید و فروخت پر ایک روپیہ ہم لگاتے ہیں ، یہ سوا روپیہ کر دیا جائے تو ہم اس سے بھی زیادہ انکم کما سکتے ہیں ، بجائے اس کے کہ ہم موچیوں ، تیلیوں ماچھیوں سے یہ وصولی کرتے پھریں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس سلسلے میں منسٹر صاحب نے واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ یہ آپ کی ڈسٹرکٹ کونسل کا headache ہے ۔ اس کو آپ وہیں discuss کریں صوبائی اسمبلی کے floor پر نہ کریں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ حکومت کی طرف سے یہ ہدایات آئی ہیں کہ ہم اس کو ختم نہیں کر سکتے ۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ فاضل ممبر نے وزیر اعلیٰ کہا ہے ۔ کیا رامے صاحب آج سے وزیر اعلیٰ ہیں ؟

وزیر خزانہ ۔ اس میں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ وزیر اعلیٰ صاحب بیمار ہیں اور ان کی جگہ میں سوالوں کے جواب دے رہا ہوں ، کیونکہ تمام سوال وزیر اعلیٰ صاحب کو ایڈریس کئے گئے ہیں ۔ اس لئے ان کی طرف سے جواب دیے جا رہے ہیں ۔ یہ ایک ٹیکنیکل سی بات ہے ، اس میں آپ پریشان نہ ہوں ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ کیا وزیر اعلیٰ صاحب اس بات پر غور فرمائیں گے کہ پنجاب اسمبلی نے متفقہ طور پر قرار داد منظور کر لی تھی کہ تین سو سے کم اور تین سو تک آمدنی والوں پر سے پیشہ ورانہ ٹیکس معاف کر دیا جائے ۔ لیکن صوبائی حکومت نے یہ ہدایات کی ہے کہ یہ ٹیکس ضرور لیا جائے ۔ تو میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ ایوان سے یہ رائے لے لی جائے ۔ اگر ایوان کی اکثریت کی رائے یہ ٹیکس ختم کرنے کے حق میں ہو تو صوبائی حکومت کے بس میں ہے کہ وہ اسے فوراً ختم کر دے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے نہیں کہ آپ ایک قرار داد پاس کریں ۔ آپ اس کو اپنی پارٹی کی میٹنگ میں لے آئیں ۔

لاہور شہر میں رکشا اور ٹیکسی کے میٹروں کا تیز چلنا

*1674 ۔ سردار محمد عاشق ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور شہر میں بیشتر رکشا اور ٹیکسی ڈرائیور میٹروں کی مہریں توڑ کر ان کو تیز چلا رہے ہیں ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ رکشا اور ٹیکسی ڈرائیور میٹروں کو تیز چلانے کے باوجود سواری سے میٹر کی رقم سے زیادہ رقم کا مطالبہ کرتے ہیں اور نہ ماننے والی سواری کو بٹھانے سے انکار کر دیتے ہیں ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ رکشا اور ٹیکسی ڈرائیور تھوڑے سفر والی سواری کو بٹھانے سے انکار کر دیتے ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے (الف) تا (ج) کے جوابات اثبات میں ہوں تو کیا پولیس ان کا سدباب کرنے کے لئے کوئی انتظام کر رہی ہے اور کب تک ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) ایسی شکایات موصول ہوئی ہیں ۔

(ب) یہ درست ہے ۔

(ج) یہ درست ہے ۔

(د) مذکورہ بالا جرائم کا انسداد کرنے کے لئے ٹریفک پولیس اکثر اوقات ایسے ڈرائیوروں کے خلاف جو کہ سواریوں کو لے جانے سے انکار کرتے ہیں زیادہ کرایہ وصول کرتے ہیں ۔ سپیشل ریڈ کر کے چالان کرتی ہے ۔ اور ان گاڑیوں کے فٹنس سرٹیفکیٹ معطل کئے جاتے ہیں ۔ جن کے میٹر تیز چلتے ہیں ۔

سردار محمد عاشق ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ اس سلسلے میں کتنی گاڑیوں کے آج تک چالان کئے جا چکے ہیں ؟

وزیر خزانہ ۔ کل چالان 2134 کئے گئے ہیں جس میں میٹر کی خرابی کے سلسلے میں 1399 اور سواری نہ بٹھانے کے جرم میں 735 چالان کیے گئے ہیں ۔ یہ تفصیل یکم جنوری 1972ء سے 31 دسمبر 1972ء تک ، یعنی ایک سال ہے ۔

بسطامی روڈ لاہور کی کشادگی

***1684** ۔ **سردار محمد عاشق** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا حقیقت ہے کہ مسلم کالونی لاہور کی بسطامی روڈ آج سے تقریباً 6 ماہ پہلے سیوریج پہنچانے کے لئے اکھاڑ دی گئی تھی ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ناجائز تجاوزات کی وجہ سے مذکورہ سڑک کی

چوڑائی بہت تھوڑی رہ گئی ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی مرمت کرکے اور اس پر قائم کئے گئے ناجائز تجاوزات ہٹا کر اس کی منظورشدہ چوڑائی بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) اس سڑک پر کوئی ناجائز تجاوزات نہیں مگر سڑک کی چوڑائی بعض جگہ کم ہے ۔

(ج) سڑک کی مرمت ہو چکی ہے ۔ تجاوزات اگر ہوئے تو انہیں ہٹانے کی کوشش کی جائے گی ۔

سردار محمد عاشق ۔ جناب والا ۔ اس سوال کے جواب میں وزیر موصوف نے پہلے تو یہ فرمایا ہے کہ تجاوزات نہیں ہیں اور ''ج'' جز میں انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی ہوئے تو وہ ہٹا دیے جائیں گے ۔ دونوں میں سے کون سا جواب درست ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ دونوں درست ہیں ۔ جناب والا ۔ صورت یہ ہے کہ جب اس سڑک کا منصوبہ بنا تو اس سے پہلے بہت سی عمارتیں ان علاقے میں بن چکی تھیں ۔ اصل میں جس کو تجاوزات سمجھا جا رہا ہے وہ پرانی عمارتیں ہیں جو سڑک کے منصوبے سے قبل بنی ہیں ۔ یہی وہ حصے ہیں جہاں پر سڑک کی چوڑائی بعض جگہ پر کم ہے ۔ اس لئے ہم نے کہا ہے کہ ہمارے اندازے کے باوجود ہم اس سوال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس بات کے لئے تیار ہیں کہ اگر کوئی عمارت پھر بھی ایسی بن گئی ہے جو سڑک کے منصوبے کے بعد بھی ہے تو ہم اس کے سلسلے میں کارروائی کریں گے ۔

محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے ایگزیکٹیو انجینئروں کو تنخواہ کی ادائیگی

*2159 ۔ **چودھری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کہ یہ درست ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے 15 ایگزیکٹیو انجینئروں کو 7 ماہ سے تنخواہ ادا نہیں کی گئی ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ افسران کی تنخواہ کی ادائیگی کے لئے کوئی موثر قدم اٹھائے گی اور اس کوتاہی میں ملوث آفیسر کے خلاف کوئی کارروائی کرے گی ۔ اگر ہاں تو کب تک ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) فقط چند ایگزیکٹیو انجینئروں کو مختصر سی مدت کے لئے بعض تکنیکی وجوہ کی بنا پر اکاؤنٹینٹ جنرل پنجاب نے تنخواہ کی ادائیگی معطل کی ۔ تاہم حکومت نے گذشتہ ماہ اپنے ایک حکم نامے کے اجرا سے مذکورہ انجینئروں کی تنخواہوں کی ادائیگی کا تعطل دور کر دیا ہے ۔ اور اب ان سب کو تنخواہ باقاعدگی سے مل رہی ہے ۔

(ب) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

سیالکوٹ شہر میں بس سٹینڈ کی تعمیر

*2223 ۔ **شیخ عزیز احمد** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ حکومت سیالکوٹ شہر میں بس سٹینڈ تعمیر کرنے کے لئے کوئی اقدامات کر رہی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ سٹینڈ کس جگہ پر تعمیر کیا جائے گا یا تعمیر کرنے کی تجویز ہے اور وہ کب تک پایہ تکمیل کو پہنچے گا ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ بس سٹینڈ کی تعمیر کنٹونمنٹ بورڈ سیالکوٹ کر رہا ہے جو صوبائی حکومت کے ماتحت نہیں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ صوبہ بھر میں جبکہ تمام جگہ پر سٹینڈ میونسپل کمیٹیاں اور ٹاؤن کمیٹیاں بنا رہی ہیں تو سیالکوٹ شہر میں یہ کام کنٹونمنٹ بورڈ کو کیوں دیا گیا ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اس کی تفصیلات کے لئے الگ سوال کیا جائے ، پھر اس کا جواب دیا جائے گا ۔

شیخ عزیز احمد ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ میں نے سوال یہ دریافت کیا ہے کہ ”حکومت سیالکوٹ شہر میں بس سٹینڈ تعمیر کرنے کے لئے کوئی اقدامات کر رہی ہے ؟ اگر ایسا ہے تو مذکورہ سٹینڈ کس جگہ پر تعمیر کیا جائے گا ؟ اگر تعمیر کرنے کی تجویز ہے تو یہ“ کب تک پایہ تکمیل کو پہنچے گا ۔

وزیر خزانہ ۔ آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا شافی جواب یہی تھا کہ چونکہ اس سے صوبائی حکومت کا تعلق نہیں اور کنٹونمنٹ بورڈ مرکز کی تحویل میں ہوتے ہیں ۔ اس کے تحت کام کرتے ہیں اس لئے ہم ان سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ ہمیں یہ معلومات دیں اور اس وجہ سے کہ چونکہ ہمارا اس سے تعلق نہیں ، ہم نے ان سے معلومات حاصل کی بھی نہیں ۔ اگر آپ اس سلسلے میں ذاتی طور پر دلچسپی رکھتے ہیں تو میں آپ کے لئے یہ معلومات حاصل کر دوں گا ۔

پبلک پراسیکیوٹروں کی بطور سیشن جج ترقی

*2319 ۔ شیخ محمد اصغر ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سال 1972-73ء سے آج تک کتنے پبلک پراسیکیوٹروں کو بطور سیشن جج ترقی دی گئی ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ متعدد سینئر سول ججوں کو جن کی سروس بعض پبلک پراسیکیوٹروں سے زیادہ ہے مذکورہ ترقی نہیں دی گئی ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) عرصہ مذکور میں کسی پبلک پراسیکیوٹر کو بطور سیشن جج ترقی نہیں دی گئی ۔

(ب) جی نہیں ۔

صوبہ پنجاب کی سول عدالتوں میں ججوں کا تقرر

*2321 - شیخ محمد اصغر - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب کی سول عدالتوں میں زیر التوا دیوانی مقدمات کو نمٹانے کے لئے حکومت مزید سول ججوں کو عارضی طور پر تعینات کرنا چاہتی ہے -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ آسامیوں پر تقرری نامزدگی کے ذریعے ہوگی - اگر ایسا ہے تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) - جی نہیں - پبلک سروس کمیشن کے ذریعے 24 سول جج مقرر کئے جا رہے ہیں -

(ب) سوال پیدا نہیں ہوتا -

سرکاری کوارٹروں کی الاٹمنٹ

*2322 - شیخ محمد اصغر - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سرکاری کوارٹروں کی الاٹمنٹ کے سلسلہ میں متعدد درخواستیں اسٹیٹ آفیسر پنجاب سیکرٹریٹ لاہور کے دفتر میں زیر التوا پڑی ہوئی ہیں - اگر یہ صحیح ہے تو ان درخواستوں کی تعداد کیا ہے -

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایسے سرکاری ملازمین کو جنہوں نے کافی عرصہ پہلے کوارٹروں کی الاٹمنٹ کے سلسلے میں درخواستیں دی تھیں اور فہرست پر تقدم بھی حاصل تھا نظر انداز کیا جا رہا ہے اور ایسے اشخاص کو کوارٹرز الاٹ کئے جا رہے ہیں جنہوں نے کافی عرصہ بعد درخواستیں دی تھیں - اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) جی ہاں ۔ تقریباً پانچ ہزار درخواستیں مکانات نہ ہونے کی وجہ سے زیر التوا ہیں ۔

(ب) عام طور پر سرکاری مکانات کی الاٹمنٹ صوبائی ملازمین کو تاریخ درخواست کے مطابق باری کے حساب سے کی جاتی ہے مگر مندرجہ ذیل مخصوص حالات میں باری سے پہلے بھی کسی شخص کو مکان الاٹ کیا جا سکتا ہے ۔

(۱) اگر کوئی درخواست دہندہ کم از کم دو ایسے مکانات کی نشان دہی کرے جن میں کسی ملازم نے غلط بیانی سے الاٹمنٹ حاصل کی ہو یا ناجائز طور پر قابض ہو تو اطلاع کے صحیح ثابت ہونے کی صورت میں درخواست دہندہ کو مکان اس کی باری سے پہلے بھی الاٹ کیا جا سکتا ہے ۔

(۲) اگر کوئی الاٹی ریٹائر ہو جائے تو اس کے لڑکے یا لڑکی جو گورنمنٹ ملازم ہوں اور اس کے ساتھ رہتے ہوں کی درخواست کو باقی درخواستوں پر ترجیح دی جاتی ہے ۔

(۳) نامساعد گھریلو حالات کی بنا پر الاٹمنٹ کی درخواستوں پر مناسب غور کے بعد باری سے پہلے الاٹمنٹ کی جا سکتی ہے ۔

سردار محمد عاشق ۔ جناب والا۔ وزیر موصوف نے جواب کے جزو (ب) (3) میں فرمایا ہے کہ ''نامساعد گھریلو حالات کی بنا پر الاٹمنٹ کی درخواستوں پر مناسب غور کے بعد باری سے پہلے الاٹمنٹ کی جا سکتی ہے ۔'' جناب والا جن غریبوں کو کوارٹر نہیں ملے وہ میاں بیوی آج ہی جھگڑ پڑیں تو کیا ان کے جھگڑنے سے ان کو مکان مل جائے گا ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ نامساعد حالات کی تعریف بڑی وسیع ہے اس سے compassionate ground در اصل مراد ہے ۔ جہاں یہ دیکھا جائے کہ بہت زیادہ hard-ship ہے اور اس میں متفقہ طور پر یہ فیصلہ ہو تو جناب چیف منسٹر کی اجازت سے اس کو مکان الاٹ کر دیا جائے گا ۔

صوبہ پنجاب میں سی - ایس - پی اور پی - سی - ایس افسران کی تعداد

*2324 - شیخ محمد اصغر - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) صوبہ پنجاب میں سی - ایس - پی اور پی - سی - ایس افسروں کی کل تعداد کیا ہے -

(ب) ان میں دیگر صوبوں سے تعلق رکھنے والے اصحاب کی تعداد کیا ہے اور وہ کب سے پنجاب میں تعینات ہیں -

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) - مطلوبہ معلومات حسب ذیل ہیں :-

(الف) (*i*) سی - ایس - پی (بشمول ہائی کورٹ کے تین جج صاحبان80 (اسی)

(*ii*) پی - سی - ایس ایگزیکٹو برانچ (375) اور جوڈیشل برانچ (165) - (522) پانچ صد بائیس اس تعداد میں وہ 37 افسران شامل نہیں ہیں جو اس وقت مرکزی حکومت کے ماتحت عہدوں پر تعینات ہیں -

(ب) (*i*) سی - ایس - پی افسران کی سکولت کے متعلق صحیح معلومات صرف وفاقی حکومت کے پاس ہی ہوتی ہیں - لیکن اس امر کے قطع نظر ان کا تقرر تمام صوبوں میں اور وفاقی حکومت کے تحت کہیں بھی کیا جا سکتا ہے -

(*ii*) پی - سی - ایس افسروں میں سے کوئی بھی دوسرے صوبوں سے تعلق نہیں رکھتا -

---

صوبہ پنجاب میں مجسٹریٹوں کی بھرتی

*2333 - شیخ محمد اصغر - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) صوبہ پنجاب میں فوجداری مقدمات کو جلد از جلد نمٹانے کے لیے کتنے نئے مجسٹریٹ بھرتی کرنے کا پروگرام ہے -

(ب) نئے مجسٹریٹوں کو بھرتی کے لیے درخواستیں کب طلب کی گئیں -

(ج) دراخواست دہندگان کی کل تعداد کیا ہے - ان میں کتنے وکلاء نے درخواستیں دی ہیں -

د) کیا نئے مجسٹریٹوں کی تعیناتی ہو گئی ہے - اگر جواب اثبات میں ہے تو ان کی کل تعداد کتنی ہے اور ان میں سے کتنے وکلاء ہیں اور ان کی پریکٹس کا زیادہ سے زیادہ اور کم از کم کتنے سالوں کا تجربہ ہے ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) - (الف) یک صد (100)

(ب) 20 دسمبر 1972

(ج) آٹھ سو چھیاسٹھ (866)

(د) ابھی نہیں ۔

سید تابش الوری - کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ پی - سی - ایس کا امتحان پاس کرنے کے بعد پبلک سروس کمیشن کی سفارش پر جن 25 افراد کو منتخب کیا گیا تھا انہیں ابھی تک appointment letter کیوں نہیں ڈالے گئے ؟

وزیر خزانہ - اس کے لیے علیحدہ سوال کیا جائے ۔

سید تابش الوری - جناب والا - کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ پبلک سروس کمیشن نے جن سو افراد کو مجسٹریٹ کے طور پر منتخب کیا تھا انہیں ابھی تک مقرر کیوں نہیں کیا گیا ؟

وزیر خزانہ - جناب والا - اس سلسلے میں کئی مراحل باقی ہیں - میڈیکل چیک اپ ہونا ہے - پولیس کی رپورٹ وغیرہ ہونا ہے اس سلسلے میں کارروائی جاری ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی - کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ مجسٹریٹوں کی بھرتی کے سلسلے میں حکومت نے کیا اصول وضع کئے ہیں ؟

وزیر خزانہ - جناب والا - اس پر کئی مرتبہ اس ہاؤس میں سوال پوچھے جا چکے ہیں - خود میری تین چار تقریریں اس سلسلے میں موجود ہیں - اگر انہیں اس سلسلے میں جواب مطلوب ہے تو پھر نیا سوال کیا جائے ۔

سید تابش الوری - کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جن سو مجسٹریٹوں کی سلیکشن پبلک سروس کمیشن نے کی ہے - کیا گورنر نے اس کی منظوری دے دی ہے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سو کا اس میں ذکر نہیں ہے اور پبلک سروس کمیشن کا بھی اس میں کہیں ذکر نہیں ہے ۔ انہوں نے مہربانی کی ہے کہ ہاؤس میں جواب دیا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ جواب میں کہا گیا ہے کہ ایک سو مجسٹریٹ مقرر کئے جا رہے ہیں اور وہ مجسٹریٹ پبلک سروس کمیشن نے باقاعدہ منتخب کر لیے ہیں ۔ لیکن ابھی تک گورنر نے ان کی منظوری نہیں دی اور یہ کہا جا رہا ہے کہ اس میں چونکہ ناپسندیدہ افراد ہیں اس لیے ان کی تعیناتی روک لی گئی ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ مجھے اعتراض ہے کہ اس طرح سے مختلف موضوعات پر تقاریر ہوں ۔ اگر کوئی بات پوچھنی ہے تو اس کے لئے علیحدہ سوال کیا جائے ہم جواب دے دیں گے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں نے سوال کیا ہے کہ گورنر نے پبلک سروس کمیشن کے منتخب شدہ مجسٹریٹوں کی منظوری دے دی ہے یا نہیں ؟ بالکل سیدھا سوال ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سید صاحب اس میں پبلک سروس کمیشن کا کوئی ذکر نہیں ہے ۔ اور نہ آپ کا سپلیمنٹری سوال بنیادی سوال سے متعلق ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس میں کہا گیا ہے کہ سو مجسٹریٹ مقرر کئے جا رہے ہیں اور میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ وہ منتخب کر لیے گئے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ اس میں کہاں بیان کیا گیا ہے ۔ آپ اس کا جواب تو دیکھیں اس میں یہ نہیں کہا گیا جو آپ فرما رہے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ انہوں نے جواب دے دیا تھا وہ ان کی مہربانی تھی ورنہ اس میں relevancy نہیں تھی ۔ اب دوبارہ آپ کو توقع نہیں کرنی چاہیے ۔

سید تابش الوری ۔ جب انہوں نے خود مہربانی فرمائی ہے تو اب بات چل نکلی ہے دیکھیں کہاں تک پہنچے ۔ لوگوں کو اس سلسلے میں بڑے شکوک و

شبہات ہیں اس لئے وزیر موصوف اگر اس کا ازالہ کر سکیں تو یہ ان کے اپنے مفاد میں ہوگا ۔ میرا سوال صرف یہ ہے کہ پبلک سروس کمیشن نے جن سو مجسٹریٹوں کو منتخب کیا ہے کیا گورنر نے اس کی منظوری دے دی ہے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں نے اس پر اپنی رولنگ دے دی ہے

This is irrelevant, Let us proceed now.

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ میں نے یہ سوال عرض کیا تھا کہ مجسٹریٹوں کی بھرتی کا طریقہ کار کیا ہے یہ سوال پہلے کبھی نہیں پوچھا گیا ۔ غالباً کچھ غلطی لگ گئی ہے وزیر فنانس کو جو انہوں نے فرمایا ہے کہ پہلے اس کا جواب دیا جا چکا ہے ۔ جہاں تک ان کی تقریروں کا تعلق ہے وہ سوالات کے جوابات میں شامل نہیں کی جا سکتیں ۔ از راہ کرم یہ بیان فرمائیں کہ ان کی بھرتی کا کیا طریقہ کار ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ آپ کی رولنگ موجود ہے یا رد ہوگی ہے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ وہ کھڑی ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ تو پھر میں آگے چلوں ؟

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ آپ نے اس کے متعلق رولنگ نہیں دی تھی ۔

سید تابش الوری ۔ آپ کی رولنگ بھی کھڑی ہے اور میں بھی کھڑا ہوں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب رولنگ بیٹھ گئی ہے اور وہ کھڑے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ وہ زیادہ اونچی جگہ پر کھڑے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ کیا وزیر موصوف یہاں فرمائیں گے کہ پبلک سروس کمیشن نے مجسٹریٹوں کے سلسلے میں جو انتخاب کیا تھا اس حکومت نے اسے مسترد کر دیا ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ آپ کی رولنگ موجود ہے میں اس کا جواب نہیں دے سکتا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس پر مزید کوئی سوال نہیں ہوگا ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ آپ نے میرے سوال پر کوئی رولنگ نہیں دی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ نے بھرتی کے متعلق سوال کیا ہے جس کا بنیادی سوال سے کوئی تعلق نہیں بنتا ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ جب بھرتی کی جاتی ہے تو کوئی طریقہ کار وضع ہونا چاہیے ۔ کس طریقے سے یہ اتنی اہم آسامیاں پر کی جائیں گی ۔ یہ بڑا اہم سوال ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ طریقہ کار کے متعلق علیحدہ سوال کر لیں کہ ڈاکٹر مزدور انجینئر کیسے بھرتی کئے جاتے ہیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ میں نے ڈاکٹروں کے متعلق سوال نہیں کیا میں نے صرف مجسٹریٹوں کے متعلق عرض کیا ہے جن کے متعلق یہ سوال ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس سوال کے ساتھ بھرتی کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ اس میں صرف policy matter پوچھا گیا ہے کہ مقدمات زیادہ ہیں ان مقدمات کو جلد از جلد نمٹانے کے لیے مزید مجسٹریٹوں کی ضرورت ہے ۔ وہ کب تک پوری کی جائے گی سوال کا مقصد یہ تھا ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ سوال کچھ یوں ہے کہ "صوبہ پنجاب میں فوجداری مقدمات کو جلد از جلد نمٹانے کے لئے کتنے لئے مجسٹریٹ بھرتی کرنے کا پروگرام ہے ۔" جب یہ مجسٹریٹ بھرتی کئے جائیں گے تو کوئی طریقہ کار وضع کیا جائے گا ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اس طریقہ کار پر علیحدہ سوال کر لیا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہی میں بھی کہہ رہا ہوں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ سپلیمنٹری سوال اور کیا ہوتا ہے ۔ اس کا سوال سے بڑا گہرا تعلق ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سوال تو پھر ایسے نکلیں گے کہ جب مجسٹریٹ بھرتی کئے جائیں گے تو ان کے اہلمد کیسے بھرتی ہوں گے ان کے چپڑاسی کیسے ہوں گے ۔

بات چل نکلی تو پھر ان کی جوانی تک پہنچے گی ۔

سردار امجد حمید خان دستی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں ایسے بیہودہ سوال نہیں کروں گا ۔

میاں خورشید انور ۔ "جناب نے رولنگ پہلی وار دتی اے ۔ یا اگے وی دتی اے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ پہلی وار ای دتی لگدی اے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کیا یہ درست ہے کہ انہوں نے اس معزز ایوان میں ایک تحریک کے سلسلے میں یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ 30 اپریل سے قبل ان مجسٹریٹوں کو تعینات کرا جائیگا وہ تعینات کیوں نہیں کئے جا سکے ۔ اسی سلسلے میں میں مزید عرض کروں گا کہ ان نئے مجسٹریٹوں میں وہ مجسٹریٹ بھی شامل ہیں جو پبلک سروس کمشن نے منظور کر کے لسٹ بھیجی تھی۔

جناب والا ۔ یہ ضمنی سوال رولنگ سے ہٹ کر ہے ۔اس لئے مجھے امید ہے کہ آپ اسکا سہارا نہیں لیں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ بڑی واضح بات ہے کہ اس سے پبلک سروس کمیشن کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ نئے مجسٹریٹوں کے متعلق میں پوچھ سکتا ہوں کہ نئے مجسٹریٹوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو پبلک سروس کمیشن نے لسٹ بھیجی تھی ۔ اس یقین دہانی کے پیش نظر ان نئے مجسٹریٹوں کی تعیناتی کیوں نہیں ہو سکی ۔ یہ بڑا واضح سوال ہے ۔ اگر اس میں حنیف رامے صاحب کوئی سیاسی مقاصد رکھتے ہیں تو وہ بھی فرما دیں ۔ رولنگ کا سہارا لیں ۔ اگر وہ مزید التوا چاہتے ہیں تو ہم مزید التوا کیلئے بھی تیار ہیں ۔ یہ بڑا اہم معاملہ ہے ۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اسے ٹالا نہ جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ جواب کے حصہ "د" کو پڑھیں اس میں آپکے سوال کا جواب موجود ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ انہوں نے جواب دیا ھی نہیں ہے وہ تو رولنگ کا حوالہ دیتے رہے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ انہوں نے کہا ہے کہ ابھی فیصلہ نہیں ہوا ۔ جب فیصلہ نہیں ہوا تو کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اس میں کون کون سے شامل ہیں یا نہیں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میرا سوال ھی اور ہے ۔ انہوں 30 اپریل سے قبل ان کی تعیناتی کرنے کا وعدہ فرما دیا تھا ۔ نئے مجسٹریٹوں کی بھرتی چاہے حکومت کرے یا وہ پبلک سروس کمشن کی طرف سے آئیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ دفتر سے جا کر پوچھ لیں کہ یقین دھانی کا کیا بنا ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں آپ سے دریافت کروں گا کہ یہ نہایت ھی اھم اور سنگین معاملہ ہے ۔ یہ عدل و انصاف کا معاملہ ہے ۔ مقدمات پڑے ھوئے ہیں ۔ آج کے ضمنی سوالات بڑی اہمیت کے حامل ہیں اگر یہ جواب دینا نہیں چاھتے تو ھم انتظار کر لیتے ہیں کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ متعلقہ سوال کریں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ اس جواب سے لوگوں کے پلے کیا پڑے گا کہ مجسٹریٹ آ رہے ہیں یا نہیں آ رہے ۔ بیشمار مقدمات پڑے ھوئے ہیں ۔ عدالتیں بیشمار ایسی ہیں جہاں ملزمان جا رہے ہیں اور آ رہے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ آپ فکر نہ کریں مجسٹریٹ آ رہے ہیں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ کب تک میں توقع رکھوں ۔

وزیر خزانہ ۔ آپ کے پیچھے ہی آ رہے ہیں ۔

(قہقہہ)

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میرے پیچھے آ رہے ہیں ۔ انہوں نے جواب نہیں دیا ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ اگر وزیر خزانہ صاحب میرے سوال سے الرجک ہیں تو میں اپنا سوال بدل دیتا ہوں تا کہ ان کو اسکا جواب

دینے میں آسانی ہو جائے۔

کیا وزیر خزانہ از راہ کرم فرمائیں گے کہ وہ اس لئے جواب دینے سے گریز کر رہے ہیں کہ غالباً پروگرام یہ ہے کہ پیپلز پارٹی کے ورکرز کو ....

Minister for Finance : No motives to be assigned please.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میرے سوال کا جواب نہیں دیا گیا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں نے آپکے سوال کے متعلق کہہ دیا تھا کہ اس کا جواب حصہ ”د“ میں آچکا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ انہوں نے بڑے مزاحیہ انداز میں اسکو لیا ہے ۔ جناب نے بھی اسی مزاحیہ انداز میں مجھ تک پہنچا دیا کہ ”آپکے پیچھے مجسٹریٹ آ رہے ہیں “ پیچھے توگرفتاری کیلئے بھی آتے ہیں چھاپہ مارنے کیلئے بھی آتے ہیں ۔

(قہقہہ)

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ میں یہ اطلاع چاہتا ہوں کیونکہ یہ بڑی خطرناک بات ہے ۔ وزیر خزانہ اسکی وضاحت فرمائیں کہ ان کی مراد ”پیچھے پیچھے“ سے کیا ہے ؟ ابھی اسمبلی سے بار نکلنے پر آ جائیں گے یا گھر پہنچنے کے بعد آئیں گے ۔

(قہقہہ)

سید تابش الوری ۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بتا سکتے ہیں کہ نئے مجسٹریٹوں کی تعیناتی میں تاخیر کے اسباب کیا ہیں ۔ کیا وہ اسباب سیاسی تو نہیں ہیں ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اس میں کئی مراحل ہوتے ہیں ۔ میڈیکل check up ہے ۔ پولیس رپوٹ ہے ۔ اسی طرح کی بعض اور باتیں ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس سوال پر کافی بحث ہوچکی ہے ۔ اگلا سوال لیتے ہیں ۔

ضلع ملتان ۔ لائل پور اور سیالکوٹ میں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججوں کی آسامیاں

*2369 ۔ **شیخ عزیز احمد** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیںگے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع ملتان ۔ لائلپور اور سیالکوٹ میں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججوں کی آسامیاں خالی پڑی ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں اور ان آسامیوں کو پر کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں اور یہ کب تک پر کی جائینگی ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ملتان اور لائلپور میں دو دو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج تعینات تھے ۔ چند صوبائی جوڈیشل افسران کی مرکزی وزارت قانون میں تعیناتی کی وجہ سے ان ہر دو مقامات سے ایک ایک ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کچھ عرصے کیلئے ہٹانا پڑا تھا لیکن ان ہر دو مقامات پر اسامیاں پر کر دی گئی ہیں ۔

سیالکوٹ میں کوئی ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج تعینات نہیں تھا ۔ گوجرانوالہ کے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج مہینے میں دس دن سیالکوٹ جا کر کام کرتے ہیں ۔

سکندر آباد تحصیل شجاع آباد میں ٹاؤن کمیٹی کا قیام

*2410 ۔ **چوھدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایک سال قبل سیکرٹری لوکل باڈیز مسٹر طارق اسماعیل نے شجاع آباد کے دورہ کے موقع پر سکندر آباد تحصیل شجاع آباد میں ٹاؤن کمیٹی بنانے کا وعدہ کیا تھا اور اس بارہ میں اے سی شجاع آباد نے بھی اپنی سفارشی رپورٹ بھیج دی تھی مگر ابھی تک سکندر آباد میں ٹاؤن کمیٹی قائم نہیں کی گئی ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بارے میں جلدی اقدامات کر کے وہاں ٹاؤن کمیٹی قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

اس بارے میں اعداد و شمار جمع کئے جا رہے ہیں کہ کن دیہات کو ٹاؤن کمیٹیوں کا درجہ دیا جائے ۔

چودھری علی بہادر خان ۔ جناب والا ۔ سکندر آباد کا کیس مکمل ہو کر آچکا ہے ۔ دوسرے دیہاتوں کے انتظار میں اس میں کیوں تاخیر کی جا رہی ہے جبکہ سیکرٹری لوکل باڈیز خود اصولاً اس سے اتفاق کر گئے ہیں کہ انکو ٹاؤن کمیٹی declare کیا جا سکتا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں ایک قانونی خلا ہے ۔ 1959 کے بیسک ڈیمو کریسیز آرڈر کے ذریعہ یونین کونسل کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دیا جاتا رہا ہے ۔ اسکے بعد الیکٹورل کالج ایکٹ 1964 آیا تھا اور یہ اختیار ادھر منتقل ہو گیا ۔ پھر 1970 میں نیشنل اینڈ پروانشل اسمبلی آرڈیننس کے تحت یہ ایکٹ 1964 repeal ہو گیا ۔ اب اس کیلئے کوئی قانونی پروژن نہیں ہے جس کے تحت ایسا کر سکیں ۔ جونہی یہ قانونی خلا پر ہو گا فوراً ایسا کر دیا جائیگا ۔

بلدیہ شجاع آباد کے چونگی محرران کے گریڈ

*2411 ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شجاع آباد بلدیہ کے چونگی محرران کا کیس بابت گریڈ محکمہ بی ۔ ڈی ملتان سے مورخہ 1972.10.21ء کو سیکشن آفیسر متعلقہ کے پاس بذریعہ چٹھی نمبری 35.6/71 بھیجا جا چکا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ابھی تک مذکورہ کیس کا فیصلہ نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) تمام میونسپل کمیٹیوں کے عملہ چونگی کی تنخواہوں کے سکیل یکساں کرنے کا معاملہ زیر غور ہے ، کچھ کمیٹیوں سے ابھی جواب نہیں آئے ۔

بلدیہ شجاع آباد کے میٹرک پاس چونگی محرران کے تنخواہوں کے گریڈ

*2412 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بلدیہ شجاع آباد نے اپنے اجلاس منعقدہ 28 فروری 1970ء بذریعہ ریزولیوشن نمبر 18 میٹرک پاس چونگی محرران کا گریڈ 85-5-115 کی بجائے 115-5-175 منظور کیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ریزولیوشن کی توثیق ڈپٹی کمشنر اور کمشنر ملتان نے بھی کی تھی اور کیس لاہور بھیجا جا چکا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کیس بروئے چٹھی نمبری بی ۔ ڈی ۔ 35-17/6 مورخہ متذکرہ 21-10-1971ء کو سیکشن آفسر متعلقہ کے پاس لاہور آ چکا ہے لیکن ابھی تک اس کا فیصلہ نہیں کیا گیا ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کیس کا فیصلہ کب تک کر دیا جائے گا ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) کیس 21 اکتوبر 1971ء کو نہیں بلکہ 1972ء کو بھیجا گیا ۔

(د) جیسا کہ سوال نمبر 2411 کے جواب میں بتایا گیا ہے کچھ

کمیٹیوں سے جواب کا انتظار ہے جواب ملنے پر فیصلہ کر دیا جائے گا۔

چودھری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے جبکہ کیس کمشنر صاحب نے بھی منظور کر لیا ہے جو لوکل باڈیز کی کنٹرولنگ اتھارٹی ہے پھر دوسری کمیٹیوں کا اس کمیٹی سے کیا inter link ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ یہ مسئلہ اس طرح سے ہے کہ جب ایک کمیٹی میں کوئی بات ہوتی ہے وہاں کے ایک کیڈر کے ملازمین اپنا زور لگا کر آپ کے مشورہ سے یا آپکی خوش دلی سے تنخواہ میں اضافہ کرا لیتے ہیں تو فوری طور پر ہمسایہ کمیٹی میں بھی مطالبہ شروع ہو جاتا ہے ۔ اس لئے لوکل گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ بجائے اسکے کہ ملازمین کے مختلف گریڈ ہوں جیسے حکومت پاکستان نے فیصلہ کیا تھا گریڈ یا سکیل جو کئی سو کی تعداد میں تھے ان کو گھٹا کر ۲۵ کی حد تک محدود کر دیا ہے اسی طرح لوکل گورنمنٹ نے بھی فیصلہ کیا ہے کہ اسکے جو بھی ملازمین مختلف کمیٹیوں میں کام کرتے ہیں ان کے گریڈ بنا کر ان کو متعین سکیل یا گریڈ دیا جائے ۔ اس کیلئے یہ طے پایا کہ تمام کمیٹیوں سے تجاویز لی جائیں اور ایک ایسا یکساں سکیل مقرر کر دیا جائے تا کہ یہ مسئلہ ختم ہو ۔ لاہور کمیٹی کے کچھ لوگوں نے زور لگا کر ایک تنخواہ مقرر کروا لی ۔ کل کو گوجرانوالہ کمیٹی نے ایسا کر لیا پرسوں گجرات میں ہو رہا ہے اسی طرح سرگودھا میں بھی ہوگا ۔ اسی لئے ایسا کر رہے ہیں تا کہ یہ سلسلہ ختم ہو جائے۔

چودھری علی بہادر خان ۔ جناب والا ۔ میں وزیر موصوف کی خدمت میں عرض کروں گا انہوں نے کہا ہے کہ دوسری کمیٹیوں کے گریڈ ایسے نہیں ہیں ۔ یہاں 85 روپے میٹرک پاس کا گریڈ ہے جبکہ چپڑاسی بھی 108 روپے لیتا ہے ۔ دوسری کمیٹیوں میں 115 روپے پہلے ہی دے رہے ہیں جبکہ وہاں یہ نہیں ہے ۔ اس لئے اس کیس کو move کیا گیا ۔ جناب والا ۔ ان کا یہ کہنا کہ باقی کمیٹیوں میں یہ حقیقت نہیں ہے وہاں پہلے سے ہی 115 روپے مل رہے ہیں یہاں بھی 115 روپے ملنے چاہئیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ وزراء کے بارے میں یہ کہنا بہت آسان ہوتا ہے کہ وہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں ۔ میں اس پر کوئی ناراضگی کا اظہار نہیں کرتا

نہ اپنے استحقاق کی بات کرتا ہوں البتہ میں اپنے دوست سے ضرور کہوں گا ان کا استحقاق کیونکہ جلدی مجروح ہو جاتا ہے تو میں ان کے بارے میں یہ الفاظ نہیں کہوں گا لیکن انہوں نے تمام میونسپل کمیٹیوں کے حقائق چیک نہیں کئے۔ غلطی سے ہم نے کوشش کی ہے اس لئے جو میں بیان کر رہا ہوں وہ غلط نہیں ہے -

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

میونسپل کمیٹیوں میں عوامی نمائندوں کی شمولیت

*2719 - **چوہدری علی بہادر خان** - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ حکومت صوبہ پنجاب میں میونسپل کمیٹیوں میں عوامی نمائندوں کی شمولیت پر غور کر رہی ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) - میونسپل کمیٹی لائلپور - راولپنڈی ملتان میں پیپلز میونسپل ورکس کونسل کا قیام عمل میں لایا جائیگا - ان کونسلوں کی رکنیت مندرجہ ذیل ہو گی -

(1) چیئرمین پیپلز ڈسٹرکٹ ورکس کونسل . . . . چیئرمین -

(2) ممبران صوبائی اسمبلی و ڈسٹرکٹ ورکس کونسل . . . . ممبران -

(3) دیگر ممبران جنکو چیئرمین صاحب نامزد کریں گے - . . . . ممبران -

(4) ناظم میونسپل کمیٹی . . . . سیکرٹری

مندرجہ بالا 4 میونسپل کمیٹیاں اور کارپوریشن کے علاوہ باقی 85 میونسپل کمیٹیوں کے لئے پیپلز ڈسٹرکٹ ورکس کونسل ہی پیپلز میونسپل ورکس کونسل کے فرائض سر انجام دیں گے - میونسپل کمیٹی کے ناظم پیپلز ڈسٹرکٹ ورکس کونسلوں کے ممبران ہونگے اور میونسپل بجٹ و دیگر سب امور جن کے منتخب اداروں میں پیش کیا جانا ضروری ہے کو پیپلز ڈسٹرکٹ ورکس کونسل متعلقہ میں پیش کرنے کے ذمہ دار ہونگے -

پیپلز ڈسٹرکٹ ورکس کونسلوں کی رکنیت مندرجہ ذیل ہے :

(1) وزیر صاحبان - مشیر گورنر سپیشل اسسٹنٹ برائے گورنر . . . . چیئرمین-

(2) ضلع کے نام - متعلقہ صوبائی اسمبلی کے منتخب اراکین

(3) ہر تحصیل سے 3 غیر سرکاری افراد جنکو چیئرمین نامزد کریں . . . . ممبران -

(4) ڈپٹی کمشنر -

(5) مختلف محکموں عملہ جس کو چیئرمین نامزد کریں . . . . ممبران -

چودھری ولی بہادر خان - جناب والا - کیا میں دریافت کر سکتا ہوں کہ سیکنڈ کلاس میونسپل کمیٹیوں کے متعلق کیا حکم ہوگا ؟

وزیر خزانہ - یہ حکم سب پر لاگو ہے -

چک نمبر 4 بلدیہ چشتیاں میں تعمیر شدہ واٹر ٹینک

*2940 **حافظ علی اسد اللہ** - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ 1952ء میں تقریباً ایک لاکھ پچاس ہزار روپے کی لاگت سے تعمیر شدہ واٹر ٹینک بلدیہ چشتیاں چک نمبر 4 میں بیکار کھڑی ہے -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس معاملے کی چھان بین کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) - (الف) جی ہاں -

(ب) جی نہیں - چھان بین 1959ء میں ہو چکی ہے - اس لیے مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ہے -

حافظ علی اسد اللہ - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم اس امر پر غور فرمائیں گے کہ چھان بین 1959ء میں ہوئی تھی جبکہ اس وقت ایک غیر جمہوری اور آمرانہ حکومت تھی کیا اب عوامی حکومت کے دور میں چھان بین کرنے کا خیال ہے ؟

وزیر خزانہ - جناب والا - کیا اس کا جواب دیا جائے گا ؟

Mr. Speaker. It is not necessary to elucidate this point. Supplementary question is asked with a view to elucidating a point that has been answered by the Minister.

آوارہ کتوں کی ہلاکت

*2953 - **چودھری محمد یعقوب علی بھٹہ** - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ آوارہ کتوں کے علاوہ گھریلو قسم کے پالتو کتے بھی کھلے چھوڑ دیے جاتے ہیں تو وہ سڑکوں اور بازاروں میں راہگیروں کو کاٹ لیتے ہیں -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو لاہور کارپوریشن کے علاوہ تمام درجہ اول اور درجہ دوم کی بلدیات نے 72-1971 اور 1973ء میں آج تک ایسے کتنے کتے ہلاک کئے ہیں ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) - (الف) جی ہاں ایسا کبھی کبھی ہوتا ہے -

(ب) 1971ء تا 1973ء میں جن بلدیاتی اداروں نے ایسے پالتو کتے یا آوارہ کتوں کو ہلاک کیا ان کی فہرست الف ہذا ہے -

آوارہ کتوں کی ہلاکت کے اعداد و شمار کی تفاصیل درج ذیل ہیں

نمبر شمار	نام بلدیاتی ادارہ	ہلاکت شدہ کتے سال 72-1971	ہلاکت شدہ کتے سال 73-1972
1	میونسپل کمیٹی مری	328	156
2	میونسپل کمیٹی راولپنڈی	1682	486
3	سرگودھا ڈویژن کے تمام بلدیاتی ادارے	23375	(تین سالوں میں)
4	میونسپل ساہیوال —	705	604

5	میونسپل کمیٹی اوکاڑہ	—	487	95
6	میونسپل کمیٹی چیچہ وطنی	—	496	1994
7	میونسپل کمیٹی عارف والا	—	1470	200
8	میونسپل کمیٹی بوریوالہ	—	622	161
9	میونسپل کمیٹی وہاڑی	—	799	35
10	میونسپل کمیٹی میاں چنوں	—	528	35
11	میونسپل کمیٹی شجاع آباد	—	271	18
12	میونسپل کمیٹی خانیوال	—	1730	117
13	میونسپل کمیٹی کہروڑ پکا	—	236	19
14	تمام بلدیاتی ادارے ضلع بہاولپور		255	175
15	میونسپل کمیٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ		6	—
16	میونسپل کمیٹی چشتیاں	—	324	656
17	میونسپل کمیٹی بہاولنگر	—	2719	390
18	میونسپل کمیٹی ہارون آباد	—	225	200
19	میونسپل کمیٹی پتوکی	—	1825	131
20	میونسپل کمیٹی حافظ آباد	—	824	120
21	میونسپل کمیٹی رحیم یار خان		1021	576

نوٹ ۔ ان ہلاک شدہ کتوں کی تعداد میں گھریلو کتے بھی شامل ہیں جن کو کسی راہ گیر کو کاٹنے کی صورت میں ہلاک کیا گیا نیز بلدیاتی اداروں نے کوئی آوارہ پالتو کتا ہلاک نہیں کیا ۔

ناجائز اسلحہ کی برآمدگی

*2954 ۔ چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ عراقی سفارت خانہ اسلام آباد سے ناجائز اسلحہ کی برآمدگی کے بعد صوبہ پنجاب کے مختلف مقامات پر پولیس نے

چھاپے مار کر کوئی اسلحہ برآمد کیا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یہ چھاپے کہاں کہاں مارے گئے ۔ کتنا اسلحہ برآمد ہوا اور کتنے ملزمان گرفتار کئے گئے ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) جی نہیں ۔ اس سلسلہ میں خاص چھاپے نہیں مارے گئے ۔

(ب) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

قبائلی علاقہ جات سے سمگل شدہ اسلحہ کی صوبہ پنجاب میں تقسیم

*2955 ۔ **چودھری محمد یعقوب علی بھٹہ** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت پنجاب کے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ بیرونی ممالک کے علاوہ سرحدی قبائلی علاقہ جات سے بھی صوبہ پنجاب میں مختلف اقسام کا اسلحہ سمگل کرکے یہاں کے فساد پسند طبقہ میں تقسیم کیا گیا ہے یا کیا جا رہا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بارے میں ایسی کوئی کارروائی کر رہی ہے جس کے نتیجے میں ان ملزمان کو گرفتار کیا جا سکے جو اسلحہ سمگل کرکے صوبہ پنجاب میں لاکر یہاں تقسیم کرتے ہیں اور جو سمگل شدہ اسلحہ حاصل کرتے ہیں ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی کہ بیرونی ممالک کے علاوہ سرحدی قبائلی علاقہ جات سے بھی صوبہ پنجاب میں مختلف اقسام کا اسلحہ سمگل کرکے یہاں کے فساد پسند طبقہ میں تقسیم کیا گیا ہے یا کیا جا رہا ہے ۔

(ب) کیونکہ حصہ الف کا جواب نفی میں ہے اس لیے کوئی کارروائی نہیں کی گئی ۔

صوبہ پنجاب کے بلدیاتی علاقوں کی کچی اور پختہ سڑکیں

*2966 ۔ چودھری محمد یعقوب علی بھٹہ ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ پنجاب کے بلدیاتی علاقوں کی کل کتنی سڑکوں کی 73۔1972ء کے دوران (1) مرمت ہونی تھیں اور ان میں سے کتنی سڑکوں کی مرمت کی گئی ہے ۔ (2) کتنی سڑکوں کو چوڑا کرنا تھا اور کتنی چوڑی کی گئی ہیں ۔ (3) نیز اس عرصہ میں کتنی سڑکیں کچی پکی ہیں ۔ (4) ان کو پختہ بنانے اور مرمت وغیرہ کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی تھی اور اس میں آج تک کتنی خرچ ہوئی ہے ۔

(ب) ایسی کون کون سی کچی یا پکی بلدیاتی سڑکیں ہیں جو عوام نے ''اپنی مدد آپ،، کے اصول کے تحت خود بنائی ہے ۔

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) و (ب) تمام بلدیاتی اداروں سے ضروری معلومات جمع کی جا رہی ہیں ۔ معلومات اکٹھی ہو جانے کے بعد مکمل جواب دیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ جواب آ گیا ہے یا سوال ملتوی ہوگیا ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ اصل جواب تو آ گیا ہے اگر اس پر دوبارہ سوال ہوگا تو اس کا بعد میں جواب دیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے ابھی معلومات اکٹھی کرنی ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اس کے لیے کوئی اور تاریخ مقرر کر دی جائے تو مناسب ہوگا ۔

ٹنڈر انکوائری برائے مدت 8 عدد ہیوی ڈیوٹی بیٹری

*3005 ۔ **میاں خورشید انور** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایگزیکٹو انجینئر میکلوڈ روڈ ڈویژن (ای) واپڈا لاہور نے ایک ٹنڈر انکوائری نمبر 1776/MS/IGB مورخہ 16۔ 3 ۔ 1973ء برائے مرمت 8 عدد ہیوی ڈیوٹی بیٹری جاری کی ۔

(ب) جزو (الف) میں درج شدہ ٹنڈر انکوائری کن فرموں کو جاری کی گئی ۔ ان کے نام کیا ہیں اور ریٹ وصول کرنے کا وقت اور تاریخ کیا تھیں ۔

(ج) ان فرموں کے نام بتائے جائیں جنہوں نے اس ٹنڈر انکوائری کے سلسلہ میں ریٹ دیے اور ہر فرم نے کیا کیا ریٹ دیے ۔

(د) اس فرم کا نام بتایا جائے جس نے مذکورہ ٹنڈر کے سلسلے میں سب سے کم ریٹ دیے اور اس فرم کا نام کیا ہے جس کو آرڈر جاری کیا گیا ۔

(ہ) جس فرم کو آرڈر جاری ہوا کیا اس کے ریٹ سب فرموں سے کم تھے ۔ اگر جواب نفی میں ہو تو کن وجوہات کی بنا پر سب سے کم ریٹ دینے والی فرم کو آرڈر جاری نہیں کیا گیا اور وہی آرڈر زیادہ ریٹ پر دوسری فرم کو جاری کر دیا گیا جو کہ ٹنڈر کے مسلمہ اصولوں کی صریحاً خلاف ورزی ہے ۔

(و) کیا حکومت ان افسران اور دیگر متعلقہ افراد کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جنہوں نے سب سے کم ریٹ پر آرڈر جاری نہ کرکے نہ صرف اس فرم کے جائز حقوق پامال کئے بلکہ زیادہ ریٹ پر آرڈر جاری کرکے حکومت کو بھی نقصان پہنچایا ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) جی ہاں ۔ XEN میکلوڈ روڈ

ڈویژن نے ایک ٹینڈر انکوائری نمبر 83-1775 مورخہ 73-3-16 برائے مرمت آٹھ عدد ہیوی ڈیوٹی بیٹری جاری کی تھی۔

(ب) مندرجہ ذیل فرموں کو ٹینڈر انکوائری جاری کی گئی تھی۔

1 ۔ راجپوت آٹو اینڈ بیٹری سروس سٹیشن 23 منٹگمری روڈ لاہور

2 ۔ ڈائمنڈ بیٹری اینڈ آٹو سروس 2 منٹگمری روڈ لاہور

3 ۔ ہائی لائٹ بیٹری سروس 15 مال روڈ لاہور

4 ۔ خورشید بیٹری سروس 97 میکلوڈ روڈ لاہور

5 ۔ نوید آٹو اینڈ بیٹری سروس سیشن 67 منٹگمری روڈ لاہور

6 ۔ یونائیٹڈ بیٹری سروس 60 وکٹوریہ پارک، لاہور

7 ۔ بشیر بیٹری اینڈ سروس سٹیشن منٹگمری روڈ لاہور

8 ۔ دی مال بیٹری سروس 112 شاہراہ قائد اعظم لاہور

ریٹ مورخہ 73-3-17 کو بوقت 9 صبح وصول ہوئے تھے۔

(ج) مندرجہ ذیل فرموں نے ریٹ دیے۔ کوائف مندرجہ ذیل ہیں۔

نام فرم	ریٹ	
1 ۔ بشیر بیٹری سروس سٹیشن منٹگمری روڈ لاہور	12 وولٹ 21 پلیٹ بیٹری 515 روپے	12 وولٹ 27 پلیٹ بیٹری 625 روپے
2 ۔ راجپوت آٹو بیٹری سروس منٹگمری روڈ لاہور	430 روپے	610 روپے
3 ۔ مال بیٹری سروس مال روڈ لاہور	520 روپے	620 روپے
4 ۔ خورشید بیٹری سروس میکلوڈ روڈ لاہور	400 روپے	450 روپے

(د) ہر فرم نے جو ریٹ دیے اس کی تفصیل اوپر دی گئی ہے۔ خورشید بیٹری

سروس نے سب سے کم ریٹ دے چنانچہ اسی بنا پر اس فرم کو آرڈر دیا گیا تھا ۔

(ہ) (د) سے ظاہر ہے کہ میسرز خورشید بیٹری سروس کے ریٹ سب سے کم تھے اور ان کو ہی آرڈر دیا گیا تھا لہذا کسی اصول کی خلاف ورزی نہیں کی گئی ۔

(و) آرڈر سب سے کم ریٹ دینے والی فرم کو جاری کیا گیا تھا لہذا کسی اہل کار کے خلاف کارروائی کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے ۔

ضلع بہاولنگر میں سب ڈویژن مجسٹریٹوں کی خالی آسامیوں کو پر کرنا

*3114 ۔ **میاں منظور احمد موہل** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ضلع بہاولنگر کے ہر سب ڈویژن میں اس وقت کل کتنے فوجداری مقدمات زیر سماعت ہیں ۔

(ب) مذکورہ مقدمات میں ایسے کتنے مقدمات ہیں جو عرصہ تین سال سے زائد مدت سے چل رہے ہیں ۔ تفصیل سب ڈویژن وار دی جائے ۔

(ج) مذکورہ مقدمات میں سے زیر دفعہ 302 کے کتنے مقدمات ہیں اور وہ کتنے عرصہ سے زیر سماعت ہیں ۔

(د) اس وقت ضلع بہاولنگر میں مجسٹریٹوں کی کل کتنی آسامیاں کتنے عرصہ سے خالی پڑی ہیں ۔ نیز حکومت ان کو کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) ضلع بہاولنگر میں ہر ڈویژن میں زیر سماعت فوجداری مقدمات کی تعداد حسب ذیل ہے ۔

نام سب ڈویژن	بہاولنگر	منچن آباد	ہارون آباد	فورٹ عباس	چشتیاں
تعداد زیر سماعت مقدمات	727	264	182	36	452

(ب) تعداد مقدمات زیر سماعت زائد از تین سال	1	2	—	—	26
(ج) زیر دفعہ 302 مقدمات	22	6	5	2	23
(i) زائد از تین سال	—	—	—	—	1
(ii) زائد از دو سال	4	—	—	—	—
(iii) زائد از ایک سال	3	3	—	—	15
(iv) ایک سال سے کم	15	3	5	2	12

(د) فی‌الوقت مجسٹریٹوں کی تین آسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے -

1 - ایک اسامی ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر چشتیاں 23-9-71 سے خالی ہے -

2 - ایک اسامی ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بہاول نگر 13-3-72 سے خالی ہے -

3 - ایک اسامی جنرل اسسٹنٹ بہاول نگر 2-5-72 سے خالی ہے -

4 - جیسے ہی پی - سی - ایس (ای- بی) کی اور تقرریاں ہوں گی - اس ضلع میں خالی جگہیں پر کر دی جائیں گی -

---

بہاولنگر شہر میں سول عدالتوں کی عمارت کو

ڈپٹی کمشنر کی عدالت کے ساتھ بنانا

*3116 - میاں منظور احمد موہل - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بہاول نگر شہر کی سول عدالتوں اور ڈپٹی کمشنر صاحب کے دفتر کا درمیانی فاصلہ ایک میل سے زائد ہے -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس طرح سے دو جگہوں پر عدالتوں کے واقع ہونے سے وکلاء اور عوام کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

(ج) کیا حکومت سول عدالتوں کو بھی ڈپٹی کمشنر صاحب کے دفتر کے پاس قائم کرنے کی تجویز پر غور کر رہی ہے جب کہ وہاں پر زمین موجود ہے ۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ اگر اس طرح سے سول عدالتوں والی زمین جو کہ شہر کے اندر واقع ہے کو نیلام عام کر دیا جائے تو اس سے اس قدر رقم وصول ہوگی کہ اتنی زمین کے ساتھ ساتھ عدالتوں کی عمارت بھی بہترین بن سکے گی ۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو اس پر کب عمل درآمد کیا جائے گا ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) جی ہاں

(ب) یہ درست ہے ۔ سول عدالتوں کے نزدیک ہونے سے سہولت ہو سکتی ہے ۔

(ج) ایسی ایک تجویز ڈپٹی کمشنر سے موصول ہوئی ہے ۔

(د) یہ ممکن ہے لیکن ہائی کورٹ اور بورڈ آف ریوینو کے ساتھ رابطہ کرنے کے بعد اس اسکیم پر حتمی فیصلہ ہوگا ۔

(ہ) وضاحت اوپر کر دی گئی ہے ۔

عوامی میلے کے لیے چندہ وصول کرنے کے لیے دباؤ کا استعمال

*3122 ۔ **میاں خورشید انور** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) لاہور میں منعقد ہونے والے عوامی میلے پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ میلہ پر خرچ کرنے کے لیے نجی اداروں اور افراد نے چندہ بھی دیا ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو ان تمام اداروں اور افراد کے نام اور چندہ کی رقوم بیان فرمائی جائیں ۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت کی مختلف ایجنسیوں کی طرف سے چندہ وصول کرنے کے لیے دباؤ ڈالا گیا ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) آج مورخہ 31 مئی 73ء تک 11,77,313.15 روپے خرچ ہو چکے ہیں ۔ اس کے علاوہ ابھی اور تقریباً تین (3) لاکھ کے اخراجات بقایا ہیں ۔

(ب) کسی نجی فرد سے چندہ نہیں لیا گیا ۔ نجی اداروں نے چندے دیے ہیں ۔

(ج) فہرست منسلک ہے ۔

(د) حکومت کی کسی ایجنسی کو چندہ وصول کرنے کے لیے استعمال نہیں کیا گیا ۔ لہٰذا چندہ وصول کرنے کے لیے دباؤ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

Donation Received from Private Institutions

S. No.	*Name of Institution*	*(Amount Rs.)*
1.	Lahore Chambers of Commerce	2,00,000.00
2.	Bankers Association of Pakistan	5,00,000.00
3.	Hotler's Association of Pakistan	5,000.00
4.	Joint Committee of Film Industries	1,00,000.00
5.	Pakistan Textile Mills Association	3,35,848.00
6.	United Textile Mills, Limited	7,650.00
7.	Multan Chamber of Commerce	55,200.00
8.	Standard Insurance Co. Ltd.	50,000.00
9.	Royal Electric Works	5,000.00
10.	Allied Printing Press	1,000 00
11.	Imperial Electroplating Works	311.00

12.	Lahore Engineering Foundry Limited	20,000.00
13.	M/s. Ravi Rayon Ltd.	20,000.00
14.	Itehad Chemicals	20,000.00
15.	Pakistan Engineering Co.	20,000.00
16.	Nothern Foundry Engineering Works	5,000.00
17.	Pioners Steel Mills	5,000.00
18.	M/s. Gharibwal Limited	5,000.00
19.	M/s. Millat Tractors	5,000.00
20.	H. Nizam Din & Sons	5,000.00
	Total :	13,65309.00

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ کون کون سے نجی ادارے ہیں جنہوں نے چندہ دیا ہے ۔ آپ ان کے نام بتا سکتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ نام فہرست میں دئے ہوئے ہیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جو رقوم حاصل کی گئی ہیں حکومت کے ناجائز دباؤ سے اکٹھی کی گئی ہیں کیا یہ درست ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ اس کی پہلے تردید ہو چکی ہے ۔ اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ اس کا تو بہت بڑا خرچ ہے جس کو عوامی میلے کا نام دیا گیا ہے ۔ عوام نے اس سے کیا فائدہ حاصل کیا ہے جبکہ اس پر لاکھوں روپے خرچ کئے گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کا سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ رول میں دیا گیا ہے کہ اگر سوال کا جواب واضح نہ ہو تو اس کی وضاحت کے لیے سوال ہو سکتا ہے مگر آپ کا یہ بالکل نیا سوال ہے کہ لوگوں نے اس سے کیا فائدہ حاصل کیا ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ اس میں بڑا خرچ ہوا ہے ۔ اس کا سوال سے تعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تعلق تو ہے مگر سوال کی وضاحت نہیں ۔

پیپلز ورکس پروگرام کے تحت تعمیرات

*3171 ۔ **حافظ علی اسد اللہ** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ پیپلز ورکس پروگرام کی تمام تعمیرات محکمہ بلڈنگ کے ذریعے کرائی جا رہی ہیں ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ یہ کہنا درست نہیں کہ عوامی تعمیراتی پروگرام کی تمام تعمیرات محکمہ بلڈنگ کے ذریعہ کرائی جا رہی ہیں ۔ ڈسٹرکٹ ورکس کونسل مجاز نہیں کہ وہ اپنی منظور شدہ سکیموں کو کسی ایجنسی کے ذریعہ تعمیر کروائیں ۔ عام طور پر تعمیرات پراجیکٹ کمیٹیوں کے ذریعہ ہو رہی ہیں ۔ عوامی تعمیراتی پروگرام کا فنی عملہ ان کمیٹیوں کو کام کی نگرانی اور تعمیر میں مدد دیتا ہے ۔

صوبہ میں وکیل مجسٹریٹوں کی سینیارٹی

*3205 ۔ **میاں خورشید انور** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ؟

(الف) 1954ء میں صوبہ میں کتنے وکلاء مجسریٹ بھرتی کئے گئے تھے

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ان تمام وکیل مجسٹریٹوں کو پنجاب سروسز (اپیلیٹ) ٹریبونل کے 11 مئی 1971ء کے فیصلہ کے مطابق ابھی تک سینیارٹی نہیں دی گئی ۔

(ج) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ پنجاب سروسز (اپیلیٹ) ٹریبونل کے مذکورہ فیصلے پر عمل درآمد نہ کرنے کی وجہ سے 1954ء میں بھرتی کئے جانے والے وکیل مجسٹریٹوں کو وہی تنخواہ مل رہی ہے جو انہیں قریباً 6/7 سال قبل ملتی تھی ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ فیصلے پر ابھی تک عمل درآمد نہ کرنے کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) 30

(ب) جی ہاں ۔ ٹریبونل نے حتمی فیصلہ نہیں کیا تھا ۔

(ج) جی نہیں ۔ پی سی ایس کی تنخواہ کے سکیل کی انتہائی حد ایک ہزار روپیہ ماہوار ہے ۔ جو افسران اس حد تک پہنچ جاتے ہیں وہ خواہ وکیل مجسٹریٹ ہوں یا پی سی ایس (ایگزیکٹو برانچ) مجسٹریٹ ہوں ایک ہزار روپیہ سے زائد تنخواہ کے اس وقت حقدار نہیں ہوتے جب تک انہیں سلیکشن گریڈ نہ مل جائے ۔ وکیلوں میں سے لئے گئے چھ مجسٹریٹوں کو 26-10-66ء سے سلیکشن گریڈ دے دیا گیا ہے زیر غور ہے ۔ محکمہ خزانہ نے اس کی منظوری دے دی ہے ۔

(د) اپیلیٹ ٹریبونل نے ان مجسٹریٹوں کی سینارٹی مقرر کرنے کا سوال حکومت پر چھوڑ دیا ہے جو اس پر سنجیدگی سے غور کر رہی ہے ۔ چونکہ اب تک کوئی ایسا اصول طے نہیں پا سکا جو وکیل مجسٹریٹوں اور پی سی ایس (انتظامیہ) دونوں کو قابل قبول ہو اور انصاف کے تقاضوں کو بھی پورا کرتا ہوا اس لئے اس پر ابھی تک عملدرآمد نہیں ہو سکا ۔ تا ہم اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور ہو رہا ہے اور آمید ہے جلد ہی کوئی فیصلہ کر لیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وقفہ سوالات ختم ہوا ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

عوام کو پینے کا پانی فراہم کرنے کے لئے

ٹیوب ویلوں کی تنصیب

*3224 ۔ **خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ بلدیاتی اداروں کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ عوام کو پینے کا پانی مہیا کرے ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو صوبے کے کس کس بلدیاتی ادارے نے 1972ء۔1971ء اور 1973ء میں آج تک کتنے کتنے ٹیوب ویل لگائے ہیں ؟

وزیر خزانہ مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ تمام بلدیاتی اداروں سے ضروری معلومات جمع کی جا رہی ہیں ۔ معلومات مہیا ہو جانے کے بعد مکمل جواب دیا جاویگا ۔

صوبہ میں درجہ اول اور درجہ دوم کی بلدیاتوں کی

محصول چونگیوں کو ٹھیکہ پر دینا

*3225۔ خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبائی حکومت نے صوبہ کی تمام درجہ اول اور درجہ دوم بلدیات کی محصول چونگیوں کو ٹھیکہ پر دینے کا فیصلہ کر لیا ہے ۔ اگر جوات اثبات میں ہے تو آج کل کون کون سے بلدیاتی ادارے کی محصول چونگی ٹھیکے پر ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ جی نہیں ۔ صوبائی حکومت نے مورخہ 13 جولائی 1972ء کو تمام کنٹرولنگ اتھارٹیوں کو ھدایات جاری کی تھیں کہ اس تاریخ کے بعد کوئی بلدیاتی ادارہ محصول چونگی کو نیلام نہیں کریگا ۔ بلکہ ان چونگیوں کا انتظام وہ خود کریں گے ۔ مگر ان ھدایات کے جاری ہونے سے پہلے بہت سے بلدیاتی اداروں نے محصول چونگی کو نیلام کر دیا تھا اور ٹھیکے داروں نے ضروری کارروائی مکمل کرنے کے بعد چونگیوں کا انتظام اس تاریخ سے پہلے ھی سنبھال لیا تھا ۔ لہذا قانون کی رو سے ان کے معاھدے ختم نہیں کئے جا سکتے تھے ۔ جہاں پر ٹھیکیداروں نے چونگیوں کا قبضہ حاصل نہیں کیا تھا ان کے ٹھیکے منسوخ کر دیے تھے اور وھاں یہ کام بلدیاتی ادارے خود انجام دے رہے ہیں ۔ ایسے بلدیاتی اداروں کی فہرست لف ھذا ہے ۔

بلدیاتی اداروں کی فہرست جو محصول چونگیوں کا

انتظام ۱۹۷۲-۷۳ء سے خود کر رہی ہیں

نمبر شمار	نام بلدیاتی ادارہ
	لاهور ڈویژن
1	میولسپل کارپوریشن لاہور
2	میونسپل کمیٹی پتوکی
3	میولسپل کمیٹی قصور
4	میولسپل کمیٹی کامونکے
5	میولسپل کمیٹی حافظ آباد
6	میونسپل کمیٹی گوجرانوالہ
7	میونسپل کمیٹی وزیر آباد
8	میولسپل کمیٹی سیالکوٹ
9	میونسپل کمیٹی نارووال
10	میونسپل کمیٹی ڈسکہ
11	ٹاؤن کمیٹی بھائی پھیرو
12	ٹاؤن کمیٹی چونیاں
13	ٹاؤن کمیٹی رادھا کشن
14	ٹاؤن کمیٹی کھڈیاں
15	ٹاؤن کمیٹی راجہ جنگ
16	ٹاؤن کمیٹی للیانی
17	ٹاؤن کمیٹی واربرٹن
18	ٹاؤن کمیٹی شرق پور
19	ٹاؤن کمیٹی ایمن آباد
20	ٹاؤن کمیٹی قعلہ دیدار سنگھ
21	ٹاؤن کمیٹی پنڈی بھٹیاں
22	ٹاؤن کمیٹی اکال گڑھ
23	ٹاؤن کمیٹی رسول نگر
24	ٹاؤن کمیٹی شکر گڑھ

نمبر شمار	نام بلدیاتی ادارہ
25	ٹاؤن کمیٹی پسرور
26	ٹاؤن کمیٹی چونڈہ
27	ٹاؤن کمیٹی کلاس والا
28	ٹاؤن کمیٹی بیگو والا
29	ٹاؤن کمیٹی بھوپال
30	ٹاؤن کمیٹی جامکے
	راولپنڈی ڈویژن
31	میونسپل کمیٹی گوجر خاں
32	میونسپل کمیٹی منڈی بہاؤالدین
33	میونسپل کمیٹی جہلم
34	ٹاؤن کمیٹی کھوٹہ
35	ٹاؤن کمیٹی ڈنگہ
36	ٹاؤن کمیٹی واہ سیمنٹ فیکٹری
37	ٹاؤن کمیٹی اٹک آئل کمپنی
38	ٹاؤن کمیٹی فتح جنگ
	ملتان ڈویژن
39	میونسپل کمیٹی ملتان
40	میونسپل کمیٹی خانیوال
41	میونسپل کمیٹی میاں چنوں
42	میونسپل کمیٹی وہاڑی
43	میونسپل کمیٹی شجاع آباد
44	میونسپل کمیٹی مظفر گڑھ
45	میونسپل کمیٹی لیہ
46	ٹاؤن کمیٹی تلمبہ

نمبر شمار	نام بلدیاتی ادارہ
47	ٹاؤن کمیٹی مہاتیاں
48	ٹاؤن کمیٹی کبیروالا
49	ٹاؤن کمیٹی میلسی
50	ٹاؤن کمیٹی دیپال پور
51	ٹاؤن کمیٹی رینالہ خورد
52	ٹاؤن کمیٹی ڈیرہ دین پناہ
53	ٹاؤن کمیٹی علی پور
54	ٹاؤن کمیٹی کہروڑپکا
	سرگودھا ڈویژن
55	میونسپل کمیٹی سرگودھا
56	میونسپل کمیٹی گوجرہ
57	میونسپل کمیٹی ٹانڈالیانوالہ
58	میونسپل کمیٹی جڑانوالہ
59	میونسپل کمیٹی لائل پور
60	میونسپل کمیٹی جھنگ
61	میونسپل کمیٹی چنیوٹ
62	میونسپل کمیٹی بھکر
63	میونسپل کمیٹی میانوالی
64	ٹاؤن کمیٹی سمندری
65	ٹاؤن کمیٹی ہڈالی
66	ٹاؤن کمیٹی جوہر آباد
67	ٹاؤن کمیٹی لالیاں

نمبر شمار	نام بلدیاتی ادارہ
68	ٹاؤن کمیٹی ربوہ
69	ٹاؤن کمیٹی شور کوٹ
70	ٹاؤن کمیٹی للیانی
71	ٹاؤن کمیٹی شور کوٹ روڈ
72	ٹاؤن کمیٹی گڑھ مہاراجہ
73	ٹاؤن کمیٹی کالاباغ
74	ٹاؤن کمیٹی کلور کوٹ
75	ٹاؤن کمیٹی عیسیٰ خیل
	بہاولپور ڈویژن
76	میونسپل کمیٹی رحیم یار خان
77	میونسپل کمیٹی صادق آباد
78	میونسپل کمیٹی خان پور
79	ٹاؤن کمیٹی ترنڈہ سوایا خان
80	ٹاؤن کمیٹی احمد پور کولنبہ
81	ٹاؤن کمیٹی لیاقت پور
82	ٹاؤن کمیٹی الہ آباد
83	ٹاؤن کمیٹی فورٹ عباس
84	ٹاؤن کمیٹی صادق گنج

صوبہ میں لوکل کونسل سروس کے برطرف شدہ ملازمین کی تعداد

*3227 ۔ خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ صوبہ میں 4 لوکل کونسل سروس کے کتنے درجہ اول اور درجہ دوم کے افسران اور ملازمین کو نا اہلی و بددیانتی کی بنا پر 1971-72ء میں ملازمت سے برطرف کیا گیا اور کتنوں کے خلاف پولیس نے بددیانتی کے الزام میں تفتیش کی اور کتنوں کا عدالتوں میں چالان کیا گیا ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ 1971-72ء میں کسی بھی لوکل کونسل سروس درجہ اول و درجہ دوم کے افسران کو برطرف نہیں کیا گیا ۔ جہانتک پولیس کی تحقیقات اور عدالتوں میں چالان کا تعلق ہے مطلوبہ معلومات متعلقہ محکمہ سے حاصل کی جا رہی ہیں ۔ جواب آنے پر مطلع کر دیا جائیگا ۔

ولرنری ہسپتال جوڑا کرنالہ کی موضع جوڑا میں منتقلی

*3314 ۔ چودھری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا امر واقعہ ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسل گجرات نے اپنے بجٹ 1971-72ء میں جوڑا کرنالہ سٹیشن میں وٹرنری ہسپتال کھولنے کی منظوری دی تھی جس کے لئے ایک شخص مسمی محمد رفیق ولد چوھدری کرم داد رکڑنڈ نے ڈیڑھ بیگھہ اراضی بطور عطیہ دی جس پر ڈسٹرکٹ کونسل مذکورہ نے مبلغ -/6000 روپے کے خرچہ سے عمارت بنانی شروع کی جو تقریباً مکمل ہو چکی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ موجودہ انتظامیہ نے اس عمارت کی تعمیر روک دی ہے اور عمارت کو گرانے کا حکم دے دیا ہے اور وٹرنری ہسپتال کو موجوہ جگہ سے ہٹا کر موضع جوڑا میں منتقل کرنے کا حکم دے دیا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ یہ اقدام ایک سیاسی شخصیت کی دخل اندازی کی بنا پر ہوا ہے اور اس سے ڈسٹرکٹ کونسل کا مبلغ -/10،000 روپیہ کا نقصان ہوگا ۔

(د) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وزیر موصوف اس غلط اقدام کو روکنے کے لئے مداخلت کرنے کو تیار ہیں تا کہ مذکورہ ہسپتال سابقہ جگہ پر برقرار رہے ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) جی ہاں عمارت کی تعمیر کی شروع ہے جو عنقریب مکمل ہو جائیگی ۔

(ب) جی نہیں ۔

(ج) جی نہیں ۔

(د) مذکورہ ہسپتال اپنی سابقہ جگہ پر بدستور قائم رہے گا اس لیے مداخلت کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

ملتان ڈویژن میں لوکل کونسل سروس کی ایڈمنسٹریٹو برانچ میں خالی آسامیاں

3320 **سردار نصراللہ خان درِیشک** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مغربی پاکستان لوکل کونسل سروس رولز 1963ء کے تحت خالی آسامیوں کو پر کرتے وقت 50 فیصد کوٹہ نچلے درجے کے ملازمین کو ترقی دے کر پر کیا جاتا ہے اور زیادہ سے زیادہ 50 فیصد نئی بھرتی کی جاتی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ ۔

(اول) ملتان ڈویژن میں 1967ء تا 1972ء لوکل کونسل سروس درجہ دوم (جونیئر) کی ایڈمنسٹریٹو برانچ میں کتنی آسامیاں خالی تھیں ؟

(دوم) مذکورہ آسامیوں میں لوکل کونسل سروس درجہ سوم (سینئر) ایڈمنسٹریٹو برانچ کے کتنے اہلکاران کو ترقی دی گئی - کتنے افراد نئے بھرتی کئے گئے - ان کے نام بتائے جائیں ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) - (الف) - جی ہاں -

(ب) - (اول) - 12 آسامیاں خالی تھیں -

(دوم) - مندرجہ ذیل 3 ملازمین کو ایڈمنسٹریٹو برانچ میں درجہ سوم (سینئر) سے درجہ دوم (جونئیر) میں ترقی دی گئی -

(1) - فضل حسین - (2) ولی محمد - (2) احسان محمد -

جب مندرجہ بالا ملازمین کی ترقی ہو چکی تو حکومت نے فضل حسین اور ولی محمد کی اپیل پر فیصلہ کرتے ہوئے انکو 6-4-44ء سے درجہ دوم (جونئیر) میں شامل کر لیا گیا -

مندرجہ ذیل افراد کو براہ راست درجہ دوم جونئیر میں بھرتی کیا گیا -

1 - مختار احمد - 2 نسیم احمد - 3 - اقبال حسین ملک -
4 - اعجاز علی عابدی - 5 صادق بھٹی - 6 مہر قمر - 7 - اخترالزماں -
8 - ظفر اللہ خان - 9 - اظہر حسین - 5-2-72ء کے بعد کوئی تقرری نہیں کی گئی - اور ترقی پانے والوں کا کوٹا مستقبل میں ترقی کرتے وقت پورا کر دیا جائیگا -

---

لوکل کونسل سروس کے ملازمین کے گریڈوں میں تفاوت

*3323 - سردار نصراللہ خان دریشک - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لوکل کونسل سروس درجہ سوم (سینئر) اور

اسسٹنٹ و ہیڈ کلرک کا پیمانہ تنخواہ قومی پیمانہ تنخواہ کے لاگو ہونے سے قبل یکساں تھا ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مندرجہ بالا ملازمین 350-15/ 175-10-215 کے پیمانہ تنخواہ میں کام کرتے تھے ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ قومی پے سکیل کے مطابق لوکل کونسل سروس درجہ سوم (سینئر) کو گریڈ نمبر 8 دیا گیا اور اسٹنٹ و ہیڈ کلرک کو گریڈ 10 دیا گیا ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ بالا ملازمین کے گریڈوں میں تفاوت کی وجوہ کیا ہیں نیز ان ملازمین کو گریڈ نمبر ۱۰ کب تک دیا جائیگا ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) ۔ جی ہاں

(د) حکومت پنجاب نے بموجب قواعد پنجاب (نان گزیٹیڈ) سول سروسز (ترمیمی تنخواہ) 1972ء قومی پے سکیل اپنے ملازمین کے لئے منظور کئے تھے اور اس کی رو سے مختلف گریڈ ہائے کو 15 گریڈ ہائے میں منتقل کرنے کے لئے یہ فارمولا بنایا تھا کہ جو ملازمین قبل ازیں چند مقررہ محدود میں تنخواہ حاصل کر رہے تھے انکو ایک خاص قومی سکیل دیا گیا تھا مثلاً جو ملازمین پہلے ان آسامیوں پر کام کر رہے تھے جن کا گریڈ 133 روپے سے لیکر 375 روپے تک ختم ہوتا تھا ان کو قومی سکیل نمبر 8 دیا گیا تھا سرکار نے چند آسامیاں جو مختلف محکمہ جات میں مشترک تھیں ان انتظامی وجوہات کی بناء پر مندرجہ بالا فارمولا کی بجائے مختلف گریڈ ہائے دینے منظور کئے اور اسسٹنٹ و ہیڈ کلرک کو اس کے مطابق گریڈ نمبر 10 دیا گیا ۔ لوکل باڈیز کے اکاؤنٹنٹ و سیکرٹری جن کا سابقہ گریڈ 350 روپے پر ختم ہوتا تھا وہ منظور شدہ فارمولا کے تحت گریڈ نمبر 8 کے حقدار تھے ۔ اور یہی ان کے لئے منظور کیا گیا ۔ اگر اس سے زائد یعنی نمبر 10

دیا جاوے تو لوکل باڈیز کی مالیات پر اور زیادہ بوجھ ہوگا ۔

لوکل کونسل سروس کے ملازمین کو مکانات کے کرایہ الاؤنس کی سہولت

*3324 ۔ **سردار نصراللہ خان دریشک** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت پنجاب نے لوکل کونسل سروس درجہ اول (جونیئر) اور لوکل کونسل سروس درجہ دوئم (سینئر) کے ملازمین کو اپنے دفاتر سے مکانات کے کرائے الاؤنس کی صورت میں وصول کرنے کی اجازت دے رکھی ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت پنجاب نے لوکل کونسل سروس درجہ سوم (سینئر) اور لوکل کونسل سروس درجہ دوم (جونیئر) کے ملازمین کو مکانات کے کرائے الاؤنس کی صورت میں اپنے دفاتر سے وصول کرنے سے محروم رکھا ہے حالانکہ ان کی تنخواہوں میں بہت تفاوت ہے ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) ۔ نئی ہدایت جو چٹھی نمبر LCS (Admn)-I (78) 69 (P) مجریہ 26 دسمبر 1972ء جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے کے مطابق تمام ایل سی ایس ملازمین چاہے وہ کسی بھی گریڈ کے ہوں مندرجہ ذیل شہروں میں اپنی تنخواہ کا ساڑھے سات فیصد کرایہ مکان لینے کے مجاز ہیں ۔

لاہور ۔ راولپنڈی ۔ لائل پور ۔ ملتان ۔

ان شہروں کے علاوہ کرایہ مکان کسی دوسرے شہر میں کسی بھی ایل سی ایس ملازم کو نہیں دیا جاتا ۔

(ب) سوال ھی پیدا نہیں ہوتا ۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات جز اول کی سوز مرہ رکھیں گے ✓

Government Of the Punjab, Local Government and Social Welfare Department

To

(1) All the Divisional Commissioners/Controlling Authorities, in the Punjab.

(2) All the Deputy Commissioners(Controlling Authorities, in the Punjab.

(3) All the Administrators of District Councils and Municipal Committees in the Punjab.

No. LCS (Admn) 1 (78)/69-P

Dated Lahore the 26th, December, 1972.

Subject :— Revision of Policy Governing the Provision of Residential Accommodation to LCS Officers Serving in the District Councils/Municipal Committees, Improvement Trust Etc. In the in Punjab.

In supersession of all previous instructions specifying terms and conditions regarding grant of house rent subsidy and provision of residential accomodation to all the LSC Officers, it has now been finally decided (in view of similar instructions issued by Government) that the following principles shall be followed by all the Local Councils/Local Bodies, Improve- ment Trusts etc. for the grant of subsidy/residential accommodation to LCS-I and II-Officers :—

(i) It should be made clear to all LCS I and II officers of Local Bodies/Local Councils etc. that there is no legal responsibility for providing residential accommodation to each and every officer,

(ii) Where-ever it is considered essential to provide accommodation to such an officer in the interest of public service, the rental value of the residence should not in any case exceed 22½% of the pay of the officer for whom it is required.

(iii) The subsidy payable by the Local Councils/Local Bodies and Improvement Trusts towards rent of residential accommodation should not normally exceed 7½% of the

pay of the officer and only in exceptional cases, which should be rare, the maximum subsidy of 15% may be provided the officer concerned has first paid 7½% of his pay towards rent of the residential accommodation in all cases.

(iv) The subsidy shall be allowed only to such officers who do not own house in their own name or in the name of their wife or children at their station of posting.

(v) The scale of accommodation provided to the officers should not in any case, exceed the scale of accommodation prescribed by the Provincial Government for their own employees as per instructions contained in F. D. Circular No. 2443-D (B) 13 (2)/61 dated 31.7.65.

(vi) The subsidy shall be payable at Lahore/Rawalpindi Lyallpur and Multan and not at any other place in the Province.

(vii) The officers claiming subsidy should be required to produce actual monthly rent receipts,

2. It has also come to the notice of Government that the residential accommodation constructed/maintained by the Local Councils/Local Bodies/Improvement Trusts in the Punjab for its officers are often allotted to other Government officers serving at the District Headquarters by the Administrators/Controlling Authorities, to the retriment of the service rights of LCS-I and II officers serving in those Districts. Attention is also drawn to Rule 9 (2) of the West Pakistan Municipal Committees Property Rules, 1962 and Rule 8 (2) of the West Pakistan Local Councils property rules, 1962 according to which "no property of a Municipal Committee/Local Councils, whether moveable or immoveable, shall be used by any official or member of local councils/ Municipal Committees except for official purposes."

3. I am accordingly to request that the above principles may kindly be strictly adhered to in securing/providing residential accommodation for LCS officers-I and II so as to remove the existing disparity of treatment by the Provincial Government and the Local Bodies/Local Coucils and Improvement Trust etc, established under its authority.

In case of violation of the above mentioned principles, the Administrators/Controlling Authorities of Local Bodies concerned would be held responsible for illegal expenditure involved which would be made a sur-charge on them and would be recovered from their salaries/properties as arrears of land revenue.

لوکل کونسل سروس کے ملازمین کے لئے رہائشی سہولتیں

*3324۔(الف) **سردار نصراللہ خان دریشک** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ملتان ڈویژن کی کتنی درجہ دوم اور سوم کی میونسپل کمیٹیوں نے اپنے ملازمین کے لئے کتنے کوارٹر تعمیر کئے ہیں ۔

(ب) حکومت لوکل کونسل سروس درجہ سوم (سنیئر) اور درجہ دوم (جونئیر) کو رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کے لئے کیا کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) درجہ سوم کی کوئی کمیٹی نہیں ہے ۔ جبکہ درجہ دوم کی 10 کمیٹیوں نے 50 کوارٹر تعمیر کئے ہیں ۔

(ب) کچھ مقامی لوکل کونسلوں نے اپنے ملازمین کیلئے رہائشی سہولتوں کا بندوبست کر رکھا ہے باقی ماندہ لوکل کونسلیں اپنے اپنے بجٹ کے مطابق انتظامات کر رہی ہیں چونکہ مالی وسائل محدود ہیں اور انکے استعمال میں عوام کی ضروریات کو پہلے ترجیح دی جاتی ہے ۔ اسلئے رہائشی مکانات تمام عملے کیلئے مہیا کرنا موجود حالات میں نا ممکن ہے ۔

بہاولپور ریجن لوکل کونسل سروس میں جونیئر درجہ اول کی آسامیاں

*3338 ۔ **حافظ علی اسد اللہ** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب میں لوکل کونسل سروس بہاولپور ریجن اور لاہور ریجن کے لئے علیحدہ علیحدہ ہیں ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ بہاولپور ریجن لوکل کونسل سروس اکاؤنٹ کیڈر میں درجہ اول جونیئر کی کوئی آسامی نہیں رکھی گئی جس کی وجہ سے بہاولپور لوکل سروس کے اکاؤنٹس آفیسر عرصہ 9/80 سال سے درجہ اول جونیئر میں ترقی یاب نہیں ہو سکے ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب ریجن لوکل سروس اکاؤنٹس کیڈر میں درجہ اول جونیئر کی قریباً 8 آسامیاں اور درجہ اول سینئر کی تین آسامیاں موجود ہیں جن کی بدولت لاہور ریجن کے اکاؤنٹس آفیسر درجہ اول سینئر تک ترقی یاب ہوئے ہیں ۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب میں اس نا انصافی کو ختم کرنے اور بہاولپور ریجن میں لوکل کونسل سروس کے ملازمین کی حق رسی کرنے کے لئے بہالپور ڈویژن کے ممبران اسمبلی نے حکومت کی توجہ دلائی ہے ۔

(ہ) اگر جزو (الف) تا (د) کا جواب اثبات میں ہو تو اس نا انصافی کی کیا وجوہات ہیں اور ایک ھی صوبہ میں لوکل کونسل سروس کے ملازمین میں امتیاز کیوں برتا جا رہا ہے اور کیا حکومت درجہ اول جونیئر کی آسامیاں بہاولپور ریجن لوکل کونسل سروس میں رکھنے کو تیار ہے ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) جی ھاں ۔

(ب) جی ھاں ۔

(ج) جی نہیں ۔ لاہور ریجن میں لوکل کونسل سروس اکاؤنٹس کیڈر میں درجہ اول جونئیر کی صرف تین آسامیاں اور درجہ اول سینئر کی صرف ایک آسامی ہے ۔

(د) جی ھاں ۔

(ہ) بہاولپور ریجن کے لوکل کونسل سروس کے ملازمین کے ساتھ کوئی نا انصافی نہیں ہو رہی۔ لاہور ریجن میں چار ڈویژن یعنی لاہور۔ سرگودھا۔ ملتان اور راولپنڈی ہیں جن میں صرف ایک آسامی درجہ اول سینئر اور تین آسامیاں درجہ اول جونیئر کی ہیں۔

ریجن بہاولپور میں صرف ایک ڈویژن بہاولپور ہے جہاں حال ہی میں آسامیاں اکاؤنٹس آفیسر درجہ دوم سینئر کی منظور کی گئی ہیں۔

فی الحال وہاں درجہ اول جونئیر کی آسامی رکھنے کا کوئی جواز نہیں ہے کیونکہ صرف ملازمین کو مطمعن کرنے کیلئے کسی لوکل باڈی کی مالی حالت پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہئے۔

لاہور ریجن لوکل کونسل سروس اکاؤنٹس کیڈر میں درجہ اول جونیئر اور درجہ اول سینئر کی آسامیاں

*3339 ۔ حافظ علی اسد اللہ ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ لاہور ریجن لوکل کونسل سروس اکاؤنٹس کیڈر میں درجہ اول جونیئر اور درجہ اول سینئر کی آسامیوں کی تعداد کیا ہے۔ اور کن کن میونسپل کمیٹیوں میں یہ آسامیاں ہیں اور ان پر کون کون اشخاص تعینات ہیں تفصیل بتائی جائے ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ لاہور ریجن لوکل کونسل سروس اکاؤنٹس کیڈر میں درجہ اول جونیئر اور درجہ اول سینئر کی حسب ذیل آسامیاں ہیں جن پر مندرجہ ذیل اصحاب کام کر رہے ہیں :-

درجہ اول (جونئیر) ۔ 1 اکاؤنٹس آفیسر پراونشل لوکل گورنمنٹ بورڈ لاہور کی آسامی فی الحال خالی پڑی ہے۔ لیکن ملک منظورالحق صاحب اکاؤنٹس آفیسر درجہ دوم (سینئر) لوکل کونسل سروس اپنی تنخواہ اور سکیل پر فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔

2 ۔ میونسپل کمیٹی لائل پور میں چوہدری غلام دستگیر اکاؤنٹس آفیسر تعینات ہیں۔

3 ۔ ڈسٹرکٹ کونسل ملتان میں منیر اقبال احمد اکاؤنٹس آفیسر ہیں۔

درجہ اول (سینیئر) - کی صرف ایک آسامی لاہور میونسپل کارپوریشن میں چیف اکاؤنٹس آفیسر میاں محمد منظور احمد تعینات ہیں -

---

راولپنڈی ڈویژن میں گلیوں اور فٹ پاتھوں پر مردہ حالت میں پائے جانے والے افراد کی تعداد

*3353 - **مس ناصرہ کھوکھر** - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ راولپنڈی ڈویژن میں 73-1972ء کے دوران گلیوں اور فٹ پاتھوں پر مفلوک الحال لوگ مردہ حالت میں پائے گئے تھے -

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان افراد کی تعداد کیا تھی ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) - (الف) جی ہاں -

(ب) ان لوگوں کی کل تعداد 26 ہے -

صوبہ میں دیہی تعمیراتی پروگرام کے تحت سکولوں اور دیہی شفاخانوں کی عمارت کے لیے رقم کی تخصیص

*3354 - **مس ناصرہ کھوکھر** - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) صوبہ بھر میں دیہی تعمیراتی پروگرام کے تحت اب تک نئے پرائمری سکولوں اور دیہی شفاخانوں کے لیے کتنی عمارات تعمیر کی گئی ہیں - نیز کتنے میل لمبی سڑکیں بنائی گئی ہیں -

(ب) جزو (الف) کے مقاصد کے لئے اب تک کتنی رقم مختص کی گئی اور اس رقم میں سے اب تک کتنی خرچ کی جا چکی ہے ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) - (جزو الف) صوبہ پنجاب میں عوامی تعمیراتی پروگرام کے اںسال آغاز سے قبل دیہی ترقیاتی پروگرام 64-1963ء سے جاری تھا - مذکورہ بالا دونوں پروگرام کے تحت صوبہ پنجاب میں اپریل 1973ء

کے اختتام تک جو عمارات اسکول و ہسپتال و سڑک ہائے پختہ و خام تعمیر ہوئیں ان کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔

1 ۔ عمارات اسکول (تعداد)	8531	507'24 لاکھ روپے
2 ۔ عمارات ہسپتال (تعداد)	681	24'30 "
3 ۔ پختہ سڑکیں (میل)	1210	792'26 "
4 ۔ نیم پختہ سڑکیں (میل)	1057	305'15 "
5 ۔ کچی سڑکیں (میل)	1824	67'39 "
6 ۔ مرمت سڑک ہائے (میل)	141	10'89 "

مندرجہ بالا تکمیل شدہ سڑکوں اور عمارات کے علاوہ حسب ذیل کام زیر تکمیل ہیں۔

1 ۔ عمارات اسکول	643
2 ۔ عمارات ہسپتال	25
3 ۔ پختہ سڑکیں	217 میل
4 ۔ نیم پختہ سڑکیں	142 میل
5 ۔ کچی سڑکیں	330 میل
6 ۔ مرمت سڑک ہائے	15 میل

(ب) مندرجہ بالا اعداد و شمار تعمیر و اخراجات سے عیاں ہے کہ اب تک صوبہ بھر میں ان تعمیرات یعنی عمارات ، سکول و ہسپتال و سڑک ہائے پر بالترتیب مبلغ 597'24 لاکھ و 24'30 لاکھ 1176'32 لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ اس طرح مجموعی طور پر اب تک مبلغ 1797095 لاکھ روپے ان تعمیرات پر خرچ ہو چکے ہیں۔

صوبہ میں سرکاری گاڑیوں کا نجی استعمال

*3363 ۔ قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ صوبہ میں سرکاری افسران اپنے

بچوں اور گھریلو کام کاج کے لیے سرکاری گاڑیاں استعمال کرتے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب انٹی کرپشن کے انسپکٹران کو خصوصی کیمرے مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ وہ ایسے افسران کی موقع پر تصاویر اتار لیں جو سرکاری گاڑیاں نجی استعمال میں لاتے ہیں ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) سرکاری افسران سرکاری گاڑیاں سرکاری کام کے لیے استعمال کر سکتے ہیں ۔ سرکاری گاڑی نجی کام کے لیے استعمال ہو سکتی ہیں لیکن اس کے لیے ادائیگی کرایہ بحساب پچاس پیسے فی میل کرنا پڑتی ہے ۔

(ب) ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

مہر محمد ظفراللہ خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مہر محمد ظفراللہ خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

I could not attend the session of the Assembly because of a decision of a writ petition. The Supreme Court has granted a asty order in my favour. However, I cannot still attend the Assembly Session because of the death of my uncle. t is requested that leave may kindly be granted to me from 2nd to 13th April, 1973.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکریٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب ممبر صوبائی

اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

I shall be grateful if you could grant me leave of absenee from 4th June, 1973 to 10th June, 1973 (both days inclusive).

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری کلیم اللہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری کلیم اللہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

میں بوجہ بیماری مورخہ 26-4-73 کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا ۔ برائے مہربانی رخصت ایک یوم منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں غلام عباس

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام عباس صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

Aslam-o-Alaikum. I was unable to attend the Assembly sessions from 2nd to 9th and 22nd to 30th of April 1973. Please excuse my absence and oblige.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر عبدالحفیظ کاردار

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عبدالحفیظ کاردار، وزیرخوراک و امداد باہمی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

Due to ill health I could not attend the Assembly Session during March and under medical advice it will not be possible for me to attend the whole of the Session beginning the 4th June, 1973. I should be grateful if you would kindly grant me leave of absence.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ عبدالحفیظ کاردار صاحب کی درخواست برائے رخصت پڑھی گئی ہے ۔ تو کیا منسٹر کو بھی ضرورت ہوتی ہے کہ وہ apply کرے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ اس اسمبلی کے ممبر ہیں اگر وہ اسمبلی سے رخصت لینا چاہیں تو اسمبلی رخصت دے سکتی ہے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ discretionary ہے آپ کے compulsory تو نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو کسی کے لیے بھی compulsory نہیں ہے ۔

مسٹر طاہر احمد شاہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر طاہر احمد شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

I am suffering from fever I cannot attend meeting of Standing Committee on Transport.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد مظفر خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد مظفر خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

میں نے اس سے پہلے بھی ایک چھٹی آپ کو لکھی ہے وہ 7/5 کی میٹنگ کے متعلق تھی ۔ اب اچانک آج میرے بھائی کی بیوی فوت ہو گئی ہے ۔ جس کی وجہ سے 21/5 کی میٹنگ attend نہیں کر سکتا ۔ لہذا میری چھٹی منظور کی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی

ملک محمد مظفر خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد مظفر خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

Regretted, I could not attend meeting of the Standing Committee on Local Government and Social Welfare and Auqaf. This is due to late receiving of mail, letter was despatched from LHR as per seal on 2-5-73 and due to misplace of mail by post office Khaur I received on 9th May 1973. Now it could be adjusted in your record either leave or whatever you think better, otherwise I am very keen to attend any meeting.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم حمید الدین

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مخدوم حمیدالدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

Unable to attend the Committee Meeting on the 21st May, my absence may please be condoned.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم حمید الدین

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مخدوم حمید الدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

Being unwell could not attend the Committee Meeting on the 7th May absence may please be excused.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر نور محمد خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نور محمد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

I beg to state that I am awfully engaged in my personal family matters to be commenced from 4th June 1973. However, I may

be able to attend on 12th June 1973 and onward.

Therefore I may kindly be allowed 8 days leave from 4th June to 12th June 1973 and oblige.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

دیوان سید غلام عباس بخاری

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست دیوان سید غلام عباس بخاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

بوجہ ضروری امور بندہ 73-5-24 سٹینڈنگ کمیٹی برائے امور پاور و انہار شامل نہ ہو سکا ۔ برائے مہربانی رخصت عنایت فرما کر مشکور فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

دیوان سید غلام عباس بخاری

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ درخواست دیوان سید غلام عباس بخاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے 11 مئی 1973ء آبپاشی سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ رکھی گئی ہے ۔ خاندانی خلا اہم مسائل کی وجہ سے بندہ حاضر نہیں ہوسکے گا ۔ براہ مہربانی رخصت عنایت فرما کر مشکور فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید تابش الوری

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست سید تابش الوری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

میں اپنی ناسازی طبع کے باعث 8 مئی 1973ءکو مجلس استحقاقات کے اجلاس میں شریک نہیں ہوسکا۔
براہ کرم 8 مئی کی رخصت عنایت کی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک عبدالقیوم

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک عبدالقیوم صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I could not attend the Assembly Session on 11th and 22nd of April due to bad health. Leave for the above days may please be sanctioned.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

فقیر عبدالمجید خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست فقیر عبدالمجید خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ بندہ بیماری کی وجہ سے 2-4-73 کو اسمبلی کی کارروائی میں حاضر نہ ہوسکا۔ براہ کرم ایک روز کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رئیس شبیر احمد

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست رئیس شبیر احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

Due to unavoidable circumstances, I could not attend the Assembly session from 5-4-1973 to 30-4-1973. It is therefore, requested that I am kindly be granted leave for the said period and oblige.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید مہتاب احمد شاہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست سید مہتاب احمد شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

گذارش ہے کہ میں بوجہ بیماری 30-4-1973 کو اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا ۔ رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

کنور محمد یاسین خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست کنور محمد یاسین خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

میں مورخہ 7-5-1973 لوکل سیلف گورنمنٹ سٹینڈنگ

کمیٹی کی میٹنگ میں بوجہ علالت شمولیت نہ کر سکا
مجھے اس یوم کی رخصت دی جائے۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

خان غلام احمد خان وردیگ

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست خان غلام احمد خان وردیگ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ میں بوجہ مصروفیت مورخہ 5 مئی 1973ء سٹینڈنگ کمیٹی میٹنگ آف ایبر میں شمولیت نہ کر سکا لہذا اس دن کی رخصت دی جائے۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

رانا اقبال احمد خان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست رانا اقبال احمد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں مورخہ 5-5-73 کو لیبر سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ بوجہ خرابی صحت حاضر نہ ہو سکا براہ کرم رخصت فرما کر مشکور فرمائیں۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

خان محمد شفیق خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست خان محمد شفیق خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

> گذارش ہے کہ میں مورخہ 15-5-73 کو بوجہ مصروفیت
> کمیٹی میٹنگ آف ٹرانسپورٹ میں شمولیت نہ کر سکا
> لہذا اس دن کی رخصت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مہر محمد ظفراللہ خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مہر محمد ظفراللہ خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> التماس ہے کہ میں مورخہ 8-3-73 اور 19-3-73 کو
> بوجہ خرابی طبیعت اجلاس میں حاضر نہیں ہوسکا ۔ لہذا
> مہربانی فرما کر رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رانا رب نواز نون

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست رانا رب نواز نون صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> گذارش ہے کہ بندہ بوجہ ضروری کام مجلس قائمہ
> برائے صحت کی میٹنگ 12-5-73 اور 23-5-73 میں
> شمولیت نہیں کر سکا برائے مہربانی رخصت عطا فرمائی
> جاوے نوازش ہوگی ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری فرزند علی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری فرزند علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

گذارش ہے کہ بندہ بوجہ بیماری مورخہ 21 ، 23 اور 25 مئی 73ء کو حاضر میٹنگ نہیں ہوسکا مہربانی فرما کر رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد انور علی بٹ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد انور علی بٹ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گذارش ہے کہ مجھے ہوم میٹنگ منعقدہ 22-5-73 کو اطلاع موصول نہیں ہوئی جس کی وجہ سے میں میٹنگ میں شرکت نہ کر سکا ۔ لہذا رخصت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

صوفی نذر محمد

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست صوفی نذر محمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گذارش ہے کہ میں مورخہ 73-5-5 کو بوجہ گردہ کی تکلیف لیبر کمیٹی میں شمولیت نہ کر سکا ۔ لہذا اس دن کی رخصت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

صوفی نذر محمد

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست صوفی نذر محمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں مورخہ 73-5-26 لیبر کی میٹنگ میں اس لیے شمولیت نہ کر سکا چونکہ اس کی اطلاع مجھے اسی دن ملی جس دن میٹنگ ہونے والی تھی ۔ لہذا اس دن کی رخصت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

صوفی نذر محمد

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست صوفی نذر محمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں مورخہ 73-4-22 تا 73-4-30 بوجہ درد گردہ تکلیف حاضر نہیں ہوسکا ۔ لہذا برائے مہربانی ان ایام کی رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مرزا طاہر بیگ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مرزا طاہر بیگ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

Due to indisposition I could not attend the meeting of Standing Committee on Labour held on 26-5-73. My absence may please be excused.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست قاضی محمد اسماعیل جاوید صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بوجہ بیماری 30-4-73 کو اسمبلی میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست قاضی محمد اسماعیل جاوید صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

بوجہ بیماری میں 23-5-73 تا 25-5-73 استحقاق کمیٹی کی میٹنگ attend نہیں کر سکا ۔ رخصت فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد رضی شاہ

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد رضی شاہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Respectfully I beg to state that I could not attend the meeting of the Standing Committee on Local Government and Social Welfare and Auqaf held on 7th May, 1973, as I had received the notice of the said meeting on 9th May, 1973 at about 11-30 A.M.

Kindly excuse my absence of the said meeting held on 7th May, 1973 and oblige.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد اکرم اعوان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد اکرم اعوان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ میں مورخہ 73-5-5 کو کمیٹی میٹنگ برائے لیبر میں بوجہ مصروفیت شرکت نہ کر سکا لہذا مورخہ 5 مئی 1973ء کی رخصت دی جائے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 5 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی صرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 5 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں شیخ صفدر علی رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 22 متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ شیخ صفدر علی رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 22 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں چوہدری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 25 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 25 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں راجہ محمد افضل خان رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 27 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ راجہ محمد افضل خان رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 27 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں چوھدری عبدالعزیز ڈوگر رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 32 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوھدری عبدالعزیز ڈوگر رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 32 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں میاں خورشید انور ۔ حاجی محمد سیف اللہ خاں ۔ مسٹر مصطفیٰ ظفر ۔ مسٹر ناصر علی خاں بلوچ ۔ رائے عمر حیات خاں اور راؤ مراتب علی خاں اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 73 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور ۔ حاجی محمد سیف اللہ خاں۔ مسٹر مصطفیٰ ظفر مسٹر ناصر علی خاں بلوچ ۔ رائے عمر حیات خاں اور راؤ مراتب علی خاں اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 73 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں جاوید حکیم قریشی رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 88 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جاوید حکیم قریشی رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 88 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں چوھدری عبدالعزیز ڈوگر اور چوھدری امان اللہ لک اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 42 اور 75 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی عبوری رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر۔ چوھدری عبدلعزیز ڈوگر اور چوھدری امان‌اللہ لک اراکین صوبائی

اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 42 اور 75 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی عبوری رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں راجہ محمد افضل خان رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 84 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی عبوری رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ راجہ محمد افضل خان رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 84 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی عبوری رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں چوہدری غلام قادر ۔ حافظ علی اسد اللہ اور شیخ عزیز احمد اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے استحقاق نمبر 85 ۔ 86 اور 87 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی عبوری رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری غلام قادر ۔ حافظ علی اسد اللہ اور شیخ عزیز احمد اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر 86،85 اور 87 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی عبوری رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

قاضی اسماعیل جاوید ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں ہوں :

> کہ چوہدری عبدالعزیز ڈوگر رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 42 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست 1973 تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ چوھدری عبدالعزیز ڈوگر رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 42 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست 1973 تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ چوھدری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 75 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست 1973 تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ چوھدری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ استحقاق نمبر 75 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست 1973 تک توسیع کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ راجہ محمد افضل خان رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 84 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست 1973 تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی اور یہ ہے :

کہ راجہ محمد افضل خان رکن صوبائی اسمبلی پنجاب

کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 84 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست 1973 تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ چوہدری غلام قادر رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 85 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 جولائی 1973 تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ چوہدری غلام قادر رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 85 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 جولائی 1973 تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ حافظ علی اسداللہ رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 86 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 جولائی 1973 تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے ۔

کہ حافظ علی اسد اللہ رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی

پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 86 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 جولائی 1973 تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ شیخ عزیز احمد رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 87 سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 جولائی 73 تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ شیخ عزیز احمد رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 87 سے متعلق مجلس برائے قواعد انصباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت 31 جولائی 73 تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ علامہ رحمت اللہ ارشد رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 69 سے متعلق مجلس قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 جولائی 1973 تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ علامہ رحمت اللہ ارشد رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 69 سے متعلق مجلس قواعد انضباط کار و استحقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 جولائی 1973 تگ توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

حافظ علی اسد اللہ۔ جناب والا۔ میں مسودہ قانون اسلامی عربیہ یونیورسٹی پاکستان محمدیہ شریف مصدرہ 1972 (مسودہ قانون نمبر 58 بابت 1972) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون اسلامی عربیہ یونیورسٹی پاکستان محمدیہ شریف مصدرہ 1972 (مسودہ قانون نمبر 68 بابت 1972) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

ڈاکٹر محمد صادق ملھی۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) خالص غذا مغربی پاکستان مصدرہ 1972 (مسودہ قانون نمبر 35 بابت 1972) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے صحت کی عبوری رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) خالص غذا مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۷۲ (مسودہ قانون نمبر 35 بابت 1972) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے صحت کی عبوری رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ آپ جانتے ہیں کہ آج نہایت اہم موضوع پر مذاکرات ہونے ہیں یہ رپورٹیں کل بھی پیش ہو سکتی ہیں ۔ انکو ملتوی کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ چار رپورٹیں ہیں یہ جلد پیش ہو جائینگی ۔

ڈاکٹر محمد صادق ملھی ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون خالص اشیائے خوردنی مغربی پاکستان مصدرہ 1972 (مسودہ قانون نمبر 40 بابت 1972) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے صحت کی عبوری رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون خالص اشیائے خوردنی مغربی پاکستان مصدرہ 1972 (مسودہ قانون نمبر 40 بابت 1972) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے صحت کی عبوری رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

باقی تحاریک بحث کے بعد لے لوں گا ۔ یہ آٹھ تحریک استحقاق ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ چائے کا وقفہ بھی ہونا ہے اور اسکے

بعد ڈیڑھ پون گھنٹہ باقی رہ جائیگا ۔ جناب والا ۔ آپکو یاد ہوگا کہ ابھی ایک دن سیاسی صورت حال پر بحث کرنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا کیونکہ اس ضمن میں تحاریک بہت تھیں انکو مختصر کرنے کے لئے یہ صورت حال پیدا کی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں بالکل رضامند ہوں لیکن اس میں شیخ عزیز احمد کی بھی رضامندی ہونی چاہئے اگر وہ اس سے اتفاق کریں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ میری تحریک استحقاق بہت ضروری ہے کیونکہ میری کار چوری ہوگئی ہے اور جتنی دیر ہوگی اتنا نقصان ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرا خیال ہے کہ یہ تحریک استحقاق لے لیں ۔

مسئلہ استحقاق

شیخ عزیز احمد ممبر صوبائی اسمبلی کی کار کی چوری

مسٹر سپیکر ۔ شیخ عزیز احمد تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ یکم اور ۲ جون کی درمیانی رات کو ایک اور دو بجے کے درمیان کار نمبر 9277 مزدا جو کہ پاکستان میوچل انشورنس کمپنی لمیٹڈ لاہور نے مجھے بحیثیت مینیجنگ ڈائریکٹر کمپنی مذکورہ اور بطور ممبر صوبائی اسمبلی استعمال کے لئے دی ہوئی تھی ۔ نا معلوم افراد نے مکان نمبر 4 سٹریٹ نمبر 21 این ۔ ای ۔ 7 جناح پارک سلطان پورہ روڈ لاہور کے دروازہ کے سامنے پارک کی ہوئی چوری کرلی ۔ میں چونکہ اپنے حلقے میں پیپلز ورکس پروگرام کے سلسلہ میں گیا ہوا تھا ۔ میری غیر حاضری میں میرے بڑے لڑکے ظہیرالدین نے سوا دو بجے رات ایمرجنسی سنٹر سول لائن 54444 کو فون پر اطلاع دی ۔ جنہوں نے علاقہ کے پولیس سٹیشن تھانہ مصری شاہ کی طرف رجوع کرنے کیلئے کہا مصری شاہ تھانہ کے فون پر موجودہ صاحب نے اطلاع دینے پر جواب دیا کہ تمام افسر حضرات سوئے ہوئے ہیں صبح 7 بجے تھانہ میں رپٹ درج کروا دینا ۔

اسکے بعد ظہیر راوی روڈ پل پر گیا لیکن رجسٹر میں کار کا اخراج کا نمبر نہ ملا ۔ اسکے بعد اڑھائی بجے شب دوبارہ میری لڑکی نے ایمرجنسی سنٹر 54444 کو فون پر مطلع کیا لیکن انہوں نے پھر مصری شاہ تھانہ کا نمبر بتایا اسے کہا کہ متعلقہ تھانہ کو اطلاع دیں تھانہ مذکور کے ڈیوٹی پر متعین صاحب نے کار کا نمبر لکھ لیا اور

میرے متعلق دریافت کیا کہ شیخ صاحب کہاں ہیں یہ بتانے پر کہ وہ پسرور اپنے حلقہ میں ہیں خاموشی اختیار کرلی ۔

میری لڑکی نے پسرور پی ۔ سی او 35 پر مجھ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی لیکن 6 بجے صبح سے 8 تک پی ۔ سی او 35 پسرور باوجود (Bell) ہونے کے متعلقہ آپریٹر نے توجہ نہ دی ۔ مجھے پسرور ایکسچنج آپریٹر نے 8 بجے میری لڑکی کا پیغام پہنچایا ۔ 4 بجے صبح میرے لڑکے نے دوبارہ راوی روڈ پل رجسٹر چیک کیا تو کار مذکور کا اندراج پایا گیا ۔

اسطرح سے پولیس تھانہ مصری شاہ ایمر جنسی سنٹر 54444 کی لاپرواہی سے کار پل (کراس) کر گئی ہے ۔ اور پولیس تھانہ مصری شاہ نے 7 بجے رپورٹ درج کی اور اسطرح سے پولیس تھانہ مصری شاہ ایمر جنسی سنٹر 54444 نے میرے لڑکے اور لڑکی کے توجہ دلانے اور میرا نام ظاہر کرنے کے باوجود فوری ایکشن نہ لے کر اور 35 پی ۔ سی او ۔ پسرور صبح 6 بجے 7 بجے سے بجے تک ٹرنک کال (attend) نہ کر کے میرے حقوق کو مجروح کیا گیا ہے اس مسئلہ استحقاق پرفوری بحث کے لئے هاؤس کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔

Mr. Speaker : What has the House to say about this ?

Makhdoomzada Hasan Mahmud : Refer it to the Privilege Committee.

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ کیا مجھے اسکی وضاحت کرنے کی اجازت ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ میرے خیال میں یہ تو بڑا واضح مسئلہ ہے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ میں نے تو پورا بیان دے دیا ہے ۔ اب کوئی ضرورت تو نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : It is referred to the Committe on Rules of Procedure and Privileges. The report to come within a fortnight.

شیخ عزیز احمد ۔ رپورٹ ایک ہفتے کے اندر اندر آنی چاہیے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ ویسے تو ٹھیک ہے کہ آپ نے یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے لیکن میں اپنے معزز ساتھی کو یقین دلاتا ہوں کہ جو بھی کاوش اس سلسلے میں ہو سکتی ہے حکومت وہ کر رہی ہے اور هم نے تھانہ

سے بھی رپورٹ لی ہے اور اسکے علاوہ ٹیلیفون ناردرن ریجن سے بھی رپورٹ لی ہے۔ جیسے کہ شیخ صاحب نے فرمایا ہے کہ تساہل برتا گیا ہے۔ چونکہ اب آپ نے یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے میں یہ دونوں رپورٹیں بھی کمیٹی کے سپرد کر دیتا ہوں۔ البتہ جتنی بھی پولیس مزید تحقیق۔ تفتیش اور تلاش کر سکتی ہے وہ جاری رہے گی اور ہماری کوشش ہوگی کہ جلد از جلد یہ کار ملے۔

مسٹر سپیکر۔ اب تحریک ہائے التوا کو لیتے ہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ ان کو کل کیلئے رکھ لیا جائے۔

مسٹر سپیکر۔ بہتر۔ میں نے کل حاجی سیف اللہ صاحب سے وعدہ کیا تھا کہ ان کے پوائنٹ آف آرڈر پر میں اپنا فیصلہ تحریراً سناؤنگا۔ وہ بھی کل پر ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں سیاسی صورت حال پر بحث

مسٹر سپیکر۔ اب ہم اگلی آئٹم پر جاتے ہیں وہ صوبہ کی سیاسی صورت حال پر بحث سے متعلق ہے۔ وزیر قانون اور قائد حزب اختلاف سے پوچھنا ہے کہ اگر ہم وقفہ نہ کریں تو ہمارے پاس 180 منٹ ہیں۔

آوازیں۔ چائے کا وقفہ دے دیا جائے۔

مسٹر سپیکر۔ جنہوں نے چائے پینی ہوگی وہ جا کر پی آئینگے۔ اگر کسی کو کورم کا اعتراض نہ ہو۔ وزراء میں سے کون کون اس بحث میں حصہ لیں گے تاکہ میں اسکے مطابق فاضل ارکان کیلئے وقت مقرر کر سکوں۔

وزیر قانون۔ جناب والا۔ بہتر یہ ہوگا کہ اس وقت دس منٹ کا وقفہ کر دیا جائے۔

مسٹر سپیکر۔ پہلے مجھے تقاریر کے لئے وقت کے تعین کا اندازہ کر لینے دیجئے۔ میرے پاس اس وقت 30 کے قریب ممبران کے نام آ چکے ہیں جن میں وزراء کا کوئی نام نہیں۔ میں وزراء کے ناموں سے یہ اندازہ کرنا چاہتا ہوں کہ تقاریر کے لئے کتنا کتنا وقت مقرر کیا جائے۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ وزراء میں سے ڈاکٹر عبدالخالق ۔ ممتاز احمد کاہلوں صاحب ۔ وزیر قانون اور میں اس میں حصہ لینگے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے یہ بھی اندازہ ہونا چاہئے کہ آپ صاحبان کتنا وقت لینگے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ ہم یہ مسئلہ آپ پر چھوڑتے ہیں ۔ ویسے اگر آپ اجازت دیں تو ہمارا ایک ہی وزیر سارا وقت لے جائے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ پھر ایوان کا وقت بڑھا دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ یہ روائیت ڈالیں گے تو میرے لئے مشکل ہو جائیگا ۔

Who will then open the debate on behalf of the Opposition.

میں نے وقت کی تقسیم اس طرح سے کی ہے کہ وزراء اور قائد حزب اختلاف کے لئے 15 منٹ ۔ اس میں دو چار منٹ کی کمی بیشی ہو سکتی ہے اور باقی ممبر صاحبان کیلئے 8/7 منٹ ہوں گے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ یہ بھی give in کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر مجھے 180 ممبر نام بھیج دیتے پھر تو یہ طریقہ ہو سکتا تھا کہ چار چار ممبر اپنا وقت ایک ایک ممبر کو دے دیتے ۔

مسٹر نوازش علی خاں ۔ (پنجابی) ہمیں تو کسی نے پوچھا ہی نہیں کہ تم بھی تقریر کرو گے کہ نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ آپس میں فیصلہ کر لیں ۔ میرے پاس آپوزیشن کی طرف سے 9 نام آئے ہیں اور گورنمنٹ پارٹی کی طرف سے وزراء کے علاوہ 22 نام آئے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ (بہاول پور ۔ 4)

عشق است وصد امید نظیری گناہ نیست

تو ہم بگوئے یک سخن از آرزوئے خویش

(1) موضوع سنگین بھی ہے اور تلخ بھی ہے۔میں اس بات کی کوشش کروں گا کہ اس طرف بیٹھنے والے دوستوں کی دل شکنی نہ ہو۔ لیکن جہاں تک حقائق کا تعلق ہے اور یہ ملک اور یہ صوبہ جس سیاسی صورت حال سے گزر رہا ہے وہ انتہائی نازک ہے۔ جناب صدر۔ آپ خود تحریک پاکستان کے ایک راہنما ہیں۔ آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ پاکستان کا وجود جمہوریت کی ایک عظیم فتح ہے۔ جمہوریت ہی کے صدقے میں یہ ملک معرض وجود میں آیا تھا۔ اس کو کسی سکندر و دارا کی شمشیر و سنان نے فتح نہیں کیا تھا اور نہ ہی کسی تیمور اور چنگیز کی کشور کشائی سے یہ ملک حاصل کیا گیا تھا۔ جناب سپیکر۔ اگر انصاف سے کام لیا جائے اور قائم مقام قائد ایوان ٹھنڈے دل سے حالات کا جائزہ لیں تو ہم نے صوبائی اسمبلی کے اندر اس بات کی پوری پوری کوشش کی ہے کہ فضا کو تلخ نہ ہونے دیا جائے اور حزب اقتدار اور حزب اختلاف میں جتنی ہم آہنگی ہو سکتی ہے وہ کی جائے۔ ہم نے نہایت واضح الفاظ میں یہ وضاحت کر دی تھی پیپلز پارٹی کو اکثریت کی بنیاد پر اس صوبے میں حکومت کرنے کا پورا پورا حق ہے اور ان کا یہ جمہوری حق ان سے کوئی نہیں سلب کر سکتا۔ لیکن پیپلز پارٹی اور حزب اقتدار کے ارکان اس بات کو فراموش نہ کریں، اس بات کو بھولیں نہیں کہ وہ صوبے کی عظیم اکثریت کے نمائندے نہیں ہیں۔ وہ اپنی سیاسی فہم و فراست سے برسراقتدار نہیں آئے۔ میں بطور مسلمان کے نہ دائیں بازو کا قائل ہوں اور نہ بائیں بازو کا۔ وہ اصطلاحیں چونکہ چل نکلی ہیں اس لیے میں کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنی سیاسی فہم و فراست یا ہر دلعزیزی سے اس ہاؤس کے اندر اکثریت میں نہیں آئے بلکہ وہ ہماری حماقتوں کی وجہ سے اس ہاؤس میں اکثریت میں آئے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

لیکن جب کسی پارٹی کی اکثریت ہوتی ہے اور اسے یہ جمہوری حق ملتا ہے تو وہ اصول پر حکومت کرے۔ حکومت کے اس حق کے ساتھ ساتھ ان پر کچھ فرائض بھی عاید ہوتے ہیں اور سب سے پہلا فرض جو حکومت پر عاید ہے وہ یہ ہے کہ وہ عدل عمرانی کی بنیاد پر ایک صالح معاشرہ قائم کرے، ملک میں امن و امان کی ذمہ داری قبول کرے۔ اور اپنے سے مختلف رائے رکھنے والوں کی رائے وسعت ظرف کے ساتھ سنے۔ لیکن یہاں صورت حال یہ ہے کہ لب بند، زبان بند،

فغاں بند ، دہاں بند ، اظہار تمنا کے سارے راہ بند ۔

میں اور عدو ایک ہی در کے ہیں سوالی
لیکن یہ عجیب در ہے ، ادھر وا ہے ادھر بند

اس وقت اگر مخالف پارٹیاں جلسوں کے لیے اجازت مانگتی ہیں ، تو اولاً ان کو اجازت نہیں دی جاتی ۔ اگراجازت دے دی جاتی ہے تو وہ جلسے منعقد کرنے نہیں دیے جاتے ۔ کہیں سے سیکیورٹی فورس آ جاتی ہے ، کہیں سے پیپلز پارٹی کے کارکن آ جاتے ہیں ۔ مسٹر سپیکر ، میں اپنا مشاہدہ بیان کرتا ہوں اور دنیا میں مشاہدے سے بڑھ کر کوئی دلیل نہیں ہو سکتی ۔ جس دن یونائیٹڈ ڈیموکریٹک فرنٹ کا جلسہ لاہور میں منعقد ہونے والا تھا ، میں نے اور میرے ساتھ بہت سے ساتھیوں نے خود دیکھا کہ پیپلز پارٹی کے کارکن مسلح ہو کر آئے اور پیپلز ہاؤس میں اترے ۔ لاریاں اور بسیں وہاں unload ہوئیں اور وہاں سے وہ جلسہ گاہ کی طرف چلے گئے ۔ یہ مشاہدے کی بات ہے ۔ دوسری طرف یہ قدغن تھی کہ جو بھی آدمی جلسے میں شریک ہونے کے لیے جائے ، چاہے وہ بچہ ہو ، چاہے وہ بوڑھا ہو اور چاہے وہ عورت ہو ، پہلے اس کی تلاشی لی جائے اور اس کے بعد اسے اندر جانے دیا جائے ۔ میں ایمانداری سے محسوس کرتا ہوں کہ جوکچھ ملتان میں ہوا ، جو کچھ راولپنڈی میں ہوا ، جو کچھ لاہور میں ہوا ، اس سے حکومت نے کچھ حاصل نہیں کیا بلکہ اپوزیشن پارٹیوں نے جتنا حاصل کیا تھا اس سے دگنا حاصل کیا ۔

میں جس خلوص اور دل سوزی کے ساتھ گزارشات پیش کر رہا ہوں ، مجھے امید ہے کہ اس حساب سے یہ سنی بھی جائیں گی ۔

مرکز میں متفقہ آئین مرتب ہو جانے کے بعد ملک میں ایک خوشگوار سیاسی فضا پیدا ہو گئی تھی ۔ اگر صوبے کی حکومت کوشش کرتی اور توجہ دیتی تو یہ سیاسی خوشگوار فضا قائم رہتی ۔ یہاں اس قسم کے حالات پیدا نہ ہوتے کہ گلی گلی میں تصادم ، ہر جگہ پر انسان خیالات میں اختلاف کے باعث زندہ ہے اور اس وقت تک رہے گا جب تک خیالات سیاسی عناد کی حدود کو نہیں چھوتے ۔ لیکن حکمران پارٹی کی بے تدبیری سے آج صورت حال یہ ہے کہ سیاسی فضا انتہائی کشیدہ ہے اور جو خوشگوار فضا پیدا ہوئی تھی وہ ختم ہی نہیں ہوئی بلکہ وہ خلیج اور زیادہ وسیع ہو گئی ہے ۔

جناب والا ۔ جمہوریت کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ مخالف سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کو خیالات کے اظہار کی آزادی دی جائے۔ یہ جمہوریت کا ہی تقاضا نہیں بلکہ یہ آئین تحفظ پیدا کرتا ہے ، آئین آزادی تقریر کی ضمانت دیتا ہے ۔ لیکن اپنے سینے پر ایمانداری سے ہاتھ رکھ کر کہیں ، کیا انہوں نے صوبے کے عوام کو اظہار رائے کی آزادی دی ہوئی ہے ، کیا یہاں قلموں پر پہرے نہیں بٹھائے گئے ؟ کیا یہاں زبانوں پر قفل نہیں لگا دے گئے ؟ کیا اس صوبے میں شریف انسانوں کی ، پرانے سیاسی کارکنوں کی جیل خانوں میں داڑھیاں نہیں نچوائی گئیں ؟ سیاسی قتل نہیں ہوئے ؟ ایک ڈیڑھ سال کے عرصے میں اس صوبے کی حکمران جماعت کی یہ کار گزاری ہے ۔

جناب والا ۔ سوئے اتفاق سے یا حسن اتفاق سے میں ایوب کے دور آمریت میں بھی انہی بنچوں پر دس سال بیٹھا رہا ہوں ۔ میں یقیناً ایوب کو آمر کہتا ہوں ، اس لیے کہ جو شخص آئین کو منسوخ کر کے فوج کی قوت کے ساتھ اقتدار پر قابض ہو جائے ، متمکن ہو جائے میں اس کو ہیرو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں ۔ وہ یقیناً آمر تھا ۔ لیکن جو گھٹن اور حبس ، جو تکلیف سیاسی ذہنوں کو ان کے دور حکومت میں ہوئی ، اس نے ان کے دور آمریت کو بھی بھلا دیا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

مخدوم زادہ صاحب نے متوجہ کیا ہے تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ مخدوم زادہ صاحب کے ساتھ اس ایوان میں ہم اکٹھے بھی رہے ہیں ۔ یہ ان بنچوں پر تھے ۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں یہ بتاؤں اگر جناب حنیف رامے اجازت دیں تو میں غالب کا شعر ان کی خدمت میں عرض کر دوں ۔

بے دلی ہائے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق
بے کسی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دیں

ان بنچوں پر بیٹھنے والوں کے لیے عبرت کا سامان خدا نے اس ہاؤس کے اندر ہی پیدا کر دیا ہے ۔ کل کے حکمران آج ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں ، اور ایک نہیں بلکہ تین ۔ سید احمد نواز شاہ گردیزی ، مخدوم حمیدالدین اور مخدوم زادہ حسن محمود ۔ ملک میں ایک بھی اتفاق ہو سکتا ہے ، اور میرے خیال میں اس کے آثار

قرائن بھی شاهد ہیں کہ یہ صاحبان ادھر آجائیں ، هاؤس سے بھی محروم ہو جائیں ۔

مخدوم زادہ صاحب کے عہد میں بھی مجھے چند دن جیل خانے کی سعادت نصیب ہوئی ، مخدوم زادہ صاحب نے بھجوایا ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

لیکن خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے ان سے کسی غیر شریفانہ رویہ کی کوئی شکایت نہیں ہے ۔ جیل کے اندر میرے اور بھی ساتھی تھے ۔ ان کا مقصد صرف detention (گرفتاری) تھا ۔ تعزیر یا تحقیر یہ ان کا مقصد نہیں تھا ۔ اور اس بد ترتن آمر یحییٰ خان کے زمانے میں بھی جیل میں رہا ہوں۔ اسی کوٹ لکھپت جیل میں جس کے اندر اب میاں محمد طفیل کی ڈاڑھی نچوائی گئی ۔ خدا کا فضل ہے کہ کم از کم میں اپنی سالم داڑھی لے کر باہر نکل آیا ہوں ۔ جناب والا ۔ اس ملک میں ہم نے بہت سی بد عنوانیاں دیکھی ہیں ۔ ہم نے اپنی طویل سیاسی زندگی میں ، حقیر سی سیاسی زندگی میں یہ تو دیکھا ہے کہ آپوزیشن پارٹیوں نے بطور احتجاج جلوس نکالا حکومت کے خلاف حکومت کے کسی سیاہ کارنامے کے خلاف ۔ لیکن ہم نے اپنی آنکھوں سے اس صوبے کی حکومت کے عہد میں یہ بھی دیکھا کہ حکومت نے اصغر خان کے خلاف جلوس نکلوایا ۔ یہ بات پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ عوام نے خود یہ جلوس نکالا تھا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ اپنے محترم بھائی کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اگر آپ ایک تنظیم ہوتے ایک جماعت ہوتے تو ایک ہی جگہ پر چار چار پانچ آدمی چیرمین نہ بنے ہوتے ۔ اب آپ ہی بتائیں کہ کوئی بات جا کر کرے تو کس سے کرے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ یہ بھی جمہوریت کی نشانی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ کیا ہر جگہ پر عوام ہی یہ لاریاں لاتے ہیں ۔ منسٹر صاحب ملتان پہنچ جائیں تو عوام ہی لے جاتے ہیں ؟ ساری صورت حال ہمیں معلوم ہے میں نے شروع میں عرض کیا تھا کہ میں ماحول کو ٹھیک رکھنے کی کوشش کروں گا لیکن آپ صاحبان اس طرح سے مجھے اشتعال دلانے کی کوشش نہ کریں ۔ الفاظ بدل سکتے ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

جناب والا ۔ میں مختصر وقت میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ اب بھی وقت نہیں گیا ۔ حکمران جماعت اپنے رویہ پر نظر ثانی کرے ۔ میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ جو حالات بلوچستان میں ہیں وہ پنجاب میں نہیں ہیں لیکن میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہاں بھی ہم انہی خطوط پر چل رہے ہیں اور اندیشہ ہے اس بات کا کہ اگر یہی صورت حال رہی تو یہ ملک خانہ جنگی کی لپیٹ میں آ جائے گا۔ اس لئے کہ آپ نے یہ طے کیا ہوا ہے کہ اگر آپ رہتے ہیں تو ملک رہے گا اگر آپ نہیں رہیں گے تو یہ ملک بھی نہیں رہے گا ۔ میں اب بھی نہایت خلوص کے ساتھ یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ حکمران جماعت تعزیر اور انتقام کو چھوڑ کر اعتدال اور توازن کا راستہ اختیار کرے ۔ جلسوں کو خراب کرنے کی کوشش نہ کرے ۔ اس سے ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا ۔ سیاسی قتل کی وارداتیں جتنی بھی ہوئی ہیں ان سیاسی قاتلوں کا سراغ لگائیں ۔ جناب والا ۔ جناب حنیف رامے صاحب دوسری مرتبہ کچھ آپ سے فرمانے کے لئے تشریف لائے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس لئے کہ وہ آج لیڈر آف دی ہاؤس ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ابھی وقت نہیں گیا ہے آپ اپنے رویہ پر نظر ثانی کریں ۔ لوگوں کے لئے عوام کے لئے سیاسی رہنماؤں کے لئے جو آپ سے مختلف خیالات رکھتے ہیں ان کو اختلاف رائے کے اظہار کا موقع دیں ۔ اگر وہ قانون کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں تو آپ کے پاس پولیس پڑی ہوئی ہے ۔ قانون آپ کے پاس ہے ۔ ایگزیکٹو اور جوڈیشری بھی آپ کے پاس ہے آپ کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں ہے ۔ اگر کوئی ان حدود سے تجاوز کرتا ہے ۔ ان قیود کو پھلانگتا ہے ۔ آئین کے اندر ، قانون کے اندر جو آزادی دی گئی ہے اس سے تجاوز کرتا ہے ۔ کوئی خطرناک رجحان پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو ہم تائید کریں گے کہ اس کا احتساب کیا جائے ۔ آپ اس کو تعزیر کے لئے عدالت میں بھیجیں اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہوگا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میاں افتخار احمد تاری ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں افتخار احمد تاری) ۔ جناب والا ۔

اور جن خیالات کا اظہار قائد حزب اختلاف نے کیا ہے یہ ان کے اپنے خیالات ہیں اور انھوں نے پنجاب کے اور ملک کے جو حالات پیش کرنے کی کوشش کی ہے وہ آپوزیشن کے رویہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اور پاکستان کے لوگوں میں خوف و ہراس پھیلانے کی جو تحریک آپوزیشن نے شروع کر رکھی ہے اس سلسلے کی ایک کڑی ہے ۔ ان کا یہ کہنا کہ حکومت آپوزیشن پر نا جائز دباؤ ڈالتی ہے اور نہ ان کو جلسے کرنے دیتی ہے اور نہ ان کو جلوس نکالنے دیتی ہے یہ سرا سر الزام ہے ۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ قائد عوام نے اپنے پہلی نشری تقریر میں اقتدار سنبھالنے کے بعد صاف اور واشگاف الفاظ میں یہ کہا تھا کہ اس وقت ملک انتہائی خطرناک حالات سے گزر رہا ہے اور یہ ہم نے ٹکڑے چننے ہیں ۔ لہذا وہ اکیلے یا پاکستان پیپلز پارٹی اکیلی اس ملک کے لئے کام نہیں کر سکتی ۔ اور انھوں نے تمام ملک کی سیاسی جماعتوں کے لیڈران کو یہ دعوت دی تھی کہ وہ آئیں اور قائد عوام کا ھاتھ بٹائیں جیسا کہ انھوں نے عملی طور پر ثابت کیا کہ جب وہ ہندوستان تشریف لے جانے والے تھے تو انھوں نے تمام علماء کو ، وکلاء کو ، طالبعلموں کو ، آپوزیشن کے لیڈران کو غرضیکہ ہر طبقے کے لوگوں کو مری میں اپنے پاس بلایا ۔ پھر ان سے رائے لی ۔ پھر عوام کے پاس خود گئے لاہور میں تقریر کی اور عوام کی رائے لی اور پھر ہندوستان تشریف لے گئے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ وزیر مواصلات موضوع سخن کو کسی اور طرف لے گئے ہیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ موضوع سخن بالکل ٹھیک ہے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ جناب والا ۔ میں حکومت کا جو رویہ ہے آپوزیشن کے لیڈران کے وہ بتا رہا ہوں کہ حکومت کیا چاہتی ہے اور اسے جواب کیا دیا جاتا ہے ۔ جب تک میں سارے حقائق ایوان کے سامنے پیش نہ کروں میں کیسے واضح کر سکتا ہوں کہ حکومت اپنے نقطہ نظر میں صحیح ہے ۔

Mr. Deputy Speaker. I rule it out of order.

قائم مقام وزیر اعلیٰ ۔ اس کے باوجود میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ ہم نے قائد حزب اختلاف کی تقریر جس طرح سے سنی ہے ہم چاہتے ہیں کہ آج کی بحث اس ماحول میں ہو ۔ اگر یہ ماحول قبول ہے تو پھر اس کو جاری

رکھا جائے اور اگر اس کو توڑا گیا تو پھر اس کے بعد جو ہوگا اس کے لیے آپ کو تیار رہنا چاہیے ۔ اگر یہ دوسرا ماحول پیدا کرنا چاہتے ہیں تو پھر ہم اس کے لیے بھی تیار ہیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ جس ماحول میں بحث شروع ہوئی ہے ہم اس ماحول کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں اور اس لیے میں نے کہا ہے کہ ان کا موضوع سخن بالکل ٹھیک ہے ۔ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں جناب حنیف رامے صاحب کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم بڑی خوش دلی کے ساتھ ان کے ارشادات سننے کے لیے تیار ہیں اور سنیں گے ۔ بڑی دلجمعی کے ساتھ بڑے غور سے ان کے ارشادات سنیں گے اور اگر جو حقائق وہ بیان کریں گے وہ مبنی برحق ہوئے تو ان کو خوش دلی کے ساتھ قبول کریں گے اور ان کو چوم چاٹ کر سر آنکھوں پر رکھیں گے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ صدر مملکت نے ہندوستان جانے سے پہلے پاکستان کے عوام سے رائے لی ۔ پھر جب آئین بنانے کا مرحلہ آیا باوجود اس کے ہم قومی اسمبلی میں اکثریتی پارٹی تھے اور جمہوریت ہمیں اجازت دیتی تھی کہ ہم اکیلے بیٹھ کر آئین بناتے ہم نے تمام ان جماعتوں کو جن کی نمائندگی قومی اسمبلی میں ہے دعوت دی ۔ ہم ان کے ساتھ مل کر بیٹھے ہیں اور آئین کے لیے ایک فارمولا تیار کیا ۔ میں یہ اس ثبوت میں کہہ رہا ہوں کہ ہم نے تمام پارٹیوں کو اور تمام پاکستانیوں کو دعوت دی تھی کہ ہم ساتھ مل کر کام کریں گے لیکن اس کے مقابلہ میں آپ اپوزیشن کا کردار دیکھیں ۔ انہوں نے شرائط عاید کیں کہ پہلے مارشل لا ہٹایا جائے تو مارشل لا ہٹایا گیا ۔ پھر انہوں نے جمہوریت کے نام پر جلوس نکالے جلسے کئے ۔ اب جمہوریت کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کیونکہ جمہوریت کی بھی حدود ہوتی ہیں ۔ جمہوریت کبھی اجازت نہیں دیتی کہ کسی ملک کے سربراہ پر اس کے گھر والوں پر یا صوبے کے سربراہ پر ناجائز قسم کے الزامات لگائے جائیں ۔ جلوس نکالے جائیں ۔ کسی شہید کی یاد منانے کے لیے بجائے اس کے کہ قرآن شریف کی تلاوت کی جائے ۔ درود شریف پڑھا جائے ... قائد عوام کو ان کی بیٹی کو، ان کے گھر والوں کو گالیاں دی گئیں ۔ ...

جب موچی دروازے کے اندر گورنر کھر صاحب پر الزامات لگائے گئے اور جن کو عدالت میں چیلنج بھی کیا گیا تو وہ الزامات وہاں جھوٹے ثابت ہوئے یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ ہم نے تقریر کی آزادی نہیں دی ۔ جناب والا ۔ ان کی نیت یہ تھی کہ 1958 جیسے حالات پیدا کر دیے جائیں اور جمہوریت کے لیے لوگوں کے دلوں میں نفرت کے بیج بو دیے جائیں ۔ ۔ اور ان کو بتایا جائے کہ ایوب خان ٹھیک تھا اور پھر یہ سنا گیا کہ 1958 سے پہلے جو جمہوریت تھی وہ غلط تھی ۔ اب جمہوریت پھر آئی ہے اور انہوں نے جمہوریت کی دشمنی کی ہے اور انہوں نے اس دشمنی کی بنا پر ہماری مخالفت کی اور ایسے جلوس نکالے تاکہ لوگ جمہوریت سے نفرت کریں ۔ اور یہ بتایا جائے کہ جمہوریت میں گالیاں دی جاتی ہیں ۔ سربراہ مملکت کو بے عزت کیا جاتا ہے لیکن اس کو روکنے کے لیے ہم نے اور گورنر پنجاب نے جمہوریت کی خدمت کی ۔ بے راہ لوگ جو طالب علموں کو خرید کر سڑکوں پر لے آئے تھے ان پر تھوڑا سا دباؤ ہم نے ڈالا تاکہ یہ واپس چلیں جائیں تاکہ جمہوریت کا بیج جو اس ملک میں قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو نے بویا ہے اس کا پودا پھلتا پھولتا رہے ۔

// پھر انہوں نے کہا کہ ہم ان کو جلسے کرنے نہیں دیتے ۔ راولپنڈی کے بارے میں کہا کہ ہر درخت کے پیچھے پیپلز پارٹی کا آدمی کھڑا تھا جس نے گولیاں چلائیں ۔ چند گولیاں زمین پر سے ملیں ۔ وہ سرحد کی بنی ہوئی تھیں یا پنجاب یا سندھ یا کوئٹہ کی بنی ہوئی تھیں ۔ میں پوچھتا ہوں کہ کون زلیا کو لے کر راولپنڈی میں آیا تھا ۔ کس نے سٹیج کے اوپر کیمبل پور کے ایک نوجوان کی لاش کو ننگا کرکے ڈائس پر لا کر لوگوں کو دکھایا تھا کہ دیکھو ہمارے پنجاب کے ایک آدمی کو شہید کیا ہے ۔ اگر کوئی عوام کا رد عمل تھا تو اس کے لئے حکومت یا پیپلز پارٹی کو قصوروار نہیں ٹھہرایا جا سکتا اور ملتان میں جو کچھ ہوا راولپنڈی کے تجربہ کو دیکھتے ہوئے لوگوں نے ہر قسم کے ہتھیار استعمال کئے تھے تاکہ حکومت کے سر بدنامی آئے ۔ تو اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے اچھا اقدام کیا کہ جتنے داخلے وہاں پر تھے وہاں پولیس کو تعینات کیا گیا تاکہ کوئی آدمی چاہے وہ حکومتی پارٹی ہی سے کیوں نہ تعلق رکھتا ہو یا اپوزیشن سے ہو بغیر تلاشی کے اندر نہ جا سکے ۔ پنڈی کے تجربے کو دیکھتے ہوئے لوگوں

نے ہر جگہ عام طریقہ سے ہر قسم کے ہتھیار استعمال کئے تھے اور بدنامی حکومت کے سر آئی تھی ۔ تو اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے یہ بڑا اچھا اقدام کیا اور اس کا یہ بڑا اچھا اقدام تھا کہ جتنے بھی وہاں گراؤنڈ میں داخلے تھے وہاں پولیس کو تعینات کیا گیا اور ہر آنے جانے والے چاہے وہ حکومت کی پارٹی ہی سے کیوں نہ تعلق رکھتا ہو یا اپوزیشن ہی سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہو ہر ایک کی تلاشی لی گئی اور جس کے قبضے سے کوئی ہتھیار ۔ کوئی تلوار یا خنجر یا کوئی ایسی چیز نکلی اس سے اس کو لے لیا گیا ۔ اگر کسی کے پاس کوئی لائسنس تھا تو اس کو جلسہ سننے کی اجازت دے دی گئی اگر کوئی بغیر لائسنس کے تھا تو اس کو وہاں باہر بٹھایا گیا ۔ لاہور میں ان کو انتظامیہ نے اجازت دی تھی ۔ آج میں دریافت کرتا ہوں کہ کہاں وہ لوگ ہیں جو حکومت اور عوام کی مخالفت کر رہے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)

جناب والا ۔ ہمارا کردار سامنے رکھا جائے اور اپوزیشن کا بھی کردار سامنے رکھا جائے آپ دیکھئے ۔ آپ فیصلہ کر سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ انہوں نے اپنی خفیہ میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ لوگ سننے کے لئے نہیں آئیں گے ۔ آؤ ۔ امتحان لیں ہم اپنی مقبولیت کا ۔ ہم ملتان کے عوام کے سامنے جائیں گے تقریریں شروع کریں گے۔ اپنے عوام کو کہیں گے کہ ہمیں اپنے کاندھوں پر بٹھاؤ اور ہمیں جلوس کی شکل میں ناصر باغ تک لے کر جاؤ ۔ تو ان کی یہ تمنا تھی جو لاہور میں پوری نہ ہو سکی اور عوام نے ان کو قبول نہیں کیا کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ یہ جو گٹھ جوڑ ہو چکا ہے اس کے کیا معنی ہیں ۔ لوگ تعلیم یافتہ ہیں ۔ آج سے 25 سال پہلے وہ جانتے ہیں کہ قائد اعظمرحہ کی کس نے مخالفت کی تھی ۔ کس نے ان کا ساتھ دیا تھا لیکن آج وہ لوگ کہاں ہیں جو قائد عوام کی اور ان کی حکومت کی مخالفت کر رہے ہیں ۔ تو جناب والا ۔ ہماری حکومت کا کردار عوام کے سامنے ہے ۔ میں نے اپوزیشن کا کردار بھی سامنے رکھا ہے ۔ آپ دیکھئے اور فیصلہ کیجئے کہ کون حق پر ہے اور کس نے زیادتی کی ہے ۔ اور آج تک زیادتیاں کون کرتا چلا آیا ہے ۔ حکومت پر نکتہ چینی کرنی ہے تو وہ صحت مندانہ ہونی چاہئے ۔ ہم نے اپنے پبلک کے ساتھ کون سی غداری کی ہے ۔ ہمیں بتائیے ۔ ہم نے اپنے ملک تو کون

سی غلط پالیسی دی ہے جس کی وجہ سے ملک بحران میں ہے ۔ جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ آپ کی طرف سے ہو رہا ہے ۔ ہم نے ملک کے فائدے کے لیے ، مزدورں اور کسانوں کو ، یہاں کے سرکاری ملازمین کو جو کم تنخواہیں پاتے تھے ان کو خوشحالی دی ان کی تنخواہیں بڑھائیں ۔ کسانوں کے لیے ہم نے گنے اور گندم کی قیمتوں میں اضافہ کیا ۔ مزدوروں کے لئے بے شمار سہولتیں حکومت نے دیں پھر ان تمام چیزوں کے ہونے کے باوجود وہ کون ہیں جو اس ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں اور وہ کون ہیں جو ان حالات کے ہوتے ہوئے ہمارے ہمسایہ ملک پر غلط الزام عاید کرکے ہماری سرحدوں پر کشیدگی پیدا کرنا چاہتے ہیں ۔ تو میں کہتا ہوں کہ اپنے گریبان میں منہ ڈالئے اور فیصلہ کیجئے کہ کیا آپ پاکستان کے دوست ہیں ۔ اگر پاکستان میں آپ کا یہ نعرہ ہے کہ پاکستان میں ایک دینی اور ایک اسلامی حکومت ہونی چاہیے تو ذرا اپنے گٹھ جوڑ پر نظر ڈالیے کہ آپ کتنے اسلام پسند ہیں اور کتنے ہیں جو لا دینی نظام چاہتے ہیں ۔ آپ کے کہنے میں تضاد ہے اور آپ کے عمل میں بھی تضاد ہے ۔ میں پوچھتا ہوں کہ آپ حکومت کو کس طرح الزام دے سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ۔ یہ جانتے ہوئے کہ بر سر اقتدار لوگ کبھی بھی عقل کی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہوں گے اور نہ ہی اس کو تسلیم کریں گے ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ کہوں گا کہ بر سر اقتدار پارٹی جو کہ اپنے آپ کو سیاسی جماعت کہتی ہے اس نے ثابت کر دیا ہے کہ سیاست اور جمہوریت میں بالکل عقیدہ نہیں رکھتی بلکہ انہوں نے اس کو ایک ڈھول ڈھمکا پارٹی بنانا ہے ۔ ویسے اقتدار کا نشہ خود بہت بڑی مستی ہوتا ہے ۔ قطعاً ان کو کوئی معقول بات جو ہے وہ پسند نہ ہوگی ۔ یہ پارٹی علامہ صاحب نے فرمایا خود جلوس نکالتی ہے لیکن مجھے علامہ صاحب سے تھوڑا سا اختلاف ہے ۔ یہ پارٹی با جلوس ملک پر قابض ہوئی اور ابھی تک با جلوس ہے اور جلوس کے ساتھ ہی ختم ہو جائے گی ۔ جمہوریت اور سیاست کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ ہر فرد کو تحریر و تقریر کی آزادی ہو ۔ شہری آزادیوں کو بحال کیا جائے لیکن مجھے افسوس ہے کہ ڈیڑھ سال کے عرصہ میں اس ملک کے کسانوں کے

ساتھ کیا ہوا ۔ اس ڈیڑھ سال کے عرصہ میں اس ملک کے کسانوں اور طالب علموں کے ساتھ ، اخبارات کے ساتھ ، سیاسی جماعتوں کے ساتھ ۔ سیاسی کارکنوں کے ساتھ پارٹی کا رویہ رہا ہے وہ انتہائی شرمناک ہے دردناک ہے ۔ پیپلز پارٹی کے کارکن اور چیئرمین اپنے آپ کو کسی گورنر یا صدر سے کم تصور نہیں کرتے ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ پیپلز پارٹی میں صرف ایک چیئرمین ہے اور وہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو ہیں ۔ پہلے وہ اپنی انفارمیشن کو صحیح کریں ۔ ہماری پارٹی میں صدر ہوتے ہیں چیئرمین نہیں ہوتے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میرے گاؤں میں پیپلز پارٹی کے صرف تین چیئرمین ہیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ وہ صدر ہوں گے ۔ وہ چیئرمین نہیں ہو سکتے ۔

میاں خورشید انور ۔ کوئی گروپ 'اے' بنا ہوا ہے ۔ کوئی گروپ 'بی' بنا ہوا ہے اور کوئی گروپ 'سی' بنا ہوا ہے لیکن بہر صورت تین چیئرمین ہیں ۔

جناب والا ۔ میاں صاحب نے فرمایا تھا کہ حزب اختلاف تمام گڑ بڑ کی ذمہ دار ہے جس کا مجھے افسوس ہے ۔ یہاں صدر جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے دو دفعہ حزب اختلاف کے قومی معاملات کے سلسلے میں تعاون حاصل کرنے کی کوشش کی اور یہ بڑے فخر اور خوشی کی بات ہے کہ دونوں بار پوری حزب اختلاف نے مکمل تعاون کیا ۔ ایک دفعہ جب وہ شملہ تشریف لے گئے اور دوسری دفعہ آئین سازی کے سلسلے میں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ میں نے اعتراف کیا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ آپ نے کہاں اعتراف کیا ہے ۔ آپ نے کہا ہے کہ وہ غنڈہ گردی میں بھی آپ کی تعریف کریں ۔ آپ جلسے الٹنے کے لیے جو ہلڑ بازی کر رہے ہیں اس کے لیے آپ کی تعریف کریں ۔ یہ بڑا مشکل ہے ۔ کوئی بھی باشعور آدمی ان حرکات کی تعریف نہیں کرتا ۔ یہ ان کی مذمت کرے گا ۔ اور میرا خیال ہے کہ جب تک آپ اپنی روش نہیں بدلیں گے آپ یہاں کے عوام کا ابو مرض

یہ کہ کوئی مسئلہ حل نہیں کر سکیں گے بلکہ آپ ملک کے توڑنے کا موجب بنیں گے - آپ لوگوں نے ملک میں بالکل ایسے حالات پیدا کر دیے ہیں جس طرح عوامی لیگ نے مشرقی پاکستان میں کر دیے تھے - اور ہمیں افسوس ہے کہ اقتدار میں ہوتے ہوئے بھی آپ احتجاج بنے ہوئے ہیں عقل کی بات نہیں کرتے - حکومت آپ کی ہے - ذمہ داری آپ کی ہے - امن و امان آپ نے قائم رکھنا ہے - لیکن ہمیں افسوس ہے کہ آپ وقتی طور پر اپنے اس تیز قسم کے خود سر کارکنوں کو ایک خاص کیمپوں میں رکھنے کے لیے ان کو انگیخت دیتے ہیں - کبھی بڈھی پولیس (فیڈرل پولیس) استعمال کر رہے ہیں اور یہاں تک سنا گیا ہے کہ اس میں بعض وزیروں کو نئے آئین کے نفاذ کے بعد اس کا کمانڈر مقرر کیا جا رہا ہے تاکہ اس سے اور زیادہ سیاسی کام موثر طریقہ سے لیا جا سکے - ہمیں افسوس ہے کہ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ انہوں نے کسانوں ، مزدوروں اور طلباء کے مسائل حل کئے ہیں - ہمیں افسوس ہے کہ ان کو یہ احساس نہیں - غالباً اس لئے کہ ان کو تمام ضروریات زندگی مفت مل رہی ہیں - اور کمر توڑ مہنگائی نے عوام کا کچومر نکال رکھا ہے - جناب والا - ابھی وزیر صاحب نے یہ فرمایا کہ ان کے لئے ہم نے یہ کیا ہے - ہم نے ان کی یہ امداد کی ہے - ان کا جواب دینا پڑے گا :

مسٹر سپیکر - آپ جواب دیں کہ وہ غلط ہے یا ٹھیک ہے -

میاں خورشید انور - بالکل غلط ہے - چور بازاری زوروں پر ہے -

Mr. Speaker : Please continue.

میاں خورشید انور - جناب والا - بار بار یہ اعلان کیا جاتا رہا ہے کہ ہماری سیاست جمہوریت ہے -

وزیر مواصلات و تعمیرات - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - یہ تقریر کرتے ہیں اور ساتھ مجھے آنکھیں مارتے ہیں - (قہقہہ)

مسٹر سپیکر - یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے -

میاں خورشید انور - جناب والا - جمہوریت کو اپنی سیاست کہنے والے جمہوریت سے آئے دن دور ہوتے چلے جا رہے ہیں - اگر ان کا عقیدہ جمہوریت پر ہوتا تو یہاں ائیر مارشل اصغر خان کے ساتھ جو زیادتیاں ہوئی ہیں - میاں طفیل محمد

کے ساتھ جو زیادتیاں ہوئی ہیں اور ان دنوں جلسے ختم کرنے کے لئے جو اقدامات کئے ہیں وہ ایسا نہ کرتے۔ چونکہ ان کا عقیدہ جمہوریت پر بالکل نہیں ہے اس لئے اس قسم کی حرکات کر رہے ہیں۔ اگر وہ ملک کا بھلا چاہتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ ملک ترقی کرے اور یہاں کوئی سیاست باقی رہے اور غنڈہ گردی اس کی جگہ نہ لے تو میں استدعا کروں گا کہ از راہ کرم ایسی روش پر غور فرمائیں اور جتنی جلدی رویے میں آپ تبدیلی لائیں گے اتنا ہی قوم کا بھلا ہوگا۔

مسٹر سپیکر۔ حافظ علی اسد اللہ۔

حافظ علی اسد اللہ (بہاول نگر 3) ۔ جناب والا ۔ علامہ (رحمت اللہ ارشد۔ صاحب) میاں افتخار احمد تاری اور میاں خورشید انور سیاسی صورت حال پر بہت کچھ کہہ چکے ہیں۔ * * * * * * *

* * * * * * * *

* * * * * * * *

* * * * تو جب صورت حال اور انداز فکر یہ ہو اور جمہوریت سے بعد ہو اور خود جمہوریت کا نعرہ لانے والے مختلف نعرے لگا کر چار قومیتوں کے اور علیحدگی پسندی کے نعرے لگا کر ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے در پے ہوں تو وہاں پر جمہوریت کو بیانگ دہل اور قوت کے ساتھ تحفظ کے سوا ہمارے پاس کوئی چارہ کار نہیں رہتا۔ وہاں جمہوریت کی حفاظت طاقت کے ساتھ کرنی پڑتی ہے، کیا یہ جمہوریت ہے کہ حزب اختلاف کے لیڈر۔ حزب اختلاف کے ساتھ تعلق رکھنے والے لوگ مسلح ہو کر اپنے جلسوں میں آئیں۔ میرے خیال میں یہ جمہوریت کی کسی بھی تعریف میں نہیں آتا۔ حزب اختلاف کو کم از کم اپنے اس رویے پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ کیونکہ جب یہ لوگ مسلح ہو کر آئیں گے یا گولیاں چلائیں گے یا ذبح کریں گے تو کیا یہ چاہتے ہیں کہ ہم بر سر اقتدار پارٹی کے لوگ اور ہمارے عوام ان کے ہاتھوں ذبح ہونے کے لئے تیار ہو جائیں۔ ہم اس کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ ہمیں اپنا تحفظ مطلوب ہے۔

---

* بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا۔

انہیں لوگوں نے مجیب کا ساتھ دیا تھا ۔ یحییٰ خان کے دور میں یہ لوگ یحییٰ خان کی حمایت کرتے تھے ۔ انہوں نے کہا تھا کہ یہ آمر مطلق یحییٰ خان ہمیں منظور ہے ۔ ہمیں بھٹو صاحب کی حکومت منظور نہیں ہے ۔ تو جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب عوام کے بل بوتے پر اور عوامی قوت کے سہارے پر بر سر اقتدار آئے ہیں ۔ پاکستان پیپلز پارٹی جمہوریت کے نام پر بر سر اقتدار آئی ہے ۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے آمریت کو سر نگوں کیا ہے ۔ آمریت کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا ہے ۔ تو اس آمریت کو اگر اپوزیشن کے ارکان اوچھے ہتھکنڈوں کے ذریعے دوبارہ واپس لانا چاہتے ہیں تو ہم جمہوریت کے ایک ہی وار سے ایسے لوگوں کو ختم کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہیں گے ۔ ہم اس کی کبھی بھی اجازت نہیں دے سکتے ۔ اس کے علاوہ میں اس بات پر زور دوں گا کہ یہ جو مسلح ہو کر جلسوں میں آنے والی بات ہے جیسے سانگڑھ میں ہوی ہوتا رہا ہے اور بہت سی جگہوں پر ہوا ہے تو یہ سلسلہ اب ختم ہو جانا چاہیے ۔ جب حزب اختلاف نے مسلح ہونے کی اور مسلح کرنے کی ابتدا کی تھی اور حزب اقتدار نے اپنے تحفظ کے لئے سب کچھ کیا ۔ آج حزب اختلاف یہاں یہ اعلان کرے کہ ہم تعمیری جلسے کریں گے اور ہم تعمیری انداز فکر اختیار کریں گے . . .

مسٹر سپیکر ۔ حافظ صاحب میں اس بات کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ آج کا موضوع "صوبے میں سیاسی صورت حال کے متعلق ہے"۔ صوبے سے باہر حوالہ ان معنوں میں ہو سکتا ہے کہ آپ نے اگر کسی بات کو مکمل کرنا ہے تو شائد اس حوالہ کے بغیر وہ بات مکمل نہ ہو سکے ۔ لیکن یہ چیز ذہن میں رکھیں کہ صوبہ پنجاب کی سیاسی صورت حال بحث ہو رہی ہے ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب والا ۔ آپ کا یہ فرمان درست ہے ۔ اس سے پہلے صوبہ کے باہر کے لوگوں کا حوالہ دیا گیا ۔ ہم پنجاب کی سیاسی صورت حال پر بحث کر رہے ہیں لیکن اگر سرحد سے ۔ بلوچستان سے اور دوسرے صوبوں سے مسلح ہو کر یہاں ہمیں ذبح کرنے کے لئے ہمارے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لئے ملک کے استحکام میں رخنہ اندازی کے لئے وہ لوگ یہاں آئیں تو ہم ان کا حوالہ دیں گے کہ ہم جمہوریت کے علمبردار ہیں ہم پاکستان میں وحدت و اتحاد کے

حامی ہیں اور پاکستان کو مستحکم بنیادوں پر استوار کرنا چاہتے ہیں ۔ وہ اگر ہمارے دوسرے صوبوں سے اتحاد کا نعرہ لے کر آتے ہیں تو ہم انہیں خوش آمدید کہیں گے ۔ جمہوریت اسی کا نام ہے ۔ لیکن اگر وہ دوسرے صوبوں سے جی ۔ ایم ۔ سید گروپ کی طرز پر ہتھیار لے کر آئیں گے اور علیحدگی کے نعرے لے کر آئیں گے تو ہم عوامی قوت کے سہارے اس علیحدگی پسندی کے نعروں کو ختم کر دیں گے ۔

آج یہ کہا جاتا ہے کہ ہم بلوچستان کو علیحدہ دیکھنا چاہتے ہیں ۔ ہم فلاں صوبہ کو علیحدہ دیکھنا چاہتے ہیں ۔ ہم پنجاب کو ٹکڑے کرکے علیحدہ صوبہ دیکھنا چاہتے ہیں ۔ کیا یہ پاکستان کی خدمت ہے ۔ کیا یہاں اس طرح سیاسی صورت حال ٹھیک ہو سکتی ہے کہ جب اس قسم کے نعروں کی بدولت آدھا ملک ہم سے چھن چکا ہے ۔ ہم اس بات کی کبھی اجازت نہیں دیں گے کہ یہاں کوئی علیحدگی پسندی کا نعرہ لگائے ۔ ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم عظیم تر پنجاب کے حامی ہیں ۔ یہ پاکستان کا بازوئے شمشیر زن ہے لیکن اگر ہم یہ نہ بھی کہیں پھر بھی یہ اپنی جگہ حقیقت ہے ۔ پنجاب ایک اٹل حقیقت ہے ۔ اسے اگر ہم مستحکم بنیادوں پر یہاں مضبوط نہیں رکھیں گے ۔ اگر پنجاب کے عوام کا تحفظ نہیں ہوگا تو پاکستان کا بھی تحفظ نہیں ہو سکے گا ۔ پنجاب نے ہمیشہ قومی تحریکوں کو جنم دیا ہے اور یہی پنجاب تحریک پاکستان کا گڑھ رہا ہے ۔ اس پنجاب میں یہاں ہزاروں لاکھوں لوگوں نے خون کے دریا عبور کرکے پاکستان زندہ باد کے نعرے لگائے اور 1947ء میں عظیم تر پاکستان تشکیل دیا ۔

جناب والا ۔ دوسرے صوبوں سے آنے والے بعض شر پسندوں نے علیحدگی پسندی کے نعرے لگا کر پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے اور آدھا ملک ہم سے کٹ چکا ہے اور دوسرے آدھے کو انہیں نعروں کا سہارا لے کر اور عجیب کی طرز پر چل کر ختم کرنے کی سازشیں ہو رہی ہیں ۔ ہم جمہوریت کے نام پر ایسے لوگوں کو کبھی بھی اجازت نہیں دیں گے ۔ اگر مسلح ہو کر آئیں گے تو ہم ان کا مسلح ہو کر مقابلہ کریں گے ۔ اگر یہ جمہوریت کا نعرہ لگائیں گے تو خندہ پیشانی کے ساتھ ان کا استقبال کیا جائے گا ۔

جناب والا ۔ یہاں مثال ایئر مارشل اصغر خان کی دی گئی ہے ۔ وہ مختلف صوبوں میں تقریر کرنے کے لئے گئے وہ چشتیاں میں بھی گئے [illegible]

جلسے کے انتظام کو درہم برہم کرنا چاہتے تھے کیونکہ وہ بہاول پور کو علیحدہ صوبہ بنانے کے حامی ہیں ۔ ایئر مارشل اصغر خان علیحدگی پسند ہیں ۔ میں نے بذات خود موقع پر جا کر جلسے کو کنٹرول کیا ۔ میں نے وہاں کوئی جمہوریت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے حالات نہیں دیکھے اور جمہوریت کبھی اجازت نہیں دیتی کہ تشدد ہو ۔ میں اس لئے میں حزب اختلاف کے اراکین سے دردمندانہ اپیل کروں گا ۔ کہ وہ اپنا لیڈر کسی اور شخص کو منتخب کر لیں ۔ کیونکہ ہمیں صوبہ پنجاب میں ایک صحت مندانہ جمہوریت درکار ہے ۔ ہم صرف کھوکھلے نعروں پر اکتفا نہیں کریں گے قائد حزب اختلاف اور دوسرے اراکین یہاں اعلان کریں کہ وہ یہاں ایک پر امن فضا اور بامقصد جمہوریت چاہتے ہیں اور جمہوریت کو پر امن فضا میں چلانا چاہتے ہیں ۔ آپ اس میں تعاون کریں گے اور ملک کو تعمیری بنیادوں پر استوار کریں گے لیکن اگر آپ جو کچھ کہیں گے تو ہمیں حق حاصل ہے کہ ہم اس کا جواب دیں ۔ میرے خیال میں یہاں ایک تعمیری انداز فکر ہونا چاہیے ۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ وہ ایوب خان کی آمریت کے سامنے ڈٹے رہے ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ایوب خان کی آمریت کے سامنے جو لوگ ڈٹے رہے ہیں ان کی اکثریت ان بنچوں پر بیٹھنے والوں کی ہے ۔ ایوب خان اور اس کی پارٹی کو درہم برہم کرنے والے ہی وہ لوگ ہیں اور بہاولپور کو ایک علیحدہ صوبہ بنانے والے بھی وہ لوگ ہیں ۔ جناب سپیکر آپ کے توسط سے میں توقع کرتا ہوں کہ یہاں پر ایک مضبوط جمہوریت پیدا ہوگی ۔

مسٹر سپیکر ۔ حافظ صاحب ۔ میں آپ کی تقریر کا وہ حصہ حذف کرتا ہوں جو آپ نے حزب اختلاف کے لیڈر کے بارے میں کہے ہیں اور آپ اپنے وہ الفاظ واپس لیں ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا ۔ صوبے کی سیاسی صورت حال پر بحث ہو رہی ہے اس میں یہ بھی آتا ہے ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے حزب اختلاف کے متعلق جو کچھ الفاظ کہے ہیں وہ واپس لیتا ہوں ۔

میاں خورشید انور ۔ رانا پھول محمد خان کی کارروائی لکھ لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ۔ میں کوئی تھانیدار نہیں ہوں کہ کارروائی لکھوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ۔ جہاں تک حافظ علی اسد اللہ صاحب کی فاضلانہ تقریر اور ان کے جوش بیانی کا تعلق ہے میں اس کا معترف ہوں ۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے یہ کہا تھا کہ جب ہم بر سر اقتدار آئیں گے * * * * * * * * * * * * * * یہ اتنا بڑا بہتان ہے ۔ یہ اسمبلی کی کارروائی ہے یہ کوئی موچی دروازہ کا جلسہ نہیں ہے یہاں پر پانچ پانچ ٹیپ ریکارڈر موجود ہیں آپ کارروائی نکلوا کر دیکھیں میں ایسی غیر ذمہ دارانہ باتیں نہیں کر سکتا ۔

حافظ علی اسد اللہ ۔ مجھے تاریخ تو یاد نہیں ہے اگر آپ کہتے ہیں تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں ۔

چوہدری بشیر احمد (ساہیوال 15) ۔ جناب والا ۔ جو متحدہ محاذ کی بات علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ نصراللہ خان ۔ پیر پگاڑو ۔ ولی خان ۔ مفتی محمود ۔ میاں طفیل محمد یا اس کے علاوہ اور دوسرے دوست کرتے ہیں یہ وہ مثال ہے کہ کہیں کا اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا ۔ ان میں زیادہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے تحریک پاکستان کی مخالف کی تھی ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ یہ تقریر لکھی ہوئی پڑھ رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ غالباً وہ نوٹ دیکھ رہے ہیں ۔

چوہدری بشیر احمد ۔ ان میں زیادہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے تحریک پاکستان کی مخالفت کی تھی ۔ اور اب یہ پھر عوام کے استحصال کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں . . .

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ جناب والا ۔ وہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر وہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں تو وہ صفحہ ضرور الٹیں گے ۔

چوہدری بشیر احمد ۔ یہ لوگ وہی ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ اس بحث میں مختلف پوائینٹس دوست اٹھاتے ہیں ان پوائینٹس کا جواب دینا ہوتا ہے اگر آپ یہ کہیں کہ صفحہ نہ الٹیں وہ صفحہ ضرور الٹیں گے کیونکہ notes لکھے ہوئے ہوتے ہیں ۔

---

* بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

چودھری بشیر احمد ۔ جناب والا ۔ عوامی حکومت کا دور دورہ ہے یہاں قوم نے منتخب کرکے اپنے نمائندے بھیجے ہیں ۔ موجودہ حکومت جو ہے یہ عوامی حکومت ہے یہ کوئی چور دروازوں سے نہیں آئی ہے ان نامساعد حالات میں قائد عوام کو اقتدار اس وقت ملا جس وقت کشتی بیچ بھنور میں ڈگمگا رہی تھی ۔ اس وقت اقتدار ملا جب ملک کا بہت سا حصہ ہندوستان کے قبضے میں تھا اور ملک کا ایک حصہ کٹ چکا تھا اور دوسرے حصے پر ہندوستان نے بہت سے علاقہ پر قبضہ کیا ہوا تھا یہ حالات تھے جس وقت عنان حکومت سنبھالی ۔ ابھی تک حکومت کو بنے صرف ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوا ہے ۔ یہ حکومت جمہوری طریقے سے بنی ہے اور ان حالات میں جبکہ ہمارے جنگی متاثرین ہزاروں کی تعداد میں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں تھے ۔ ان پر بھی حکومت نے خرچ کرنا تھا ۔ ہمارے جو مشرقی پاکستان کے بھائی ہیں ان کو بھی خرچ دینا تھا اور خزانہ بھی خالی تھا ۔ غیر ملکی دوستی بھی نہیں تھی ان تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارے قائد عوام نے قوم اور ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا ۔ آج یہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہے ۔ یہ قوم کے بھٹکارے ہوئے پھر میدان میں آ رہے ہیں ۔ لیکن عوام کو بتانے کے لئے وہ ان کے پاس کوئی پروگرام ہے اور نہ ہی کوئی قصہ ہے ۔ یہ صرف اقتدار کی خاطر ۔ اقتدار کے بھوکے ہیں ۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ لوگ باتیں کر رہے ہیں کہ مہنگائی بڑھ گئی ہے ۔ انگریز کے زمانے میں ۔ 1945ء میں جب جنگ ختم ہوئی تھی تو مجھے یاد ہے اس وقت ہم مٹی کا تیل ڈپو سے لیتے تھے ۔ کورس اور فائن کپڑا بھی ڈپو سے لیتے تھے ۔ اس وقت مہنگائی نہیں تھی ؟ حالانکہ اب بھی جنگ کا عالم ہے اور جنگ کی حالت ہے ۔ اس لئے اگر تھوڑی بہت کچھ مہنگائی ہے تو وہ بھی اتنی نہیں ہے ۔ اپنے ہمسایہ ملک کو دیکھئے کہ وہاں کتنی مہنگائی ہے اور ہمارے ہاں پھر بھی اتنی مہنگائی نہیں ہے ۔ آپ لوگ صرف عوام کو بد دل کرنے کے لیے اور اپنے غلط عزائم کو آگے لانے کے لئے غلط پروپیگنڈا کر رہے ہیں ۔ آج وہ کہتے ہیں کہ حکومت ہمارے جلسوں میں مداخلت کرتی ہے یا حکومت جلسے نہیں ہونے دیتی یہ بالکل غلط بات ہے ۔ پبلک قائد عوام کی عاشق ہے ۔ وہ آپ کی غلط باتیں اور آپ کی غلط کہانیاں سننے کے لئے تیار نہیں ہے اور جب بھی آپ غلطی کریں گے وہیں آپ کو جواب دیں گے ۔

جو آپ حکومت پر الزام لگاتے ہیں یہ بالکل بے بنیاد ہے اور بالکل غلط ہے یہ جو چیزیں آپ بتا رہے ہیں کہ یہ حالات پیدا ہو چکے ہیں یہ سابقہ حکومتوں کے پیدا کئے تھے اور یہ سابقہ حکومتوں کا گناہ ہے ۔ آپ لوگ کہہ رہے ہیں کہ حالات خراب ہیں ۔ رشوت زیادہ ہے ۔ تو یہ آپ کی پیدا کردہ ہے اور انشا اللہ ہم نے بیرون ملک بھی وقار بلند کر لیا ہے ۔ اب وقت آ رہا ہے کہ یہ رشوت اور یہ دھاندلیاں اور یہ ظلم ختم ہو کر رہیں گے ۔ اسلام علیکم ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل ۔

میاں منظور احمد موہل (بہاول نگر ۔ 2) ۔ جناب صدر

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو ایک قطرہ خون نہ نکلا

ہم نے یہ سنا تھا کہ شاید اپوزیشن آج اس صوبہ کی سیاسی صورت حال پر کیا کچھ کہے گی لیکن میرے ان دوستوں کے پاس کہنے کے لئے کوئی مواد نہیں ہے ۔ کوئی چیز نہیں ہے جس کو وہ اس ایوان میں پیش کر سکیں ۔ وہی دہرائی ہوئی باتیں ۔ وہی انداز فکر ۔ وہی تخریبی انداز فکر ان کے پاس ہے جس کو یہ پھر دہرا رہے ہیں جناب والا ۔ میں یہاں پر ایک نئی بات کہنا چاہتا ہوں ۔ وہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی پارٹی کسی پروگرام کے تحت بر سر اقتدار آتی ہے تو اس کے سامنے اس کا اپنا منشور ہوتا ہے ۔ اس سے پہلے پاکستان میں جتنی بھی پارٹیاں بر سر اقتدار آئی ہیں وہ دائیں بازو سے تعلق رکھتی تھیں ۔ ان کا واسطہ جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ اور اس طرح کی ذہنیتوں سے پڑتا رہا ۔ ان کا ماحول ۔ ان کا انداز فکر انہی طبقوں کی راہنمائی کے لیے ہوا کرتا تھا ۔ لیکن ہماری پارٹی اس کے بالکل برعکس بر سر اقتدار آئی ہے ۔ ہم نے غریب عوام کی طاقت کے بل بوتے پر اقتدار حاصل کیا ہے لہذا ہماری سوچ ۔ ہماری فکر ۔ ہماری تمام گفتار رفتار انہی غریبوں کے لیے سوچنے کے لئے ہے اور انہی کی فلاح و بہبود کے لئے ہم نے کام کرنا ہے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہماری باتیں ۔ ہماری تمام کارروائی ان دوستوں کے لئے ایک عجوبہ چیز نظر آتی ہے کیونکہ ان کی لائن اور ہے اور ہماری لائن اور ہے ۔ تو یہ ایک مسلمہ امر ہے جب معاشرے میں کوئی تبدیلی لائی جاتی ہے تو لازمی طور پر اس کا اثر پڑتا ہے اور معاشرہ میں جتنی بھی قدریں ہوں گی وہ اس سے متاثر ہوں گی ۔ میں یہ مانتے

کے لئے تیار ہوں کہ ہمارے مقاصد ہیں ان دوستوں کے مفادات ۔ ان کی فکر اور ان کی سوچ پر زد پڑتی ہے ۔ اس لئے یہ کہتے ہیں کہ صوبہ کی صورت حال ابتر ہو چکی ہے ۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ اس صوبہ میں حکومت پیپلز پارٹی کے سپرد کر دی گئی ۔ اس حکومت کے لئے ان دوستوں نے قدم قدم پر ایسے حالات پیدا کئے ۔ اس حکومت کے لئے ان لوگوں نے ایسی طرح طرح کی افواہیں پھیلائیں جس سے کہ ہمارے ساتھی ۔ ہمارے غریب عوام ہم سے بدظن ہو جائیں ۔

اس کے علاوہ یہاں پر قائد حزب اختلاف نے بھی کہا ہے کہ ہم لوگ سیاسی فہم و فراست اور ہر دل عزیزی سے نہیں آئے ہیں بلکہ ہم ان کی حماقتوں کی وجہ سے آئے ہیں ۔ میں یہ بات کہونگا کہ اگر ہم آئے ہیں تو اپنے قائد عوام کی سیاسی بصیرت کی وجہ سے یہاں پر آئے ہیں ۔ ہم ان کی ہر دلعزیزی کی وجہ سے یہاں آئے ہیں اور میں یہ بات مانوں گا کہ انہوں نے واقعی حماقتیں کی ہیں ۔ ان سابقہ حکومتوں نے حماقتیں کیں ۔ ان کے بدلہ میں ہمارے قائد عوام کی مقبولیت کی وجہ سے پیپلز پارٹی بر سر اقتدار آئی ہے ۔

جناب والا ۔ یہاں پر یہ بھی کہا گیا ہے کہ متفقہ آئین کے بعد حالات خوشگوار ہوگئے تھے ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس کے بعد حالات کس نے خراب کئے ہیں ۔ ہم نے ایک منزل پر جانے کے لئے اس قوم کو ایک آئین دیا ۔ تو اب یہ حالات کون پیدا کر رہا ہے ۔ وہ اصغر خان ہی تھا جس نے سب سے پہلے پریس کانفرنس میں کہا تھا ۔ جس نے ہمارے قائد عوام کو گالیاں تک دیں بلکہ یہ بھی کہا کہ میں گولی سے اس پارٹی سے بدلہ لوں گا ۔ لیکن ہم نے کوئی ایسی بات نہیں کی ۔ ہم نے جارحانہ طرز عمل اختیار نہیں کیا ۔ ہم ابھی تک دفاعی لائن پر چل رہے ہیں ۔ ہم اس قوم اور ملک کی سالمیت کا دفاع کر رہے ہیں ۔ ہم نے کبھی بھی ایسی کوئی بات نہیں کی ہے جس سے ایسا کوئی پہلو نظر آتا ہو کہ ہم ان دوستوں پر یا حزب اختلاف کی پارٹیوں پر حملہ آور ہو رہے ہیں ۔

یہاں یہ بات بھی کی گئی ہے کہ جلسے جلوسوں پر پابندی لگا دی گئی ہے حالانکہ ایسی قطعاً کوئی بات نہیں ہے ۔ جو کچھ راولپنڈی کے جلسے میں ہوا اس کے بعد یہ لازمی امر تھا کہ ہم حکومت میں بر سر اقتدار ہوتے ہوئے عوام کو

تحفظ دیں جو جلسوں میں جاتے ہیں کہ وہاں پر اسلحہ کا استعمال نہ ہو۔ وہاں پر کسی کی جان خطرے میں نہ ہو اور وہاں پر انہیں پوری طرح جان و مال کا تحفظ حاصل ہو۔ اس لیے ہم وہاں پر ہر ایک کی تلاشی لیتے ہیں۔ تو اس میں کونسی ایسی بات ہے۔ یہ لوگ سمجھتے تھے کہ شائد جس طرح قوم نے قائد عوام کو لبیک کہا تھا آج ہمیں بھی اسی طرح سے لبیک کہیں گے لیکن جب ان کے جلسوں میں حاضری نہیں ہوتی تو یہ خود بد دل ہو کر وہاں پر حاضر نہیں ہوتے۔ اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ اس میں یہ تو نہیں ہو سکتا کہ پیپلز پارٹی وہاں پر لوگوں کو لائے۔ یہ ہماری ذمہ داری نہیں۔ جب بھی کوئی لیڈر جلسہ کرتا ہے تو یہ اس کی اپنی مقبولیت ہوتی ہے کہ وہاں پر کتنے عوام جاتے ہیں اور کتنے نہیں جاتے۔

یہاں پر یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ ایوب خان کا دور، دور آمریت تھا لیکن اس میں اتنا حبس اور گھٹن نہیں تھی جتنی یہ دوست آج محسوس کر رہے ہیں تو میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ یہ ان کی گھٹن اور حبس جائز ہے کیونکہ ہمارے انداز فکر اور ایوب خان کے انداز فکر میں بہت فرق ہے۔ ایوب کا انداز فکر ان سے ملتا جلتا ہے۔ وہ آمر ضرور تھا لیکن اس کی تمام لائن۔ تمام منشور اور تمام طریقہ کار ان سے ملتا جلتا تھا۔ اس لئے یہ اس وقت حبس اور گھٹن محسوس نہیں کرتے تھے لیکن آج جو ہماری پارٹی کا منشور ہے۔ جو ہماری لائن ہے وہ بالکل ان کے انداز فکر سے مختلف ہے۔ اس لئے یہ دوست سمجھتے ہیں کہ آج وہ گھٹن اور حبس محسوس کر رہے ہیں۔

جناب والا۔ اس کے بعد میں یہاں پر یہ بھی برملا کہوں گا کہ ہماری حزب اختلاف، اس ملک کی حزب اختلاف کے پاس کیا پروگرام ہے۔ یو ڈی ایف، جیسا کہ میرے دوست بشیر احمد صاحب نے یہاں پر کہہ دیا ہوا ہے کہ وہ اس لیے اکٹھی ہوئی ہے۔ ان میں بعد المشرقین ہے۔ جس طرح پانی اور تیل کا ملاپ نہیں ہو سکتا، اس طرح انہوں نے غیر فطرتی ملاپ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے اس ملک کے عوام کے خلاف اتحاد کیا ہے، بھٹو دشمنی کے خلاف اتحاد کیا ہے۔ یہیں یہ ایک معزز ممبر بیٹھے ہوئے ہیں، جب ہم برسراقتدار آئے تو انہوں نے بھر پور کوشش کی کہ ہمارے ساتھ عدم تعاون کریں اگر کوئی نہ

کوئی مفاد انہیں ہماری حکومت سے مل جائے۔ لیکن جب ان کی خواہش پوری نہ ہوئی تو بد دل ہو کر آج وہی ہمارے محترم دوست یو ڈی ایف کے ساتھ مل چکے ہیں ۔ آج ان کی آماجگاہ ان کی منزل بنی ہوئی ہے ۔ جناب والا۔ یو ڈی ایف میں کون لوگ شریک ہیں ؟ وہی ہیں جنہوں نے تحریک پاکستان کی مخالفت کی تھی ، ان کے خاندان نے مخالفت کی تھی ۔ جو ہیرو بنتے پھرتے ہیں : جو اس وقت قائد بنتے ہیں ، وہ پرو ۔ انڈیا ہیں ، پرو ۔ رشیا ہیں ۔ جب اگست 1971ء میں روس اور انڈیا نے معاہدہ کیا تھا تو اس وقت اس شخص نے اس معاہدے کے خلاف ایک لفظ تک نہیں کہا تھا ۔ مشرقی پاکستان میں یہ گئے اور وہاں بنگلہ دیش کا جھنڈا لہرایا ۔ آج تک روس اور انڈیا کے خلاف اس خاندان نے ایک لفظ تک نہیں کہا جو مشرقی پاکستان کو ہم سے جدا کرنے کے باعث بنے ہیں ۔ جناب والا ۔ وہ آج یہاں پر جمہوریت کے علم بردار بنتے ہیں ، یہ کہاں کی جمہوریت ہے ؟ جمہوریت وہ ہے جو ہم اس ملک میں لانا چاہتے ہیں کہ اس ملک میں ہمارے عوام کی مرضی کے خلاف کوئی بات نہیں ہو سکتی اور ہم وہی کرنا چاہتے ہیں جو عوام کی خواہش ہے ۔ اگر عوام ان کی بات نہیں سننا چاہتے تو اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ۔ یہ قصور تو خود ان لوگوں کا ہے ، کیونکہ عوام ان کو آزما چکے ہیں اور "آزمودہ را آزمودن جہل است"، عوام نے ان کی پچیس سال تک دیکھ لیا ہے ۔ عوام نے دیکھ لیا ہے کہ انہوں نے اس ملک کی اور قوم کی کیا خدمت کی ہے ؟ آج پھر یہی لوگ بھیس بدل کر آنا چاہتے ہیں ، اس انداز میں اپنے آپ کو پیش کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں پھر اسی طرح سرخاب کے پر لگ جائیں لیکن اب پاکستان کے عوام ، جو قائد عوام کی قیادت میں بیدار ہو چکے ہیں ، انشاء اللہ تعالے ان کے مصنوعی نعروں اور کھوکھلے اقدامات سے ہرگز متاثر نہیں ہوں گے ، بلکہ وہ اپنے دوست اور دشمن کو اچھی طرح پہچانتے ہیں کہ کون اس ملک کا خادم ہے اور صحیح خدمت کر رہا ہے ۔ یہ لوگ اپنے ناکردہ کاموں کو اس طرح سے پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اپنے کو قوم کا ہیرو پیش کریں ۔

جناب والا ۔ صوبہ پنجاب کی سیاسی صورت حال میرے نزدیک باقی صوبوں کی نسبت ان حالات میں جو کہ ملک کو پیش ہیں ، بہتر ہے ۔ کیونکہ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جب بھی کوئی تبدیلی آتی ہے ، کوئی طوفان آتا ہے ، اس کے بعد تلاطم پیدا ہوا کرتے ہیں ۔ ہم اس معاشرے میں ایک تبدیلی اور ایک انقلاب

لائے ہیں ۔ لازمی امر ہے کہ ان دوستوں پر اس کا رد عمل ہوگا ۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ صوبہ پنجاب کی صورت حال زیادہ اچھی طرح سے درست ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود (رحیم یار خان ۔ 7) ۔ جناب سپیکر ۔ میں نے یہ تقاریر بڑے غور سے سنیں ۔ لیکن جس طرح سے میں اظہار خیالات کرنا چاہتا ہوں ، وقت کی کمی کے باعث شاید اس کی آپ مجھے اجازت نہ دیں ۔ لہذا میں اختصار سے عرض کروں گا ۔

پورے پاکستان میں ، جب مشرقی پاکستان بھی تھا اور آج خاص طور پر بھی جب کہ مشرقی پاکستان الگ ہو گیا ہے ، چاہے وہ عارضی طور پر ہوا ہے ، پنجاب کی اہمیت کو کوئی نظر انداز نہیں کر سکتا کہ آزادئ پاکستان کے لیے پاکستان کو معرض وجود میں لانے کے لیے ، اس تخیل کو پیش کرنے کے لیے ، پنجاب کے اکابرین نے ، پنجاب کے نوجوانوں نے بہت جدوجہد کی ۔ باقی صوبوں میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ اکثر و بیشتر غیر پنجابی ، مہاجر داخل ہوئے ۔ پنجاب میں اگر کوئی مہاجر آیا ہے تو وہ مشرقی پنجاب سے آیا ہے ۔ لہذا جو سیاسی حیثیت اور سیاسی یک جہتی آپ میں پیدا ہونی چاہیے تھی ، وہ مفقود ہے ، اور موجود ہے ۔ یہاں مہاجر اور مقامی ، مہاجر ، پنجابی اور غیر پنجابی کا سوال نہیں ۔ چھوٹے صوبے ، جیسے سندھ ہے اس میں لوکل اور غیر مقامی کا سوال موجود ہے ۔ وہاں مہاجر ہیں ۔ سندھی ہیں ۔ اسی طرح فرنٹیئر میں بہت تھوڑے مہاجر ہیں ۔ بلوچستان میں اگر کچھ لوگ گئے ہیں تو وہ پنجابی ہیں ۔ آج کے پاکستان میں پنجاب پر بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ ون یونٹ ٹوٹنے کے بعد اب ان چھوٹے صوبوں کو اس طرح سنبھال کے چلے کہ یہ پٹھان اور پنجابی کا سوال ، اور سندھی اور پنجابی کا سوال پیدا نہ ہو ۔ بلوچی اور پنجابی کا سوال پیدا نہ ہو ۔ آپ بحیثیت مسلمان ایک قوم کی حیثیت سے یک جہتی اختیار کریں اور اس نقصان کا ازالہ کریں جو اس تفریق نے آپ کو پہنچایا ہے ۔ لہذا اس ذمہ داری کا احساس آپ میں پیدا ہونا چاہیے ۔

دوسرا جو مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) اندرونی خلفشار کی وجہ سے بنا اس میں کو اندرونی ایجنٹ بھی تھے ۔ لیکن بیرونی طاقتوں نے اس ملک کو توڑا اور وہ طاقتیں اب بھی اس ملک کے مزید ٹکڑے کرنے کے درپے ہیں ۔ لہذا ہمیں آسانی سے

اس بحث کو نہیں ٹالنا چاہیے، نہ اس پر مذاق اڑانا چاہیے ، نہ اس کو پارٹی کا مسئلہ بنانا چاہیے - بلکہ اصولوں کی بنا پر اسے دیکھنا چاہیے - اگر بیرونی طاقتیں کار فرما ہیں تو وہ کس سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں ؟ آپ کے معاشی اور معاشرتی نظام کے درہم برہم ہونے سے ، اپنے ایجنٹس کی یہاں موجودگی سے آپ کے خلفشار اور یک جہتی کے ٹوٹنے سے - لہذا جب آپ یہ کہتے ہیں کہ آپ کی جماعت ، یعنی پیپلز پارٹی جمہوری اقتدار حاصل کر چکی ہے جناب - وہ تو تھا پورے پاکستان کا اقتدار - وہ تو تین سو تیرہ آدمیوں کی اسمبلی تھی - وہ تو نہ رہے گو آئینی مشکل کے تحت آپ کے ایک حصے کی آئین ساز اسمبلی نے اختیار دیا گیا کہ آپ آئین بنائیں - آپ پوری آمریت مسلط کرنا چاہتے تھے - اس خطرے کے پیش نظر [illegible] - جن لوگوں کی آج شکایات کی جا رہی ہیں کہ یہ ملک کے مخالف تھے، ان کو اقتدار ہم نے نہیں دیا تھا ان کو اقتدار آپ نے دیا تھا ، ان کے گورنر خلاف روایت آپ نے مقرر کیے ، ان کے وزیر اعلیٰ آپ نے مقرر کیے اور ہم نے کہا تھا کہ صوبے کا گورنر اس صوبے کا باشندہ نہیں ہونا چاہیے - یہ تلخ تجربہ آپ نے مشرق پاکستان میں دیکھا ہوا تھا جہاں تک سروسز کا تعلق ہے ، بلوچستان سے سب پنجابیوں کو واپس بلا گیا ، تمام سندھ سے پنجابیوں کو نکالا گیا ، قومی یک جہتی کہاں رہی ؟ آپ نے ملک میں الگ cells بنا دیے - اگر ان کو آپ سے اتفاق نہیں ، تو ان کو چھ یا نو مہینے حکومت دینے کے بعد آج آپ ان کو غدار وطن کیسے کہتے ہیں ؟ پہلے وہ آپ کے بھی دوست تھے اور اس ملک کے بھی دوست تھے -

اب جہاں تک آئین کا مسئلہ ہے، آئین میں ہمارے اعتراضات کچھ ایسے تھے جس میں ہم عدلیہ کی آزادی چاہتے تھے ، سروسز کی سکیورٹی چاہتے تھے، سروسز کی سکیورٹی اس لیے چاہتے تھے کہ ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس آج تک آپ کی دھاندلیوں میں شریک ہیں وہ آزاد رہیں اس لیے آپکا ساتھ دے رہے ہیں کیونکہ مارشل لا ریگولیشن 115 کے ماتحت آپ انہیں نوکری سے نکال سکتے ہیں - حکومت آنے جانے والی چیز ہے - آپ ایڈمنسٹریشن کو آزاد رکھیں ، عدلیہ کو آزاد رکھیں - اب ضمانت کے قانون بھی بدلے جا رہے ہیں ، ان سب چیزوں کا تحفظ کرتے تو جیسے فٹ بال یا کرکٹ کا کھیل ہوتا ہے ، اس میں ایمپائر کے پیش نظر جو رولز

ایک ٹیم کے لیے ہوتے ہیں وہی رولز دوسری ٹیم کے لیے بھی ہوتے ہیں ۔ اس سے ماحول خوشگوار ہوتا ۔

صاحب والا یہ بھی کہا گیا ہے کہ عوام ہماری بات نہیں سنتے ۔ یہ عوام پہ چھوڑ دیجیے میں آج آپ کو چیلنج دیتا ہوں کہ آپ ہمارا تحفظ نہ کیجیے جیسے آپ نے پنڈی میں کیا تھا ، جیسے آپ نے ملتان میں کیا ، اور جیسے آپ نے لاہور میں کیا ہے ۔ آئیے ، اس جمعے کو میں چیلنج کرتا ہوں ۔ فیڈرل پولیس کو ہٹائیں ، سول پولیس کو نہ آنے دیں ، نہ اپنی تلاشی لیجیے اور نہ ہماری تلاشی لیجیے ۔

آئیے ہم جلسہ کرتے ہیں دیکھتے ہیں کہ عوام آپ کے ساتھ ہیں یا ہمارے ساتھ ہیں ۔ اگر عوام پر آپ کو اتنا ہی اعتماد ہے تو ہمیں جلسوں سے کیوں روکتے ہیں ۔ ہم اپنے ملک کے خلاف اور اس ملک کی آزادی کے خلاف نہیں بول رہے ۔ آپ کی تمام حرکات آمرانہ ہیں ۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ آپ نے سٹوڈنٹس پر پابندیاں لگائیں ۔ صحافیوں پر ۔ اخباروں پر ۔ پریس ٹرسٹ کے اخباروں پر پابندیاں لگائیں مزدوروں کو آپ نے جیل میں ڈالا ۔ آپ نے تمام ان کارکنوں پر جو آپ پر تعمیری تنقید کرتے ہیں اور آپ نے ان سیاسی کارکنوں پر جھوٹے مقدمات بنائے ۔ اور آئے دن کسی کی بجلی کٹتی ہے ۔ کسی کا موگہ ٹوٹتا ہے ۔ یہ تمام صورتیں اور تکالیف ہم برداشت کریں گے لیکن عوام کو ہم ان کے حقوق جو جمہوریت آئین انہیں دلاتا ہے وہ دلوائیں گے ۔

آپ نے یہ کہا کہ یہ سرزمین بے آئین ہے پاکستان کے عوام بے آئین ہیں اور اپوزیشن عوام کو بے آئین رکھنا چاہتی ہے اور آئین سازی میں رکاوٹ ڈالتی ہے ۔ ہم نے آپ کے ساتھ تعاون کیا ۔ آئین منظور ہوکر پریذیڈنٹ صاحب کے دستخط کے بعد بغیر نفاذ کے پڑا ہے ۔ وہ نافذ کیوں نہیں ہوتا ؟ نافذ اس لئے نہیں ہوتا کہ 14 اگست سے پہلے آپ اپوزیشن کو ختم کرنا چاہتے ہیں ۔ نافذ اس لئے نہیں ہوتا کہ آپ کو ایک پارٹی کی حکومت قائم کرنا ہے ۔ اور اس کا رد عمل یہ ہے کہ پشاور میں جلسہ ہوا کوئٹہ میں جلسہ ہوا ۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ قانون کی پابندی کرتے ہیں اور مثال یہ قائم کرتے ہیں کہ بلوچستان میں اقلیت کی حکومت قائم کرتے ہیں ۔ جس دن ہم نے کوئٹہ میں جلسہ کیا ہم کوئی اشتعال انگیزی نہیں کی ۔ آپ کہتے ہیں کہ آپ لوگوں کی جائیداد اور جان و مال بچاتے ہیں اگر وزیر قانون

ملتان میں یہ دھمکیاں دیتے رہے - وہاں ہڑتال اس لئے ہوئی کہ ہم نے ان کی جائدادوں پر حملہ کیا تھا پانچ ہزار پختون زلمے آرہے تھے ان کی تلاشی لی گئی ہمارے پاس پنڈی میں نہتے لوگ تھے لائلپور میں نہتے ہوں گے ہم جہاں جائیں گے نہتے ہوں گے یہ آپ کے غنڈے کہاں سے آتے ہیں آئیے ہم بتاتے ہیں اور ہم ہر بات سے با خبر ہیں - آپ کے غنڈوں کی بسیں لائلپور سے چلتی ہیں - جھنگ سے چلتی ہیں - ساہیوال سے چلتی ہیں - ڈیرہ غازیخان سے چلتی ہیں ہمارے پاس نمبر موجود ہیں - ہمارے پاس تعداد موجود ہے اور وزراء صاحبان بیٹھتے ہیں میونسپل ہال میں - گورنمنٹ کالج کی لیبارٹریز میں - وائرلیس سے یہی جیپیں ہمارا پیچھا کرتی ہیں جیپیں ہمارے پیچھے آتی ہیں نقل و حرکات سب کچھ بتاتی ہیں - آپ کے ارادے کیا ہیں ؟ آپ کہتے ہیں کہ ہم مسلح ہیں - کیا ہم اپنے جلسوں کو خراب کرنے کے لئے مسلح آئیں گے ؟ جیسے آپ کہتے ہیں کہ عوام ہمارے خلاف ہیں تو میں یہ کہتا ہوں کہ عوام کو ہمارے ڈائس توڑنے دیجیے آپ نے آٹھ ہزار فیڈرل پولیس کس لئے تعنیات کی - کیا لا اینڈ آرڈر ~~پرکونشل~~ صوبائی پولیس سے کنٹرول نہیں ہوتا ؟ کیوں نہیں ہوتا ؟ اگر آپ نے فیڈرل کو قائم کیا ہے اور آپ اندرونی نظم نسق کو کنٹرول کرنے میں ناکام ہوئے ہیں تو فوج سے وردس اور فیڈرل پولیس کو فوج کے ماتحت کر دیا جائے - کیونکہ وہ ایک غیر سیاسی ادارہ ہے - اس کو آپ سیاسی مقاصد کے لئے استعمال نہیں کر سکتے آپ ملک میں خانہ جنگی کی صورت پیدا کر رہے ہیں - جہاں تک آپ کے ظلم و استبداد کا ملک میں جرائم اور مہنگائی کا تعلق ہے یہ سب کچھ آپ کی وجہ سے ہو رہا ہے جن لوگوں کو آپ ہم پر بندوقیں چلانے کے لئے کہتے ہیں انہوں نے اپنے لئے مراعات اپنےلیے ڈپو حاصل کیئے ہیں - اس لئے کہ یہ Mercenaries ہیں - یہ تحریک کو روک نہیں سکتے - آئیے جمعہ کے دن چیلنج قبول کیجئیے - نہ فیڈرل پولیس ہو نہ سول پولیس ہو ہمیں آپ آپ کے تحفظ کی ضرورت نہیں گول باغ میں جلسہ کرتے ہیں - آئیے آپ بھی ہمارے ڈائس پر بیٹھئے ہر کرسی کے سامنے آپ بیٹھئے اورکہیے لوگوں سے کہ مارو ان کو - پھر آپ ہٹ جائے عوام ہمیں گولی ماریں ہم گولی کھانے کے لئے تیار ہیں - آپ ہمارے لئے غنڈے لاتے ہیں - آپ نے ملتان کے لوگوں مشتعل کیا آپ نے کہا کہ ہزاروں حر آ رہے ہیں - ہزاروں پختون زلمے آ رہے ہیں اور لڑکیوں کو کہا گھروں

سے نہ نکلیں ۔ بچوں کو کہا کہ باہر نہ نکلنا ورنہ تمہیں اٹھا کر لے جائیں گے ۔ اگر یہ بات ہوتی اور اگر آپ کے خلاف غصہ کی لہردوڑی نہ ہوتی تووزیر قانون جو وہاں قانون شکنی کر رہے تھے اور دھمکیاں دے رہے تھے ۔ قتل کر ڈالنے کی دھمکیاں دے رہے تھے مار دینے کی دھمکیاں دے رہے تھے ان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ نوے فیصدی ہڑتال مکمل ہڑتال نہ ہوتی ۔ ہڑتال اس لئے ہوئی کہ غم و غصہ آپ کے خلاف تھا ہمارے خلاف نہیں تھا ۔ میں آخر میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ متحدہ جمہوری محاذ اسلام کی سربلندی کے لئے اور جمہوریت کے تقاضوں کو اس ملک میں قائم کرنے کے لئے بھر پور جدوجہد کرے گا اور عوام ہمارے ساتھ ہیں ۔ اگر آپ عوام سے نہیں ڈرتے تو آئیے ایک دن جلسہ ہم کرتے ہیں دوسرے دن آپ کریں اور اس میں مداخلت نہ کی جائے ۔

وزیر قانون (ملک مختار احمد اعوان) ۔ جناب والا ۔ مجھ سے پہلے فاضل اراکین قائد حزب اختلاف کی طرف سے مخدوم زادہ سید حسن محمود نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے جناب والا ۔ میں سب سے پہلے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس جمہوریت کے رکھوالے اس ملک میں جمہوریت کی گھسی پٹی پرانی اقدار کا تحفظ کرنا چاہتے ہیں میں ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ آج کی جمہوریت خواہ پاکستان میں ہو خواہ کسی دوسرے ایشیا کے ترقی پذیر ملک میں ہو آج محض عوامی جمہوریت کے نام سے یاد کی جاتی ہے اور استحصالی طبقات جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کے تحفظ کے لئے جمہوریت کے لفظ کو استعمال کرنا چاہتے ہیں اور جمہوریت کے پردے میں پھر کوئی ایسا آمرانہ نظام قائم اور مسلط کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان میں کسانوں اور مزدوروں کا خون چوسا جائے ۔ کہ پاکستان میں غریبوں کا گلا گھونٹا جائے ۔ اگر وہ ایسا چاہتے ہیں تو پھر انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ قائد عوام صدر مملکت جناب ذوالفقار علی بھٹو کل بھی غریبوں کے ساتھی تھے آج بھی غریبوں کے ساتھی ہیں ۔ غریبوں کے ساتھ جینا جانتے ہیں غریبوں کے ساتھ مرنا جانتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اگر

متحدہ جمہوری محاذ کے متعلقین حضرات اس ایوان میں موجود ہیں تو ان پر یہ بات واضح ہو جانی چاہیے کہ آخر یہ محاذ آرائی کس کے خلاف کی جا رہی ہے اور کس کے حق میں کی جا رہی ہے ۔ متحدہ جمہوری محاذ کا مقصد اگر محض یہ ہے کہ پٹے ہوئے سیاستدان شکست خوردہ سیاستدان اکھٹے ہوں جو مختلف نظریات رکھتے ہیں جن میں کسی قسم کی وجہ اتحاد موجود نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ اگر ان کا اتحاد محض اس لئے ہے کہ ملک کے کسانوں اور مزدوروں کو پھر پیچھے دھکیل دیا جائے تو میں یہ بتلا دینا چاہتا ہوں کہ یہ انقلابی جدو جہد تاریخ کا ایک پہیہ ہے ۔ اس پہیے نے منزل کی طرف بڑھنا ہے آگے کی طرف بڑھنا ہے ۔ اسے کوئی کھینچ ہی نہیں سکتا جو بھی عوام کے اس بلند شعور کو پیچھے کی طرف کھینچنے کی جسارت کرے گا وہ پھر عوام کے دباؤ کی وجہ سے عوام کی بالادستی کی وجہ سے عوام کی رائے کی وجہ سے خود کچلا جا سکتا ہے۔ اس میں نہ پھر پاکستان پیپلز پارٹی کو مورد الزام ٹھہرایا جا سکتا ہے اور نہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کو کوئی مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے ۔ اگر طبقات کی بات ہے اگر مختلف مکاتب فکر کی بات ہے تو جناب والا ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے قائد نے تو پھر تمام طبقات کو اکٹھا کیا اور کہا کہ بھائی چارے کا جذبہ ہو ۔ ایک ایسی فضا ہم ملک میں پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ ملک میں قومی یک جہتی ہو ۔ جناب والا ۔ چار قومیتوں کی بات میرے قائد نے نہیں کی تھی ۔ چار قومیتوں کی بات تو پھر انہیں لوگوں نے کی تھی جو متحدہ جمہوری محاذ کے نام سے اس ملک میں موجود ہیں ۔ جناب والا ۔ قومی یک جہتی کو پارہ پارہ کرنے کی سازش تو پھر انہیں لوگوں کی طرف سے ہوئی ہے جو جمہوریت کے نام نہاد ٹھیکیدار بننا چاہتے ہیں ۔

جناب والا ۔ اس ملک میں میرے قائد نے تو مساوی مواقع دے کر ایک کو آزادی دی کہ جو بھی کوئی تحریر لکھنا چاہے اس کی قلم آزاد ہے جو بھی تنقید وہ کرنی چاہتے ہیں ان کو اس بات کی آزادی ہے ۔ جناب والا ۔ ان کو اس بات

کی آزادی ہے۔ تقریر و تحریر کی آزادی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تمام تر ملک میں ایسی مواقع دے دیے کہ اگر کوئی طبقاتی منافرت موجود ہے تو اس کو ختم کیا جائے۔ تو پھر یہ ایک عظیم احسان تھا ذوالفقار علی بھٹو کا ایسے تمام لوگوں پر جن کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی جن کے ذہنوں پر بھی چربی چڑھی ہوئی تھی۔ جن کی تجوریاں بھری ہوئی تھیں۔ جناب والا۔ یہ سب کس کی وجہ سے ہوا؟ یہ اس قائد کی وجہ سے ہوا۔ کسی بھی مظلوم نے خواہ وہ دیہات میں تھا۔ کسی بھی مزدور خواہ وہ کسی فیکٹری میں کام کرتا تھا کسی نے بھی کوئی ایسی حرکت اس ملک میں نہیں کی کہ کسی کسان نے کسی جاگیردار کی حویلی کو پھلانگ کر اس پر قبضہ کیا ہو یا کسی کے گھر میں داخل ہوا ہو یا کسی مزدور کا ہاتھ کسی سرمایہ دار کی گردن پر پہنچا ہو۔ جناب والا۔ تو یہ احسان عظیم میرے اس قائد کی وجہ سے تھا۔ یہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کی شخصیت تھی کہ انہوں نے کسانوں اور مزدوروں کو جو شعور دیا تھا اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ فرما دیا کہ یہ ہماری انقلابی جد و جہد ہے لیکن ہم کسی صورت میں adventurism نہیں چاہتے۔ ہم کسی صورت میں ایسا نہیں کرنا چاہتے کہ اس جد و جہد سے ہماری صفحوں میں نقصان پہنچے۔ جناب والا۔ اس بات کا معترف ہونے کی بجائے اگر یو ڈی ایف کے لوگ اگر یہ نام نہاد قایدین پھر کوئی ایسی حالت پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ ملک میں خانہ جنگی ہو یا پھر کوئی ایسی صورت لانا چاہتے ہیں کہ جس کے نتیجے میں پھر کوئی قتل عام ہو تو ایسا کبھی نہیں ہونے دیا جائے گا۔

جناب والا۔ مجھے quote کیا گیا کہ میں ملتان میں موجود تھا۔ میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ ملتان میں میں چار دن سے موجود تھا اس لئے کہ مجھے بے شمار ٹیلیگرام آئے۔ میرے پاس بے شمار خطوط آئے۔ کہ تم لاہور میں

بیٹھے ہو ۔ ملتان کے غریب لوگوں نے جن کے تن پر کپڑا نہیں تھا جن کے پاؤں میں جوتی نہیں تھی جن کے پیٹ میں روٹی نہیں تھی اور جنہوں نے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کی تلوار کو ووٹ دے کر تمہیں کامیاب کرایا تھا تم آج اسمبلی میں بیٹھے ہو تم کو چاہئے کہ تم غریب لوگوں کی جان و مال کو بچاؤ تو جناب والا ۔ ان سب کا میں محافظ بن کر گیا تھا ۔ ان کے ایک نام نہاد لیڈر جو پیر سرھندی کے نام سے مشہور ہے جناب والا ۔ وہ سندھ سے ہدایات لے کر آئے تھے اور اخبار میں ایک بیان دیتے ہیں کہ لوگوں حروں کا پیر پگاڑو آنے والا ہے ان کے جلسے کو کامیاب بنایا جائے اور زیادہ تعداد میں جلسے میں شمولیت کی جائے۔ یہ دعوت ان لوگوں کو پہلے ہی ملتان کے دیہاتوں میں پہنچ چکی تھی ۔ جناب والا ۔ یہاں تک کہ وہاں کے غریب لوگوں نے مدرسوں سے اپنے بچوں کو چھٹی دلوائی کہ جلسے کے نام پر جن لوگوں کو لایا جا رہا ہے انہیں امن و امان میں خلل اندازی کے لیے لایا جا رہا ہے ۔ انہوں نے یہ بھی سوچا کہ کہیں معاملہ زیادہ خراب نہ ہو جائے یہاں تک کہ لوگ اپنی بیویوں کو لے کر اور اپنی ماؤں بہنوں کو ساتھ لے کر شہر کو چھوڑنا شروع کیا تھا تو جناب والا ایسے حالات پیدا کئے گئے ۔ ایک مولانا صاحب جو میرے سے ایک دن پہلے ملتان پہنچے تھے دراصل جناب والا ۔ ان کو وہاں بھیجا گیا تھا جناب نصراللہ خان کے ہمراہ وہ مولانا صاحب موجود تھے جنہوں نے ایک عرصہ سے ملتان کے دینی مدارس میں fanaticism کا پرچار کیا تھا کہ وہ طالب علموں کو expliot کریں ۔ ان کے ذہنوں میں اس بات کو بٹھا دیں کہ وہ مسلح ہو کر جائیں ۔ پھر اس کے بعد اسلحہ لایا گیا ۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ کوئی سا دینی مدرسہ ہو ۔ قاسم العلوم ہو ۔ انوار العلوم ہو مدرسہ خیر المدارس ہو ان کا تمام تر مقصد fanaticism ہے ۔

Makdumzada Syed Hassan Mahmood : Question.

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ کوشش کی گئی ۔ لیکن ان تمام کوششوں کے باوجود وہاں ترقی پسند عناصر جنم لے چکے تھے جو اس قسم کے نظریات رکھتے ہیں ۔ تو جناب والا ۔ یہ ان کے شعور کی بلندی تھی ۔ جناب والا ۔ ان کی طرف سے ایک پریس کانفرنس کی گئی کہ راولپنڈی میں پیپلز پارٹی کے 25 کارکنوں کو جان سے ہاتھ دھونا پڑا ۔ ملتان میں پیپلز پارٹی کے سینکڑوں کارکنوں کی لاشیں نظر آئیں گی ۔ یہ پریس کانفرنس جلی حروف میں تمام اخبارات میں چھپی ۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : Question.

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اس کو بھی برداشت کیا ۔ اس کے بعد ایک اور بات کہ شہر میں رکشہ اور تانگوں پر مسلح افراد ۔ بیلچہ بردار ۔ سٹین گنیں لے کر چلے وہ گلی کوچوں میں نکلے انہوں نے کہا کہ ”پگاڑو“ حروں کا بادشاہ پیر پگاڑو آیا ہے ۔ ولی خان آیا ہے شاہ احمد نورانی آیا ہے ۔ دیکھنے والوں نے سوچا کہ اس میں کچھ تضاد نظر آ رہا ہے کیونکہ ان کے پاس کوئی منشور نہ تھا ۔ سننے والے باشعور ہو چکے تھے ۔ وہ جانتے تھے کہ قیادت کیا چیز ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کے صرف 2 منٹ رہ گئے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ ان کے پاس کوئی منشور نہ تھا اور نہ ہی کوئی وقت کا تعین ۔ ان دونوں محاذوں پر یو ڈی ایف کی شکست ہوئی ۔ جب ان کے پاس کوئی منشور نہ تھا تو پھر عوام ان سے کیا سنتے ۔ ان میں کون سا سپیکر تھا جس کو وہ سنتے ۔ جناب والا ۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں جناب گورنر پنجاب کو جناب کھر کی خدمت میں جنہوں نے بر وقت ایسے اقدام کئے کہ انہوں نے انتظامیہ کو کہا کہ ملتان کے شہریوں کی جان و مال اور ان کی عزت کہیں زیادہ ہمیں عزیز ہے تو بر وقت اقدام کئے جائیں ۔ مشکوک لوگوں کی تلاشی

لی گئی ۔ انہوں نے فرمایا کہ ایسا ماحول پیدا کیا جائے کہ حالات سازگار ہو جائیں اگر خلفشار ہے تو اس کو ختم کیا جائے اور عوام کو بتایا جائے کہ اگر وہ جلسہ سننے کے لیے جانا چاہتے ہیں تو وہ بڑی خوشی سے جائیں ۔ وہاں کوئی اسلحہ نہیں ہوگا ۔ تو جناب والا ۔ ہم نے بڑے مواقع دئے ۔ بڑی تعداد میں اسلحہ رکھوا لیا گیا تاکہ عوام کے دلوں میں خوف و ہراس ختم کیا جائے اور ختم کیا گیا اور ان کو موقع دیا گیا کہ وہ بے شک سننے کے لیے جائیں ۔

جناب والا ۔ میں اب صرف چند جملے عرض کرنے کے بعد اپنی بات کو ختم کرنا چاہتا ہوں ۔ جلسہ گاہ میں جناب والا ۔ ایک طرف احراری تھے ۔ ایک طرف خاکسار تھے ۔ ایک طرف جے یو پی ۔ ایک طرف مسلم لیگ ۔ تو جناب والا ۔ تینوں طرف پیر پگاڑو کے کارکن منگوائے گئے ۔ جب سٹیج لگنے کا سوال ہوا تو شاہ احمد نورانی نے کہا کہ ہم کسی پیر کی صدارت اس جلسے میں نہیں چاہتے کیونکہ یہ چیز ہماری پیری مریدی کے خلاف پڑےگی ۔ تو اس بات پر جلسہ گاہ میں الجھاؤ ہوا ۔ لاٹھیاں نکلیں جن کو کارکن گلیوں میں چھپا کر لے گئے تھے ۔ ان کے پاس ریوالور بھی تھے جو ان کے کارکن گلیوں میں چھپا کر لے گئے تھے ۔ جناب والا ۔ ایسے حالات وہاں پر پیدا کئے گئے تو پھر تضادات سامنے ابھر کر آئے جن کی وجہ سے ایک طرف سے آدمیوں کی کم تعداد تھی دوسری طرف ان کے جھگڑا ہونے کا خدشہ تھا تو وہاں ان کا جلسہ نہ ہو سکا ۔ اگر یہ کہا جائے کہ وزیر قانون وہاں کیوں گیا تو میں اس ضمن میں ایک نکتہ ذاتی وضاحت کے طور پر پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ میں صوبہ پنجاب میں اگر وزیر قانون گورنر پنجاب کی طرف سے مقرر کیا گیا ہوں تو میں ہر گاؤں ہر گلی کوچے میں قانون کی بالا دستی چاہتا ہوں اور ایسی بالا دستی کہ یکساں طور پر غریب لوگوں کو بھی قانونی تحفظ ملے ان کو یہ چیز مل سکے جو ماضی میں ان لوگوں نے نہیں دیا تھا ماضی کے آمروں نے ان

کو یہ تحفظ نہیں دیا تھا۔ جناب والا۔ ہم غریبوں کی مدد کریں گے اور ہر اس شہر میں پہنچیں گے جہاں یہ لوگ قتل و غارت کرنا چاہتے ہیں۔ جناب والا۔ میں آخر میں اتنا عرض کروں گا کہ۔

راستے بند کئے دیتے ہو دیوانوں کے

ڈھیر لگ جائیں گے بستی میں گریبانوں کے

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ آپ کی اجازت سے فاضل وزیر قانون کی تقریر کے بعد میں اتنی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ان بنچوں پر بیٹھنے والوں میں سے کوئی ایک فرد بھی چار قومیتوں کا قائل نہیں ہے۔ ہم سب ایک قوم ہیں۔ جو آدمی چار قومیتوں کا نعرہ لگاتا ہے یا بلند کرتا ہے وہ اس ملک کا دشمن ہے وہ اس ملک کا دوست نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

میاں خورشید انور۔ جناب والا۔ کیا چائے کے لیے وقفہ نہیں ہوگا؟

مسٹر سپیکر۔ یہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ آج چائے کے لیے وقفہ نہیں ہوگا۔

فاضل اراکین الگ الگ جا کر چائے پی آئیں گے۔ جتنی لسٹ حکومتی پارٹی کی طرف سے ممبران کی مجھے ملی ہے اس کے پیش نظر یہی معلوم ہوتا ہے کہ چائے کے لیے وقفہ نہیں ہوگا۔

چودھری غلام قادر (سیالکوٹ ۔ 2) ۔ جناب والا ۔ آج کا موضوع ہے ''پنجاب کی سیاسی صورت حال،، مگر پاکستان کی پوری سیاست اور بیرونی سیاست اب زیر غور آ گئی ہے۔

جناب والا ۔ حزب اختلاف نے سب سے زیادہ زور جس بات پر دیا وہ یہ ہے کہ عوام ان کے ساتھ ہیں اور اب ان کا عوام کے ساتھ رابطہ اور مہم جو ہے اس میں ہم رکاوٹ بن رہے ہیں۔ متحدہ محاذ کا جو جلسہ تھا اس کی اجازت ان کو

تین بجے سے لے کر آٹھ بجے تک مل چکی ہوئی تھی مگر لوگوں نے ان کا جلسہ سننے کی زحمت گوارا نہ کی اور گول باغ میں ان کے مخالفین جمع ہوگئے اور انہوں نے یہ جلسہ سننے سے انکار کر دیا ۔ چنانچہ متحدہ محاذ نے سڑک کے کنارے پر ہی جلسہ کر لیا اور اس جلسہ میں کسی نے رکاوٹ پیدا نہ کی ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جب یہ حکومت پیپلز پارٹی کو ملی تو اس وقت سیاسی صورت حال نہایت ناگفتہ بہ تھی اور تھوڑے سے عرصے میں پیپلز پارٹی نے اپنے منشور کے مطابق محنت کرکے یہاں امن و امان قائم کیا ہے ۔ آپ جب صوبہ پنجاب کا دوسرے صوبوں سے مقابلہ کرتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ یہاں ماحول بڑا پر امن ہے ۔ بلوچستان میں سازشیں کی گئیں ۔ سرحد میں سازشیں کی گئیں ۔ ان سازشوں کا نتیجہ آپ نے نہیں دیکھا ؟ وہاں پر حکومت نے ان کو ختم کیا ۔ تو اب اس متحدہ محاذ نے وہاں سے ناکام ہونے کے بعد پنجاب کا رخ کیا ہے ۔ پنجابیوں کو ساتھ ملانے کی کوشش کی ہے اور یہاں پر بھی افراتفری کا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی ہے ۔ میرے فاضل دوست سید حسن محمود صاحب نے کہا ہے کہ ایک جلسہ ہم کرتے ہیں اور ایک جلسہ پیپلز پارٹی والے کریں ۔ میں ان کا چیلنج سیالکوٹ میں قبول کرتا ہوں ۔ اگر وہ جلسہ کرنا چاہیں ۔ سیالکوٹ میں متحدہ محاذ والے ایک طرف کریں اور ایک طرف میں کرتا ہوں ۔ اگر ان کے جلسہ میں زیادہ آدمی ہوں تو میں پیپلز پارٹی سے مستعفی ہونے کو تیار ہوں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ میں آپ کے چیلنج کو accept کرتا ہوں ۔

چودھری غلام قادر ۔ سیالکوٹ میں میں آپ کا چیلنج قبول کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد باقی ممبران یہی کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ عوام ہیں ۔ جب آپ کے ساتھ عوام ہیں تو پھر آپ کو کیا فکر ہے ۔ چلئے ووٹ ہم کو دے ۔

یہاں پھر اس کے بعد ووٹ کی باری آئے گی اور ابھی کنسٹرکٹ بورڈ کے الیکشن
آئیں گے آپ کا پتا چل جائے گا کہ آپ کے ساتھ کتنے لوگ ہیں اور کتنی دنیا آپ
کے ساتھ ہے - پنجاب کے ماحول میں یہاں انتشار پھیلانے کی حکومت اجازت نہیں
دے رہی تو یہ لوگوں کی بہتری میں ہے - یہ تو عوام کی بہتری میں ہے - جیسا
ماحول بلوچستان میں یا سرحد میں پیدا کیا تھا ویسا ہی ماحول آپ پنجاب میں
پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں - وہ ان کے چار قومی نعرہ لگانے والے وہ لا دینی
حکومت کے حامی ادھر جماعت اسلامی جو کہ نظام اسلام کے حامی ہیں وہ آپس میں
محض اس لیے مل گئے ہیں کہ وہ بھٹو دشمنی میں اکٹھے ہو گئے ہیں ان کو کچھ
نظر نہیں آتا کیونکہ سورج جب نکلتا ہے چمگادڑ کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں - وہ
ہندوستان کی تعریف میں پشاور باتیں کرتے ہیں - افغانستان کی تعریف میں یہ ہمارا
بالکل کرتے ہیں - افغانستان کی تعریف میں سب کچھ کہتے ہیں مگر جو ہمسایہ
ہمارا ہمدرد ہے جو ہماری امداد کے لیے مشکل وقت میں پہنچا ہے اس کی مخالفت میں
تو ہر وقت لگے رہتے ہیں

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

جناب والا - پنجاب میں جو اس وقت ماحول ہے وہ باقی صوبوں سے مختلف
ہے - یہاں پر فضا بالکل پر امن ہے - یہاں پر اگر کسی کی بجلی کٹ جاتی ہے تو وہ
کہتے ہیں کہ یہ پیپلز پارٹی کا قصور ہے - اگر کوئی بجلی کا بل ادا نہ کرے تو
اس کی بجلی کٹنی ہی ہوتی ہے - وہ وقت آپ کو یاد نہیں ہے جب گول باغ میں
قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے جلسہ کرنا تھا تو وہاں پانی چھوڑ دیا گیا
اور اس میں بجلی کی رو چھوڑ دی گئی تھی - علامہ صاحب نے اس دور کی تعریف
کی ہے - خود جیل میں تھے اور تعریف اس دور کی کر رہے ہیں - اب تو ان کو

اتنا حق بھی حاصل ہے کہ اگر کوئی تقریر پاکستان ٹائمز میں چھپتی ہے تو وہاں وہ معنی اور الفاظ گنتے ہیں کہ ہمارے الفاظ کتنے ہیں اور حزب اقتدار کے الفاظ کتنے ہیں ۔ جب ان کو یقین نہ آئے تو تحریک استحقاق کا سوال پیدا ہو جاتا ہے ۔ اب آئین ہر ہی دیکھ لیں کہ یہ جمہوری دور نہیں ہے کہ ہماری اکثریت ہوتے ہوئے بھی ہم نے حزب اختلاف کو ignore نہیں کیا ۔ اگر ہم چاہتے تو آئین اپنی مرضی سے بنا سکتے تھے لیکن یہ پسند نہیں کیا گیا ۔ ان کو ساتھ ملا کر آئین بنایا ہے تاکہ افہام و تفہیم کی فضا پیدا ہو ۔ لہذا ایسی فضا پیدا کرنے میں حزب اختلاف کو ہمارا ساتھ دینا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ محمد حنیف رامے صاحب میرے پاس بہت سے ممبران آئے ہیں ۔ مگر میری یہ خواہش تھی کہ باری باری سب چائے پی آئے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ ان کے رویہ سے محسوس یہی ہو رہا ہے کہ لوگ چائے پینا چاہتے ہیں ۔ اگر آپ وقفہ کر دیں تو اس کے بعد باقی بحث ہو جائے گی ۔ ہم تو ہر طرح سے تیار ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہاؤس کی کارروائی بیس منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے ۔ ہم دوبارہ 12 بجکر 10 منٹ پر ملیں گے ۔ اور اگلے مقرر ہوں گے ۔ سید تابش الوری ۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی وقفہ چائے کے لیے 20 منٹ کے لیے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ چائے کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ قبل اس کے کہ آج کی بحث کا سلسلہ پھر سے شروع کیا جائے پہلے کمیٹیوں کی رپورٹس پیش ہوں گی ۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

ڈاکٹر محمد صادق ملہی ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) خالص غذا مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودۂ قانون نمبر 35 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست 1973ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) خالص غذا مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 35 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست 1973ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر محمد صادق ملہی ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون خالص اشیائے خوردنی مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودۂ قانون نمبر 40 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست 1973ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون خالص اشیائے خوردنی مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودۂ قانون نمبر 40 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست 1973ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد حنیف راموے ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انہار و نکاس آب مصدرہ 1973ء مسودۂ قانون نمبر 16 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی کی رپٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست 1973ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مہر محمد ظفراللہ خان ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) سر پرست و نابالغان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 33 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست تک توسیع کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) صوبہ جاتی مالیات مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 33 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مہر محمد ظفراللہ خان۔ جناب سپیکر۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون انسداد گدا گری (پنجاب) مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 34 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست 1973ء تک توسیع کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون انسداد گداگری (پنجاب) مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 34 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست 1973ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مہر محمد ظفراللہ خان۔ جناب والا۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون انضباط ہائے سماجی بہبود پنجاب مصدرہ

1972 (مسودۂ قانون نمبر 47 بابت 1972) کے بارے
میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور
اوقاف کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست
1973 تک توسیع کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے:

کہ مسودۂ قانون انضباط ہائے سماجی بہبود پنجاب مصدرہ
1972 (مسودۂ قانون نمبر 47 بابت 1972) کے بارے
میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور
اوقاف کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اگست
1973 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری صاحب داد خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ بابت مسودۂ
قانون ترمیم ہنگامی قانون انسداد عصمت فروشی پنجاب
مصدرہ 1972 (مسودہ قانون نمبر 37 الف) پیش کرنے
کی مدت میں 31 اگست 1973 تک توسیع کر
دی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے:

کہ مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ بابت مسودۂ
قانون ترمیم ہنگامی قانون انسداد عصمت فروشی پنجاب
مصدرہ 1972 (مسودہ قانون نمبر 37 الف) پیش کرنے

کی میعاد میں 31 اگست 1973 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری صاحب داد خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ بابت مسودۂ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ ضابطہ فوجداری مصدرہ 1972 (مسودۂ قانون نمبر 52 بابت 1972)پیش کرنے کی میعاد میں 31 اگست 1973 تک توسیع کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ بابت مسودۂ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ ضابطہ فوجداری مصدرہ 1972 (مسودۂ قانون نمبر 52 بابت 1972) پیش کرنے کی میعاد میں 31 اگست 1973 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

چوہدری محمد حیات کوندل ۔ میں مسودۂ قانون (ترمیم پنجاب) بابت زرعی پیداوار کی منڈیاں مصدرہ 1972ء (مسودۂ قانون نمبر 39 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے زراعت منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودۂ قانون (ترمیم پنجاب) بابت زرعی پیداوار کی منڈیاں مصدرہ 1972ء (مسودۂ قانون نمبر 39 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے زراعت منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔

چودھری منظور احمد۔ میں مسودۂ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون موٹر گاڑی ہائے مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودۂ قانون نمبر 42 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودۂ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون موٹر گاڑی ہائے مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودۂ قانون نمبر 42 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔

مہر محمد ظفراللہ خان ۔ جناب سپیکر میں مسودۂ قانون تعزیر بوسیدہ اوراق قرآن مجید پنجاب مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 45 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون تعزیر بوسیدہ اوراق قرآن مجید پنجاب مصدرہ 1972ء (مسودۂ قانون نمبر 45 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔

مہر محمد ظفراللہ خان ۔ جناب سپیکر ۔ میں مسودۂ قانون (ترمیم پنجاب) سر پرست و نابالغان مصدرہ 1972ء (مسودۂ قانون نمبر 33 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی عبوری رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) سر پرست و نابالغان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 33 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے

لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی عبوری رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔

مہر محمد ظفراللہ خان ۔ جناب سپیکر میں مسودۂ قانون انسداد گداگری (پنجاب) مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 34 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی عبوری رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودۂ قانون انسداد گداگری (پنجاب) مصدرہ 1972ء (مسودۂ قانون نمبر 34 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی عبوری رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔

مہر محمد ظفراللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں مسودۂ قانون انضباط تنظیم ہائے سماجی بہبود پنجاب مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون 47 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی عبوری رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون انضباط تنظیم ہائے سماجی بہبود پنجاب مصدرہ 1972ء (مسودۂ قانون 47 بابت 1972) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی عبوری رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چودھری صاحب داد خان ۔ جناب والا ۔ میں مسودۂ قانون ترمیم ہنگامی قانون انسداد عصمت فروشی پنجاب مصدرہ 72 (مسودۂ قانون نمبر 37 الف بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی عبوری رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون ترمیم ہنگامی قانون السداد عصمت فروشی پنجاب مصدرہ 72 (مسودہ قانون نمبر 37 الف بابت 73) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی عبوری پیش کر دی گئی ہے۔

چودھری صاحب داد خان ۔ جناب والا ۔ میں مسودۂ قانون ترمیم پنجاب مجموعہ ضابطہ فوجداری مصدرہ 1972 (مسودۂ قانون نمبر 52 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی عبوری رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودۂ قانون ترمیم پنجاب مجموعہ ضابطہ فوجداری مصدرہ 1972 (مسودۂ قانون نمبر52 بابت 1972) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی عبوری رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

ملک ثنا اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں مسودۂ قانون امتناع استعمال خطابات و القابات مصدرہ 1972 (مسودۂ قانون نمبر 55 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے اطلاعات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودۂ قانون امتناع استعمال خطابات و القابات مصدرہ 1972 (مسودۂ قانون نمبر 55 بابت 1972) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے اطلاعات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چودھری شبیر حسین چیمہ ۔ میں مسودۂ قانون ترمیم پنجاب مالی اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1973 (مسودۂ قانون نمبر 11 بابت 1973ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودۂ قانون ترمیم پنجاب مالی اراضی مغربی پاکستان مصدرہ 1973 (مسودۂ قانون نمبر 11 بابت 1973ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چودھری شبیر حسین چیمہ ۔ جناب والا ۔ میں مسودۂ قانون دریا برد اراضی پنجاب مصدرہ 72 (مسودۂ قانون نمبر 43 بابت 1972) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون دریا برد اراضی پنجاب مصدرہ 1972 (مسودۂ قانون نمبر 43 بابت 1972) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چودھری شبیر حسین چیمہ ۔ میں مسودۂ قانون (ترمیم) حق شفع مصدرہ 1972 (مسودۂ قانون نمبر 51 بابت 1972) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودۂ قانون (ترمیم) حق شفع مصدرہ 1972 (مسودۂ قانون نمبر 51 بابت 1972) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

صوبہ کی سیاسی صورت حال پر بحث

مسٹر سپیکر - اب صوبہ کی سیاسی صورت حال پر بحث شروع کرتے ہیں - سید تابش الوری -

سید تابش الوری - جناب سپیکر ! بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی جیسی اب ہے تیری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی -

پنجاب میں اس وقت جو سلگتی ہوئی سیاسی صورتحال موجود ہے اور اس کو جس طرح حکمران پارٹی فسطائیت کی ہواؤں سے دھکا رہی ہے اگر یہ طریقہ جاری رہا اور یہ سلگتی ہوئی آگ اس طرح سے فسطائیت اور آمریت کی ہواؤں کے ذریعے سے دھکائی جاتی رہی تو یہ امکان بعید از قیاس نہیں کہ نہ صرف پنجاب کا امن و امان بلکہ پورے ملک کا استحکام اور قومی نظام ایک عظیم خطرے سے دو چار ہو سکتا ہے - جناب والا - آج ہم اس صوبے میں جن حالات کا مشاہدہ کر رہے ہیں ان کے پیش نظر کسی تفصیلی بیان کی ضرورت نہیں ہے لیکن میں اختصار کے ساتھ یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس وقت ہنگامی حالات کے ساتھ پورے صوبے میں آمریت اور غنڈہ گردی مسلط کر دی گئی ہے - دفعہ 144 کے ذریعے جلسے اور جلوسوں پر پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں - صحافت کو پابند سلاسل کر دیا گیا ہے - آزادی رائے اور آزادی اجتماع سلب کر لی گئی ہے اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر یک طرفہ جماعتی پراپیگنڈہ کے ذریعہ سارے ماحول کو اشتعال انگیز بنایا جا رہا ہے - جناب والا - طالبعلموں - مزدوروں کسانوں اور سیاسی کارکنوں پر اندھا دھند جھوٹے مقدمات قائم کئے جا رہے ہیں اور ان کو گرفتار کیا جا رہا ہے - یہاں تک کہ احتجاج کرنے والی طالبات کو چھانگا مانگا بھیجا جا رہا ہے - اور یہ ایسا شرمناک اقدام ہے جو صوبے کے لئے کلنک کا

ٹیکہ بن چکا ہے ۔ بے زمین لوگوں بیچین مزدوری اور روٹی کپڑے اور مکان سے محروم اور گرانی سے نڈھال عوام کی احتجاجی صدائیں بیدردی سے کچلی جا رہی ہیں ۔ جناب والا ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ سیاسی اجتماعات کو درہم برہم کرنے کے لئے ایسے آمرانہ اقدامات کئے جا رہے ہیں جن کی مثال اس سے پہلے بر صغیر کی تاریخ میں نہیں ملتی ۔ یہ ٹھیک ہے کہ آپ اقتدار کے نشہ میں بدمست ہو کر متحدہ جمہوری محاذ کے جلسوں کو غنڈہ گردی اور بد امنی کا شکار بنا سکتے ہیں لیکن آپ کو اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ اگر غنڈہ گردی اور لاقانونیت کو اس طرح سے بے زنجیر کر دیا گیا تو پھر حالات بے قابو ہو جائیں گے ۔ تشدد کی آنکھیں نہیں ہوتیں ۔ لاقانونیت بری ہوتی ہے ۔ اگر یہ قوتیں ایک دفعہ بھر گئیں بے قابو ہو گئیں تو یاد رکھئے کہ پھر کوئی شخص بھی محفوظ نہیں رہے گا نہ حکمران پارٹی کے شرفا محفوظ ہونگے اور نہ اپوزیشن کے جیالے کارکن اور بے باک رہنما ۔ جناب والا ۔ مجھے حکمران پارٹی کی نشستوں پر بیٹھنے والے کچھ چہرے ایسے نظر آ رہے ہیں جو ابھی تک جمہوریت اور شرافت میں یقین رکھتے ہیں ۔ ان لوگوں کو آج کی مخدوش صورتحال کے پیش نظر آگے آ کر ایسے کردار کا مظاہرہ کرنا چاہئے جس سے نہ صرف ہمارا صوبہ بلکہ ہمارا ملک آئندہ کے خطرات سے محفوظ ہو سکے ۔ جناب والا ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ لاہور میں 3 جون کو جس قسم کی شرمناک غنڈہ گردی ہوئی جس غیر جمہوری غیر اخلاق اور غیر انسانی حرکتوں کا مظاہرہ کیا گیا اور ایک صوبائی دارالخلافے کے عوام کو جس طرح بدنام اور رسوا کیا گیا وہ پورے ملک میں ہمارے لئے کالک کی حیثیت رکھتا ہے ۔ ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ پنجاب بلکہ پورے ملک کو کس منزل کی طرف پہنچایا جا رہا ہے اور وہ پنجاب جس نے جمہوریت کی علمبرداری کے لئے اس ملک میں عظیم قربانیاں دی ہیں آج وہ جمہوریت کشی کی راہ پر کیوں گامزن ہے ۔ صرف پنجاب ہی کو اس سلسلے میں کیوں بد نامی کے ''تمغوں'' سے نوازا جا رہا ہے ۔ یہ صورتحال ہمارے لئے ایک لمحہ فکر یہ کی حیثیت رکھتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ حکمران پارٹی میں جو لوگ متحمل مزاج ۔ دانشور اور جمہوریت پسند کہلاتے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اس صورتحال کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنی پارٹی کے اندر اور باہر اپنے ضمیر کو بیدار کر کے علم بغاوت بلند

کریں ورنہ ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر یہ ملک خطرے میں پڑا تو نہ ان کی پارٹی ہوگی نہ یہ اقتدار ہوگا اور نہ مستقبل کے حسین منصوبے! آپ آج اس ملک میں تشدد کی راہ اختیار کر رہے ہیں لیکن آپ اس بات کو بھول رہے ہیں کہ اس سے پہلے مختلف آمروں نے کے خلاف اور آپ کے خلاف اسی قسم کے ھتکنڈے استعمال کر کے جمہوریت کا راستہ روکنے کی کوشش کی تھی لیکن جمہوریت کا قافلہ نہیں رکا تھا اور آمریت کے تمام بت بالآخر پاش پاش ہو گئے تھے - آج ہم پھر اسی صورتحال سے دو چار ہیں -

آج ہم پھر دیکھ رہے ہیں کہ اس صوبہ میں ابلاغ عامہ کے ذرائع پر پہرے ہیں اور آزادی رائے اور آزادی تقریر کے تمام راستے محدود کر دیئے گئے ہیں -

لب بند　زبان بند　قلم بند　نظر بند
اس دور تشدد میں ہے انصاف کا در بند

//جناب سپیکر - حکمران پارٹی کو احساس ہونا چاہیے کہ اس کا یہ اقتدار ایک سیاسی، جمہوری عمل کا مرہون منت ہے - اگر انہوں نے اپنے اس جمہوری عمل کو جس کے ذریعے یہ آج تخت حکومت پر متمکن /ہیں رسوا اور پامال کر دیا تو پھر اس ملک میں جمہوریت کی کوئی قدر اور آزادی کی کوئی روائت برقرار نہیں رہے گی -

جناب والا - آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ صدر ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی پہلی/ صدارتی تقریر میں جن ارشادات سے ہمیں نواز تھا اور ہمارے ایک معزز وزیر نے اس طرف اشارہ بھی کیا ہے - ان میں واضح طور پر کہا تھا کہ اس ملک میں جمہوریت کی تباہی اور ملک کے زوال کا سبب ہے بنیادی سبب یہ ہے کہ اس ملک میں [lack of democracy and lack of answerability] جمہوریت کی کمی اور جواب دہی کا فقدان رہا ہے - جمہوریت کی کمی اس ملک کے زوال اور تباہی کا باعث بنی رہی ہے - انہوں نے کہا تھا کہ ہم/ ایسی جمہوریت دینگے جس میں لوگوں کو جرأت ہوگی کہ ہمارے منہ پر کہہ سکیں {'To hell with you.'} جہنم میں جاؤ - میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان کی پارٹی کے ارکان اپنے صدر کے ارشادات پر اس طرح عمل کر /رہے ہیں - کیا یہی وہ جمہوریت ہے جس کا صدر ذوالفقار علی بھٹو نے وعدہ کیا تھا - کیا یہی وہ آزادی ہے جس کے لیے اس ملک کے عوام نے اور بالخصوص

پنجاب کے عوام نے صدر ذوالفقار علی بھٹو کا ساتھ دیا تھا ۔ آج ہم جس قسم کی المناک صورت حال سے دو چار ہیں اس کے پیش نظر ہمیں کنٹرول کرتے ہوئے لمحوں کا جائزہ لے کر ایک نیا لائحہ عمل مرتب کرنا ہوگا ۔ دنیا حیرت سے دیکھ رہی ہے کہ صدر ذوالفقار علی بھٹو کے ارشادات کو خود ان کی حکمران پارٹی بے معنی بنا رہی ہے ۔ الفاظ اپنا مفہوم کھو چکے ہیں ۔ وعدے سراب بن گئے ہیں اور ان تمام یقین دہانیوں اور ان تمام اعلانات کو پامال کیا جا رہا ہے جن کی بنا پر صدر ذوالفقار علی بھٹو نے ہر دلعزیزی اور مقبولیت کی سند حاصل کی تھی ۔

جناب والا ۔ ہم سب دیکھ رہے ہیں کہ جمہوریت فسطائیت کا روپ دھار کر ہمیں ایک نئے قسم کے آمرانہ نظام میں جکڑ دینا چاہتی ہے لیکن میں خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے کہ حکمران پارٹی یہ نظام نافذ کرے ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ 1958ء اور 68ء کے تجربوں کی طرح کوئی تیسری قوت اس قسم کا آمرانہ نظام نافذ کرنے کے لیے ہمارے سامنے آ جائے ۔ اس لئے میں نہایت درد مندی اور دلسوزی کے ساتھ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے اگر نئے پاکستان کا نعرہ دیا ہے ۔ اگر ہم نے نئے دور کا دعویٰ کیا ہے تو ہمیں اس کی نئی روایات بھی قائم کرنی چاہئیں ۔ ہمیں ایسا ماحول پیدا کرنا چاہیے جس میں خوشگوار سیاسی فضا ہمارے حال و مستقبل کو تابناک بنا سکے ۔

جناب والا ۔ حالات شاہد ہیں کہ اس دو سالہ تاریخ میں جتنی بھی ترقی اور بہتری کی صورتیں ہوئی ہیں وہ مفاہمت کے ذریعے ہوئی ہیں ۔ آپ نے دیکھا کہ مفاہمت کے ذریعے ہی مارشل لاء ہٹایا گیا ۔ آپ نے دیکھا کہ مفاہمت کے ذریعے ہی خود مختاری کا مسئلہ طے ہوا ۔ آپ نے دیکھا کہ مفاہمت ہی کے ذریعے دستور سازی کا مسئلہ طے ہوا اور بالآخر مفاہمت ہی کے ذریعے دستور کا مقاطعہ ختم ہونے کے بعد متفقہ طور پر دستور کی منظوری عمل میں آئی ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس سیدھے سادھے راستے کو چھوڑ کر ہم ایسے غلط راستے کو کیوں اختیار کر رہے ہیں جس کے نتیجے میں ہمیں ہی نہیں بلکہ ہماری آئندہ نسلوں کو بھی خطرناک نتائج سے دوچار ہونا پڑے گا ۔ ہم جس راستے پر جا رہے ہیں وہ کانٹوں کا راستہ ہے ۔ وہ مہلک مسائل کا راستہ ہے وہ اندھیرے کا راستہ ہے ۔ یہ جو راستہ صرف ہمارے لیے نہیں بلکہ آپ کے لیے بھی خطرناک ہے کیونکہ اس راستے میں تشدد کو ترجیح

آگ کی صورت اختیار کر لیا کرتی ہیں ، آگ کسی شخص کو نہیں دیکھتی - وہ سب کو بھسم کر دیتی ہے - وہ چاہے محمد حنیف رامے ہو - چاہے معراج خالد ہوں اور چاہے میاں افتخار احمد تاری ! کسی کی صورت اور کسی کی شخصیت اس آگ کو پھیلنے سے نہیں روک سکتی -

جناب والا - اس وقت جب کہ ہم ایک خاص قسم کی صورت حال سے دو چار ہیں ہمارے مرکزی وزیر قانون نے حال ہی میں agitational politics کا ذکر کیا ہے اور یہ تجویز پیش کی ہے کہ اس ملک میں تین سال تک کے لیے agitational politics پر پابندی لگا دی جائے - لیکن دوسری طرف ہمارے حکمران عملاً جو اقدامات کر رہے ہیں ان کے نتیجے میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تین ماہ کے اندر اندر ہر صوبہ اور یہ ملک agitational politics کی زد میں آ جائیگا اور agitational politics معلوم نہیں ہم کو کس راہ پر لے جائے اور کس غار میں دھکیل دے - اس لیے اگر واقعی اخلاص عمل کے ساتھ حکمران پارٹی یہ تجویز رکھنا چاہتی ہے تو اسے اس قسم کی فضا پیدا کرنی چاہیے جس میں ایسی agitational politics کی گنجائش نہ ہو سکے - اور وہ اسی وقت ہو سکتی ہے جب آپ جیئو اور جینے دو کی پالیسی پر عمل کریں - جب آپ اپنے وعدوں کے مطابق لوگوں کو اپنی رائے کا اظہار کرنے کا موقع دیں - جب آپ پریس کو اور صحافت کو آزاد کر دیں - جب آپ یہ فیصلہ کریں کہ اس ملک میں امن و امان کو بنیادی اہمیت حاصل ہوگی - اور کوئی طبقہ اور کوئی عنصر کسی قیمت پر بھی امن و امان کی تباہی کے لئے سر نہ اٹھا سکے گا - چاہے وہ حکمران پارٹی کے عنصر ہوں یا حزب اختلاف کے ! اگر آپ نے قانون کی حکمرانی اور عدلیہ کی بالا دستی برقرار رکھ کر اس ملک میں جمہوری اقتدار کو فروغ دیا تو پھر آپ بھی محفوظ ہیں اور یہ ملک بھی ! لیکن اگر آپ نے فیڈرل پولیس کا سہارا لیا تو یہ نہ بھولئے کہ یہی فیڈرل سکیورٹی پولیس کسی وقت Political security Force بھی بن سکتی ہے خدا نہ کرے کہ اس فورس کو خود آپ ہی کے خلاف استعمال کرنے کے لیے کسی وقت نادیدہ قوتیں سامنے آ جائیں اور آپ دیکھتے رہ جائیں - اس لیے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ اس صوبہ میں فوری طور پر دفعہ 144 کا مارشل لاء ختم کریں فیڈرل پولیس کو disband کیا جائے اور آزادی تحریر تقریر بحال کر کے ایک خوشگوار سیاسی فضا پیدا کی جائے -

میں آخر میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ایک مقرر نے اس طرف سے بہاولپور کی صوبائی بحالی کے مطالبے کو آتش فشاں سے تعبیر کیا تھا ۔ یہ بات صحیح ہے ۔ اگر آپ نے اس سنگین مسئلے کا سیاسی حل نہ کیا ۔ اگر آپ نے اس مسئلے کو سیاسی سطح پر نپٹانے کے لیے وہاں کے عوام کی خواہشات کے مطابق کوئی فیصلہ نہ کیا تو یہ آتش فشاں واقعی آپ کے لیے بھی اور ملک کے لئے بھی خطرناک ثابت ہوگا ۔

وزیر صحت (چوہدری محمد ارشاد) ۔ جناب سپیکر ۔ آج کا دن پنجاب کی سیاسی صورت حال پر بحث کے لیے مقرر تھا ۔ خیال یہ تھا کہ حزب اختلاف ہم پر اس قسم کی تنقید کرینگے جس کا جواب دینے کے لیے ہمیں سر سے لے کر پاؤں تک دیکھنا پڑے گا ۔ خیال یہ تھا کہ اس قسم کی ہماری کمزوریاں اور خامیاں عوام کے سامنے لائی جائیں گی جن کا جواب دینا مشکل ہوگا ۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ حزب اختلاف نہ صرف حزب اختلاف ہے بلکہ وہ حکومت کا حصہ ہے ۔ ان کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ اگر ہم میں کوئی خامیاں اور کوتاہیاں ہیں اور یہ ہوتی ہیں ۔ ہم انسان ہیں فرشتے نہیں ہیں ۔ ان کا فرض ہے کہ ان کوتاہیوں کو ۔ ان خامیوں کو اور ان کمزوریوں کو عوام کے سامنے پیش کریں ۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ حزب اختلاف یا تو اس قابل نہیں ہے کہ ہماری کمزوریوں ۔ ہماری خامیوں اور ہماری کوتاہیوں پر نظر رکھ سکے یا ہم میں کوئی ایسی خامیاں نہیں ہیں جو وہ عوام کے سامنے پیش کر سکیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ میں یہ بات قطعاً نہیں کہونگا کہ علامہ صاحب کوہکوکی پالیسی پر گامزن ہیں لیکن مجھے اس بات پر افسوس ضرور ہے کہ جمہوریت کے چیمپئن جمہوریت کی بات کرنے والے اور جمہوریت کا راگ الاپنے والے جب ایوب خان کی جمہوریت کی مثال دیتے ہیں تو کم از کم ہماری گردنیں بھی شرم سے جھک جاتی ہیں ۔ [علامہ صاحب ۔ اگر آپ ایوب خان کی جمہوریت کو پسند کرتے ہیں تو بتائیے . . . .]

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں ایوب خان کی آمریت پر لعنت بھیجتا ہوں ۔

وزیر صحت ۔ خوشی کی بات ہے ۔ جناب سپیکر ۔ ایوب خان کی جمہوریت کے بارہ میں یہ کہا گیا تھا کہ موجودہ دور سے زیادہ بہتر ایوب خان کی آمریت تھی ۔ میں یہ عرض کرونگا کہ ہماری حکومت نے گراؤنڈ میں بجلی نہیں چھوڑی نہ پانی ڈالا گیا اس سے بڑھ کر اس جمہوریت کی تفصیل میں جانا ہے تو میں عرض کرونگا کہ یہ جمہوریت موسیٰ خان کی زبان میں ایسی ہے کہ جب جب موسیٰ خان گوجرانوالا میں گیا تو ایک پہلوان نے سوال کیا کہ باقی تو سب ٹھیک ہے آپ جمہوریت کو بحال کریں اس نے کہا کہ تم بس میں سوار نہیں ہوتے ۔ اس نے کہا کہ ہوتا تو ہوں اس نے کہا کہ تم یہاں پر آئے ہو اس نے کہا آیا تو ہوں تو وہ کہنے لگا کہ جمہوریت کس کو کہتے ہیں تو میں علامہ صاحب کی خدمت میں عرض کرونگا کہ اس قسم کی جمہوریت سے اللہ تعالیٰ بچائے اور ہم اس قسم کی جمہوریت اس ملک میں کبھی نہیں آنے دینگے ۔ آپ ایوب خان کی جمہوریت اور آمریت جس کو آپ بہتر سمجھتے ہیں رائج نہیں ہونے دیں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میرے اس اعلان کے بعد بھی وہ میری طرف باتیں منسوب کر رہے ہیں اور حوالہ دے رہے ہیں ۔ یہ بالکل ساری لکھی ہوئی تقریر ہے اس کو رکھدیں ۔

وزیر صحت ۔ جناب سپیکر ۔ یہ بات درست ہے کہ حزب اختلاف نے اس ایوان میں ہمارے ساتھ تعاون کیا میں تو یہاں تک کہونگا کہ یہ تعاون مجبوری تھا یا مجبوراً کرنا پڑا ۔ لیکن یہ بات میں ضرور عرض کرونگا کہ ان کی تقریر کے دوران ہم بالکل خاموش تھے اور ان کی تقریر میں کسی قسم کی مداخلت نہ کی جائے ہم بالکل خاموش تھے ۔ اور ان تقریر میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی تھی انہوں نے سب سے بڑا الزام جو ہم پر عائد کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہمخلسوں سے فیڈرل سیکورٹی

لوریں کو ہٹا/ لوا جائے ۔ یہ کہا گیا ہے کہ جلسوں میں پاکستان پیپلز پارٹی کے
کارکن کیوں ہوتے ہیں یہ کہا گیا ہے کہ جلسوں میں گڑ بڑ کی جاتی ہے اور
آج کی تمام سیاسی بحث کا لب لباب/ یہ ہے اور میں اس کے بارہ میں عرض کرونگا
کہ ہر چیز کا ایک پہلو مد نظر رکھا ہے میں یہ بات کہونگا کہ یہ بات مفروضوں
پر مبنی ہے کہ اس طرح ہوتا تو جلسہ کامیاب ہو/ جاتا لاہور میں کیا کیا ۔
پشاور میں کیا کیا ۔ ملتان میں کیا کیا گیا ۔ میں ان کے جواب میں صرف اتنا
عرض کرونگا کہ اپنی بات کو مد نظر رکھیں کہ آپ کے/ اس متحدہ محاذ میں ایسی
جماعتیں شامل ہیں جن کا مقصد صرف ملک میں افراتفری پیدا کرنا ہے اور ان کا
جمہوریت پر ایمان نہیں ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں افراتفری/ پھیلی
رہے اگر وہ اپنے جلسوں کو اس طریق سے پیش کرتے ہیں اور عوام میں رنگ دیتے
ہیں کہ ہمارے جلسے کو کامیاب نہیں ہونے دیا جاتا/ اور دوسری بات یہ ہے کہ
ان کے منہ سے یہ بات نکلی کہ ہم گولی کی طرف جائینگے لاٹھی کی طرف جائینگے
ان کی جلسے کرنے کی نیت ہوتی تو متحدہ محاذ نے پہلا [یہاں ناصر باغ میں جو]
جلسہ کیا وہاں چار بجے تک نہ تو کوئی سٹیج بنائی/ تھی نہ وہاں کوئی لاوڈ سپیکر
لگایا گیا تھا ۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے اس کے بعد آسانی سے کہہ دیا/ کہ ہمارے
جلسوں کو خراب کیا گیا لیکن جلسہ کرنے کی ان کی اپنی نیت نہیں تھی ۔
اسلئے وہ جلسہ نہ کر سکے ۔ میں عرض کرونگا کہ اس بات کو بالکل ذہن میں
رکھیں/ کہ آپ کا متحدہ محاذ ایسے لوگوں کا آلہ کار بن گیا ہے جو اس ملک میں
افراتفری پھیلانا چاہتے ہیں اور الٹا ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ یہ جمہوریت کے
قاتل ہیں ۔ ہم تو/ یہاں تک کہتے ہیں کہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے
جمہوریت کے لیے جنگ لڑی ۔ اور اپنے قاتلوں کو ۔ کوڑے مارنے والوں کو
سب کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ میرے ساتھ کام کریں/ اور اس ملک کو آگے
بڑھائیں ۔ میں عرض کرونگا ہمارے پچھلے کردار کو دیکھیں کہ کونسی سٹیج
ایسی تھی کہ جس پر جمہوریت کے ذریعے کوئی قانون یا آئین نافذ نہیں کیا گیا
قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو ہر سطح پر اور ہر لحظہ تعاون کی اپیل کرتے رہے
اپنی مخالف جماعتوں کے ساتھ تعاون حاصل کیا اور اس کا عملی ثبوت آئین کی
تشکیل ہے اور [جو] ہندوستان جاتے وقت/ تمام سیاسی جماعتوں کو ساتھ لے کر

ان کا تعاون حاصل کر لیا گیا ۔ جلسوں کی بات بار بار کی گئی ہے یہ کہتے ہیں کہ ہمارے جلسے بہت کامیاب ہو سکتے ہیں ہمیں پولیس کی حفاظت نہ دی جائے ۔ یہاں تک چیلنج کیا گیا کہ جمعہ کے دن جلسے کی اجازت دی جائے ۔ ہمارا جلسہ کامیاب ہوگا میں عرض کرونگا کہ آپ کو غلط فہمی ہے اگر یہ بات کرتے ہیں تو نواب حسن محمود صاحب کے علاقہ میں ہم جلسہ کریں گے اور اس کا جواب دیں گے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب سپیکر ۔ میں اپنی جگہ پر آپ کو خوش آمدید کہونگا لیکن لاہور کے جلسے کی اجازت دیجئے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ آج چونکہ صبح سے سیاسی صورت حال پر تبصرہ کیا جا رہا ہے اس لیے حزب اختلاف کو پورا موقع دیا جائے کہ جتنے زیادہ سے زیادہ سپیکر بولنا چاہتے ہیں وہ بولیں اور ایوان کا وقت بڑھا دیا جائے ۔

Mr. Speaker: Time is accordingly extended by an hour.

وزیر صحت ۔ جناب سپیکر ۔ حکمران پارٹی پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ یہ بد نظمی اور تشدد کرتی ہے اور ان کی بد انتظامی کی وجہ سے بھی کہا گیا ہے کہ یہاں فسطائیت اور اس قسم کے حربے استعمال کئے جا رہے ہیں ۔ میں یہ عرض کرونگا کہ دراصل جتنا بھی انہوں نے انتظام کیا وہ صرف عوام کو تاثر دینے ۔ sensation پیدا کرنے کے لیے اور situation کو dramatize کیا گیا اس کی مثال اس طرح سے ہے کہ ایر مارشل اصغر خان نے اپنا جلسہ کامونکی میں کرنے کے لیے دو گھنٹے پہلے جیپ بھیجی اور اس جیپ سے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کے لیے نازیبا الفاظ استعمال کئے گئے ۔ نازیبا باتیں کہی گئیں اور یہاں تک کہ گندی گالیاں تک دی گئیں اور وہاں کے کارکنوں کو روکا گیا ۔ اصغر خان نے ~~صرف کامونکی گئے بلکہ کالا شاہ کاکو سے واپس چلے آئے اور~~ ایک بہت بڑی پریس کانفرنس کر دی اور عوام کو یہ تاثر دیا گیا کہ میرے جلسے کو سننے کے لیے بہت دنیا آئی تھی یہ ہونا تھا وہ ہونا تھا ۔ پریس کانفرنس میں بھی ہمیں گالیاں دی گئیں ۔ اور اس قسم کی نازیبا باتیں کہی گئیں خدا کی قسم اگر ہمیں

جمہوریت کا پاس نہ ہوتا اور عوام کو ساتھ لے کر چلنا نہ ہوتا تو ہم اصغر خان کو ہر جگہ پر اسی جگہ پر اس کو باتوں کا جواب دیا کرتے لیکن بات تو یہ ہے کہ

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

بات تو یہ ہے کہ استحصالی طبقہ جو شروع سے عوام کا استحصال کرتا رہا ہے۔ وہ طبقہ جو عوام کا استحصال کبھی اسلام کے نام پر کرتا رہا ہے۔ کبھی جمہوریت کے نام پر کرتا رہا ہے اور کبھی کسی نام پر عوام کا استحصال کرنا چاہتا ہے۔ ہم ان کو بتا دیتے ہیں کہ عنقریب وقت آنے والا ہے جب آپ بھی آئینگے اور ہم بھی آئینگے اور ہم آپ کو دکھائینگے کہ عوام کس کے ساتھ ہیں اور کس کے ساتھ نہیں ہیں۔ ان کو یہ غلط فہمی دل سے نکال دینی چاہئے کہ عوام ان کے ساتھ ہیں۔ عوام 25 سال تک آپ کو آزما چکے ہیں۔ 25 سال تک آپ کو دیکھ چکے ہیں۔ 25 سال کے بعد جب آپ رد کر دئے گئے ہیں تو ایک سال میں آپ میں وہ کونسی بات پیدا ہو گئی ہے جس کی وجہ سے عوام نے آپ کو پسند کرنا شروع کر دیا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہمیں عوام کا فیصلہ منظور ہے۔ اگر عوام ہمیں یہ کہہ دیں کہ یہاں سے چلے جاؤ تو ہم اس میں اف نہیں کرینگے۔ لیکن ہم آپ کو ایک بات بتا دیتے ہیں کہ یہ آپ کا متحدہ جمہوری محاذ۔ یہ آپ کا ولی خان گروپ۔ یہ آپ کا جو چون کا مربہ ہے یہ کبھی بھی عوام کے سامنے نہیں آ سکے گا اور عوام کبھی ان کو پسند نہیں کرینگے۔ ایک طرف تو آپ کہتے ہیں کہ ملک اور صوبے کی حالت ایسی ہے۔ میں مانتا ہوں۔ علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کی یہ سوچ انتہائی صحیح ہے اور ہم اس بات سے متفق ہیں کہ اس ملک کے حالات انتہائی نازک ہیں۔ ایک طرف تو آپ یہ بات کرتے ہیں کہ ملک ٹوٹ جائیگا۔ ہم انتہائی نازک حالات سے گزر رہے ہیں اور دوسری طرف آپ ہر واقعہ کو ایکسپلائٹ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم آپ سے صرف یہ گزارش کرتے ہیں کہ خدا را آپ ہم پر تنقید کیجئے۔ یہ آپ کا پورا پورا حق ہے۔ ہم آپ سے کہتے ہیں کہ آپ اپنے فرض سے کوتاہی کر رہے ہیں۔ میں آپ کو پھر کہونگا کہ آپ

کو چاہئے تھا کہ میرے گریبان کو چیر کر یہاں پھینک دیتے - [آثاری (میاں افتخار احمد تاری) کو پکڑتے کاہلوں کو پکڑتے - رامے کو پکڑتے] اور ہم سب کی خامیاں عوام کے سامنے رکھتے لیکن آپ نے اس فرض سے کوتاہی کی ہے - الٹا آپ نے صرف ایک بات کی ہے کہ جی تشدد ہے - آپ کی یہ ساری باتیں مفروضے پر مبنی ہیں - آپ نے یہ کہا ہے کہ فلاں کی ڈاڑھی نوچی گئی - فلاں کی ڈاڑھی نوچی گئی - لیکن آپ جمہوریت پسند یہاں اسمبلی میں موجود ہیں آپ اس ایوان میں موجود ہیں - آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ جب تک کسی بات کا پورا ثبوت نہ مل جائے اس کے بارے میں الزام لگانا غلط ہے - آپ نے غلط بات کی ہے اور یہ مفروضے پر مبنی ہے - آپ کا یہ فرض ہے کہ ہم پر تنقید کریں لیکن ایسی مفروضے کی باتوں سے آپ خدا را انحراف کریں کیونکہ ملک میں جو حالات ہیں وہ آپ ہی کہ رہے ہیں کہ نازک ہیں اور نازک حالات میں تنقید جائز ہے لیکن تنقید ہونی چاہئے - ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ اس ملک اور قوم کی خدمت کرنے کے لیے ہم کبھی اپنی کرسیوں کی پرواہ نہیں کرینگے - جب ہم یہ سمجھیں گے کہ ہم اس قابل نہیں ہیں کہ اس قوم کی خدمت کر سکیں تو ہم خود یہ کرسیاں چھوڑ دینگے - یہ کرسیاں کوئی چیز نہیں ہیں -

مسٹر منور خان (کیمبل پور - 3) - جناب سپیکر - اس میں کوئی شک نہیں کہ صوبہ میں سیاسی صورتحال نہایت تشویشناک ہے اور مجھے اس بات کے ماننے سے قطعاً گریز نہیں ہے اور واقعی اس بات کی متقاضی ہے کہ اس ایوان میں اس پر بحث کی جائے - لیکن اس تمام صورتحال کے پیدا کرنے میں کس کی ذمہ داری ہے - کون وہ لوگ ہیں اور کون سے وہ عوامل ہیں جن کے دخل سے صوبہ میں ایسی صورتحال پیدا ہوئی - سوال یہ ہے کہ آج سے تین سال قبل اس صوبہ میں یا اس ملک میں ایک سیاسی گروہ جس میں ہم بھی تھے اور جس میں یہ لوگ بھی تھے - ایک آمرانہ نظام کے خلاف جد و جہد کر رہے تھے - اس جد و جہد کے نتیجے میں عوام نے اپنا جمہوری حق استعمال کرتے ہوئے ہمیں منتخب کیا - ہم اس ایوان میں آئے اور اس ملک کی دوسری اسمبلیاں بھی معرض وجود میں آئیں - اس ملک میں 25 سال کے بعد پہلی مرتبہ ایک جمہوری اور سیاسی عمل رواں دواں ہوا - تو دیکھنا یہ ہے کہ جب کہ اس ملک کی تاریخ میں پہلی

دفعہ ایک ایسا موقع ملا ہے کہ اس ملک میں سیاسی ادارے قائم کرنے کی طرف ہم کو پہلا قدم اٹھانا پڑا ہے تو اس کے راستے میں کونسی وہ ایسی چیزیں کونسے وہ ایسے عوامل ہیں جو اس میں مداخلت کر رہے ہیں اور جو اس میں رکاوٹیں ڈال رہے ہیں۔ جب تک اس بات کا تجزیہ نہ کیا جائے کہ جو عمل یہاں حزب اقتدار کا ہے اور جو وطیرہ یہاں حزب اختلاف کا ہے اس کا تاریخی اور سیاسی جواز کیا ہے اس وقت تک ہم اس نتیجے پر نہیں پہنچ سکیں گے کہ اس صوبہ کی سیاسی صورتحال کے خراب کرنے میں کس کا عمل دخل ہے۔ ہم نے یا ہماری قیادت نے پرانے رسم و رواج کو توڑ کر اس ملک میں ایک جمہوری ادارہ قائم کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ ہم نے جمہوری قدروں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس ملک کے دو صوبوں میں ایسی جماعتوں کے ہاتھ میں اقتدار دیا اور ان کو موقع مہیا کیا کہ جن کی ہم سمجھتے ہیں کہ ان صوبوں میں واضح اکثریت بھی نہیں ہے۔ اس کے باوجود ہم نے ان کو موقع دیا کہ وہ اپنے اپنے صوبوں میں اپنی اپنی حکومتیں بنالیں اور اس کے بعد ہم نے مختلف مواقع پر قومی سطح پر۔ میں یہ کہتا ہوں کہ سیاسی صورتحال کو خراب کرنے میں سب سے پہلا قدم جو حزب اختلاف کی طرف سے اٹھایا گیا تھا وہ موقع تھا جس وقت بنگلہ دیش کے خلاف ایک تحریک شروع کرنے کی مہم اپوزیشن کی طرف سے چلائی گئی تھی۔ بنگلہ دیش کے مسئلے پر اس آئینی حکومت میں ، ایک ایسی حکومت میں کہ جو عوام کے سیاسی شعور کے نتیجے میں وجود میں آئی ہے۔ اس حکومت نے لوگوں کو کہا کہ بنگلہ دیش کی منظوری یا نامنظوری کا فیصلہ آپ خود کریں اور اس کے لیے قائد عوام نے نیشنل ڈیبیٹ کے لیے کہا تھا۔ ہمارا دوسرا اجتماعی قدم کہ جو ہم نے جمہوریت کی طرف اٹھایا تھا۔ ہم نے کہا کہ کہ آپ قومی سطح پر بحث کریں جلسوں میں یا دوسری جگہوں پر کہ آیا بنگلہ دیش کو منظور کیا جائے یا منظور نہ کیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بجائے ڈیبیٹ کے یا اس قسم کی تنقید کے جو کہ وہ حکومت پر کر سکتے تھے اور جس کے لیے ہم نے ان کو ایک پلیٹ فارم اور ایک موقع مہیا کیا تھا انہوں نے ایک ایسی تحریک شروع کی جس کے نتیجے میں بالکل واضح طور پر نظر آ رہا تھا کہ وہ ایک آئینی حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے ہیں۔ جناب والا،

یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا ۔ 25 سال گزر گئے ہیں ایک حکومت آتی ہے ۔ اور ایک حکومت چلی جاتی ہے ۔ ایک آئین بنتا ہے اور دوسرا آنے والا اس آئین کو توڑ دیتا ہے ۔ 25 سال گزرنے کے بعد آج جب کہ ایک آئینی حکومت عوام کے ووٹوں سے وجود میں آئی ہے اس حکومت کو بھی آپ اس کے جمہوری حق سے محروم کرنا چاہتے ہیں کہ وہ پانچ سال کی مقررہ میعاد تک اس ملک میں سیاسی اور جمہوری اقتدار میں رہے آپ اس کی مخالفت اس طریقہ اور اس طرز عمل سے کرتے ہیں کہ آپ اس قسم کی تحریک چلاتے ہیں اور مقررہ وقت سے پہلے اس حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے ہیں تو وہ حکومت اگر آپ کی اس قسم کی تحریک کو عوام کی طاقت سے نہیں کچلے گی تو اور کیا کرے گی ۔ یہ سلسلہ کس وقت تک جاری و ساری رہے گا ۔ ایک حکومت بنے اور آپ بچوں اور طالب علموں کو سڑکوں پر نکال کر اس حکومت کا تختہ الٹ دیں اور ایک نئے آئین کی تیاری شروع کر دیں ۔ یہ سیاسی صورت حال صرف حزب اختلاف کے نا عاقبت اندیشانہ رویے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے ۔ اگر حزب اقتدار پر یہ ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ یہاں پر سیاسی اور جمہوری عمل کو جاری و ساری کرے تو اتنی ہی ذمہ داری حزب اختلاف پر بھی عاید ہوتی ہے کہ اس پولٹیکل انسٹی ٹیوشن کی ڈویلپمنٹ کے لیے باقاعدہ طور پر حکومت کے ساتھ تعاون کرے ۔ ہم اس انسٹی ٹیوشن کی ڈویلپمنٹ کرنا چاہتے ہیں ۔ یہ ذمہ داری حزب اختلاف میں بیٹھے ہوئے لوگوں پر بھی اتنی ہی ہے ، کہ اس میں وہ ہمارے ساتھ تعاون کریں ۔ دنیا میں جمہوریت کے نام پر ہمیشہ جمہوریت کی مخالفت ہوتی رہی ہے اور دنیا کے سب سے بڑے بڑے جمہوری ملکوں اور جمہوری اداروں نے ویت نام میں جمہوری رائے اور جمہوری عمل کو روکنے کی کوشش کی ۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ یہ جمہوریت کے نام پر کبھی بھی عوامی جمہوریت کو نہیں روکا جا سکتا ۔ میں مانتا ہوں کہ آپ جس شخصی آزادی کا ذکر کرتے ہیں وہ آپ کو وقتی طور پر مفقود نظر آتی ہے ۔ لیکن آپ کو یہ ضرور محسوس کرنا پڑے گا کہ برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کے بعد ، پاکستان کی جو موجود تقسیم ہوئی ہے ، اس کے بعد ایک ایسی صورت حال ہے ، جس میں ہمیں جمہوری ادارے کو قائم کرنے کے لیے

باقاعدہ طور پر ایک ایسے نظام میں گزرنا پڑے گا جس میں آپ کو کوئی اس قسم کی تحریک ، کوئی اس قسم کا ملک میں انتشار چلانے کی اجازت نہیں دی جا سکتی ، ملک کے مفاد میں ، جمہوری ادارے کے مفاد میں ۔ اس قسم کے حالات پیدا ہو جائیں کہ آپ پندرہ بیس روز یا ایک مہینے کی تحریک چلانے کے بعد موجودہ حکومت سے کہیں ، بلکہ آپ کی تحریک کے دوسرے دن ہی آپ کا مطالبہ یہ ہوتا ، تین جون کا واقعہ ہی دیکھ لیجئے ۔ ان لوگوں نے جلسہ گاہ میں جو تقریریں کرنی تھیں ، وہ اگر نہ کر سکے تو انہوں نے ٹولنٹن مارکیٹ کے سامنے کھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ بس ، چند دن کی بات ہے ، یہ حکومت چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اور ان کو نکال دیا جائے گا ۔ ان کی سوچ ، ان کی فکر اور ان کا انداز یہ ہے کہ ایک جمہوری حکومت کو یہ غیر جمہوری طریقے سے نکالنا چاہتے ہیں ۔ سیاسی طور پر اس کا کوئی تاریخی جواز نہیں ہے ۔ ان کا طرز عمل یہ ہے کہ ایک جمہوری حکومت کو ایک غیر جمہوری طریقے سے اتارنا چاہتے ہیں اور غیر جمہوری طرز عمل کو ہم جمہوری طرز عمل سے کیا کریں ۔ ان کے غیر جمہوری طرز عمل کا جواب عوام یقیناً انہی کے طرز عمل میں دیتے ہیں جس کو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ غیر جمہوری طرز عمل ہو رہا ہے ۔

مسٹر نذر حسین منصور (ساہیوال۔ 4)۔ جناب سپیکر ۔ میری اپنی طرف سے مجھ سے پہلے کے مقرر نے یہ الفاظ کہے تھے ”کہ میں مانتا ہوں کہ صوبہ پنجاب کی سیاسی صورت حال تشویش ناک ہے“ ۔ کچھ کہنے سے پہلے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو آدمی پاکستان کے ان مخصوص حالات میں جب کہ معاشی بد حالی ہو ، سیاسی بد امنی پیدا کی جا رہی ہو اور سیاسی بد امنی موجودہ حکومت کو ورثے میں ملی ہو ، اخلاقی بے راہ روی/ موجودہ حکومت کو ورثے میں ملی ہو ، ان خصوصی حالات میں اگر کوئی شخص یہ کہے کہ موجودہ پنجاب کی سیاسی صورت حال تشویش ناک ہے ، تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ حقائق سے بے خبر ہے ۔ دوسرے/ صوبوں سے مقابلہ کیا جائے ، ان مخصوص اور بھیانک حالات میں اگر یہ کہا جائے کہ موجودہ پنجاب صوبے کی سیاسی صورت حال تسلی بخش ہے تو یہ بعید از حقیقت نہیں ۔ اگر ہم صوبہ سرحد اور صوبہ/ بلوچستان کی حکومتوں (1)

کے تحت پیدا ہونے والے اثرات اور نتائج کو سامنے رکھیں اور موجودہ صوبہ پنجاب کی جو انتظامیہ کا سر براہ ہے ، جو ہماری کیبنٹ کے ممبر ہیں ، جو پنجاب اسمبلی ہے ، ان کے جمہوریت کی طرف آنے والے اقدامات اور جمہوریت کے فروغ کے لیے ان کی کوششیں ، ان کے مقابلے میں کوئی نتیجہ اخذ کیا جائے تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ صوبہ پنجاب کی سیاسی صورت حال تسلی بخش ہے ۔ صوبہ پنجاب میں سیاسی عمل کو کوئی خطرہ نہیں ۔ یہ ملک کے بدلتے ہوئے مخصوص حالات ہیں ، ملک کے نئے تقاضوں کے تحت پیدا ہونے والا ایک فطری اضطراب ہے جس کو ہم تشدد یا جمہوریت کشی یا مختلف ناموں سے یاد کرتے ہیں ۔ اگر ہم تاریخ کے اوراق کو پلٹنے کی کوشش کریں تو ہمیں صاف طور پہ نظر آئے گا کہ پنجاب کی سیاسی صورت حال مخدوم زادہ صاحب کے دور میں ، دولتانہ صاحب ، ممدوٹ ، کرمانی ، قزلباش ، ایوب ، موسیٰ اور نواب امیر محمد خان کے دور میں کیا تھی اور آج جناب غلام مصطفیٰ کھر کے دور میں کیا ہے ۔ ہر دو صورت حالات کا مقابلہ کریں ، مخصوص حالات میں دیانتداری سے نتیجہ اخذ کریں تو سیاسی صورت حال قطعاً ان جیسی نہیں اور قطعاً تشویش ناک نہیں ۔ اس وقت پنجاب کی سیادت پر کون لوگ تھے ؟ وہ کن لوگوں سے تعلق رکھتے تھے ؟ کن خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے ۔ انہوں نے جمہوریت اور سیاست میں جو گل کھلائے ، اور ان کے نتیجے میں پنجاب کو جس تشویش ناک صورت حال کا سامنا کرنا پڑا ، وہ تاریخ کے صفحات میں ایک کھلا ہوا باب ہے ۔ انہوں نے سوائے بھوک ، افلاس ، معاشرتی بے راہ روی اور سیاسی بد امنی کے اس حکومت کو اور کیا دیا ہے ۔ ان حالات میں موجودہ حکومت پر جو لوگ متمکن ہیں ان کا تعلق کن سے ہے ؟ کیا وہ جاگیرداروں سے تعلق رکھتے ہیں ، کیا وہ اس طبقے سے تعلق رکھتے ہیں ، جس طبقے نے پچیس سال تک مزدوروں اور کسانوں کو لوٹا ، کیا آج کے مختار اعوان کی جگہ گیلانی نہ تھا ، گردیزی نہ تھا ، آج کا حنیف رامے مزدور ، پسماندہ اور نچلے طبقے کا انسان نہیں ؟ جو بھی اس حکومت کے وزیر ہیں ، خدا کے لیے ان کا مقابلہ ٹوانوں ، دولتانوں اور لنگریالوں سے کریں اور انہوں نے جو نتائج دیے ہیں ، اور یہ لوگ جو نتائج دے رہے ہیں ، ان کا مقابلہ کریں ، وقت

کے تقاضے بدل چکے ہیں ، بتائیے آپ کون سی جمہوریت چاہتے ہیں ۔ سکندر مرزا کی جمہوریت چاہتے ہیں ؟ آپ کے لیے جمہوریت نام کی کوئی چیز چھوڑی ہی نہیں گئی تھی ۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان میں پہلی دفعہ جمہوریت کا بیج بویا جا رہا ہے ، جموریت کی آبیاری کرنے کی اگر کوشش کی جا رہی ہے تو وہ موجودہ حکومت کر رہی ہے ۔ جمہوریت کو پہلی حکومتوں نے دفن کیا ، یہ لوگ زندہ کر رہے ہیں ۔ آج اگر کوئی ولی متحدہ محاذ کے ساتھ مل کر یہ کہے کہ پاکستان پر افغانستان کا حق زیادہ ہے ، اگر وہ چار قومیتوں کا رونا روتا پھرے ، رجعت پسند قوتیں آج ایسے اقدامات اٹھالیں جب کہ آئین بن رہا تھا ، اس وقت تشدد کے اقدامات کریں جب کہ ہماری فوجیں ہندوستان کے قبضے میں تھیں ، اس وقت یہ تمام حالات پیدا کریں جب کہ کسان اور مزدور کی منزل ابھی دور ہے ، اس منزل کے حصول کے لیے پاکستان پیپلز پارٹی معرض وجود میں آئی ہے ۔ ان حالات میں اگر کوئی قومیت کا مسئلہ پیدا کرنا چاہے ، کوئی یہ کہے کہ افغانستان کا پاکستان پر حق ہے ، تو آپ یقین رکھیں کہ وہ جمہوریت پاکستان پیپلز پارٹی نہیں آنے دے گی ۔ جمہوریت کا مفہوم بدل چکا ہے ، تقاضے بدل چکے ہیں ۔ اب جمہوریت جنم لے گی تو کسان کے لیے ، مزدور کے لیے اور جمہوریت کو زندہ رکھے گا تو کسان اور مزدور ، اس لیے کہ پاکستان پیپلز پارٹی اور قائد عوام کی صفوں میں ، خصوصی طور پر پنجاب میں ، مزدور اور کسان ہیں ۔ ان میں جاگیر دار نہیں ہیں ، اس لیے اگر نتائج پہلی حکومتوں سے یکسر مختلف ہیں ، ان کی عقل اور تجربے کے خلاف پیدا ہو رہے ہیں ، تو گھبرانے کی بات نہ کریں ۔ اگر آج پاکستان پیپلز پارٹی کے جیالے کارکن ، مزدور اور کسان ان ولی جیسے وطن دشمنوں کو جلسہ نہیں کرنے دیتے ۔ لیکن حکومت یہ نہیں چاہتی مصطفیٰ کھر یہ نہیں چاہتا ۔ قائد عوام یہ نہیں چاہتے پولیس یہ نہیں چاہتی ۔ اگر جلسہ سننا نہیں چاہتے تو پیپلز پارٹی کے غریب کارکن مزدور اور کسان نہیں سننا چاہتے اس لیے کہ جمہوریت کے نام پر وطن دشمنی کو ۔ چار قومیتوں کے رویے کو اور ملک دشمنی کو آگے بڑھنے دینا نہیں چاہتے اور ان وطن دشمن طاقتوں کے عزائم کو ناکام بنانے کے لیے آج کا مزدور آج کا یہ کسان ۔ ~~آج کا یہ ریڑھی والا ۔ تانگے والا~~ ۔ مال روڈ پر پھیل جاتا ہے

اور گول باغ کو اپنے معاصرے میں لے لیتا ہے تو یہ ان کا حق ہے۔ یہ ان قوتوں کو آگے نہیں بڑھنے دیں گے۔ اس لئے کہ ان کے ساتھ جس طرح سے سرمایہ داروں نے، نونوں، قزلباشوں نے، گرمانیوں نے کیا ہے اور اس کے نتیجہ میں آج پاکستان کا یہ حال ہوا میرے یہ دوست اور غریب مزدور اور کسان ایسے تجربوں سے گزر چکے ہیں اب حکومت پر ان کا حق ہے یہ قابض ہیں۔ حکومت ان کی ہے اس لیے اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے، چار قومیتوں کا شر انگیز نعرہ لگانے والوں کو، صوبائی عصبیت پھیلانے والوں کو، افغانستان کا پاکستان پر حق جتانے والوں کو، میگل اور دوسرے قبائل جو ہیں ان کے سمگلنگ کے کاروبار کو بند کرانے کے لیے، پٹ فیڈر میں اپنے پنجابی کسانوں پر ظلم کرنے والوں کے عزائم کو شکست دینے کے لیے جس جمہوریت کا راگ یہ آلاپ رہے ہیں ان کی اس جمہوریت کو دوبارہ اس ملک میں نہیں دیکھنا چاہتے۔ اگر میں نے سوال کیا ہے کہ کون سی جمہوریت ہے . . . . .

مسٹر سپیکر ۔ سردار امجد حمید خان دستی ۔

سردار امجد حمید خان دستی (مظفر گڑھ ۔ I) ۔ جناب سپیکر ۔۔ میں نے نہایت جوشیلی لیکن کھوکھلی اور جھوٹ سے بھر پور اور ہر بات کا نہیں نہیں جواب دینے کی بجائے حقائق پر سے چند باتیں میں آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ کیونکہ آج کا دن ایک ایسے مسئلہ کے لیے وقف کیا گیا ہے جس کی طرف میں انتہائی ادب سے نہایت احترام سے اپنے دوستوں کی جو دوسری طرف بیٹھتے ہیں اور آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کسی ملک میں اس کے باشندے اس ملک کے لیے اگر کسی وقت کوئی مصیبت اور آفت آتی ہے تو اپنی جان دینے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ اپنے بچوں کو قربان کرتے ہیں اپنے آپ کو قربان کرتے ہیں اپنا گھر بار لٹا دیتے ہیں اور خیال نہیں کرتے کہ ہمارے ساتھ ، ہماری عزت کے ساتھ اور ہمارے بچوں کے ساتھ جو نقصان ہوا ہے وہ کتنا بڑا ہے اور یہ اس لیے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ملک بچے گا تو وہ بچیں گے ۔ اس لیے کہ ان عزت محفوظ ہو گی تو تب ہوگی کہ یہ ملک قائم رہے گا۔ سب سے بڑا مسئلہ جناب والا ۔ یہ ہے کہ اس ملک میں ہر باشندے کو اس ملک کے رہنے والے ہر شخص کو یہ احساس دلایا جائے کہ اس کی جان و مال محفوظ ہے اور اس کی عزت اور آبرو محفوظ ہے تو تب ہی ہر باشندہ اس ملک کے لیے

قربانی دینے کے لیے تیار ہوگا اور اگر آپ نے یہ حالات اس ملک میں جاری رکھے اور اس کی بیشتر آبادی اس ذہنی کوفت میں مبتلا رہی تو یہاں نہ امن و سکون ہے نہ جان و مال محفوظ ہے۔ اگر آپ جھوٹے مقدمات بناتے جائیں گے اور فرضی قسم کے الزامات لگاتے رہیں گے تو یاد رکھیے کہ اس بچے کھچے ملک کے بچنے کی امید کم امید ہے۔ اس لیے میں آپ سے عرض کروں گا کہ جس بات کی طرف میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں بجائے اس کے کہ آپ انکار کریں آپ اس پر غور فرمانے کے بعد آپ اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اس کے علاوہ اس ملک کو بچانے کا اور کوئی طریقہ نہیں ہے۔ بد قسمتی سے پاکستان ایسے حالات سے گزر رہا ہے کہ ایک طرف تو بھارت کسی وقت بھی اس ملک کو ہڑپ کرنے کے لیے سرحدوں پر کھڑا ہے دوسری طرف افغانستان ہمارا دوست ہمسایہ نہیں ہے اور روس کی وجہ سے دنیا کی ایک بہت بڑی طاقت کی وجہ سے یہ ملک اپنے آدھے سے زیادہ حصے سے محروم ہو چکا ہے تو ان حالات میں میں یہ عرض کروں گا کہ آپ کو اب شدید طور پر یہ احساس ہونا چاہیے کہ اس ملک کا ہر باشندہ اور خصوصاً اس صوبے کا ہر باشندہ یہ محسوس کرے کہ یہ اس کا ملک ہے اور اس کے علاوہ اس کے لیے اور کوئی جگہ نہیں ہے نہ اس کی عزت اور جان و مال کی حفاظت کے لیے نہ اس کی اپنی آئندہ نسلوں کے لیے تو یہ احساس جب تک آپ پیدا نہیں کریں گے نہ ہم دشمن سے مقابلہ کر سکتے ہیں اور نہ یہاں امن و سکون ہو سکتا ہے۔

میں جہاں تک واقعاتی باتیں ہیں ان کی طرف بھی آپ کی توجہ دلاؤں گا۔ جناب وزیر قانون نے ابھی ابھی ملتان کا کیس بیان فرمایا ہے اور انہوں نے کہا کہ وہ اس لیے وہاں پہنچے کہ ان کو پے در پے یہ واقعات بتائے گئے ان کو یہ خبریں مہیا کی گئیں کہ ایک لاکھ حر ملتان کے باشندوں پر حملہ کرنے کے لیے، ان کو لوٹنے کے لیے وہاں آرہے ہیں۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ وہ ایک لاکھ حر جن کا یہاں ابھی ذکر کیا گیا ہے انہوں نے یا تو پیدل آنا تھا یا انہوں نے ٹرینوں پر آنا تھا۔ یا انہوں نے بسوں میں آنا تھا۔ انکو انکی اتنی بڑی ایجنسی کے باوجود کسی نے نہ بتایا کہ وہ کس طرف سے آ رہے ہیں۔ پیدل آ رہے ہیں۔ ٹرینوں میں آ رہے ہیں۔ مسلح ہیں۔ کس مقصد کے لیے آ رہے ہیں۔ کسی نے انکو ملتان میں نہیں دیکھا اور ایسے لوگوں کے خلاف یہ

الزام لگایا گیا جنہوں نے 1965 کی جنگ میں اور حالیہ جنگ میں لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کے لیے اپنے محدود ذرائع کے باوجود بھارتی فوج سے لڑائی لڑنے کی جرأت کی ۔ ان لوگوں کے خلاف آپ نے الزامات لگائے ہیں کہ وہ ملتان کو لوٹنے کے لیے آئے ہیں ۔ یہ کتنی بودی اور غلط قسم کی دلیل ہے اور میرے خیال میں وزیر قانون کو اسے واپس لینا چاہیے ۔

وزیر قانون ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ جناب والا ۔ میں نے انکے اپنے ایک لیڈر پیر سرہندی کے اخباری بیان کی طرف انکی توجہ دلائی تھی ۔ یہ ایک لاکھ کہہ رہے ہیں خبر یہ تھی کہ لاکھوں حر ہیں ۔ اس میں ایک لاکھ کی بات نہیں تھی ۔ جناب والا ۔ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ غریب حر آج بھی پیپلز پارٹی کے ساتھ ہیں اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کو اپنا قائد سمجھتے ہیں ۔ امیر حر استحصالیوں کے ساتھ ہیں اور غریب حر ہمارے ساتھ ہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ مہربانی کرکے وزیر قانون کو یہ سمجھا دیں کہ پوائنٹ آف آرڈر کیا ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلنیشن کہا تھا ۔

وزیر قانون ۔ آپ اپنے کان صاف کرکے آیا کریں ۔

Mr. Speaker. Please no such observation.

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ میں ملتان کے واقعے کے بعد اس سے پہلے کا واقعہ جو پنڈی میں پیش آیا تھا جس کا بار بار ذکر آیا ہے اس کے متعلق بھی کچھ عرض کروں گا ۔ آج تک انگریز کے زمانے میں اور نہ پچھلے پچیس سال میں ایسا کوئی واقعہ ہوا تھا کہ بغیر کسی وارننگ کے بغیر کسی اطلاع کے نہتے لوگوں پر بغیر اس امر کی تسلی کئے ہوئے کہ کون کہاں کا رہنے والا ہے ۔ کون کس طریقے سے آیا ہے ۔ کون کس پارٹی سے تعلق رکھتا ہے اندھا دھند فائرنگ فیڈرل پولیس سے کرائی گئی اور سینکڑوں بے گناہ شہریوں کو زخمی کرایا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ تاریخ کا یہ ایک سیاہ باب ہے اور جلیانوالہ باغ میں ڈائر نے بھی ایسا کرنے کی ہمت نہیں کی تھی آپنے بھی

لوگوں کو منتشر ہونے کے لیے پندرہ منٹ کا وقفہ دیا تھا اور جن کو وہاں سے نکل جانا تھا انکو وہاں سے نکل جانے کی مہلت دی تھی - لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اس سر زمین کے دارالخلافہ میں یہ ہوا کہ بغیر وارننگ دیے ہوئے اور بغیر کسی وجہ کے فیڈرل پولیس کی معرفت جو ایک آدمی کی حفاظت کے لیے ، ایک آدمی کی خدمت کے لیے مامور ہے - اس سے یہ فائرنگ کرائی گئی - اس ملک کے باشندوں کا قتل عام کرنے کی ڈیوٹی انسے لی گئی - تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ فیڈرل پولیس جس کا بار بار ذکر آتا ہے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اس کو کس لیے یہاں لایا جاتا ہے - کس لیے ملتان لے جایا جاتا ہے - جب کہ آپ کے اپنے ضمنی بجٹ میں آپ نے سب سے بڑی رقم ایک کروڑ اور کچھ لاکھ روپے پولیس پر صرف کرنے کے لیے رکھی ہے - مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اس فیڈرل پولیس کو جلسوں میں گڑ بڑ کرانے کے لیے کیوں بلایا جاتا ہے - اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ در اصل یہ کسی کی حفاظت کے لیے نہیں بلکہ غنڈہ گردی کے لیے اور گڑبڑ پھیلانے کے لیے اس کو بلایا جاتا ہے اس کو لایا جاتا ہے -

جہاں تک لاہور کےواقعہ کا تعلق ہے آپ بھی دیکھ چکے ہیں اور میرے مشاہدے میں بھی آیا ہے کہ نہ صرف پیپل ہاؤس کے لان میں سارا دن پیپلز پارٹی کے ورکرز، کرایہ پر لائے ہوئے اشخاص اور پیپلز گارڈ کے لوگ سارا دن رکھے گئے اور جب جلسے کا وقت آیا تو انکو جلسہ گاہ کی طرف رواں دواں رکھا گیا بلکہ یہ بھی مشاہدے میں آیا کہ سرکٹ ہاؤس سے لوگوں کی بسیں بھری ہوئی لا کے کھڑی کی گئیں اور گورنمنٹ ہاؤس کی بھی بسیں اور ٹرک کھڑے ہوئے دیکھے گئے - اس کے علاوہ بسیں اور ٹرالیاں رات کے وقت دیکھی گئیں - تو یہ سب حالات ہیں جن سے لوگوں میں یہ تشویش پیدا ہوگئی ہے کہ جو لوگ قانون کے محافظ ہیں جہوں نے امن و امان قائم کرنا ہے وہی لوگ قانون کو ختم کر رہے ہیں - امن و امان کو برباد کر رہے ہیں - تو میرے خیال میں ان حالات میں ہماری اسمبلی کے سر بر آوردہ نمائندے جن کو اس اسمبلی کی طرف سے امن و امان قائم کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے انہیں کی حرکتوں کے باعث یہ امن و امان برباد ہو رہا ہے - تو

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کو اگر ان کارروائیوں کی بدولت قانون ساز اسمبلی کی بجائے قانون توڑ اسمبلی نام دیا جائے تو یہ بے جا نہ ہوگا (قطع کلامیاں) جناب والا ۔ میں نے اپنی معروضات تحریک پیش کی ہیں (شیم شیم) ۔

وزیر تعمیرات و مواصلات ۔ جناب والا ۔ وہ قانون ساز اسمبلی کو قانون توڑ اسمبلی کہہ رہے ہیں ان کو یہ الفاظ واپس لینے چاہیں ان کو شرم آنی چاہیے ۔ جہاں وہ بیٹھے ہیں وہ بھی اس معزز اسمبلی کا حصہ ہے یہ اس معزز ایوان کی بے عزتی ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ بار بار جو اس کے متعلق عرض کیا گیا ہے میں یہ عرض کروں گا کہ آپ کی پارٹی کا سب سے بڑا ہیڈ کوارٹر سندھ کا صوبہ ہے کسی صوبے نے یہ نہیں کہا کہ اردو کو قومی زبان کے طور پر نہ اپناؤ ۔ ایک سندھ ایسا صوبہ ہے جہاں لسانی مسئلہ پیدا کیا گیا ۔

وزیر قانون ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ آج سیاسی صورت حال پر بحث کا دن ہے یہاں صوبائی تعصب کی باتوں کی اجازت نہ دی جائے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ انہوں نے خود یہ مسئلہ کھڑا کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہاں اگر پیر پگاڑو کے مرید نہ ہوتے تو میرے خیال میں وہاں ایک بھی پنجابی یا مہاجر اندرون سندھ میں نہ بچتا ۔ اور یہ مسئلے کس نے پیدا کئے ۔ جہاں تک آئین کے تقدس کا تعلق ہے ۔ جناب والا ۔ اس کی مٹی پلید کی گئی ۔ اس کی بے حرمتی کی گئی ۔ بلوچستان میں ایک اکیلی پارٹی کی وزارت بنانی پڑی ۔

Mr. Speaker. Please resume your seat.

وزیر اوقاف و اطلاعات (چودھری ممتاز احمد کاہلوں) ۔ جناب سپیکر آج اس معزز ایوان میں صوبہ پنجاب کی سیاسی صورت حال پر بحث کا دن ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایوان کا وقت نصف گھنٹہ اور بڑھایا جاتا ہے ۔

وزیر اوقاف و اطلاعات (شکریہ) - آج کا دن جناب والا ہمارے لیے بلکہ سارے ایوان کے لیے قابل تحسین ہے کیونکہ ہم خود اس بات میں دلچسپی رکھتے ہیں کہ جو صورتحال پنجاب کی ہے یا حکومت کی کارگزاریاں ہیں ہمارے حزب اختلاف کے دوست اس پر روشنی ڈالیں اور ہمارا خیال تھا کہ وہ تعمیری تنقید کے ساتھ ہماری رہنمائی کریں گے تا کہ جہاں جہاں کوتاہیاں ہیں ہم ان کو دور کر سکیں یا اگر ان کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو اس کا ہم ازالہ کر سکیں۔ تو یہ پہلا تاریخی دن ہے کہ آج سارا دن کورم ٹوٹنے کی شکایت پیدا نہیں ہوئی - آج کا تاریخی دن ہے - جتنے وزراء آج لاہور ہیڈ کوارٹر پر موجود ہیں وہ سب اس ایوان میں موجود ہیں اور جو ان کی اپنی پالیسیاں ہیں اور جو ان کے نتائج ہیں ان پر بحث کرنے کے لیے اپنے آپ کو محاسبہ کے لیے پیش کیا ہے آج سارا دن جناب والا - آپ نے دیکھا کہ جتنا بھی وقت حزب اختلاف نے چاہا یا اگر آپ نے وقت کو بڑھانا مناسب سمجھا اس میں ہم نے پورا پورا تعاون کیا اور کر رہے ہیں - یہ تمام چیزیں اس بات کی دلیل ہیں کہ ہم محاسبے اور تعمیری تنقید سے ہرگز گریز نہیں کرتے اور نہ ہی گریز کرنا چاہئے - لیکن اس کے ساتھ ساتھ جناب سپیکر میرے معزز ساتھی چودھری محمد ارشاد صاحب نے آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرائی تھی کہ ہماری جو توقعات تھیں ان پر حزب مخالف پوری نہیں اتری - اس کی جناب سپیکر وجہ یہ ہے کہ ہم تو یہ چاہتے تھے کہ وہ چھپے ہوئے گوشے ہمارے سامنے لائیں۔ ہمارے سامنے مشن یہ ہے کہ ہم کسی طرح سے صوبے کی فضا کو ایک مثالی معاشرہ میں تبدیل کر دیں اور جتنے بھی سیاسی عوامل ہوتے ہیں ان کے نتائج بھی ضرور نکلتے ہیں - اقتصادی صورتحال جو کسی صوبے میں ہوتی ہے کسی فاضل مقرر نے اس طرف رہنمائی نہیں کی اور نہ ہی اس کی طرف کوئی نشاندہی کی ہے - صرف تین چیزوں کا بار بار ذکر کیا گیا کہ صوبے میں جمہوریت کا فقدان ہے اس کی آزادی نہیں ہے - صوبے میں جلسوں اور جلوسوں میں غنڈہ گردی کی جاتی ہے - صوبے میں جو قلم ہے اور زبان ہے اس پر پہرے بٹھا دیے گئے ہیں تو ان چیزوں کا ذکر بار بار انہوں نے کیا - حزب مخالف کے دوستوں نے ان کو بار بار دہرایا ہے -

جناب سپیکر- جو انہوں نے الزامات عاید کئے ہیں ان کی نسبت میں ان کی خدمت میں مودبانہ التماس کروں گا کہ جو جلسوں اور جلوسوں کا ذکر ہوا ہے ان میں سب سے پہلے راولپنڈی کے جلسے کا ذکر کیا گیا اور 23 مارچ کو راولپنڈی میں جناب والا - جناب دستی جیسے شریف النفس کو لاہور کی بسیں نظر آ گئی لیکن 170 بسیں جو ایک چلتا پھرتا حملہ تھا جو فرنٹیر سے آیا - جو مری روڈ اور کالج روڈ پر گیا - یہی نہیں بلکہ ہر ضلع میں 170 بسوں کا جلوس نکلا گیا - جو سٹین اور برین گنوں سے مسلح تھا اور جنہوں نے سرخ جیکٹیں پہنی ہوئی تھیں تو یہ لوگ موجود تھے - وہ جناب سپیکر - کیا میرے فاضل دوست کو نظر نہ آئے - ہم کھل کر بات کرنا چاہتے ہیں تا کہ جو باتیں بھول گئے ہیں جناب سپیکر - ان کی طرف ان کی توجہ دلائی جائے - وہ کوئی جلوس نہ تھا بلکہ وہ پنڈی کے لہتے شہریوں پر ایک مسلح حملہ تھا اور اس میں کیا ہوا - جناب والا - وہاں بجائے اس کے کہ کوئی جلسے کا پروگرام ہوتا ہوا یہ کہ جلسے میں ن کے لیڈران کرام کے آنے سے پہلے وہ جو زلما تھے اور جنہوں نے سرخ جیکٹیں پہن رکھی تھیں انہوں نے پنڈی کے شہریوں کو مارنا کوٹنا شروع کر دیا - یہاں تک کہ ایک آدمی کو جان سے مار کر کالج روڈ پر پھینک دیا جس کے اشتعال کے نتیجہ پر وہ حادثہ پیش آیا - پیپلز پارٹی کے 14/13 کارکن جان سے مارے گئے - جناب سپیکر - اس کا نتیجہ یہ نکلا اور حالات ایسے ہیں جنہیں دیکھ کر پریشانی ہوتی ہے -

جناب سپیکر - جو یو ڈی ایف کا ٹولہ ہے وہ ایک استحصالی ٹولہ ہے - وہ استحصالی گروپ کی نمائندگی کرتے ہیں وہ مذہب کے نام پر لوگوں کا استحصال کرنے والے ہیں اور ان میں شامل ہیں وہ بیرونی سامراجی ممالک کے ایجنٹ ہیں جو ملک سالمیت کے خلاف جہاں سے بھی تاریں ھلائی جانی ممکن ہوں وہ ھلا دیتے ہیں تو ایسی باتیں سامنے آئیں جو ملک کی سالمیت اور مفاد کے خلاف ہیں جو پر امن فضا میں یا اس فضا کو پراگندہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں - ملک کے 85/80 فیصدی عوام کی صحیح قیادت جناب ذوالفقار علی بھٹو کے ہاتھ میں ہے -

تو یہ قدرتی عمل ہے کہ جو لوگ وہاں جلسے میں موجود ہونگے وہ اشتعال میں آئیں گے اور اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ وہاں تصادم ہوتا تھا ۔ جناب سپیکر ۔ اس تصادم کو روکنے کے لیے گورنمنٹ پنجاب نے یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ جہاں کہیں کوئی سیاسی اجتماع ہو ۔ جہاں کہیں کوئی سیاسی جلسہ ہو تو یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ وہاں پر ایک گولی تک نہ چلے ۔ وہاں خون کا ایک قطرہ تک نہ بہہ سکے ۔ جناب سپیکر ۔ میں فاضل اراکین جو حزب اختلاف میں ہیں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس عہد پر قائم ہیں ۔ سنی سنائی باتیں جو یہاں کی گئی ہیں میں ان کی پر زور تردید کرتا ہوں ۔ میں اپنے حزب مخالف کے فاضل دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ آج تک علامہ رحمت اللہ ارشد کے جلسے میں گڑ بڑ نہیں کی گئی ۔ آج تک سید تابش الوری اور حاجی محمد سیف اللہ خان کے جلسے میں کسی نے غنڈہ گردی نہیں کی ۔ آج تک ساہیوال میں کیوں فساد نہیں ہوا ۔ مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ محب وطن ہیں ۔ ان کے ساتھ ہم اٹھارہ ماہ سے اس ہاؤس میں کام رہے ہیں ۔ ان کے خلاف عوام نے واویلا کرنے کی کبھی ضرورت محسوس نہیں کی ۔ ان کے خلاف کبھی مظاہرے نہ ہوئے کیونکہ یہ تعمیری تنقید کرتے ہیں ۔ بھرپور تنقید کرتے ہیں ۔ ایسی تنقید یو ۔ ڈی ۔ ایف والے گورنمنٹ کے اور ہمارے اوپر نہیں کرتے ۔ جناب سپیکر ۔ یہ ہمارے کردار کا محاسبہ کریں لیکن یہ ہماری قیادت کو گالیاں نہ نکالیں ۔ آپ اصغر خان کی پریس کانفرانس اٹھا کر دیکھئے جو فحش لٹریچر کی بد ترین مثال ہے ۔ اس لیے جناب سپیکر اس کا یہ لازمی نتیجہ نکلنا تھا ۔ لوگوں کے جذبات مجروح ہیں ۔ وہاں تصادم ہوا ۔ آج بھی جناب سپیکر ۔ سید حسن محمود صاحب نے کہا ہے کہ ہم جلسہ کرنا چاہتے ہیں ۔ ہم جلسے کی انہیں پوری اجازت دیتے ہیں وہ جلسہ کریں لیکن جو شرط وہ عائد کرنا چاہتے ہیں اس کے کے مقابلہ میں جناب سپیکر ۔ شرط یہ ہے کہ یہ جو شریف لوگ ان بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان لوگوں کو وہاں مقرر کیا جائے کیونکہ ہم کوئی ڈنڈا یا اسلحہ اندر نہیں جانے دیں گے خواہ وہ ہمارا آدمی ہو خواہ وہ ان کا آدمی ہو ۔ ہم کبھی کسی

قیمت پر وہ ڈرامہ دہرانے کی اجازت نہیں دے سکتے ۔ علامہ صاحب گیٹ پر موجود ہوں ، حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب موجود ہوں ۔ سردار امجد حمید خان دستی موجود ہوں ۔ مسٹر احسان الحق پراچہ موجود ہوں ۔ امیر عبد اللہ خان روکڑی موجود ہوں ۔ تابش الوری صاحب گیٹ پر موجود ہوں اور وہ ہمارے سب کارکنوں کی اور تمام عوام کی تلاشی لیں اور اس چیز کی ضمانت دیں کہ الامر نہ کوئی اسلحہ جائے نہ کوئی ڈنڈا جائے ۔ بڑی خوشی سے وہ جلسے کریں ۔ یہ ہے ہمارا نظریہ ۔ یہ ہے ہمارا پروگرام ۔ یہ ہیں وہ باتیں جس کو کہا جاتا ہے کہ فیڈرل سیکورٹی فورس والے آ جاتے ہیں اور وہ گولیاں چلا دیتے ہیں ۔ وہ یہ کرتے ہیں ۔ قطعاً کوئی گولی چلانے کی ضرورت نہیں ۔ اور وہاں برلولپنڈی میں جو ہوی گولیاں چلائی گئیں یہ غلط اطلاع ان تک پہنچی ۔ فیڈرل سیکورٹی فورس نے ایک گولی تک وہاں نہیں چلائی ۔ جب مسلح تصادم عوام میں ہو رہا تھا ۔ جب آدھ گھنٹہ تک آپس میں گولیوں کا exchange ہوا اس کے بعد آنسو گیس پولیس نے استعمال کی ۔ صرف آنسو گیس کے استعمال سے لوگوں کو وہاں سے منتشر کیا گیا ۔ یہاں لاہور میں ایک گولی تک نہیں چلائی گئی ۔ یہاں یو ۔ ڈی ۔ ایف کے لیڈر آئے ۔ چار بجے تک وہ ناصر باغ کا معائنہ کرتے رہے ۔ ملک قاسم تشریف لائے ۔ حمزہ صاحب تشریف لائے ۔ غلام جیلانی صاحب جماعت اسلامی تشریف لائے اور خود کہہ کر گئے کہ اصل بات یہ تھی کہ اس وقت ہمارے ایک فاضل رکن کی کوٹھی پر میٹنگ جاری تھی ۔ جماعت اسلامی اس جلسے کے حق میں نہیں تھی ۔ غلام جیلانی صاحب خود آ کر وہاں پولیس کو بتا گئے کہ ہم جلسہ کرنے نہیں آئیں گے ۔ ہمارا اس بات پر اختلاف ہے کہ اس طرح کا ناکام جلسہ ہم لاہور میں نہیں کروانا چاہیے ۔ جناب والا ۔ پھر وہ اس ناکامی کو چھپانے کے لیے وہاں آئے اور گیارہ لیڈروں نے وہاں خطاب کیا اور وہ لوائے وقت میں شائع ہوا ہے جو خود میں نے پڑھا ہے ۔ انہوں نے کہا ہے ۔ مطویر سے گورنر صاحب کی پوری ہیلپات تھیں کہ دیکھئے جو لیڈر یہاں سے آئے ہیں ان کو خراش تک نہ آئے خواہ کچھ ہو ۔ ان کے لیڈران

کے تحفظ کے لیے ان کو بچانے کے لیے پولیس کو لاٹھی چارج کرنا پڑا۔ تو ڈی-ایف کے کسی کارکن کو ایک خراش تک نہیں آئی۔ کسی لیڈر پر کوئی ایکٹ آنچ تک نہیں آنے دی۔ اگر پولیس کی لاٹھیوں سے کوئی مجروح ہوئے ہیں تو وہ ہمارے اپنے کارکن مجروح ہوئے ہیں۔ جو سیو ہسپتال میں داخل ہوئے وہ پیپلز پارٹی کے کارکن تھے جو ہماری اپنی پولیس کے ڈنڈوں سے مجروح ہوئے۔ اور وہ بالکل صحیح تھا کیونکہ ہم نے یہ عہد کیا ہوا تھا کہ ہم کسی لیڈر پر کوئی خراش تک نہیں آنے دیں گے۔ یو۔ ڈی-ایف کے کسی کارکن کو ان کے اشتعال انگیز نعروں کے باوجود ۔۔۔ جناب سپیکر، علامہ صاحب کی اطلاع کے لیے میں عرض کر دوں کہ ان کے اشتعال انگیز نعروں کے باوجود، ان کی خشت باری کے باوجود ہم نے پورے نظم وضبط کو قائم رکھا۔ اگر وہ بروقت سٹیج بنانے کا پورا انتظام کیا کریں۔ اور وہاں سٹیج پر جائیں۔ وہ اپنی تقاریر کریں۔ اپنے ما فی ضمیر کا اظہار کریں تو وہاں کوئی ایک گولی تک نہیں چلا سکتا۔ ایک ڈنڈا تک کوئی اٹھا نہیں سکتا۔

جناب سپیکر، جہاں تک ملتان کے جلسے کا تعلق ہے ملتان کے جلسہ میں بھی گورنمنٹ کی طرف سے ایسی ہدایات تھیں کہ اندر اسلحہ لے کر کوئی نہ جائے۔ شہر میں اسلحہ لے کر کوئی نہ گھومے۔ جلسہ وہ کرتے ہیں تو ضرور کریں ہر جگہ انہیں حق ہے جلسہ کرنے کا۔ اگر وہ صحیح جلسہ کریں گے۔ صحیح سے میرا مقصد یہ ہے کہ ہمارے قائدین کو گالیاں نہ نکالیں۔ ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف کوئی آدمی اس ملک میں گالی سننے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اس لیے اگر وہ گالیاں نہ نکالیں تو کسی فساد کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ جو مرضی میں آئے وہ تنقید کریں۔ اپنی رائے کا وہ پوری آزادی کے ساتھ اظہار کریں۔

جناب سپیکر، میں آپ کے ذریعے یہاں پہلی اپنی اسمبلی کی ساری حزب اختلاف کو دعوت دیتا ہوں کہ یہ خودا یہاں موچی دروازے میں ناصر باغ میں جلسہ کریں اور دیکھیں کہ ایک پٹاخہ تک نہیں چلے گا۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ

ہمیں امید ہے کہ اس قسم کے بے ہودہ الفاظ جو اصغر خان استعمال کرتا ہے یا دوسرے لوگ کرتے ہیں اپنی زبان سے نکالنا ہم پسند ہی نہیں کریں گے ۔ تو ملتان میں بھی یہی ہوا ۔ پولیس نے ان کے کارکنوں سے یو ۔ ڈی ۔ ایف کے کارکنوں سے کہا کہ جو آدمی بھی اندر آئے گا ہم اس کی تلاشی لیں گے ۔ آپ اپنی تلاشی دے دیں ۔ اگر آپ کے پاس اسلحہ ہے تو جائیں گھر رکھ کر پھر آ جائیں ۔ آپ کو موقع دیا جاتا ہے ۔ اور جب انہوں نے کہا کہ ہم یہاں سٹیج بنا رہے ہیں تو وہاں دری کی تلاشی لی گئی تو اس میں ڈیڑھ سو ڈنڈے اور لاٹھیاں برآمد ہوئی ۔ اس میں سے پسٹل برآمد ہوئے ۔ انہوں نے کہا یہ ہم آپ کو نہیں دیں گے یہ ہم باہر لے جائیں گے اور آئندہ کسی کو مسلح اندر داخل نہیں ہونے دیں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ خون ریزی کو روکنے کے لیے لوگوں کی جان و مال کی حفاظت کے لیے اس سے بہتر انتظام اور کیا ہو سکتا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ میں آپ کی وساطت سے حزب اختلاف کے ممبران کو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں کہیں بھی یو ۔ ڈی ۔ ایف والے جلسہ رکھیں جتنے ممبر علامہ رحمت اللہ ارشد کی زیر سرکردگی وہاں جانا چاہیں اتنے ہم ادھر سے ان کی قیادت میں وہاں جلسے کے انتظامات کے لیے بھیج دیں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور پھر آپ کے سامنے یہ پول کھل کر آ جائے گا کہ یہ جو الزامات پیپلز پارٹی یا گورنمنٹ کے خلاف لگائے جا رہے ہیں یہ کہاں تک صحیح ہے ۔

جناب سپیکر ۔ جیسا کہ علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب نے ذکر فرما دیا کہ کسی دور میں وہ جیل بھی گئے اور جیسا کہ انہوں نے انتہائی تعمیری طرز فکر کا مظاہرہ کیا ہے اور جہاں تک میں نے انہیں دیکھا ہے آج انہوں نے بڑی اہم سٹیٹمنٹ دی ہے کہ وہ ان لوگوں کو قوم کا ملک کا دشمن سمجھتے ہیں جو چار قومیتوں کے نعرے لگاتے ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ مجھے وہ یقین ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ اس دور میں یقیناً وہ کبھی بھی جیل خانہ نہیں جائیں گے ۔ جب تک وہ ایسی کوئی بات نہیں کرتے جس سے انہیں detain کیا جائے۔ اگر وہ گورنمنٹ پر تعمیری تنقید کرتے ہیں تو کیوں انہیں جیل میں

بھیجا جائے ۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ گورنمنٹ اس بات پر کوتاہی کرتی ہے لیکن گالیاں نکالنا کوئی تنقید نہیں ہے ۔ صرف اس بات کی قسم اٹھا لینا کہ ہم نے تحریک کے ذریعے ذوالفقار علی بھٹو کو صدارت سے ہٹانا ہے یا حکومت سے ہٹانا ہے ۔ اصغر خان کے بیانات اخبارات میں موجود ہیں کہ ہمارا مشن یہ ہے اور ہم جانتے ہیں کہ الیکشن کے ذریعے نہیں ہٹایا جا سکتا کیونکہ الیکشن یہاں آزادانہ ہو نہیں سکتے ۔ اس لیے ہم تحریک سے ذریعے ہٹائیں گے ۔ جب وہ گولیوں کی بات کرتے ہیں جب وہ تحریک کی بات کرتے ہیں تو ہمارے معزز اراکین کی زبان جناب سپیکر ۔ اس پہلو پر گنگ رہی ہے ۔ چپ رہی ہے ۔ خاموش رہی ہے ۔ اور جب دوسری طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ غیر شریفانہ ہے ۔ پیپلز پارٹی تو خود ایک تحریک کی پیداوار ہے ۔ پیپلز پارٹی تو خود تحریک کے ذریعہ بر سر اقتدار آئی ہے ۔ میں اپنے بھائی میاں خورشید انور کی اس بات کی پوری تائید کرتا ہوں کہ ٹھیک ہے ہم عوامی تائید کے بھر پور جلوسوں کے ذریعے بر سر اقتدار آئے ہیں ۔ میں اس بات کو بھی تسلیم کرتا ہوں کہ آج بھی ذوالفقار علی بھٹو جس گلی سے گزریں گے ۔ جس سڑک سے گزریں گے لاکھوں کروڑوں کا مجمع اور جلوس ان کے ساتھ ہوگا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ جب یہ جلوس ہمارے ساتھ نہ ہوئے آپ کو اتارنے کی ضرورت نہیں ۔ ان کرسیوں پر رہنے کا ہمارا کوئی حق نہیں ہے ہم خود چھوڑ کر چلے جائیں گے ۔ ہم عوامی تائید کے بغیر کبھی کسی قیمت پر ان کرسیوں پر رہنے کے لیے تیار نہیں ہیں کیونکہ عوام کی تائید کے بغیر کوئی حکومت چل نہیں سکتی ۔ نہ ہمارا نعرہ ہے اور اس واسطے ہم نے عوام سے ووٹ لیے ۔ عوام سے ہم نے وعدے کئے اور اس معاشرے کو ایک مثالی معاشرے میں تبدیل کرنے کے لیے صحیح معنوں میں جیسا کہ ہمارا دعویٰ ہے ہم یہاں صحیح معنوں میں ایک اسلامی معاشرہ قائم کرنا چاہتے ہیں ۔ اور اس کی تشکیل کے لیے آپ کی امداد اور آپ کے تعاون کی ضرورت ہے ۔ ان میں سے بہت سے لوگ بیرونی طاقتوں کے اشاروں پر ناچتے ہیں اور میں علامہ رحمت اللہ ارشد کو دعوت دیتا ہوں آپ کی وساطت سے کہ وہ آئیں اور ہمارے ساتھ مل کر بیٹھیں ۔

کیونکہ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو ملکی مفاد میں ہوتی ہیں بہت سی باتیں اور فائلیں ایسی ہیں جو ملکی مفاد میں ہیں جو سب کے سامنے پیش نہیں کی جا سکتیں ۔ لیکن چونکہ ہمیں علامہ صاحب کی حب الوطنی پر اعتماد ہے اس لیے ہم ان کو دکھانے کے لیے تیار ہیں ۔ وہ یہ دیکھ لیں کہ کہاں سے انہیں روپوں کی تھیلیاں آتی ہیں کہاں سے ان کو منشور ملتا ہے ۔ کہاں سے پالیسی ملتی ہے ۔ کیا ان کا پروگرام ہے ۔ لیکن جہاں تک میرے محترم دوست کا ـــــــ

مسٹر سپیکر ۔ کتنا وقت آپ اور لیں گے ؟

وزیر اوقاف و اطلاعات ۔ مجھے صرف سید تابش الوری صاحب کی ایک بات کا جواب دینا ہے جناب الوری صاحب نے کہا ہے کہ ان حالات میں ہمارے انصاف کے دروازے بند ہو چکے ہیں ۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی مجھے بڑی حیرانی ہوئی ۔ وہ تو خود ایک کہنہ مشق صحافی ہیں وہ جانتے ہیں وہ دیکھ رہے ہیں کہ عدلیہ کو کتنی آزادی حاصل ہے اور ہمیں فخر ہے اور خود قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے جب بہاولپور گئے کہا کہ ہم کچھ باتیں کرتے ہیں لیکن عدلیہ کی طرف سے stay order آ جاتے ہیں ہم ان کا احترام کرتے ہیں ۔ عدلیہ کے مقام اور وقار کو بلند و بالا کرنا ہے اس لیے ہمیں جب انہوں نے فرمایا کہ عدلیہ کے انصاف کے در بند ہوگئے ہیں تو میں گزارش کروں گا کہ وہ اس کا تجزیہ دوبارہ کریں ۔ ہمارے لیے تو بہت سے تعمیری کاموں میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے ۔ ہمارے بہت سے مزارعین کے کاموں میں رکاوٹ اس لیے پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ لینڈ لارڈ کو عدلیہ سے سستے آرڈر مل جاتے ہیں ہم بے بس ہو کر رہ جاتے ہیں ۔ ٹھیک ہے لیکن جو ان کا قاعدہ ہے وہ پورا ہونا چاہیے ۔ ہم احترام کرتے ہیں ۔ کوئی شخص ایسا نہیں جس کو عدالتوں سے انصاف نہ ملتا ہو اگر یہ اعتراض لگایا جاتا ہے کہ مقدمے اس طرح بنا دئے جاتے ہیں تو دوسرے دن عدالت پوری آزادی کے ساتھ سیشن جج یا ایڈیشنل سیشن جج ان کی ضمانت لے لیتے ہیں ۔ بتائیے کہ کہاں عدلیہ میں رکاوٹ دیکھی کہ وہ انصاف نہ کر سکے ۔ چونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ عدلیہ صحیح انصاف نہیں کرے گی اس میں گورنمنٹ کی موت ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ بے انصافی ہو ۔ ہم نہیں چاہتے

کہ معاشرہ میں سفارش ہو - ہم نہیں چاہتے کہ یہاں دوبارہ پرانی تاریخ دہرائی جائے - کیونکہ یہ جو باقی ملک کا حصہ بچا ہے ہم نے اس کا تحفظ کرنا ہے - بلکہ یہ جو علاقہ باقی ہے اس کو ایک مضبوط قلعہ بنا کر ہم نے اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو حاصل کرنا ہے - ہم نے کھوئے ہوئے وقار کو واپس لینا ہے - ہم نے کھوئے ہوئے علاقے کو واپس لینا ہے - ہم چاہتے ہیں ہم اپنے بچھڑے ہوئے بھائیوں کو ملیں - یہ ہمارا عہد ہے اور ہم نے اس عہد پر قائم رہنا ہے - اس لیے پرانی قیادت کی وجہ سے ، بزدل قیادت کی وجہ سے ، کوتاہیوں کی وجہ سے جو بدنامی کے داغ ہمیں لگے ہیں - میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اور عوام کے تعاون کے ساتھ، حزب مخالف کے تعاون سے ہم نے ہندوستان سے اپنی شکست کا بدلہ لینا ہے - انشا اللہ تعالیٰ مسز اندرا گاندھی سے اور ہندوستان سے بدلہ لینا ہے اور ضرور لیں گے - آپ ہماری ایک ایک بات کا محاسبہ کریں اور ٹوکیں کیونکہ آپ دوسرے پہیے کی حیثیت رکھتے ہیں - کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر آپ کا تعاون ساتھ نہ ہو تو گاڑی چل نہیں سکتی - گاڑی ایک پہیہ سے نہیں چل سکتی - آپ کی تمام غلط فہمیاں رفع کی جائیں گی - اگر آپ اس لیے الزام لگاتے ہیں - مجھے افسوس ہے کہ چند دوست خواہ مخواہ الزام لگاتے ہیں ہم سب کے دوست ہیں اور سب سے زیادہ دوست حزب مخالف کے ہیں آپ ہمارا محاسبہ کریں - آپ ہمیں ٹوکیں اور ہم نے ہاؤس میں ثابت کر دیا ہے - یہ جو کہا گیا تھا کہ حزب اقتدار محاسبے سے بھاگتی اور سیاسی صورت حال پر بحث کرنے سے گریز کرتی ہے آج جناب سپیکر آپ سے گذارش کروں گا کہ جب تک حزب اختلاف چاہیں ہم بیٹھنے کے لیے تیار ہیں ہم ایک ایک بات کا جواب دینے کے لیے تیار ہیں -

سید تابش الوری - جناب والا - وزیر اطلاعات نے کہا ہے کہ میں نے اپنی تقریر میں عدلیہ سے انصاف حاصل کرنے کی طرف اشارہ کیا ہے - میں نے ایک شعر پڑھا تھا -

اس دور تشدد میں ہے انصاف کا در بند
دل بند زباں بند قلم بند نظر بند

انصاف عدلیہ سے ہی نہیں ملتا انصاف انتظامیہ سے ملتا ہے انصاف کابینہ سے ملتا ہے انصاف معاشرہ سے ملتا ہے۔ اس لیے یہاں انصاف کی تشریح کو کسی ایک شعبے تک محدود نہیں کیا جا سکتا۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) (پی پی 184 ۔ حلقہ خواتین نمبر 4) جناب سپیکر۔ تابش صاحب نے جو بند بند کی گردان کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا بستر بھی بند ہو گیا ہے۔ جناب سپیکر۔ آج صوبے میں سیاسی صورت حال کے بارہ میں جو بحث ہو رہی ہے میں سمجھتی ہوں یہ نہایت اہم مسئلہ ہے چونکہ مخالف پارٹیوں کے گیڈروں نے یعنی لیڈروں نے آئے دن گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ جناب سپیکر۔ یہ سیاست کوئی کٹ پتلی کا ناچ نہیں ہے کہ شب و روز پارٹی بدلتے رہتے ہیں کبھی ایک پارٹی کی چار پارٹیاں اور کبھی چار پارٹی کی ایک پارٹی بن جاتی ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک محض ڈرامہ ہے جو روپ حزب اختلاف کی پارٹیوں نے دھارا ہے محض اس لیے ہے کہ ملک میں بد امنی پھیلانے کے لیے ملک میں انتشار پھیلانے کے لیے یہ تماشہ کیا جاتا ہے وہ استحصال جو جمہوری پارٹی میں شامل افراد نے عوام کے ساتھ پچھلے 25 برسوں میں کیا ہے عوام ان سے خوب روشناس ہیں وہ کبھی بھی ایسے افراد کو نہیں چھوڑیں گے وہ کبھی ان کی چالوں میں نہیں آئیں گے وہ خوب سمجھتے ہیں یہ اس طرح سے بھیس بدل کر اور پارٹی کے نئے نئے نام رکھ کر عوام کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ قابل داد ہوتا اگر 1965 اور 1971 کی جنگ میں یہ محاذ بھارت کے خلاف کھڑا کیا جاتا۔ مگرافسوس یہ یہ محاذ عوام کے خلاف کھڑا کیا گیا محاذ کا نام لے کر ایک قسم سے غریب عوام کو ڈرانا چاہتے ہیں لیکن عوام ان کی دھمکیوں سے اور ان کے ہتکنڈوں سے واقف ہیں وہ ان کو نہیں چھوڑیں گے۔ جناب سپیکر۔ میں سمجھتی ہوں اس طرح ذاتی مفاد کے لیے جلسے جلسوں سے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم عوام کو اپنی طرف موڑ لیں گے۔ اس میں یہ بری طرح ناکام ہوئے ہیں۔ ایک بات جو حزب مخالف کی طرف سے کی گئی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ ملک میں جمہوریت نہیں ہے میں ان سے پوچھتی ہوں کیا یہ بات ان کے علم میں نہیں کہ اخبارات کو مکمل آزادی ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ ان کا نہیں ہونا چاہئے آپ کی طرف ہونا چاہئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ''ان کے،، کی بجائے ''ان کی،، ہونا چاہیے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ آپ کو نہیں آپ کے سیاسی بزرگوں کو کہنا ہے یہ میرا پیغام ان تک پہنچا دیں ۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اخبارات کو مکمل آزادی ہے ریڈیو کو مکمل آزادی ہے ٹیلیویژن کو مکمل آزادی ہے اور جمہوریت کس کا نام ہے ۔ ہم نے آپ کو جمہوری آئین دیا ہے اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہو سکتی ہے جو آئین آپ کو 25 سالوں سے نہیں مل سکا وہ اس عوامی حکومت نے مستقل آئین دیا ہے ایک بات جو مخدوم صاحب نے فرمائی ہے کہ آئین کب نافذ ہوگا اس کی تاریخ میں آپ کو بتا دینا چاہتی ہوں 14 اگست مقرر کی جا چکی ہے اس سے پہلے بھی نافذ ہو سکتا ہے ۔ اس وقت کہاں تھے جب آپ کی پارٹیاں واک آوٹ کرتی تھیں اور دستخط کرنے سے گریز کرتی تھیں ۔ اس وقت آپ کہاں تھے کہ جب 125 دفعات پاس ہو چکی تھیں اور بعد میں کہتے تھے کہ یہ اسلامی آئین نہیں اس وقت آپ کہاں تھے جب حزب مخالف طرح طرح کے الزام عائد کرتی ۔ ھاؤس کے باہر بیٹھ کر افہام و تفہیم کے ساتھ فیصلہ کرتے اور ھاؤس کے اندر مکر و فریب سے کام لیتے اور جب انہیں پتہ چلا کہ شاید ان کی سیٹیں بھی جاتی رہیں گی تو حزب مخالف نے فوراً دستخط کر دیے ۔ اس وقت آپ کیوں سوئے ہوئے تھے اور آپ نے کیوں حزب مخالف پر تنقید نہ کی ۔ لیکن آپ کی زبانیں اس لیے بند تھیں کیونکہ وہ آپ کی سیاسی برادری میں سے تھے ۔ صاف ظاہر ہے آپ اپنے ذاتی مفاد کے لیے خاموش تھے ۔

خوشی کی بات ہے ۔ آئندہ بھی اسی طرح کواپریشن کیا کیجئے ۔ جناب سپیکر ۔ علامہ ارشد صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ یہ ملک کوئی آسانی سے نہیں بنا ۔ میں ان کے ساتھ پورا پورا اتفاق کرتی ہوں ۔ واقعی یہ حقیقت ہے کہ کہ پاکستان کو بنانے کے لیے بڑی بڑی قربانیاں دینی پڑیں ۔ آج بھی ہم قربانیاں دینے سے دریغ نہیں کرینگے ۔ اب حزب مخالف اور

مخالف جماعتوں کو چاہئے کہ وہ حکومت سے مکمل تعاون کریں تا کہ ہم آپس میں مل جل کر ملک کی تعمیر نو کریں ۔ ملک میں ترقی اور خوشحالی ہو ۔ ملک کی سالمیت اور بقا کے لیے ضروری ہے کہ حزب مخالف کی جماعتیں حکومت کے ساتھ مل کر مسائل کا حل تلاش کریں ۔ ایک مسئلہ بلوچستان کا مسئلہ ہے جو حزب اختلاف کی طرف سے اٹھایا گیا ہے وہ یہاں پر نہیں اٹھانا چاہئے تھا ۔ یہاں صرف پنجاب کی بات ہو سکتی ہے ۔

Mr Speaker : I have not permitted that. I have expunged it from the proceedings of the Assembly.

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ بار بار انہوں نے ملتان اور لاہور کے جلسوں کے بارے میں ذکر کیا ۔ میں ان کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ حالانکہ دفعہ 144 نافذ تھی لیکن پھر بھی حکومت نے حزب مخالف کی جماعتوں کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا اور ان کو اجازت دی کہ ملتان میں بھی اور لاہور میں بھی جلسے منعقد کریں ۔ لیکن اگر آپ کے بھکوڑے صاحب بھکوڑے ہو گئے تو ہم کیا کر سکتے تھے ۔ آپ انکو قابو میں رکھیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میرے خیال میں وزیر اطلاعات کی تقریر کے بعد اس قسم کی باتیں کرنے کی اجازت نہیں دینی چاہئے ۔ انہوں نے حزب اختلاف کو گرگٹ ۔ گیدڑ ۔ بھگوڑے ۔ چمگادڑ کہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کی تقریر سے ظاہر ہے کہ ان کا روئے سخن اس ایوان کی حزب اختلاف سے نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ انہوں نے اپنی تقریر کا آغاز ہی اس بات سے کیا ہے کہ حزب اختلاف کے لیڈر اپنے جلسوں میں اس قسم کی زبان استعمال کرتے ہیں ۔ لیکن اگر اسمبلی میں یہی زبان استعمال کی جائے تو یہ کوئی مناسب بات نہیں ہوگی ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ یہ اعتراض آپ کو پہلے کرنا چاہیے تھا ۔ میں

نے آپکے لیے نہیں آپ کے سیاسی بزرگوں کے لیے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں میرا پیغام انکو پہنچا دیں ۔ آج بھی اگر آپ جلسہ منعقد کرنا چاہیں تو ہم آپ کے ساتھ پورا پورا تعاون کرینگے لیکن ہماری یہ ذمہ داری نہیں کہ اگر وہ آپ کے بھگوڑے صاحب بھگوڑے ہو جائیں تو آپ کا کام ہے کہ ان کو رسہ ڈال کر رکھیں ۔ پھر شور و غوغا کس بات پر ۔ جناب سپیکر ۔ ایک چھانگا مانگا کا قصہ جو ابھی دھرایا گیا ہے کہ وہاں جا کر طلبا کو پھینکا گیا ہے ۔ اس وقت آپ کہاں تھے ۔ اس وقت آپ کی آنکھیں بند کیوں تھیں ۔ اس وقت آپ کے کان بند کیوں تھے ۔ اس وقت آپ نے زبان کیوں نہ کھولی کہ جب ایوب خان کی آمریت میں 10 جنوری 1966ء میں شہیدوں کی بیواؤں ۔ ماؤں اور بہنوں اور بچوں نے جلوس نکالا تھا ۔ انہوں نے معاہدہ تاشقند کی مخالفت کی ۔ لاہور کے تمام طلبا نے ہمارا ساتھ دیا اور جلوس میں شرکت کی ۔ میں سمجھتی ہوں یہ جلوس ایوبی آمریت کا پہلا زوال تھا ۔ اور ہم حق پر تھے ۔

سید تابش الوری ۔ آپ بھی اس جلوس کے ساتھ تھیں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ میں اس جلوس کی رہنمائی کر رہی تھی ۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے اور اس بات پر فخر ہے ۔ اور اگر آپ ساتھ تھے تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس وقت خواتین اور بچوں کے اوپر لاٹھی چلائی گئی ۔ ان پر آنسو گیس پھینکی گئی ۔ گولیاں چلائی گئیں ۔ سات طالبعلم شہید ہو گئے اور 15 زخمی ہو گئے ۔ تمام کالج یونیورسٹیاں 2 ماہ کے لیے بند کر گئیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا آپ جمہوریت کی قائل نہیں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ اس وقت ہم آمریت کی مخالفت کر رہے تھے ۔ اور اس کے بعد اب ملک غلام مصطفیٰ کھر صاحب نے جلوس میں شہید ہونے والوں کے خاندانوں کو پانچ پانچ ہزار روپیہ بطور عطیہ دیا ہے ۔ اس وقت یہ لوگ کہاں تھے ۔ انہوں نے اس وقت کبوتر کی طرح آنکھیں کیوں بند کیں ۔ جب ایوب خان کی آمریت میں خواتین پر لاٹھی چارج کی گئی tear gas پھینکی

گئی گولی چلائی گئی تو آپ خاموش تماشائی کیوں بنے رہے - اب ایوبی چمچوں کا زمانہ گیا - عوامی راج ہے - عوام کی امنگوں کے مطابق حکومت چلے گی -

مسٹر سپیکر - مسٹر شمیم احمد خان -

بیگم آباد احمد خان - مجھے حزب اختلاف سے ایک درخواست کرنی ہے - جب وہ یہ اعتراف کرتے ہیں کہ ہم وفادار ہیں اور ملک کے ٹکڑے نہیں دیکھنا چاہتے تو غفار خان اور ولی خان کی حمایت نہ کریں اس طرح ملک کی عزت رہے گی -

مسٹر شمیم احمد خان (مسٹر ڈپٹی سپیکر) - جناب سپیکر - آج پنجاب کی سیاسی صورتحال پر بڑی طویل اور معنی خیز بحث ہوئی ہے اور ایک بات جو ہم سب کے نوٹس میں آئی ہے اور جس بات کو اس معزز ایوان کے ہر مقرر نے چاہے وہ حزب اختلاف سے ہو یا حزب اقتدار سے - سامنے رکھا ہے وہ یہ ہے کہ اس ملک کے اندر جمہوریت کی بالا دستی ہو - میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں تک جمہوریت کا تعلق ہے اس پر ہم سب کو اتفاق ہے - ہم سب چاہتے ہیں کہ پاکستان میں جمہوریت ہو - پاکستان میں جمہوری ادارے پھلیں پھولیں - لیکن دیکھنا یہ ہے کہ جمہوریت کے راستے میں کون رکاوٹیں پیدا کر رہا ہے - آیا حکومت یا بر سر اقتدار پارٹی کر رہے ہیں یا وہ لوگ جو آج حزب اختلاف میں ہیں وہ پیدا کر رہے ہیں -

جناب سپیکر - جب سے پیپلز پارٹی کی حکومت آئی ہے اس دن سے لے کر آج تک ایک بات جو دیکھنے میں آئی ہے کہ حزب اختلاف کی طرف سے ہمیشہ یہ کوشش کی گئی کہ کسی نہ کسی طرح سے اس حکومت کا تختہ الٹ دیا جائے اور اس کے لیے دیدہ دانستہ طور پر مختلف منصوبے تیار کیے جاتے رہے ہیں - سب سے پہلے جنگی قیدیوں کے مسئلے پر شور کیا گیا کہ ان کو رہا کرایا جائے اور اس وقت بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے کے مسئلہ کو نظر انداز کیا گیا - چھپایا

گیا ۔ جناب سپیکر ۔ جنگی قیدیوں کی رہائی اور بنگلہ دیش کو تسلیم کرنا بالکل لازم و ملزوم ہیں ۔ ایک کے بغیر دوسرے کا تصور مشکل نظر آتا ہے اور آپ دیکھیں کہ پنجاب میں سب سے پہلے جنگی قیدیوں کے مسئلہ پر شور کرنے کی کوشش کی گئی ۔ وہاں پر ناکام ہوئے تو جب ہم نے کوشش کی کہ جنگی قیدیوں کو رہا کرائیں ۔ جب ہم نے کوشش کی کہ مسلم بنگال کے ساتھ پاکستان کے تعلقات استوار ہوں ۔ جب ہم نے کوشش کی کہ پاکستان اور مسلم بنگال بھی اکھٹے بیٹھ سکیں تو اس پر ایک دم پھر یہاں ہنگامے کئے گئے اور یہ ہنگامے صرف بنگلہ دیش کو منظور نہ کرنے تک محدود رہے بلکہ اب یہ نعرہ دیا گیا کہ now or never ۔ یہ کہا گیا کہ اب وقت ہے ۔ یہاں پر عوامی حکومت کو ختم کر دیا جائے اور اس کے لیے انتہائی کوشش کی گئی ۔ بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے کے خلاف بڑے بڑے جلوس نکالے گئے ۔ طالبعلموں کو استعمال کرنے کی کوشش کی گئی ۔ جماعتوں نے جلوس نکالے اور ان جلوسوں میں وہ تشدد پر اتر آئے ۔ اور کوشش کی گئی کہ کسی طرح سے سیاسی بحران پیدا ہو جائے اور اس کے بعد آج جو صورتحال ہے جبکہ پاکستان کو ایک آئین مل چکا ہے ۔ جب آئین کا متفقہ طور پر فیصلہ ہو چکا ہے اس کے بعد متحدہ محاذ کی تمام پارٹیاں بن چکی ہیں ۔ اس پر دستخط کر چکی ہیں ۔ اس آئین کو تسلیم کر چکی ہیں ۔ مگر آج پھر ان کی یہ کوشش ہے ۔ مفتی محمود ملتان میں یہ بیان دیتے ہیں کہ ہم اس حکومت کو ختم کرنا چاہتے ہیں ۔ ولی خان لاہور میں آ کر یہ کہتے ہیں کہ آپ بہت جلد ایک خوش خبری سنیں گے ۔ ان کے بیانات سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ وہ پاکستان میں پیپلز پارٹی کی حکومت اور ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کو ختم کرنے کے منصوبے اپنے ذہنوں میں لے کر چلے ہوئے ہیں اور اس وقت لے کر چلے ہیں جب ان کے درمیان کوئی قدر مشترک نہیں ہے ۔ جب ان کا اپنا کوئی پروگرام نہیں ہے اور ان کے اپنے تضادات موجود ہیں ۔ کل تک یہی ولی خان ۔ جو بڑے چھوٹے قسم کے سوشلسٹ ہیں ۔ جماعت اسلامی والوں کے ساتھ بیٹھنا پسند نہیں کرتے تھے اور جماعت اسلامی والوں کے جو فاشسٹ ہیں وہ کل تک ولی خان کے ساتھ ہاتھ ملانا پسند نہیں تھے ۔ کل تک وہ ان کا قبرستان تیار کرتے تھے آج ولی خان

کے لیے دستر خوان تیار کیا جاتا ہے - اس کے بعد جمیعت العلماء اسلام والے کل تک مودودی کی جماعت کو امریکہ کی ایجنٹ جماعت کہا کرتے تھے - کل تک وہ مودودی کی جماعت کو سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی ایجنٹ جماعت کہا کرتے تھے - وہ اسلام جو کل تک مفتی محمود کے نزدیک ناقص اسلام تھا آج ان کے نزدیک مودودی کا اسلام purify ہو گیا ہے اور اب وہ مقدس قسم کا اسلام بن گیا ہے جس میں اب انہیں کوئی نقص نظر نہیں آتا - کل تک وہ مودودی کی جماعت کو جماعت مودودی کہتے تھے اور آج اس جماعت کو جماعت اسلامی کہتے ہیں - یہ صورت حال ہے کہ انکے اندر تضادات ہیں - ان کا کوئی پروگرام نہیں ہے - حکومت جا سکتی ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس حکومت کی جگہ پر کون آئے گا - آج ہمارے پاس واضح طور پر ایک اکثریت ہے - ہم عوام کے منتخب کردہ نمائندوں کی اکثریت ہے اور اللہ کی مہربانی سے جو لوگ آزاد منتخب ہو کر آئے تھے وہ بھی ہمارے ساتھ شامل ہوئے ہیں - اور اس کے بعد ان کی اپنی جماعتوں سے جمیعت العلماء اسلام پنجاب کے اندر سوائے ان لوگوں کے جو منتخب نہیں ہو سکے وہ تو شاید مفتی محمود صاحب کے ساتھ ہوں لیکن جن لوگوں کو یہاں کے عوام نے منتخب کیا تھا وہ بھی اللہ کی مہربانی سے پیپلز پارٹی کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں - پیپلز پارٹی کی پالیسیوں کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں -

جناب والا - میرا استدلال یہ ہے کہ اس وقت جو راستہ وہ اختیار کر رہے ہیں ، جو اکثریت کی حکومت کو وہ الٹانا چاہتے ہیں ، تو اس کی جگہ وہ کون سی حکومت لائیں گے ، وہ کون سا قائد لائیں گے ، کون سا پریذیڈنٹ لائیں گے جب کہ اس وقت اکثریت پیپلز پارٹی کی ہے - صاف ظاہر ہے جس کی طرف اصغر خاں اشارے کرتا ہے - وہ بجلیاں ، آپ کو بھی پتا ہے کہ کن کوارٹروں میں رہتی ہیں ، کن کوارٹروں سے ان کو پکڑا ہوا ہے ، آپ کو بھی پتا ہے - صاف ظاہر ہے کہ ان کی کوشش یہ ہے کہ پاکستان کے اندر دوبارہ فوجی حکومت آ جائے ، دوبارہ کوئی ایوب خان آ

جائے ، کوئی یحییٰ خان آ جائے اور اس کے بعد پاکستان کے استحصالی طبقات ، جاگیردار اور سرمایہ دار دوبارہ یہاں کے عوام کو لوٹیں اور وہ انقلاب کا راستہ اور استحصال کو ختم کرنے کا راستہ جس پر پیپلز پارٹی جا رہی ہے ، اس کو بتدریج ختم کیا جائے۔ جس طرح سے سرمایہ دار اور جاگیر دار کو ختم کیا جا رہا ہے ، اس راستے کو بتدریج روک دیا جائے اور پھر سے پاکستان جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کا گڑھ بن جائے ۔ اس کے لیے وہ جمہوریت کا نام لیتے ہیں ، جس طرح کی جمہوریت آپ کو واٹر گیٹ کے سیکنڈل میں نظر آئی ، اس جمہوریت کی طرف اشارہ کرتے ہیں ۔ پاکستان کے عوام واٹر گیٹ کی طرح جمہوریت کو برداشت نہیں کریں گے ۔ پاکستان کے عوام 98 فیصد کی جمہوریت چاہیں گے، 2 فیصد کی جمہوریت نہیں آنے دیں گے ۔ اگر تم چاہتے ہو ، اور سمجھتے ہو کہ چند جلوسوں اور نعروں کے ذریعے پاکستان میں انقلاب کے راستے کو روک دیا جائے گا تو میں واضح کرتا ہوں کہ تاریخ کے پہیے آگے جائیں گے ، تاریخ کو آگے جانا ہے ۔ ہم محض ووٹ کے ذریعے یہاں پر حکومت لے کر آئے ہیں اگر ووٹ کے علاوہ اس کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی تو بندوق کی نالی کا راستہ ہمیں بھی نظر آتا ہے ۔ اگر تم بندوق اٹھاؤ گے تو ہم بھی اپنے انقلاب کے لیے اور اپنے مقصد کے لیے بندوق اٹھائیں گے تمہاری بندوق سرمایہ داروں اور جاگیر داروں کے لیے ہوگی ، لٹیروں کے لیے ہوگی ۔ لیکن ہماری بندوق یہاں کے مظلوم طبقات کے لیے ہوگی ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

صرف ایک بات اور عرض کروں گا کہ ان کے تضادات کا یہ عالم ہے کہ پرسوں کا جلسہ ہوا نوائے وقت نے ولی خان کے جلسے کی کامیابی پر باہر کے صفحات میں بڑی بڑی سرخیاں لگائیں ۔ لیکن اندر ایڈیٹوریل میں ولی خان کو condemn کیا ۔ یہ کل کا اخبار آپ دیکھ سکتے ہیں ، اس میں موجود ہے ان کے تضادات بڑے واضح ہیں اور صاف ستھرے نظر آ رہے ہیں ۔ جہاں تک ان کے آج کے مقررین کا تعلق ہے ، ان میں سے

اکثر ایسے لوگ ہیں جو کہ ماضی میں برسراقتدار رہے ہیں ، جو ایوب خان کے ساتھ رہے ہیں ، جو یحییٰ خان کے ساتھ رہے ہیں ، جو سکندر مرزا کے ساتھ رہے ہیں ، جو پاکستان میں ہر قاتل جمہوریت کے ساتھ رہے ہیں ۔ میں ان کی خدمت میں صرف یہ عرض کروں گا ۔

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود تو موجود نہیں ملک حاکمین خان وزیر جیل خانہ جات تقریر کرنا چاہتے ہیں ۔

وزیر جیل خانہ جات (ملک حاکمین خان) ۔ جناب سپیکر ۔ میں صرف دو پوائنٹ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ اور مخدوم زادہ صاحب اگرچہ نہیں ہیں ، لیکن میں ان تک اپنی آواز پہنچانا چاہتا ہوں ۔ یہاں ایک ایک پوائنٹ پر بحث ہوئی ، لیکن ایک بات کا جواب نہیں دیا گیا ۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کا جواب دیا جائے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ میرے نہایت فاضل دوست جناب شمیم صاحب نے یہ الزام لگایا ہے کہ جتنے مقررین اس طرف سے بولے ہیں وہ تمام کے تمام یا تو ایوب خان کے ساتھ منسلک رہے ہیں یا سکندر مرزا کے ساتھ ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے اکثریت کا لفظ استعمال کیا ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ میں آپ کی وساطت سے اپنے معزز دوست اور اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں ۔ نہ تو میں سکندر مرزا کی دریافت ہوں اور نہ میں ایوب خان کی جھولی میں پلا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا ذکر تو انہوں نے کیا ہی نہیں ۔

وزیر جیل خانہ جات ۔ جناب والا ۔ جتنی بھی باتیں ہوئی ہیں ان پر پوائنٹ ٹو پوائنٹ بحث ہوئی ہے ۔ لیکن جو چیلنج مخدوم زادہ طاحب نے کیا ہے کہ میں جلسہ عام کرنا چاہتا ہوں اور میرا چیلنج قبول کر لیں ۔ اس سلسلے میں میں سمجھتا ہوں کہ جو میں نے سنا ، کسی نے اس کا جواب نہیں دیا ۔ چنانچہ میں نے چیرمین بھٹو کا ایک ادنیٰ سپاہی ہونے کی حیثیت سے مناسب سمجھا کہ ان کی یہ غلط فہمی دور کر دوں ۔ جناب والا ۔ میں کیمبل پور سے منتخب ہو کر آیا ہوں اور مخدوم زادہ صاحب بہاول پور سے آئے ہیں ۔ میں اس ایوان کے سامنے ان کا چیلنج قبول کرتا ہوں اور میں ثابت کرتا ہوں کہ ان کی مقبولیت کہاں ہے اور چیئرمین بھٹو کا سپاہی ہونے کی حیثیت سے میرے دوستوں کی مقبولیت کہاں ہے ۔ میں یہ آواز ان تک پہنچاتا ہوں کہ وہ جب چاہیں ، جس وقت چاہیں ، وہ اپنے اپنے حلقے میں میرے ساتھ مقابلہ کر لیں ۔ میں ثابت کر دوں گا کہ ان کی مقبولیت کہاں ہے ۔ انہوں نے اپنے دور میں عوام کی کتنی خدمت کی ۔ لیکن میں ثابت کر دوں گا کہ ہمیں جو اعزاز دیا گیا ہے جو ہمارا status ہے تو ہم نے عوام کی کتنی خدمت کی ہے ۔ جناب والا ۔ میں ان کے چیلنج کو قبول کرتا ہوں اور میں انہیں چیلنج کا جواب دینا چاہتا ہوں وہ جس جگہ اور جس اجتماع میں چاہیں ۔

Mr. Speaker : The time is extended by another fifteen minutes Ch. Amanullah Lak.

مسٹر محمد حنیف لارو ۔ جناب والا ۔ میں ان کی حمایت کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کو چیلنج کرنے کی ضرورت اس لیے نہیں کہ مخدوم زادہ صاحب نے . . .

Mr. Speaker : I have called upon Mr. Aman Ullah Lak.

چودھری امان اللہ لک (گجرات ـ 8) ـ جناب سپیکر ، بہت کچھ کہا جا چکا ہے اور جیسا کہ حاجی ممتاز صاحب نے فرمایا کہ ہمیں توقع تھی کہ وہ ہم پر بھرپور تنقید کرتے ، مجھے بھی یہ توقع تھی کہ شاید یہ نو عمر پارٹی کے نوجوان مسافر—سیاسی مسافر اپنی غلطیوں کوتاہیوں اور جو انتشارات ان کے اندر موجود ہیں ان کے پیش نظر وہ اپنا محاسبہ کرنے کے لیے تیار ہوں گے اور اپنی کوتاہیوں کو تسلیم بھی کریں گے ـ لیکن آج ان کی تقاریر سن کر سراپا یہ نظر آ رہا ہے جیسے وہ یقین کامل رکھتے ہیں ، حالانکہ ان کے دل یہ محسوس کرتے ہیں کہ ان سے غلطیاں اور کوتاہیاں ہو رہی ہیں ، غنڈہ گردی ہو رہی ہے ، وزرا نا اہل ہیں اور ان سے غلط کاریاں منسوب کی جا رہی ہیں - - - -

مسٹر سپیکر ـ آپ کی تقریر سیاسی صورت حال سے متعلق نہیں ہے ـ

چودھری امان اللہ لک ـ جناب والا ـ مجھے یاد ہے اور جناب کو بھی یاد ہوگا کہ چودھری ارشاد صاحب نے فرمایا تھا کہ وہ ہم پہ تنقید کیوں نہیں کرتے ـ انہوں نے تو نام لے کر یہ کہا تھا کہ ہم ان پر تنقید کیوں نہیں کرتے ـ چونکہ سیاسی صورت حال تباہ ہو رہی ہے ـ ان کے اس طریق کار کے بعد وہ جماعت جس کا نام پاکستان پیپلز پارٹی ہے ، جس میں بے شمار نوجوان ، غریب اور طلبہ نے قربانیاں دی ہوئی ہیں ، اگر آج وہ مختار اعوان ، تاری صاحب ، سمہ صاحب یا اس کے علاوہ جن دوستوں کی غنڈہ گردی کی وجہ سے بدنام ہوتے ہیں تو آج ان دوستوں کو ہمارے ساتھ ہمدردی ہوگی اور مجھے بھی ان سے ہمدردی ہوگی اگر غنڈہ گردی کی وجہ سے سیاسی صورت حالات تباہ ہو رہی ہو - - - -

مسٹر سپیکر ـ آپ یہ الفاظ واپس لیں ـ آپ نے specific نام لے کر کچھ ارکان کے متعلق یہ کہا ہے کہ وہ غنڈہ گردی کرتے ہیں ـ

چودھری امان اللہ لک ـ میں جناب الفاظ واپس لیتا ہوں لیکن جو کچھ کہا گیا ہے وہ بھی جناب کو واپس کرانا پڑے گا ـ

مسٹر سپیکر۔ کیا کہا گیا ہے۔

چودھری امان اللہ لک۔ جو کچھ یہاں کہا گیا ہے۔ جو کچھ حزب اختلاف کے متعلق کہا جاتا رہا ہے ہم نے بڑی خاموشی سے اس کو سنا ہے اور سب کچھ برداشت کرتے رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ چودھری صاحب، ضابطے اور پارلیمانی اسلوب کی یہ بات ہے کہ آپ کسی رکن اسمبلی کا نام لے کر براہ راست اس کے متعلق اس قسم کے الزامات نہیں لگا سکتے۔

چودھری امان اللہ لک۔ جناب والا۔ آپ نے کب رولنگ دی تھی۔ کس پر حملہ کیا گیا کس کے نامہ اعمال کو پرکھا گیا تھا۔

مسٹر سپیکر۔ علامہ صاحب کے متعلق ایک فاضل رکن نے ایسے الفاظ استعمال کئے تھے تو میں نے انہیں الفاظ واپس لینے کے لیے کہا تھا اور ان کو اسمبلی کی کارروائی سے حذف کرا دیا تھا۔

چودھری امان اللہ لک۔ جناب والا۔ فاضل دوست تاری صاحب نے تو اعتراض نہیں کیا بہر حال اگر آپ اصرار کرتے ہیں تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

مسٹرسپیکر۔ اس وقت بھی علامہ صاحب یا کسی اور فاضل رکن نے اعتراض نہیں کیا تھا مجھے اپنا فرض پورا کرنا ہے کوئی معزز ممبر اشان دھی کرے یا نہ کرے اگر کوئی فاضل ممبر نشان دھی کرتا ہے تو یہ اس کی مہربانی ہے اور اگر کوئی فاضل ممبر اس بات کی طرف نشان دھی نہ کرے تو بہر حال مجھے اپنے فرض کو نبھانا ہے۔

چودھری امان اللہ لک ۔ میں وہ الفاظ سارے کے سارے واپس لیتا ہوں ۔

چودھری غلام قادر ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ لک صاحب نے فرمایا ہے کہ تارڑ صاحب نے جواب نہیں دیا ۔ انہوں نے تو سمجھا کہ ان کا دماغ ڈھیلا ہے اس لیے ان کا جواب نہیں دیا ۔

وزیر قانون ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ جناب والا ۔ میری غیر موجودگی میں میرا نام لے کر ایک بات کی گئی ہے میں یہ اپنا فرض منصبی سمجھتا ہوں کہ میں وضاحت سے یہ بات کہوں کہ عوام کے حقوق کے تحفظ کے لیے قائد عوام کی قیادت میں اگر ہم وزراء کو آخری قطرہ خون بھی دینا پڑا تو ہم دریغ نہیں کریں گے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں نے الفاظ واپس لے لیے تھے وہ پھر داخل کئے جائیں کیونکہ انہوں نے قبول فرما لیے ہیں ۔

(قہقہہ)

جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا اور میں یہ بات برملا کہوں گا کہ چونکہ میں پچھلی حکومتوں کی غلط کاریوں میں شامل نہیں تھا اور نہ میرا ان کی سیاہ کاریوں میں کوئی حصہ ہے ۔ اور میں یہ کریڈٹ دیتا ہوں پیپلز پارٹی کے موجودہ نظام کو جو آیا ہے ۔ اس لیے کہ وہ بڑے بڑے برج گرا دیے گئے جو سیاست کو اپنی وراثت سمجھتے تھے ۔ اور جن کی وجہ سے سیاسی صورت حال چند خاندانوں تک محدود رہی ۔ لیکن اس کے بعد اگر آج اس نظام کو میں ختم ہوتے ہوئے دیکھتا ہوں تو مجھے انتہائی افسوس ہوتا ہے یہ بڑے دکھ کی بات ہے اور میں یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ متحدہ جمہوری محاذ کے پاس کوئی پروگرام نہیں تھا ۔ اہل پنجاب نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کو سندھی سمجھ کر نہیں بلکہ پاکستان کا لیڈر سمجھ کر ان پر اعتماد کا اظہار کیا تھا اور یہ پنجاب کو اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے بلا امتیاز ان کو اپنا لیڈر منتخب کیا تھا ۔ اس کے علاوہ اس پنجاب نے ولی خان کے پروگرام کو کبھی قبول نہیں کیا ۔ اس پنجاب نے اہل پنجاب نے

چار قومیتوں کے نعرے کو بھی قبول نہیں کیا ۔ آج جو غنڈہ گردی جلسوں میں کی جا رہی ہے ۔ آپ شاید یہ تسلیم کریں کہ اب ہم نے روکی ہے۔ اس سے پہلے کبھی یہ جرأت ولی خان کو پیدا نہیں ہوئی تھی کہ وہ مقبول ہو سکے لیکن اب میں مختار اعوان قبلہ دوست جو ابھی اعتراض فرما رہے تھے ان پر واضح کرنا چاہتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ تاری صاحب کو بھی کہ یہ جو واقعات دو جگہ پر دھرائے گئے ہیں تو ان کو یہ اب کافی کچھ مل گیا ہے ۔ اس لیے میں اپنے دوستوں کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ آن کی مقبولیت کے لیے ، اپنی بدنامی کے لیے ، آن غریب مزدوروں کی ، آن کسانوں کی تمام کوششوں کو رائیگاں نہ کیجئے ۔ لوگ سمجھتے تھے لوگوں نے یہ سمجھ کر آپ کو ووٹ دئیے تھے کہ انقلاب آئے گا اور انقلاب آیا تھا جس نے بڑے بڑے برج جو تھے پائمال کئے تھے ۔ اب وہ خود پامال ہو رہے ہیں اپنی حرکات کی وجہ سے اور قائم اگر ہیں چند دن کے لیے تو صرف اس لیے کہ متبادل قیادت ابھی تک لوگوں نے تسلیم نہیں کی ۔ میں اپنے فاضل دوستوں سے اختلاف کرتا ہوں کہ ابھی تک پنجاب نے متحدہ جمہوری محاذ اور چار یا پانچ جماعتوں کے پروگرام کو تسلیم نہیں کیا ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ لک صاحب نے میرا اور مختار اعوان صاحب کا نام لیا ہے ۔ اس لیے میں جواب دینا چاہتا ہوں کہ ان برجوں کو گرانےوالے تاری اور مختار اعوان تھے ۔ * * * * * * * * * * * * * * * * *

چودھری امان اللہ لک ۔ قربانیاں دینے کا وقت آ رہا ہے ۔ اور جناب والا مجھے یاد آ رہا ہے نواب کالا باغ کا دور ۔ میرے بعض فاضل دوست ناراض ہوں گے ۔ میرے ساتھ بہاولپور جیل میں اچھا شوکر والا رہا جس کا ٹیلیفون پر رابطہ قائم

---

* بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

تھا ۔ لاہور کی سیاست اس شخص کے ہاتھ میں کچھ دیر تک رہی اور لاہور کی سیاسی صورت حال پر وہ کچھ عرصے تک حاوی رہا لیکن آج بے کسی کی حالت میں وہ کہاں پڑا ہے ۔ میں صرف اپنے معزز دوستوں کو وہ واقعات بتانا چاہتا ہوں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ آپ جیسے استحصالی نظام کے ماننے والے ہمیشہ مزدوروں اور کسانوں کے ہمدردوں کے خلاف ایسے ہی الفاظ استعمال کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب آپ یہ الفاظ واپس لیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ وہ نام لے کر کہہ رہے ہیں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ یہ مجھے کیوں وہ باتیں نہیں کہنے دیتے جو ہم آج تک عوام سے سنتے رہے ہیں ۔

وزیر مواصلات وتعمیرات ۔ جناب والا ۔ آپوزیشن والوں نے بڑی اچھی طرح سوال جواب کئے تھے ۔ *

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب آپ یہ الفاظ واپس لیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر، میاں صاحب نے غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کیے ہیں ۔ انہوں نے ابھی تک الفاظ واپس نہیں لیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ معزز رکن میاں افتخار احمد تاری کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے ۔ *

---

*بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ * * * * * * * * * * * * * * * *

* *

* * * *

مسٹر سپیکر ۔ یہ پورے کے پورے الفاظ حذف کر دیے جائیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ میرے خیال میں جو ان کی تقریر کا متن ہے اور جو trend ہے اس لحاظ سے تو میاں صاحب کو شکر گزار ہونا چاہیے اور وہ جو الفاظ جناب حنیف رامے نے اپنے ساتھیوں کے لیے استعمال کئے تھے اگر وہ میں کہوں تو پھر ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ وہ ہمارے گھر کی بات ہے ہم اپنے گھر میں بیٹھ کر جس وقت چاہیں تنقید کر سکتے ہیں ۔ آپ کو اس معاملے میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ صحیح بات ہے ۔ میں جناب والا ۔ وہی الفاظ اپنے دوست کے لیے استعمال کروں تو بے جا نہ ہوگا کیونکہ وہ تو آپ کا رول ادا کر رہے ہیں ۔ آپ کی طرف سے باتیں کر رہے ہیں اور حزب اختلاف کے لیڈروں پر تنقید کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ آپ نوٹ کرتے جائیے جو جو میں حذف کرنے کے لیے کہہ رہا ہوں ۔ میں اپنے قلم سے ان الفاظ کو حذف کروں گا ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ دستی صاحب نے تو لک صاحب کو پورس کا ہاتھی بنا دیا ہے ۔

---

* بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں بڑے درد دل کے ساتھ عرض کر رہا تھا کہ جہاں جہاں بھی آپ کے عہدیداران ہیں چاہے وہ ایم پی اے ہیں چاہے وہ پارٹی کا چیرمین ہے چاہے وہ منسٹر ہے وہ اصل دشمن ہیں اس تحریک کے اس قائد عوام کے جس کا بار بار ذکر کیا جا رہا ہے ۔ تو میں صرف درد دل کے ساتھ عرض کر رہا تھا کہ وہ اپنا راستہ بدل لیں تو یہ ان کی خدمت ہوگی ۔ قائد عوام کا بار بار ذکر کرنے سے اور عمل دوسرا کرنے سے یہ خدمت نہیں ہو سکتی ۔ اس کے علاوہ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ بار بار متحدہ جمہوری محاذ کا ذکر آیا ہے کہ ان کے پاس پروگرام نہیں لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ آپ اپنی لا قانونیت اور تشدد کی بنا پر ان کو جو مقبولیت پنجاب میں دے چکے ہیں اب اس کو آپ کے وہ ہاتھ جو دن بدن تنگ ہوتے جا رہے ہیں واپس نہیں لے سکتے اور یہ آپ ہی کی غلطیوں اور کوتاہیوں کا نتیجہ ہے کہ آپ ان کو مواقع فراہم کر رہے ہیں جن کے پیش نظر آج سے پہلے پنجاب میں وہ جماعتیں کبھی مقبول نہیں ہوئیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آج سے پہلے ان جاعتوں کو کبھی پنجاب میں مقبولیت حاصل نہیں ہوئی تھی ۔ جناب والا ۔ میں منسٹران کے متعلق عرض کروں گا کہ جہاں بھی وہ دوروں پر جاتے ہیں وہ بے چارے اپنی ذات کو اس کلاس سے محفوظ نہیں پا رہے ہیں جس کا نام چیئرمین پیپلز ورکرز ہے جن سے عام آدمی کی عزت و آبرو محفوظ نہیں ہے ۔ وزراء صاحبان اور ایم پی اے صاحبان اس بات کو محسوس کر رہے ہیں ۔ آپ اس مسئلے کو گھریلو مسئلہ نہیں کہہ سکتے چونکہ یہ سارے معاشرے پر اثر انداز ہو رہے ہیں اور ان کو جاسوں کو درہم برہم کرنے کے لیے چند روز کے لیے یا چند گھنٹوں کے لیے بلانے کے بعد جو آپ کا حشر ہو رہا ہے ، جو ہمارا ہو رہا ہے، جو شریف آدمی کا ہو رہا ہے ، پارٹی کے اندر جو بھی شریف آدمی ہے اس کا جو حشر ہو رہا ہے اس کے متعلق وزراء صاحبان اپنے آپ کو بے بس محسوس کر رہے ہیں یہ جو سیاسی صورت حال ہے یہ اب پورے صوبے پر پھیل گئی ہے ۔ پورے صوبے پر چھا گئی ہے اور اب آپ بے بس ہیں اور آپ ان کو نکال نہیں سکتے ۔ ان کو راہ راست پر لا نہیں سکتے ۔ تو میں یہ استدعا کروں گا کہ آپ اس پر غور فرمائیں اس کو اپنی کمزوری نہ

بنائیں ۔ آپ اس پر غور فرمائیں اگر آپ نے کچھ دیر اس حکومت کو اور چلانا ہے تو حزب اختلاف کو یہ موقع نہ دیں کہ وہ آپ کی کوتاہیوں سے فائدہ اٹھائے اور مقبولیت حاصل کر سکے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ متحدہ جمہوری محاذ کے پاس کوئی پروگرام نہیں ہے ۔ متبادل قیادت پنجاب میں پیدا نہیں ہو سکی ۔ لیکن بد نصیبی کی بات یہ ہے کہ اس وقت جو موجودہ حکومت ہے وہ غلط کاریوں ، کوتاہیوں ، اور غنڈہ گردی کا نشان بن چکی ہے ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تمام کی تمام حزب اقتدار غنڈہ عناصر پر مشتمل ہے ۔ وزراء صاحبان میں بھی اور ایم پی اے صاحبان میں بھی ایسے ہیں جو درد دل کے ساتھ محب وطن ہونے کی حیثیت سے سوچ رہے ہیں لیکن یہ ان کی بے بسی ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ یہ جو غنڈہ کا لفظ بار بار استعمال کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا یہ اسمبلی ہے خدا کے لیے ان الفاظ کو استعمال نہ کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کسی خاص آدمی کے متعلق نہیں کہا کہ وہ غنڈہ ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ اب اتنی دفعہ غنڈہ گردی کا لفظ استعمال ہو چکا ہے کہ میرے خیال میں اس کی connotation بدل چکی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ غنڈہ گردی سیاست کے گردا گرد گھوم رہی ہے اور سیاست غنڈہ گردی کی لپیٹ میں آ چکی ہے اور ہم کون سے الفاظ استعمال کریں اور یہی ہمارا موضوع سخن تھا ۔ جناب والا ۔ پارٹی کے اندر جو انتشار پیدا ہو چکا ہے اور مختلف چھوٹے چھوٹے گروہ جو پیدا ہو چکے ہیں تو اس پارٹی کے اندر حکمران جماعت نے اتنا درد سر پیدا کر دیا ہے کہ پنجاب کی تمام صورت حال یکسر بدل چکی ہے ۔ آپ اس چیز پر نہایت خلوص کے ساتھ مہربانی فرما کر غور فرمائیے ۔ جلسوں کو درہم برہم کرنے والے چھوٹے چھوٹے عناصر ہیں ۔ ان میں وہ لوگ بھی گھس آئے ہیں جو ذہنی طور پر بڑے بڑے جو سماج دشمن ہیں اور وہ پناہ لے رہے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام باتوں سے

صوبے کے نام کو اور حکمران جماعت کو نہایت ہی نقصان پہنچ رہا ہے ۔ یہ بڑے سستے داموں میں فروخت ہوتے ہیں ۔ یہ دوست ادھر جا رہے ہیں ۔ وہ اتنے با اثر نہیں تھے ۔ آپ کو بھی تھوڑا وقت ملا ہے جس کے پیش نظر آپ ان عناصر کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوتے جا رہے ہیں ۔

جہاں تک پنڈی کے سانحہ کے متعلق حاجی صاحب نے فرمایا تھا مجھے وہ ٹیلیفون یاد ہے جو میں نے ایک وزیر صاحب کا منڈی بہاؤ الدین لاہور سے جاتے ہوئے سنا تھا ۔ تمام ورکرز کو بلایا گیا اور کہا گیا کہ آپ تمام چھوٹا چھوٹا مال ساتھ لے کر آ جاؤ ان کا مطلب ریوالور سے تھا ۔ تو یہ دوست وہاں گئے اس وقت یہ پتہ نہ تھا کہ وہاں زلزلا آئیں گے ۔ یہ جناب والا ۔ دو تین روز پہلے کی بات ہے ۔ ان کی ڈیوٹیاں لگائی گئیں ان سے کہا گیا کہ آپ کے پیچھے کیمپ ہوگا ۔ آپ اپنا مال لے آئیے ۔ تو یہ چیز باعث شرم ہے ۔ باعث ندامت ہے ۔ پھر ان کو مربعے دیے گئے ۔ ان کو زمینیں دی گئیں ۔ یہاں سے پارٹی کا اپنا نظام شروع ہوتا ہے ۔ محض اس لیے کہ ان سے غنڈہ گردی ابھی کروانی ہے اور ان کے حوصلے پست نہ ہو جائیں ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے اثرات وہی ہوئے ہیں جن کی توقع تھی ۔ اب بھی وہی حوصلہ افزائی ہے ۔ یہاں ایم پی اے بیٹھے ہوئے ہیں ۔ وہاں جو کچھ ہوا وہ فلیگ والی کار اور منسٹر مختار صاحب اور تاری صاحب کے گروپ سے تعلق رکھتا ہے ۔ وہ دوست فلیگ والی کار چھوڑ کر وہاں سے بھاگ آیا وہاں لوگوں کو پیپلز پارٹی میں شامل نہیں ہونے دیا ۔ یہ بے بسی کا عالم ہو چکا ہے ۔ اور میں سید تابش الوری کی تائید کر رہا ہوں کہ آپ اس غنڈہ گردی اور اس تشدد کا شکار ہو رہے ہیں۔ چند روز کے بعد آپ تسلیم فرمائیں گے اور آپ سمہ صاحب سے پوچھ لیں کہ منڈی بہاؤ الدین میں کیا ہوا ۔ یہ واقعات میں نے اپنی آنکھوں کے ساتھ دیکھے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل دوست اتنے confused اور muddled ہیں کہ وہ اپنی بات کو سمجھا بھی نہیں سکتے ۔ ان کو ان بینچوں سے بارہا روکا گیا ہے لیکن باوجود اس کے وہ اپنی بات کہے جاتے ہیں ۔

Mr. Speaker. The member should refrain from usning names and try to conclude.

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ میں جواب دینا چاہتا ہوں جناب والا ۔ کیونکہ وہ میرا اور مختار صاحب کا نام لے رہے ہیں ۔ وہ اپنا خوف دور کرنے کے لیے گاہے بگاہے ہمارے چیمبر میں آتے رہے ہیں ۔ ان کا خوف دور کر دیا جائے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ پنجاب کی سیاسی صورت حال اگر خراب ہو رہی ہے تو پنجاب کے وزراء کا اس میں پورا ہاتھ ہے ۔ میں اس لیے عرض کر رہا ہوں کہ شاید دوست جو آپ کے پیچھے بیٹھے ہیں اور بے کسی کے عالم میں بیٹھے ہوئے ہیں شاید وہ اپنے دامن کو بچا لیں ۔ شاید وہ آپ کو کہہ دیں کہ وہ آپ ہی کی وجہ سے تباہ و برباد ہو رہے ہیں ۔

Mr. Speaker, Please, there should be an end to all this.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ شاید میں اس لیے پوائنٹ آؤٹ کر رہا ہوں کہ ان کی وجہ سے سیاسی صورت حال خراب ہو رہی ہے اور جس انداز سے آپ لوگ حرکات و سکنات کر رہے ہیں ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات ۔ جناب والا ۔ یہ سیاسی صورت حال بتا رہے ہیں یا وزراء کی صورت حال بتا رہے ہیں ۔

Mr. Speaker. Please let him Speak.

چوھدری امان اللہ لک ۔ یہ تو سننی پڑیں گی جناب ۔ ابھی آپ کے دوست ارشاد صاحب نے فرمایا تھا کہ ہم پر تنقید فرمائیں ابھی تو میں نے تقریر شروع ہی نہیں کی ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا وقت ختم ہو رہا ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ میں نے ابھی تقریر شروع ہی نہیں کی ۔

مسٹر سپیکر ۔ تقریر جلدی ختم کیجئے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ چار قومیتوں کے نعرے کا سہارا لے کر کسی جلسے کو درہم برہم کرنا کہاں تک جائز ہے ۔ پنجاب نے کب اس کو تسلیم کیا تھا ۔ جہلم اور گجرات سے پیپلز پارٹی کے نام نہاد کارکنوں کو آزاد کشمیر میں بھیجنا اور اس کے بعد حالات کو خراب کرنا یہ کون تھے ۔ اس وقت پیپلز پارٹی کا منشور کہاں تھا ؟

جناب والا ۔ پنجاب میں جو ورکرز کلاس پیدا ہوئی ہے وہ ہر جگہ تباہی کا موجب ہے ۔ ان کو درآمد کیا جا رہا ہے اور انکو پیپل ہوسٹل میں لایا جا رہا ہے ۔ جو آپ کے سامنے ہماری پرولیج موشنیں پیش ہو رہی ہیں وہ میں عرض کرتا ہوں کہ وہ ایک چلتی پھرتی سیاست ہیں جس کا نام غنڈہ گردی رکھا گیا ہے ۔ میرے فاضل دوست رو کڑی صاحب ناراض ہوتے ہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ پنجاب کی سر زمین تباہ و برباد ہو رہی ہے ۔ ان لوگوں کے ہاتھ میں چینی کا کنٹرول ہے ۔ ان کے پاس ڈپو ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ حکومت کی تباہی اور بربادی کا سامان مہیا کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ ابھی ابھی انہوں نے فرمایا تھا کہ ہم ان پر تنقید کریں لیکن آپ ملاحظہ فرمائیں کہ جنرل قسم کی تقاریر ہو چکی ہیں اور میں اپنی تقریر ~~specific~~ مخصوص کر رہا ہوں تاکہ آپ کو نشاندھی کر سکوں میں جناب والا ۔ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ پنجاب کیبینٹ کے منسٹرز کے ذمے بد نصیبی سے جلسوں کو درہم برہم کرنا ہے لیکن اگر ان ورکرز صاحبان کو بطور منسٹر لیا جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی سیاسی صورت حال بالکل ٹھیک ہو سکتی ہے ۔ پیپلز پارٹی میں سارا قابل اعتراض عنصر نہیں ہے ۔ میں بالکل صاف بتایا کرتا ہوں اور اس کے بعد جناب والا ۔ شاید میں وہ کام ختم کر سکوں جو ان وزراء کے ذمے ہے ۔

جناب والا - میں آخر میں عرض کروں گا کہ بار بار یہ بات دھرایا گیا کہ ایوب آمریت یا یحییٰ خان کی یا اسکندر خان کی آمریت نہیں آئے گی - قانون قدرت نے انکو ختم کیا ہے - وہ دفن ہو چکے ہیں اور وہ جا چکے ہیں - آپ اپنے انجام کے متعلق غور فرما لیں - شاید اس عوامی جمہوری دور کی گاڑی کا آخری ڈبہ غریب عوام کے ہاتھ میں دیا گیا ہے جس کو پامال کیا جا رہا ہے - اس کے بعد آپ کا اس سے بدتر انجام ہوگا - انکا اپنے ساتھ مقابلہ نہ کیجئے وہ تو پھر بھی چلتے پھرتے یہاں کہیں نظر آ رہے ہیں - آپ کا اعمال نامہ سیاہ ہو چکا ہے - غنڈہ گردی اتنی عام کی جا چکی ہے کہ اب اس کے بعد اس انقلاب کے لیے تیار رہنا چاہئے - میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ وہ عوامی نمائندے جو اس وقت ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں انکی کچھ مشکلات تھیں - آپ کی فوج کے بہت سے دوست تھے جو اس اسمبلی پر قابض تھے - سی ایس پی cadre نے آج تک آپ کا ساتھ نہ دیا آپ کے ساتھ تعاون نہ کیا اور وہ نہ ہی ہمارے ساتھ تعاون کر رہا ہے - وہ دور ایوب کی ایک میراث تھی - جناب والا - وہ نوجیوں کا دور تھا - ہمیں ان حالات کا مل جل کر مقابلہ کرنا ہوگا - اس لیے میں بتاؤں کہ اگر آپ اپنے آپ کو تھوڑا سا صحیح راستے پر ڈال لیں تو پنجاب کی حزب مخالف آپ کے ساتھ تعاون کرے گی اور کرتی رہے گی اور مکمل طور پر ہماری طرف سے جیسا کہ اتحاد اور تعاون ہوتا رہا ہے وہ رہے گا - لیکن اگر فاضل دوست ہمیں یہ محسوس کرائیں کہ ہمیں غنڈہ گردی سے خاموشی اختیار کرائی جا سکتی ہے تو وہ آپ کی بھول ہوگی کیونکہ اب وہ صورت حال پنجاب میں آ چکی ہے - جس کے لیے آپ نے زمین ہموار کی تھی اور جس کی بار بار نشاندہی کی جا چکی ہے اور جس کا نام خانہ جنگی ہے - جناب والا - یہاں بندوقیں اٹھانے کی بات ہوئی تھی - میں خدا اور رسول کا واسطہ دے کر آپ سے استدعا کروں گا کہ کم از کم اس سر زمین کو محفوظ رکھیں جس کا نام پنجاب ہے - ابھی تو اس میں سیاسی صورت حال اتنی خراب نہیں ہے ہم ایک دوسرے سے اتنے دور نہیں ہیں جتنی کہ آپ نے کوشش کی ہے اور آپ کے پولیس نے کوشش کی ہے کہ ہم ایک دوسرے سے دور ہو سکیں اور

تھوڑی سی آزادی پریس کو دے دیں تاکہ اخبارات اور پریس دونوں آزاد ہو سکیں ۔ ایڈیٹران اور نامہ نگاران کو بار بار گرفتاریوں کی دھمکیاں دے کر ان کو تباہ و برباد کیا جا رہا ہے ۔ انکو پریشان کیا جا رہا ہے کم از کم ایسا نہ ہو ۔

خان محمد ارشد خان ۔ جناب والا ۔ میرا نام تو پہلے تھا وہ پیچھے کیسے چلا گیا ۔ order of precedent کے تابع نام ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ order of precedent کے تابع نہیں ہیں ۔ آپ کے نام کے درمیان پانچ نام ابھی اور ہیں ۔ آپ کا نام دسواں ہے اور وزراء کے ناموں کے بغیر ہے ۔ وزرا کے نام فہرست میں اوپر ہیں ۔ (قطع کلامیاں)

چودھری محمد یعقوب اعوان ۔ جناب والا ۔ محمد حنیف رامے صاحب کی تقریر کے بعد اجلاس چلے گا یا ختم ہو جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی کچھ اندازہ نہیں ۔ میرے پاس ابھی وزراء میں سے ڈاکٹر عبد الخالق صاحب کا نام ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ میرا نام کب آئے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ لسٹ میں آپ کا نام تو ہے ۔

پیشتر اس کے کہ محمد حنیف رامے صاحب تقریر شروع کریں ۔ میں اب وہ بات بھی کر لوں جو میری ایک مجبوری ہے ۔ میں پارٹی میٹنگ میں حاضر نہیں ہو سکتا ۔ ایسے تمام مسائل کے متعلق دنیا بھر میں طریقہ یہ ہے کہ اگر کسی نے گورنمنٹ کے behalf پر بولنا ہوتا ہے تو اس فاضل رکن نے بولنا ہوتا ہے جس کو گورنمنٹ کی پالیسی کا علم ہو ۔ یہ جنرل بجٹ یا کسی بل پر تقریر نہیں ہے ۔ ایسے فاضل اراکین بھی ہیں جنہوں نے یہاں حکومتی پارٹی کی طرف سے تقاریر کی ہیں جن کو غالباً یہ علم نہیں ہے کہ حکومت کی اس میں پالیسی کیا ہے ۔ اب نام میرے پاس آ گئے ہیں ۔ میری خواہش ہے کہ میں سب کو

پکاروں مگر جمہوری طرز حکومت میں ایک بنیادی اصول یہ ہوتا ہے کہ ایسی باتیں جو گورنمنٹ کے behalf پر کہی جائیں وہی کہیں جنہیں گورنمنٹ کی اداروں تک رسائی ہو۔ اور جو گورنمنٹ کی policies formulate کرتے ہیں۔ یہاں بات گورنمنٹ کے behalf پر ہوتی ہے پارلیمانی پارٹی کے behalf پر نہیں ہوتی۔ مگر ایسے معلوم ہو رہا ہے جیسے یہاں باتیں پارلیمانی پارٹی کے behalf پر ہو رہی ہیں۔ محمد حنیف رامے صاحب۔

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے)۔ جناب سپیکر۔ آج کی بحث واقعی سیرحاصل ہے۔ بحث کا مجموعی ماحول خوشگوار رہا۔ بے شک حزب اختلاف کے دوستوں اور حزب اختلاف کے قائد نے ہم پر تنقید کی لیکن ہم خوشی/ سے اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کہیں کہیں اس میں تلخی کے باوجود مجموعی طور پر یہ تنقید تعمیری کہلا سکتی ہے۔ جناب والا۔ ہماری جانب سے بھی تقاریر ہوئی ہیں ان میں/ بھی کہیں کہیں شوخی۔ کہیں کہیں تندی اور تیزی ہوگی لیکن اس میں بھی اپوزیشن کے احترام کو ملحوظ رکھا گیا۔

جناب والا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج جس مسئلے پر بحث کر رہے/ ہیں۔ اس میں ہمارے لیے جو بات پریشانی کا باعث ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے بعض دوست یہ سمجھتے ہیں کہ سیاسی صورت حال تشویشناک ہے۔ لیکن اگر سیاسی سطح پر ہم اس/ رویے کو اس ایوان کے باہر پھیلا سکیں ہم اس کو اپنی عام زندگی میں جاری و ساری کر سکیں تو میں اپنے ساتھیوں کی جانب سے حزب اختلاف کو یقین دلاؤنگا کہ باہر/ سے بھی سیاسی فضا یقیناً درست ہو جائے گی۔ ①

جناب والا۔ جمہوریت اپنی جگہ ایک نظام ہے۔ یہ انسانوں کا بنایا ہوا نظام ہے اور اس کو خدا ولد کریم کی تائید بھی حاصل ہے۔/

جناب والا۔ اس کے باوجود جمہوریت کوئی خدا نہیں ہے۔ جمہوریت کا ایک اصول ہے اور وہ یہ ہے کہ مشورہ کرنا۔ جناب والا۔ ~~جمہوریت~~ مختلف

ادوار میں مختلف طبقات میں اور قوموں کی تاریخ میں مختلف مرحلوں میں مختلف صورتیں عمل میں رہیں ۔ اس لیے کسی ایک طرز کو جمہوریت کا انصاف نہیں کہا جا سکتا ۔ ہر قوم نے اپنے دور میں اپنے حالات اور اپنے عقائد کے مطابق جمہوریت کا ایک اسلوب چنا ہے اور وہی ملک کے لیے صحیح جمہوریت ہوتی رہی ہے ۔ جناب والا ۔ جمہوریت کے بارے میں یہ بات سب کو مان لینی چاہیے ۔ اور یہ میری یا کسی شخص کی خواہشات کی تکمیل کا نام نہیں ۔ جمہوریت دراصل دوسرے کے حقوق اور دوسرے کی خواہشات کے احترام کا نام ہے ۔ اس لیے اگر آج کے دور میں کوئی ولی خان یا کوئی اصغر خان یہ کہتا ہے کہ جمہوریت ملک میں نہیں ہے کیونکہ اس کی خواہشات کی تکمیل کے آگے کچھ رکاوٹیں ہیں ۔ تو پھر ہو سکتا ہے کہ وہ غلط کہتے ہوں اس لیے کہ جمہوریت کا مطلب یہ ہے کہ اس ملک میں اکثریت کیا چاہتی ہے ۔ اور اس میں کسی ولی خان اور کسی اصغر خان کی اپنی ذاتی خواہشات کہیں جا کے ختم ہو جانا چاہیں ۔ کیونکہ اس سے آگے وہ بڑھیں تو پھر وہ اکثریت کے حقوق کی پامالی کریں گے ۔ جناب والا ۔ اس لیے جمہوریت کے اوپر کبھی دستور کی کبھی مذہب کی اور کبھی دین کی حدود لگائی جاتی ہیں ۔ اس لیے جمہوریت کبھی مادر پدر آزاد نہیں ہو سکتی ۔ ہم اس جمہوریت کے قائل ہیں جو اکثریت کی جمہوریت ہے ۔ ہم اس جمہوریت کے قائل نہیں جو آج تک ہمارے ملکوں میں انگریزوں نے مسلط کیے رکھی تھی ۔ جناب والا ۔ اس ایوان میں تقسیم سے پہلے جمہوریت کی بنیادوں پر اسمبلیاں بھی بیٹھتی رہیں لیکن وہ جاگیرداروں کی جمہورایت تھی ۔ وہ سرمایہ داروں کی جمہوریت تھی ۔ ہم نے اس جمہوریت کو بدل دیا ۔ اس میں صرف ایک اقلیت کو یہ حق حاصل ہوتا تھا کہ وہ اپنے اثر و رسوخ کی بنا پر اسمبلیوں میں پہنچ جائیں اور وہ یہ سمجھیں کہ جو فیصلہ وہ اکثریت کر رہی ہے وہی اس ملک کی اکثریت کا فیصلہ ہے ۔ لیکن اب سچے معنوں میں ایک عوامی جمہورایت کا دور آیا ہے ۔ اس لیے اس جمہوریت میں جب ایک ایسے معاشرے کو ہم قائم کر رہے ہیں جو ابھی پوری طرح غیر طبقاتی معاشرہ نہیں ہوا جو طبقات میں بٹا ہوا معاشرہ ہے ۔ اس میں

یقیناً کبھی ایک طبقہ اوپر آئے گا یہاں تک کہ وہ جد و جہد جو ہم نے شروع کی ہے ۔ جو غیر طبقاتی معاشرہ ہم قائم کر سکیں وہ جد و جہد پایہ تکمیل کو پہنچے ۔ اس کے بعد ہو سکتا ہے کہ جو جمہوریت ہم نافذ کریں اس میں تمام لوگوں کا ۔ تمام انسانوں کا اور تمام افراد کا صحیح معنوں میں احترام کیا جا سکے لیکن ایک طبقاتی معاشرے میں یہی ہوگا کہ جو طبقات اوپر آئیں گے اور ان کے مقابلے میں جو طبقات نیچے ہو جائیں ان کو کوئی نہ کوئی تکلیف پہنچے گی ۔

جناب والا ۔ پہلے تکالیف غریبوں کو ۔ مزدوروں کو ۔ کسانوں کو ۔ غریب شہریوں کو ۔ کلرکوں کو اور ان کے بچوں کو پہنچا کرتی تھی ۔ اب اگر وہ زمانہ بدلا ہے اور خدا وند کریم کے قول کے مطابق جو زمین میں کمزور کر دیئے گئے تھے ان کو آج زمین کا وارث بنا دیا گیا ہے ۔ تو پھر ان لوگوں کو تھوڑی سی تکلیف برداشت کر لینی چاہیے ۔ کل تک جاگیرداروں میں شمار ہوتے تھے ۔ آج اگرچہ ان کی جاگیرداری اور سرمایہ داری میں کچھ کمی آ گئی ہے لیکن اس بات کی کوئی کمی نہیں آئی کہ وہ آج بھی جاگیرداری اور سرمایہ داری نظام کے ترجمان ہیں ۔ اس لیے ان ترجمانوں کو یا ان لوگوں کو جو براہ راست جاگیرداروں اور سرمایہ داروں میں شامل ہیں اس طبقاتی دور میں جو عوامی جمہوریت قائم کی جائے گی اس میں وہ یقیناً کچھ گھٹن اور کچھ حبس ضرور محسوس کریں گے ۔

جناب والا ۔ جیسے میں نے کہا کہ جمہوریت کوئی خدا نہیں ۔ جمہوریت ہمارے دور میں اور ہماری صفوں میں قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ علیہ سے زیادہ کسی کو عزیز نہیں ہو سکتی تھی ۔ لیکن تاریخ کے وہ طالبعلم آج یہ بتا سکیں گے کہ جب ہندو کے مقابلے میں مسلمان ایک جد و جہد کر رہے تھے تو کیا یہ قائد اعظمؒ نہیں تھے جنہوں نے انگریز کے اس کیبنٹ مشن کو رد کر دیا تھا جس میں انہوں نے یہ چاہا تھا کہ مسلمان جمہوریت کے نظام کو مان لیں ۔ قائد اعظمؒ نے کہا تھا کہ اس پارلیمانی جمہوریت کے نظام میں مسلمانوں

کو اپنے حقوق ہندوستان میں حاصل نہیں ہو سکتے ۔ اس لیے ہم اپنا الگ وطن بنائینگے ۔ اس جمہوریت میں کیا ہونا تھا ؟ اس جمہوریت میں یہ ہونا تھا کہ ہندوؤں کی اکثریت ہوتی اور جو قانون وہ بنانا چاہتے وہ بناتے ۔ مسلمانوں کو ان کے دین ۔ ان کی ثقافت اور ان حقوق کے مطابق کوئی بات کرنے کا اختیار حاصل نہ ہوتا ۔ اس لیے جمہوریت کو اس طرح سے پوجا نہیں جا سکتا اور جمہوریت سے بڑھ کر اس ملک کا وجود ۔ اس کی سالمیت اور اس کی وحدت ہے ۔ ہم وحدت ور سالمیت کے لیے دیکھیں کہ جمہوریت کس حد تک ہم چلا سکتے ہیں ۔ اس میں کس حد تک ہم آگے جا سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہم اس ملک کی سالمیت اور وحدت میں ایک انہایت اہم اور نہایت زبردست کردار ادا کر سکتے ہیں ۔ اس لیے ہم نے ایک اصول کے طور پر اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ جمہوریت ہماری سیاست ہے لیکن جناب والا ۔ آج یہ کہا جاتا ہے کہ شاید کچھ اور لوگ جمہوریت کے چیمپین ہیں اور ہم نے جمہوریت کی روش ترک کر دی ہے ۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ جب اس ملک میں فوجی آمریت قائم ہوئی ۔ وہ ایوب کی آمریت ہو یا یحییٰ کی آمریت ہو تو پیپلز پارٹی کے سوا کونسی جماعت تھی جو آج متحدہ محاذ میں شامل ہے جس نے اس آمریت کے ساتھ ٹکر لی اور ان اونچے سنگھاسنوں سے گرا کر زمین کے بل گرا دیا ۔ ان کو پاش پاش کر دیا ۔ کسی کا خون بہا ۔ کس کا پسینہ بہا ۔ اس وقت ولی خان اور یہ اصغر خان کہاں تھے وہ مسلم لیگ کے لیڈر ۔ حقیقت ہے کہ آمریت کا مقابلہ اگر اس ملک میں کسی نے کیا ہے تو صرف اور صرف پیپلز پارٹی نے کیا ہے ۔

جناب والا ۔ آج ہمیں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ پولیس ۔ فیڈرل سیکورٹی پولیس ۔ ساری فوج کے حوالے کر دو ۔ نہیں ۔ ہم کوئی چیز فوج کے حوالے نہیں کرنا چاہتے ۔ ہم فوج کو اپنے اندر رکھنا چاہتے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہم فوج کو اپنے تحت رکھنا چاہتے ہیں ۔ جب بھی آپ اس ناکامی کا اعتراف کرینگے کہ ہم سے اس ملک کا لاء اینڈ آرڈر نہیں سنبھالا جاتا فوج آئے اور وہ سنبھالے ۔ اس سے

بہتر ہے کہ ہم pack up کر کے چلے جائیں۔ ہم نے اس بات کے لیے تو جد و جہد کی تھی کہ ہم یہ کہتے تھے کہ ہمارے پاس عوامی طاقت ہے تو ہم اس ملک میں لاء اینڈ آرڈر کو قائم کر سکتے ہیں۔ ہم کسی صورت میں اس قسم کی تجویز کو قبول نہیں کر سکتے۔ یہ کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے کہ آپ پھر فوج کو کسی نہ کسی شکل میں لانا چاہتے ہیں۔ آپ اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں کہ آپ اس ملک کے عوام کے مسائل حل نہیں کر سکتے اس لئے فوج کو دوبارہ اور بار بار لانا چاہتے ہیں۔

جناب والا۔ ہمیں جمہوریت کا طعنہ دیا جاتا ہے اور ہمیں کہا جاتا ہے کہ ہم جمہوریت کی روش کو ترک کر رہے ہیں۔ جناب والا۔ اس ملک میں پہلی دفعہ جب ایوب خان نے مارشل لا لگایا تھا جس کو یحییٰ خان نے جاری رکھا اس مارشل لا کو آخر کس نے برطرف کیا۔ کس نے اس کو معطل کیا اور کس نے اس کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا اور ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا؟ یہ مارشل لا ذوالفقار علی بھٹو نے ختم کیا اور وہ کون ہے جس نے اس ملک کو ایک دستور دیا تا کہ یہ ملک جمہوریت کی راہ پر گامزن ہو پہلی دفعہ عوام کے نمائندوں پر مشتمل ایک اسمبلی نے تمام سیاسی جماعتوں کی اتفاق رائے سے ایک دستور بنایا۔ کس نے یہ کوشش کی۔ کس کو یہ سعادت نصیب ہوئی۔ یہ کس کا کریڈٹ ہے؟ جناب والا۔ ہم اس کے کیسے خلاف ہونگے۔ لیکن آپ بھی اور ہم بھی جانتے ہیں کہ جمہوریت کون نہیں چاہتا۔ جو دستور نہیں چاہتے اس لیے کہ دستور ہوگا تو اس کے مطابق جمہوریت ہوگی۔ ہم میں سے کس نے کہا ہے کہ ہم اس دستور کو نہیں مانتے۔ کس نے کہا ہے؟ یہ اصغر خان نے کہا ہے۔ کس نے اس بات کی نمائندگی کی کہ غیر دستوری طاقتیں اس ملک میں برسر اقتدار آنی چاہئیں؟ کس نے کہا کہ دستوری اور قانونی طور پر قائم شدہ حکومت کو غیر قانونی اور غیر دستوری ذرائع سے ختم کیا جا سکتا ہے؟ یہ اصغر خان نے آواز اٹھائی ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ یہ لوگ جو جمہوریت کا نام لیتے ہیں یہ یو۔ ڈی۔ ایف میں ایک سے ایک بڑا جمہوریت کا ٹھیکیدار بیٹھا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ وہ اصغر خان کے خلاف آواز اٹھاتے لیکن انہوں نے کیا کیا کہ یو۔ ڈی۔ ایف کی جس میں تمام سیاسی جماعتیں شامل ہیں اس کی صدارت

اصغر خان کو پیش کی۔ اس کا کیا مطلب ہے ؟ اس کا ایک ہی مطلب ہے کہ یہ منہ سے جمہوریت کا نام لیتے ہیں لیکن اپنا سر براہ اس شخص کو بنانے کے لیے تیار ہیں جو آج دستور کے خلاف آواز اٹھاتا ہے ۔ جو گولی کی بات کرتا ہے ۔ جو یہ کہتا ہے کہ یہ حکومت انتخابات سے نہیں بدلی جا سکتی ۔ اس کو گولی سے بدلا جا سکتا ہے ۔ جناب والا یہ ہے انکی جمہوریت ۔ یہ وہ لبادہ ہے ۔ جو انہوں نے اوڑھ رکھا ہے اور یہ جانتے ہیں کہ جلسے کی زبان میں جلوس کی زبان میں جس کا نام انہوں نے بہت لیا ہے اس زبان میں یہ پیپلز پارٹی کو شکست نہیں دے سکتے ۔

جناب والا ۔ آج ہمیں چیلنج کیا گیا کہ آؤ ہمارے مقابلہ میں جلسہ کر لو ۔ ہم یہ جلسہ اس دن سے کر رہے ہیں جس دن پیپلز پارٹی کی ابتدا ہوئی تھی ۔ اس دن سے جب جلسہ ہوتا ہے ۔ باقی لوگوں کو جلسیاں ہوتی ہیں ۔ جناب والا ۔ ایک جلسہ آسمان کی آنکھ نے 1970 میں دیکھا تھا جو انتخابی مہم میں ہوا تھا ۔ پیپلز پارٹی ایک جلسہ اور منعقد کرنے والی ہے ۔ بار بار یہ مطالبہ ہوتا تھا کہ دستور کے بعد ذوالفقار علی بھٹو کو چاہئے کہ وہ دوبارہ انتخابات کرائے ۔ تو پھر کیا ہوا ۔ وہ بولتی ہوئی زبانیں کیوں بند ہو گئی ؟ وہ اس لیے بند ہو گئیں کہ جب انتخابات کا آج کے دور میں نام لیا گیا تو پھر ایک جلسہ منعقد کرنے کا موقع فراہم کیا جاتا یا ہو سکتا تھا کہ موقع پیدا ہوتا ۔ تو پھر آپ نے اس جلسے کا کیوں نہیں استقبال کیا ؟ کیوں نہیں آنے کے لیے تیار ہوئے ؟ کیوں آج ایک شخص بھی خواب میں انتخاب کا نام نہیں لیتا ؟ جس دن سے نوائے وقت نے ایڈیٹوریل لکھا کہ اپوزیشن کے بیوقوف رہنماؤ ۔ تم روز مطالبہ کرتے ہو کہ انتخاب کراؤ ۔ تمہیں پتہ نہیں کہ پیپلز پارٹی میں کتنی طاقت ہے ۔ وہ تو انتخابات کو جیت جالیگی اور تمہیں جو 30/20 سیٹیں ملی ہوئی ہیں وہ بھی نہیں ملیں گی ۔ اس دن سے مجال ہے کہ کسی شخص نے دوبارہ انتخاب کا نام لیا ہو ۔ جناب والا ۔ یہ لوگ اکٹھے ہوئے ہیں ۔ بڑی اچھی بات ہے ۔ میرے قائد نے کہا ہے کہ انہیں اکٹھے ہونا چاہئے ۔ سارے گندے انڈے اکٹھے ہو جائیں پھر عوام ان سب کو ایک ٹھوکر سے ختم کر دیں گے ۔ جناب والا ۔ لیکن کس طرح کے لوگ اکٹھے ہوئے ۔

میرے بہت سے دوستوں نے وضاحت کی ۔ جناب والا ۔ آپ جانتے ہیں کہ ایوب خان کی حکومت تھی اس کی سب سے بڑی دشمن جماعت جماعت اسلامی تھی ۔ مسلم لیگ اور جماعت اسلامی صبح شام اینٹ کتے کی طرح لڑے ۔ جناب والا ۔ یہی حال جمیعت/ اور جماعت اسلامی کا ہے ۔ دونوں مولوی ہیں لیکن دونوں اکٹھے نہیں ہیں دو ملاؤں میں مرغی حرام ۔ جناب والا جماعت اسلامی اور نیپ اکٹھی نہیں ہو سکتی ۔ پھر کونسی بات ہے کہ انکو اکٹھا کر گئی ایک بات یہ ہے کہ یہ سب لوگ وہی ہیں یہ مسلم لیگ کے لوگوں کو چھوڑ کر وہی ہیں جو پاکستان کے خلاف تھے ۔ چلئے اب یہ پاکستان کے ہمدرد ہو گئے ہونگے ۔ بہت اچھی بات ہے ۔ ہم تبدیلی ہیئت کے قائل ہیں ہم سمجھتے کہ انسان بدل جاتا ہے ۔ لیکن اب کونسی بات ہے کہ ان کو اکٹھا کر گئی ۔ ایک بات ہے عوام کی دشمنی اور ذوالفقار علی بھٹو کی دشمنی ۔ لیکن یہ ایک منفی قسم کا اتحاد ہے ۔ یہ زیادہ دیر تک نہیں چل سکتا اور یہ لوگ بھی جانتے ہیں کہ ہم زیادہ دیر نہیں چل سکتے ۔ وہ اصغر خان کو کہتے ہیں کہ تم ہمارے صدر بن جاؤ اور اصغر خان کو بھی پتہ ہے کہ ان لوگوں نے ان کے ساتھ دو دن نہیں چلنا ۔ یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے مادر ملت سے وعدہ خلافی کی ۔ جب ان کا ساتھ نہیں دے سکے/تو یہ اصغر خان کا ساتھ کیا دینگے ۔ وہ بھی جانتے ہیں ۔ اس لیے وہ کہتا ہے کہ بخشو ۔ میں آپ کا صدر نہیں بنتا ۔ جناب والا ۔ یہ کیفیت ہے ۔ اور اصغر خان یہ کہتے ہیں کہ جانتے ہو ۔ جلسے ، جلوسوں ، انتخابات اور جمہوریت کے طریقے سے یہ حکومت نہیں بدلی جا سکتی ہے حکومت نے ایسا کونسا گناہ کیا ہے ؟ یہی کہ ارض مقدس کے کھوئے ہوئے پانچ ہزار مربع میل کو واپس لے کر وطن میں شامل کر دیا ۔ یہ گناہ کر دیا کہ بے زمین کسانوں کو زمین دینے کے لیے زرعی اصلاحات کرا دیں ۔ یہ گناہ کیا کہ غریبوں کے بچوں کے لیے مفت تعلیم کا انتظام دیا ۔ یہ گناہ کیا کہ مزدوروں کے لیے لیبر پالیسی بنا دی ۔ یہ گناہ کیا کہ وہ بڑے بڑے سرمایہ داروں کو جو ملک کی دولت کو لوٹ رہے تھے ان کے بڑے بڑے کارخانوں کو قومی ملکیت میں لے لیا ۔ یہ گناہ کیا کہ بنکوں کا رخ جو اس سے پہلے داؤدوں اور سہگلوں کے لیے کھلا تھا/اب وہ غریبوں کے لیے

کھول دیا - غریبوں کو قرضے دئے۔ اس لیے اس کا نقشہ الٹ دیں - جناب والا - اس حکومت نے اقتصادی پالیسیاں اختیار کیں جن کے نتیجے میں اس ملک کی بر آمدات مجموعی طور پر جب پاکستان اکٹھا تھا اس بڑھ گئی - کپاس کی قیمت کاشتکاروں کو دوگنی ملی - گنے کی قیمت دوگنی کر دی - چاول کی قیمت دوگنی ملی - وہ ملک جس کے 85 فیصد عوام دیہات میں رہتے ہیں - کیا وہ اس حکومت کو بدلنا چاہنگے - یہ جانتے ہیں کہ جمہوریت کے واستے سے حکومت کو بدلا نہیں جا سکتا اس لیے یہ دو پردہ ایسا ماحول پیدا کر رہے ہیں جس میں تشدد کی بات ہو اور تشدد کی ابتدا خود کرتے ہیں - یہاں بہت جلسوں کا ذکر آیا - راولپنڈی ، ملتان اور لاہور کے جلسوں کا ذکر آیا - اول تو کہیں تشدد نہیں ہوا - پنڈی کے جلسے میں کوئی بات نہیں ہوئی - جناب والا - اسی پنڈی میں ایک جلسہ ہوا تھا جب پیپلز پارٹی کی کنونشن تھی اور قائد عوام نے اسی جگہ جلسہ کیا تھا - کیا اس جلسے میں پی پی کے لوگوں نے گولی چلائی تھی یا ان مقدس معصوم ہاتھوں نے جن کو سنا ہے اب لوگ چوم رہے ہیں ان ہاتھوں نے گولی چلائی تھی - تشدد کیا تھا - تشدد کی ابتدا جب کی جاتی ہے تو تشدد کا ایک اصول ہے کہ تشدد سے تشدد پیدا ہوتا ہے - اگر آپ چاہتے ہیں کہ تشدد نہ ہو تو اس کی ابتدا نہ کریں - ہم نے تو ابتدا ہی سے ان کو سینے سے لگایا تھا - ہمارے قائد نے کہا تھا کہ آؤ اس کشتی کو مل جل کر ساحل مراد تک پہنچائیں - پھر کتنے دن لگے کہ تم لوگوں نے اپنے ان دانتوں سے جو اتنے سالوں سے لوگوں کا استحصال کرتے کرتے تیز ہوتے تھے اسی کشتی کے بندوں کو کترنا شروع کر دیا - چار دن تم نے انتظار نہ کیا کہ پاکستان میں دم تو آ جائے پھر ہم یہ کہیں کہ جناب والا - ہمارے ساتھ تعاون نہیں ہوتا - ہمارے ساتھ بہتر سلوک نہیں ہوتا - قائد عوام نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے ہمیشہ یہی کہا ہے کہ انہوں نے مارشل لاء ہٹایا - اسمبلیاں جاری کیں انھوں نے دستور بنایا اب ایک فضا چاہئے - آپ ہم مل کر اس پاکستان کو زندہ رو تابندہ رکھتے اور آگے بڑھنے کے لیے ایک فضا بنائیں -

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

لیکن یہ فضا ہمارے ہاتھ میں نہیں اس میں آپ کا ہاتھ سب سے پہلے شامل ہے۔ ہمارے لیے مصیبت یہ ہے کہ جب ایکہ ایسا ماحول پیدا کر دیا جائے حکومت کے طور پر ہمارا فرض ہے کہ ہم امن و امان قائم کریں۔ اگر یہ امنی کی کوشش ہوگی۔ اگر اس میں کچھ لوگ ایسی باتیں کریں گے جو دستور سے ماورا ہوں گی۔ جو قانون سے ہٹ کر ہوں گی۔ جو گولی کی ہولی اور جمہوریت کی نہیں ہوگی تو حکومت کے پاس اس کے سوا کیا چارہ کار رہ جاتا ہے کہ وہ ان گولی کی بات کرنے والوں کے منہ کو کچھ دیر کے لیے روکیں۔

جناب والا۔ مجھے احساس ہے کہ بہت سی تقاریر ہوئی ہیں۔ بہت سی باتیں ہوئی ہیں۔ میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم جمہوریت کے لیے تیار ہیں۔ ہم نے جمہوریت کے لیے جد و جہد کی ہے۔ ہم نے جمہوریت کی فضا پیدا کی ہے۔ آپ جمہوریت چاہتے ہیں تو آئیے ہم آپ کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ آپ جمہوریت چاہتے ہیں تو ہم اس کے لئے مکمل طور پر دل و جان سے حاضر ہیں لیکن اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ جمہوریت اکثریت کی رائے سے چلتی ہے۔ اکثریت نے پاکستان پیپلز پارٹی کو حکومت کرنے کا حق دیا ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ بر سر اقتدار آئیں تو سیاست میں ہر شخص کے لیے یہ حق ہے اگر وہ چاہے کہ وہ بر سر اقتدار آئے اس کا منشور عمل میں آئے تو آپ کوشش کیجئے کہ اکثریت آپ کے حق میں ہو۔ جب تک آپ ایسا نہیں کرتے آپ اس بات کے لیے تیار رہیئے کہ پاکستان پیپلز پارٹی عوام کی حمایت سے، اس کی تائید سے بیس سال۔ چالیس سال بھی اگر قائم رہتی ہے اور حکومت کرتی ہے تو کرے۔ یہ الگ بات ہے کہ عوام ہمیں رد کر دیں۔ دو سال کے بعد عوام میں غیر مقبول ہو جائیں لیکن جو جمہوریت کے قائل ہیں وہ اس بات کے قائل ہیں کہ جو جماعت اکثریت رکھتی ہے وہ جماعت حکومت کرے۔ کیا ہمارے ہمسایہ ملک میں اس کی مثال ہے۔ جب ہم اور ہندوستان دونوں اکٹھے آزاد ہوئے کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ جواہر لال نہرو نے تقریباً پندرہ سولہ سال تک ہندوستان میں حکومت کی؟ جس دن سے ہندوستان آزاد ہوا ہے کیا ایک ہی پارٹی یعنی کانگرس پارٹی وہاں حکومت نہیں کرتی ہے؟ پھر کیا وجہ ہے کہ وہاں کی جماعتیں کوئی غیر جمہوری

راستہ اختیار کرنے کی بات نہیں کرلیں۔ اس لیے کہ ان لوگوں نے اس بات کو سمجھ لیا ہے کہ اگر عوام کی اکثریت کسی ایک پارٹی کو کئی مرتبہ بھی منتخب کرتی ہے تو اسے اس بات کا حق ہے کہ وہ پارٹی حکومت کرے۔ اس لیے ہم آپ کو یہ حق دیتے ہیں کہ آپ عوام کے پاس جائیں۔ عوام سے کہیں کہ وہ آپ کی بات سنیں۔ لیکن پہلے خدا کے لیے اپنی کوئی بات تو بنا لیں۔ آپ کے پاس کوئی منشور نہیں ہے۔ کوئی پروگرام نہیں ہے۔ اتنے بہت سے لوگ جو ایک دوسرے کے مخالف رہے ہیں۔ جو ایک دوسرے کے پاس بیٹھ نہیں سکتے پھر بھٹو دشمنی اور عوام دشمنی اکٹھے ہو گئے ہیں۔ پھر وہ عوام کو کیا بتائیں؟ بہر حال آپ کو حق ہے آپ کا کام ہے کہ آپ اپنا منشور بنائیں۔ اپنا پروگرام بنائیں۔ آپ اس کو عوام کے پاس لے کرجائیں۔ ہم بھی اپنا پروگرام۔ اپنا منشور اور اپنا عمل لیکر عوام کے پاس جائیں۔ اگر عوام ساتھ ہیں تو ہمیں حق ہے کہ ہم حکومت کریں۔ اگر عوام آپ کا ساتھ دیتے ہیں تو ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں ہم آپ کے راستے میں مزاحم نہیں ہوں گے۔

جناب والا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آج کی بحث کو ختم کرتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ اب ایوان کی کارروائی 6 جون 1973ء آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس 6 جون 1973ء بروز بدھ 8 بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی کا اجلاس چہارم

بدھ - ۶ جون ۱۹۷۳ء

(چہار شنبہ ۴ جمادی الاول ۱۳۹۳ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ۸ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝
وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ
فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝

پ ۲۰ : س ۲۹ : ع ۱۳ : آیات ۶ تا ۹

ترجمہ:- اور جو شخص محنت کرتا ہے تو وہ اپنے ہی فائدے کے لئے محنت کرتا ہے اور اللہ تو سارے جہانوں سے بے پرواہ ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے ہم ان کی برائیوں کو ان سے دور کر دیں گے اور ان کو ان کے کاموں کا نہایت ہی اچھا بدلہ دیں گے اور ہم نے انسان کو اس کے اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے کہ اگر تیرے ماں باپ در پے ہوں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک بنائے جس کی حقیقت کا تجھے علم نہیں ہے تو ان کا کہنا نہ ماننا۔ کیونکہ تم سب کو میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے پھر جو کچھ تم کرتے تھے میں تم کو بتا دوں گا۔ اور جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور اچھے کام کرتے رہے ان کو ہم نیک لوگوں کے زمرے میں شامل کریں گے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ

مسٹر سپیکر ۔ وقفہ سوالات ۔

میاں مصطفٰی ظفر قریشی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ ایوان میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ کورم نہیں ہے ۔ ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ کورم پورا ہوگیا ہے ۔ شیخ محمد اصغر ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

صوبہ پنجاب میں ناجائز شراب کشید کرنے والی بھٹیاں

***2820** ۔ شیخ محمد اصغر ۔ کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں 1972ء ۔ 1971ء اور 1973ء میں آج تک ناجائز شراب کشید کرنے والی کتنی بھٹیاں پکڑی گئیں ۔

(ب) اس الزام کے تحت مذکورہ بالا مدت میں کتنے ملزم گرفتار کئے گئے ۔

وزیر آبکاری و محصولات (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) صوبہ پنجاب میں 1972ء ۔ 1971ء اور 1973ء میں تا اختتام ماہ مارچ علی الترتیب تین سو بارہ (312) دو سو ستانوے (297) اور ایک سو چالیس (140) ناجائز شراب کشید کرنے کی بھٹیاں پکڑی گئی ہیں ۔

(ب) مذکورہ بالا مدت میں گرفتار کئے جانے والے ملزمان کی تعداد علی الترتیب تین سو چھبیس (326) تین سو دس (310) ایک سو سنتالیس (147) ہے ۔

میاں مصطفٰی ظفر قریشی ۔ جناب والا ۔ جو فگرز دی ہوئی ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شراب کشید کرنے کی بھٹیاں جتنی پہلے سال پکڑی گئیں اس کے بعد سے کم پکڑی گئی ہیں ۔ ایسا کیوں ہو رہا ہے ۔ کیا اس چیز پر چشم پوشی کی جا رہی ہے یا ضرورت کے تحت ایسا کیا جا رہا ہے ؟

وزیر آبکاری و محصولات ۔ یہ اچھا سوال ہے ۔ اصل میں بھٹیوں کی تعداد 1973ء کے سلسلے میں دی گئی ہے ۔ اس میں آپ نے نوٹ نہیں فرمایا کہ تا اختتام ماہ مارچ لکھا ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ 1973ء میں صرف جنوری سے مارچ تک کی فگرز 140 ہے ۔ یہ تین مہینے ہوتے ہیں اگر 3 مہینوں میں 140 ہیں تو اگلے تین ماہ میں اور 140 ہوں گی اور اس سے اگلے تین ماہ میں مزید 140 یعنی 6 ماہ میں مزید 280 اور ہوں گی اس طرح سال میں 560 ہو جائیں گی جو پہلے کی 312 کی فگرز سے زیادہ ہوگی ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ کیا یہ درست ہے کہ ایک بھٹی وزیر صاحب کی کوٹھی میں بھی لگی ہوئی ہے ؟

وزیر آبکاری و محصولات ۔ کون سے وزیر صاحب کی کوٹھی پر لگی ہوئی ہے ؟

میاں خورشید انور ۔ آپ کی کوٹھی پر ۔

وزیر آبکاری و محصولات ۔ جب آپ تشریف لاتے ہیں تو وہ چلتی ہے اور آپ کو اس سے مستفیض ہونے کی سہولت دی جاتی ہے ۔

(قہقہہ)

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ ۔ جناب والا ۔ 1972ء کا سال بھی درمیان میں آتا ہے جو آپ نے miss کر دیا ہے اور اس میں figures کم ہیں ۔

وزیر آبکاری و محصولات ۔ بجا ہے کہ 312 اور 297 میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے ۔ 297 بھی تقریباً 300 ہی ہوتے ہیں ۔ اس لئے اس میں کوئی خاص فرق نہیں ہے البتہ 1973ء کی figure 3 مہینے کی ہے اور یہ پورے سال کی figure ہے ۔ اور ہو سکتا ہے کہ شائد اس سے اب figure بڑھ ہی جائے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ جناب والا ۔ پچھلے بجٹ اجلاس میں جناب کے الفاظ میرے کانوں میں ابھی تک گونج رہے ہیں " کہ میری پارٹی کے کارکن بیچارے دیسی شراب کشید کی ہوئی پیتے ہیں " ۔ یہ میں دکھا سکتا ہوں ۔ میرا مطلب یہ ہے کہ کہیں اس سلسلے میں توازن کو patronize نہیں کیا جا رہا ؟

وزیر آبکاری و محصولات ۔ میں نے یہ ہرگز نہیں کہا تھا کہ مہوری جماعت کے کارکن دیسی شراب پیتے ہیں ۔ میں نے یہ کہا تھا کہ غریب لوگ عموماً ناجائز کشید کی ہوئی شراب استعمال کرتے ہیں کیونکہ یہ سستی ہوتی ہے ۔ لیکن یہ مضر صحت ہے اس لئے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو زیادہ سے زیادہ ختم کیا جائے ۔

میاں خورشید انور ۔ کیا وزیر موصوف اس فعل کو غیر اسلامی سمجھ کر بند نہیں کر سکتے بجائے اس کے کہ وہ گھٹیا اور مضر صحت ہوتی ہے اس لئے اس کو بند کیا جا رہا ہے ؟

وزیر آبکاری و محصولات ۔ اسی لئے اسے پنجاب میں بند کیا ہوا ہے ۔ پنجاب میں شراب کی مکمل ممانعت پہلے سے ہے ۔ صرف ان لوگوں کے لئے جن کو ہیلتھ سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے کہ یہ اس کے بغیر نہیں رہ سکتے ان کو اجازت دی جاتی ہے باقی غیر مسلموں کے لئے ہے ۔ ہم اس کو غیر اسلامی سمجھتے ہیں ۔ اس لئے ایک عرصہ سے پنجاب میں بند ہے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ وہ بدنصیب گرفتار شدہ ملزمان جن کی تعداد دی گئی ہے ۔ ان میں سے کوئی سزا یاب بھی ہوا ہے ؟

وزیر آبکاری و محصولات - جو فہرست دی گئی ہے ان سے تقریباً آدھے لوگوں کے cases کا فیصلہ ہو چکا ہے ۔ آدھے کیس ابھی تک عدالتوں میں زیر سماعت ہیں اس لئے کہ فرسٹ کلاس مجسٹریٹوں کے پاس تقریباً ایکسائز کے کیسز تقریباً 5 ہزار ہیں اور pending ہیں - جو میں نے پچھلے 3 سالوں کی ترتیب بتائی ہے اس میں سے ہمارا اندازہ ہے کہ تقریباً آدھے لوگوں کے کیسز کا فیصلہ ہو چکا ہے ۔ قانون کے مطابق ان کو مناسب سزائیں ملی ہیں ۔ سزاؤں کی میعاد جو ہوتی ہے وہ دو سال قید زیادہ سے زیادہ ہے اور دو ہزار روپے جرمانہ ہے ۔ اس سے نیچے ۔ اس کے درمیان یا اس قسم کی انتہائی سزا دی جا سکتی ہے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ شکریہ ۔

چوھڑکالہ میں سینما لالہ زار کے مالک کا سرکاری ٹیکس کی ادائیگی میں بد دیانتی کرنا

*2843 - سردار محمد عاشق ۔ کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چوھڑکالہ میں سنیما لالہ زار کے مالک سرکاری ٹیکس کی ادائیگی میں بد دیانتی سے کام لیتے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سنیما کے مالک کا پیشتر ازیں 4 دفعہ ٹیکس چوری کرنے کے سلسلے میں چالان کیا گیا ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سنیما کا لائسنس منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک اور اگر نفی میں ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر آبکاری و محصولات (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) ٹیکس کی چوری کے متعدد کیسوں کی بنا پر ایسی رائے کا جواز ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) ٹیکس کی چوری کے خلاف کارروائی تفریحی ٹیکس ایکٹ کے تحت عمل میں آتی ہے ۔ چونکہ اس ایکٹ کے تحت محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کو سنیما کا لائسنس منسوخ کرنے کا اختیار نہیں ۔ اس لئے محکمہ ایسی کارروائی نہیں کر سکتا ۔ سنیما کا لائسنس سنیما ٹو گراف ایکٹ کے تحت جاری یا منسوخ ہوتا ہے ۔ اور اس ایکٹ کی خلاف ورزی پر لائسنس کی منسوخی کا اختیار ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو ہے ۔ البتہ اس کیس میں ٹیکس کی چوری کے کوائف ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو مہیا کر دئیے جائیں گے ۔ تا کہ لائسنس کی سالانہ تجدید کے وقت انہیں مدنظر رکھا جائے ۔

پیپلز ہاؤس میں کمرہ جات کی تعمیر

*2872 - (الف) - چوہدری علی بہادر خان - کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پیپلز ہاؤس میں مزید تقریباً 5 کمروں کی تعمیر کے سلسلے میں PCI فارم پیش ہونے پر اس تعمیر کو کتنے روز میں سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کر لیا جائے گا ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) - اس سکیم کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے 1973-74 میں رقم مختص کرنے کی تجویز زیر غور ہے -

(اس مرحلہ پر محترمہ ناصرہ کھوکھر کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

چوہدری علی بہادر خان - کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ یہ رقم پچاس کمروں کے لئے ہے یا کم کے لئے ہے ؟

وزیر خزانہ - چونکہ اس کا تعلق بجٹ سے ہے اس لئے میں اسے disclose نہیں کر سکتا -

میاں خورشید انور - وزیر موصوف کو یاد ہوگا کہ پچھلے اجلاس میں انہوں نے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ اس بات پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں کہ پیپلز ہاؤس کے بجائے یہاں اسمبلی بلڈنگ کے ساتھ ملحقہ گراؤنڈ میں یہ کمرے تعمیر کئے جائیں -

وزیر خزانہ - جناب والا - میں نے بتایا ہے کہ یہ ساری بات زیر غور ہے اور اس بجٹ میں یہ آپ کے سامنے آ جائے گی کہ ہم نے کیا کوشش کی ہے -

چوہدری امان اللہ لک - کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ PCI فارم سے ان کا کیا مطلب ہے ؟

وزیر خزانہ - جب بھی کوئی تجویز بنتی ہے تو پلاننگ کمیشن یا ہمارا جو پلاننگ ڈیپارٹمنٹ ہے وہ اس کے مطابق پوری تجویز بناتا ہے اور اس میں ایک فارم ہوتا ہے جس میں تمام تفصیلات درج کرنی پڑتی ہیں کہ کیا measurements ہوں گی - کونسا میٹریل استعمال ہوگا - کتنی دیر میں بنے گا - تو جب کوئی سکیم منظور ہو جاتی ہے تو اس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ یہ تمام کوائف اس فارم کے ذریعے سے مہیا کئے جائیں -

چوہدری امان اللہ لک - جناب والا - میں نے ضمنی سوال کیا تھا

کہ یہ BC-I فارم کی کیا formality ہے ؟ جیسا کہ جناب نے فرمایا ہے کیا وہ کمروں کی تعمیر کے سلسلے میں پوری ہو چکی ہیں ؟

وزیر خزانہ - میں نے عرض کیا ہے کہ چونکہ یہ معاملہ بجٹ کی ایک مد کے طور پر آ رہا ہے - اس لئے میں اس پر اگر کوئی بات اس وقت عرض کروں گا تو وہ disclosure ہو جائے گی - اس لئے آپ مہربانی کر کے دو دن انتظار کر لیجئے - بجٹ میں یہ ساری بات آ جائے گی -

میاں خورشید انور - جناب والا - کمروں کی تعمیر کے سلسلے میں جگہ کے تعین سے بجٹ کی secrecy قائم رہ سکتی ہے - جیسا آپ نے فرمایا ہے کہ ابھی بجٹ پیش کرنے میں کچھ دن باقی ہیں - جناب والا - آپ جائزہ لیں گے - میں نے پہلے بھی مطالبہ کیا تھا کہ چیلرز ہاؤس میں جگہ کی کمی ہے - وہاں کمرے تعمیر کرنے کی بجائے یہاں اسمبلی ہال کے پاس انتظام ہو جائے تو زیادہ بہتر رہے گا - اس سے بجٹ کی secrecy پر کوئی اثر نہیں پڑے گا - میں تو صرف جگہ کے تعین کے سلسلے میں عرض کر رہا ہوں -

وزیر خزانہ - جناب والا - یہ مسئلہ حکومت کے زیر غور رہا ہے - اس پر ایک قابل فیصلہ ہوا ہے - ہر سال accommodation چاہئے - یہ حکومت کا کام ہے کہ وہ کہاں accommodation پیش کرتی ہے - میرے لئے یہ مسئلہ ہے کہ پوری کی پوری تجویز بجٹ کا ایک حصہ ہے - اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اسی وقت بات سامنے آئے تو زیادہ بہتر ہے -

سردار اسجد حمید خان دستی - کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ان کے علم میں ہے کہ چیلرز ہاؤس ایم - پی - اے صاحبان کی رہائش گاہ ہے اور اس میں ایم - این - اے صاحبان کو بھی ٹھہرنے کی اجازت ہے اور وہ اکثر ٹھہرتے ہیں ؟

وزیر خزانہ - اس کا جواب مجھ سے زیادہ بہتر طور پر سپیکر صاحب دیں گے - میں اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کرتا -

مسٹر چیئرمین - سپیکر صاحب کے یہ اپنے کنٹرول میں ہے اگر وہ اجازت دیں تو ایم - این - اے حضرات بھی ٹھہر سکتے ہیں -

سردار اسجد حمید خان دستی - اس کے ساتھ ہی جناب میں آپ کی اجازت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایم - این - اے حضرات کو عام

اس لئے اجازت دی جاتی ہے "کہ کمرے اس وقت خالی ہوتے ہیں اور ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان کو اجلاس کے علاوہ زیادہ ضرورت نہیں ہوتی اور ان کو ٹھہرا دیا جاتا ہے ۔ میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اسی طرح سنٹر کا ایک ریسٹ ہاؤس یعنی واپڈا ریسٹ ہاؤس جو تقریباً سارا سال خالی پڑا رہتا ہے ۔ سنٹر اور صوبے میں حکومت ایک ہی پارٹی کی ہے ۔ کیا یہ انتظام وزیر موصوف نہیں کر سکتے کہ اس ریسٹ ہاؤس میں سنٹر کی اجازت سے ایم ۔ پی ۔ اے حضرات کو ٹھہرایا جائے جب کہ ایم ۔ این ۔ اے صاحبان یہاں ٹھہر سکتے ہیں ؟

وزیر خزانہ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ رہائش کا مسئلہ براہ راست سپیکر صاحب سے تعلق رکھتا ہے ۔ اس لئے اس کا جواب اسی کرسی سے ملے تو بہتر ہوگا ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ سپیکر صاحب سے اس کا تعلق نہیں ہے بلکہ اس کا زیادہ تعلق حکومت سے ہے ۔ آپ وزیر اعلیٰ کی گدی پر اس وقت بیٹھے ہیں اور حکومت کی طرف سے سنٹر کو move کر سکتے ہیں کہ وہ ہمیں اجازت دیں کہ واپڈا ریسٹ ہاؤس میں ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان کو رہائش دی جائے ۔ اس لئے کیا آپ اس سلسلے میں تحریک کرنے کے لئے تیار ہیں ؟

وزیر خزانہ ۔ یہ بھی مسئلہ حکومت اسی وقت take up کر سکتی ہے جب سپیکر اس بارے میں حکومت کو move کرے ۔ اس لئے پہلے یہ بات سپیکر صاحب کے نوٹس میں آئے گی ۔ وہ اس پر غور کریں گے اگر رہائش میں کمی ہے ۔ ہمارے علم میں تو یہ ہے کہ حکومت کے جتنے بھی وسائل ہیں ۔ جتنے ریسٹ ہاؤس ہیں ۔ جتنی جگہیں ہیں وہ سب ایم ۔ پی ۔ اے حضرات کے لئے حکومت کی طرف سے پیش کی گئی ہیں اور اس میں جب تک سپیکر صاحب کی رائے کا دخل نہ ہو اس وقت تک ہمارے لئے مشکل یہ ہے کہ ہم سنٹرل حکومت کو یہ بات کہیں ۔ بہر حال اگر ادھر سے یہ بات move کی جاتی ہے تو ہم اس کے لئے تیار ہیں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ جہاں تک رہنے کا تعلق ہے reciprocal basis پر صوبائی اسمبلی کے سپیکر اور مرکزی اسمبلی کے سپیکر کے مابین یہ

arrangement یہ ہے کہ ایم - این - اے حضرات یہاں ہوسٹل میں ٹھہر سکتے ہیں اور ایم - پی - اے حضرات اسلام آباد ہوسٹلز میں جا کر ٹھہر سکتے ہیں - لیکن ریسٹ ہاؤس کا جو مسئلہ ہے وہ صوبائی اور سنٹرل حکومت کا علیحدہ علیحدہ مسئلہ ہے - اس لئے وہ اس کے لئے arrange نہیں کر سکتے۔

مسٹر چیئرمین - اگلا سوال -

وزیر خزانہ - جناب والا - سوال نمبر 2873 کا تعلق ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے ہے - اس کا جواب ریونیو منسٹر صاحب دیں گے اس لئے یہ سوال نکالا گیا ہے -

چوہدری امان اللہ لک - آپ سوال کے متعلق فرمائیں -

وزیر خزانہ - سوال کے متعلق ہی بتایا گیا ہے -

چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ - جب سوالات کا جواب موجود ہے تو انور سمیع صاحب بھی جواب پڑھ سکتے ہیں اور آپ بھی -

وزیر خزانہ - جو سوالات ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے متعلق ہیں ان کے جوابات وہی دیں گے میں نہیں دے سکتا کیونکہ اس کا بھی ایک ضابطہ ہوتا ہے -

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ضلع بہاولپور میں بسوں اور ٹرکوں کے مالکان سے آبکاری و محصولات کے بقایا جات کی وصولی

3115* - میاں منظور احمد موہل - کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) ضلع بہاولنگر میں کل کتنی بسیں ، ٹرک ، کاریں ، جیپیں ، ٹریکٹر ، سکوٹر اور موٹر سائیکلیں رجسٹرڈ ہیں نیز ایک سے زائد بسوں اور ٹرکوں کے مالکان کے نام کیا ہیں اور اس مد سے سالانہ کتنی رقم وصول ہوتی ہے ؛

(ب) ان اشخاص کے نام کیا ہیں جن کے ذمہ محکمہ آبکاری و محصولات کا بقایا ہے اور یہ بقایا کتنے عرصہ سے ان کے ذمہ چلا آ رہا ہے ؟

وزیر آبکاری و محصولات (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) ضلع بہاولنگر میں رجسٹر شدہ گاڑیوں کی تعداد حسب ذیل ہے :۔

(1) بسیں	بہتر (72)
(2) ٹرک	چھبیس (26)
(3) کاریں	ایک سو پینسٹھ (165)
(4) جیپیں	اڑسٹھ (68)
(5) ٹریکٹر	پانچ سو اڑتیس (538)
(6) سکوٹر و موٹر سائیکلیں	پانچ سو اٹھائیس (528)
(7) دوسری گاڑیاں	بتیس (32)
کل تعداد	ایک ہزار چار سو انتیس (1429)

ایک سے زائد بسوں اور ٹرکوں کے مالکان کے نام مندرجہ ذیل ہیں :۔

بسوں کے مالکان کے نام	تعداد بس
(1) شاھد بس سروس چشتیاں	دو (2)
(2) چشتیاں بس سروس چشتیاں	چار (4)
(3) صفدر اینڈ کو ھارون آباد	تین (3)
(4) کالونی بس سروس چشتیاں	سات (7)
(5) گل ٹرانسپورٹ	دو (2)
(6) محمد صدیق فضل احمد ھارون آباد	تیرہ (13)
(7) چوھدری کرم الہی چشتیاں	پانچ (5)
(8) غلام قادر ھارون آباد	تین (3)
(9) فورٹ عباس لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی (کرم الہی)	چھ (6)
(10) محمد اقبال	دو (2)
(11) منظور الہی ھارون آباد	دو (2)

ٹرکوں کے مالکان کے نام	تعداد ٹرک
(1) بی اینڈ آر	دو (2)
(2) عبدالغفور خان	دو (2)
(3) محمد صدیق فضل احمد	سات (7)

اس مد سے سال 1972-1971ء میں مبلغ آٹھ لاکھ پانچ ہزار ایک سو تینتیس (8'05'133) روپے وصول ہوئے ۔

(ب) نام بائیدار بس مالکان بمعہ گاڑی کا رجسٹر نمبر عرصہ

(1) رحیم بس سروس ایل آر اے ۔ 3586 یکم اپریل 1972ء سے

(2) امان اللہ عبدالغفور اینڈ کمپنی یکم اپریل 1972ء سے
بی اے ۔ 2169

(3) عاشق ندیم اینڈ کمپنی یکم اکتوبر 1972ء سے
ایل ای ای ۔ 9690

(4) علی محمد ۔ محمد ابراہیم ایس اے ۔ 4175 یکم جولائی 1972ء سے

(5) منیر ٹرانسپورٹ ایل ای ای ۔ 8511 یکم اکتوبر 1972ء سے

(6) اعجاز علی بس سروس ایس ٹی ۔ 2465 یکم جولائی 1972ء سے

(7) عارف بس سروس ایم وائی 4775 یکم جولائی 1972ء سے

(8) لعل دین اختر علی ایم وائی 4230 یکم جولائی 1972ء سے

(9) ستارہ بس سروس ایل ای، ای 755 یکم اکتوبر 1972ء سے

(0) محمد صدیق چراغ دین وغیرہ یکم جولائی 1972ء سے

دیگر چھوٹی گاڑیاں اور ٹرک جو کہ ڈاکخانوں میں ٹیکس ادا کرتے ہیں ۔ ان کے باقیداروں کے نام و کوائف دستیاب نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چونکہ فہرست لمبی ہے اس لئے اس کو ایوان کی میز پر رکھ دیں ۔

وزیر آبکاری و محصولات ۔ میں فہرست ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جو ٹیکس وصول ہوتا ہے ڈاکخانہ والے اس کی اطلاع دینے کے پابند نہیں ۔ وہ اطلاعات جلد ہونی چاہئے ۔

وزیر آبکاری و محصولات ۔ پابند تو ضرور ہوتے ہیں لیکن ان کی اطلاعات آنے میں دیر لگ جاتی ہے اس لئے جمع نہیں کئے جا سکے ۔ حکومت کے زیر غور ایک نئی تجویز ہے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ٹیکس وصول کرنے کے لئے کمپیوٹر کا استعمال کریں ۔ اس طریقے سے معلوم ہو جائے گا ۔

بیگم آباد احمد خان - کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یہ جو پل پر ٹول ٹیکس لیا جاتا ہے کہ اگر ایک آدمی جتنی مرتبہ جائے اس کو اتنی مرتبہ ٹول ٹیکس دینا پڑتا ہے اور خاص طور پر لاہور اور شاہدرہ کے پل پر ہے - کیا حکومت اس کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - کیونکہ شاہدرہ لاہور ہی کا حصہ ہے کام کے لئے بعض وقت کئی جگہ آنے جانے کی نوبت آ جاتی ہے اور ہر دفعہ آمد و رفت پر دونوں طرف ایک ایک روپیہ ادا کرنا پڑتا ہے اس طرح بعض وقت تین ، چار ، چھ یا آٹھ روپے ہو جاتے ہیں ۔

وزیر آبکاری و محصولات ۔ اس کا علاج تو میاں تاری صاحب سے پوچھیں وہی کر سکتے ہیں ۔ یہ مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے کہ شاہدرہ کے باشندوں کے لئے کچھ نہ کچھ کیا جائے ۔

صوبہ میں ٹھیکہ پر چلنے والے شراب خانوں کی تعداد

*3236 ۔ خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں اسلام آباد سمیت اب تک کتنے شراب خانے ٹھیکہ پر چل رہے ہیں ۔

(ب) آج کل محکمہ آبکاری کے پاس شراب خانوں کے ٹھیکے لینے کے لئے کتنے مسلمانوں اور غیر مسلموں کی درخواستیں زیر غور ہیں ؟

وزیر آبکاری و محصولات (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) کل شراب خانوں کے ٹھیکوں کی تعداد چھہتر (76) ہے ۔

(ب) وقتاً فوقتاً اکا دکا درخواست آتی رہتی ہے ۔ لیکن حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ سوائے ناگزیر صورت کے شراب خانے کا ٹھیکہ نہ دیا جائے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ وہ ناگزیر حالات کیا ہیں جن کے تحت ٹھیکے دینے پڑتے ہیں ۔

وزیر آبکاری و محصولات ۔ جناب والا ۔ وہ ناگزیر حالات یہ ہیں کہ ایک قصبے میں یا شہر میں کوئی نیا ہوٹل کھلتا ہے تو ایسی صورت میں

محکمہ ٹورزم نے مطالعہ کیا ہوا ہے جیسا کہ بالکل انٹرنیشنل ہوٹل کو مطلوب ہے ۔ ایسی صورت ناگزیر ہے یہ ہماری پالیسی کا نتیجہ ہے کہ شراب کی دکانیں 472 تھیں وہ اب صرف 76 رہ گئی ہیں ان میں 10 ہوٹل ہیں 4 کلب ہیں 6 فوجی کنٹونمنٹ ہیں اصل میں دوکانیں 56 ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اصل سوال یہ ہے کہ "آج کل محکمہ آبکاری و محصولات کے پاس شراب خانوں کے ٹھیکے لینے کے لئے کتنے مسلمانوں اور غیر مسلموں کی درخواستیں زیر غور ہیں ۔"

وزیر آبکاری و محصولات ۔ میں نے اس کا جواب دیا ہے کہ "ایک آدہ درخواست آتی ہے ۔" اس لئے کہ ہماری پالیسی پچھلے کئی سالوں سے یہی چلتی آ رہی ہے کہ ہم شراب خانوں کی اجازت نہیں دیتے ۔ جیسے میں نے خاص طور پر بیان کر دیا ہے ۔ مثلاً ایک درخواست یہ ہو سکتی ہے کہ فلاں ہوٹل بن رہا ہے یا ایک درخواست یہ ہو سکتی ہے ۔ کوئی چھاؤنی نئی بن رہی ہے مثلاً کھاریاں میں نئی چھاؤنی بن رہی ہے یا اس طرح سے کوئی اور چھاؤنی بن رہی ہو تو وہاں سے ایک آدہ درخواست آ سکتی ہے ۔ لیکن ان کے لئے درخواستوں کا صیغہ استعمال نہیں ہو سکتا اکا دکا درخواست اس قسم کی ہو سکتی ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی - ابھی ابھی انہوں نے اطلاع دی ہے کہ جوں جوں آبادی بڑھتی جائے گی ۔ نئے قصبات اور نئی آبادیاں قیام پذیر ہوتی جائیں گی توں توں ان شراب خانوں میں بھی اضافہ کرنا پڑے گا ۔ کیا یہ ہسپتال اور سکول کی طرح ضروری ہے کہ نئی آبادیوں کو شراب خانے بھی دئے جائیں ؟

Mr. Speaker : The question is not with respect to the elucidation of the answer given.

اراکین اسمبلی کی رخصت

کیپٹن احمد نواز خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست کیپٹن احمد نواز خان

صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

4-6-73 کو بوجہ ضروری کام اجلاس میں
حاضر نہ ہو سکا - رخصت عنایت فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر عطا محمد خان کھوسہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عطا محمد خان کھوسہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی :۔

بندہ 4 جون کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو
سکا ۔ میری طبیعت خراب تھی ۔ مہربانی
کر کے 4 جون کی رخصت منظور کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

راؤ محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست راؤ محمد افضل خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

میں مورخہ 28-5-73 کو مجلس قائمہ پبلک
اکاؤنٹس کی میٹنگ کی بوجہ بیماری حاضر نہ
ہو سکا لہذا رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ سید ارشاد حسین شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بوجہ علالت طبیعت خراب رہنے سے حسب ذیل تاریخ اسمبلی میں شامل نہ ہو سکا ۔ 10 اپریل 73ء ، 20 اپریل تا 30 اپریل 73ء ، 17 مئی براہ مہربانی sick leave منظور فرمائی جا کر الصلاح بخشی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

مسٹر سپیکر ۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں ۔ تحریک استحقاق نمبر 2 میاں خورشید انور صاحب کی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ایک اور تحریک استحقاق بھی میاں خورشید انور صاحب کی طرف سے ہے ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کو پیش کر دوں ؟

مسٹر سپیکر ۔ کیا اس سلسلے میں آپ کی بھی کوئی تحریک ہے ؟

سید تابش الوری ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کا کون سا نمبر ہے ؟

سید تابش الوری ۔ نمبر تو آپ کے پاس ہوگا ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب کی روئیداد کا طبع شدہ صورت میں ارکان اسمبلی کو مہیا نہ کیا جانا

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے واضح اور متعین معاملہ پر بحث کرنے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبائی اسمبلی کی روئیداد شائع شدہ صورت میں

تمام ارکان اسمبلی کو مہیا کی جانی ضروری ہے۔ مگر جب سے اسمبلی وجود میں آئی ہے تین چار روز کے سوا باقی تمام اجلاسوں کی کارروائی طبع شدہ صورت میں معزز ارکان کو مہیا نہیں کی گئی جس سے ارکان اسمبلی کے استحقاق کو مجروح کیا گیا ہے۔

اس کو مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کے سپرد کیا جاتا ہے۔ اس کی رپورٹ ایک ماہ کے اندر اندر آنی چاہئے۔

پیپلز پارٹی کے کارکنوں کا پیپلز ہاؤس کے کمروں اور لان پر قبضہ

مسٹر سپیکر - میاں خورشید انور حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور متعین معاملہ پر بحث کرنے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 3 جون کو اراکین اسمبلی کی رہائش گاہ پیپلز ہاؤس میں پیپلز پارٹی کے سینکڑوں کارکنوں نے جو متعدد بسوں میں سوار ہو کر پہنچے تھے انہوں نے پیپلز ہاؤس کے کمروں پر بلکہ اس کے لان پر بھی قبضہ جما لیا۔ یہ لوگ منظم طور پر متحدہ محاذ کے جلسہ عام کو ناکام بنانے کے لئے۔ گڑ بڑ کرنے اور دنگا فساد کی خاطر مختلف علاقوں سے بلوائے گئے تھے۔ پیپلز ہاؤس میں ان کے غاصبانہ قبضہ کے دوران پیپلز پارٹی کے لائے ہوئے ان افراد نے نہ صرف رہائشی کمروں اور اس کے لان پر غاصبانہ قبضہ کیا بلکہ شور اور ہنگامہ سے رہائش پذیر اراکین اسمبلی کو پریشان کرتے رہے۔ حزب اختلاف کے جلسہ عام کو ناکام بنانے کے لئے اراکین اسمبلی کے ہوسٹل کو فسادیوں کی کمین گاہ بنانے سے اراکین اسمبلی کا استحقاق شدید طور پر مجروح ہوا ہے۔ اگر یہ روایت جاری رہی تو پیپلز ہاؤس بالخصوص لوگوں کی آماجگاہ بن کر عوام کے لئے تشدد پسندی کا نشانہ بن جائے گا۔

اس کو مجلس برائے قواعد و انضباط کار و استحقاقات کے سپرد کیا جاتا ہے۔

سردار امجد حمید خاں دستی - جناب والا! اسی طرح کی میری بھی تحریک استحقاق ہے۔

وزیر خزانہ - جناب والا - کل سارا دن اسی مسئلہ پر بحث ہوتی رہی

ہے اب اس کے بعد اس کی کیا گنجائش ہے۔

مسٹر سپیکر - نہیں - یہ تحریک استحقاق تو یہ ہے کہ ممبر وہاں پریشان ہوئے ہیں - اس کی نیچر بالکل الگ ہے - ممبران جو وہاں موجود تھے وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے جو وہاں کام کرنا تھا اور جو عوام کی خدمت کرنی تھی وہ نہ کر سکے - ایک تحریک استحقاق نمبر 6 سردار عبد حمید خان دستی صاحب کی ہے - اس کا بھی تقریبا یہی موضوع ہے اور نمبر 7 سید تابش الوری صاحب کی ہے - وہ بھی تقریباً اسی موضوع کی ہے۔

ان تینوں تحاریک استحقاق کو مجلس برائے قواعد و انضباط کار و استحقاقات کے سپرد کیا جاتا ہے اور اس کی رپورٹ 15 دن کے اندر اندر آنی چاہئے۔

سید تابش الوری - جناب والا - اس سے پہلے کہ رپورٹ آنے میں آپ کے توسط سے یہ درخواست کروں گا کہ پیپلز ہاؤس کے احترام کو برقرار رکھنے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ خاص ہدایات جاری کی جائیں اور پیپلز ہاؤس کو صرف اراکین اسمبلی کی رہائش کے لئے استعمال کیا جائے اور ایسے ناپسندیدہ عناصر کو جو کسی جائز اتھارٹی یا الاٹمنٹ کے بغیر وہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور اسے جوئے خانے کے طور پر استعمال کرتے ہیں فوری طور پر روکا جائے - جناب والا - یہ عبوری حکم آپ کی طرف سے جاری ہونا بہت ضروری ہے۔

مسٹر سپیکر - آپ کی تحریک استحقاق میں یہ تجویز نہیں ہے - آپ مجھ سے مل لیں - ہم اس پر تبادلہ خیال کریں گے اور جو بھی مناسب بات ہوگی وہ کی جائے گی۔

چوہدری امان اللہ لک - جناب والا - مسئلہ تو وہی ہے - اس کا فیصلہ تو آپ نے کرنا ہے۔

مسٹر سپیکر - ابھی میں نے تین تحاریک استحقاق لی ہیں - ان کی رپورٹ 15 دن میں لی ہے - اس سلسلہ میں اگرچہ آپ کی تحریک نہیں ہے لیکن آپ کا حق ہے - آپ میرے پاس تشریف لائیں اور ہم اس پر بات چیت کر لینگے اور اسکے حل کرنے کے ذرائع معلوم کرینگے۔

سید تابش الوری - جناب والا - یہ ایک اصول بن چکا ہے کہ

جب بھی یہاں کوئی ایسی تقریب ہوتی ہے تو پیپلز ہاؤس میں باہر سے لوگ لائے جاتے ہیں اور ان کو ایسے مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو کسی طرح پر بھی ہمارے شایان شان نہیں ہیں ۔ اس لئے میں یہ گزارش کرونگا کہ آپ عبوری حکم کے طور پر پیپلز ہاؤس کے عملے کو یہ ہدایات جاری کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس مسئلہ پر غور کرنے کے بعد مناسب احکامات جاری کروں گا ۔ اب یہ چوھدری امان‌اللہ لک صاحب کی تحریک نمبر 4 کو لیتے ہیں ۔

چوھدری امان‌اللہ لک کے پیپلز ہوسٹل میں الاٹ شدہ کمرہ پر زبر دستی قبضہ

مسٹر سپیکر ۔ چوھدری امان‌اللہ لک یہ تحریک پیش کرتے ہیں ۔ کہ مجھے پیپلز ہوسٹل میں کمرہ نمبر 12 ۔ اے قرعہ اندازی میں الاٹ ہوا ۔ کل مورخہ 3 جون 1973ء کو جب میں سامان لے کر تقریباً اڑھائی بجے دن پیپلز ہوسٹل میں کمرہ نمبر 12 ۔ اے میں گیا تو اس وقت کمرہ میں تقریباً چھ سات آدمی موجود تھے جو جوا کھیل رہے تھے ۔ جنہوں نے میرے اندر آنے پر سخت اعتراض کیا اور مجھے کمرہ سے نکل جانے کو کہا اور میرا سامان باہر نکال دیا ۔ میں نے اس کمرہ سے جب سیکرٹری صاحب اور سپیکر صاحب کو ٹیلیفون کرنے کی کوشش کی تو ان لوگوں نے مجھے ٹیلیفون کرنے سے منع کر دیا اور بشیر ملازم کو کمرہ میں بلایا گیا اور بشیر کو کہا کہ وہ مجھے کمرہ سے لے جائے ۔ چنانچہ میں توہین آمیز سلوک کے بعد باامر مجبوری کمرہ سے نکل گیا اور سامان کار میں دوبارہ رکھ لیا جو تا حال کار میں پڑا ہے ۔ اس کے بعد میں تمام صورت حال سیکرٹری صاحب اور سپیکر صاحب کے علم میں لایا جس کا رات تک مجھے کوئی تسلی بخش جواب نہ مل سکا ۔ میرا سامان باہر احاطہ میں پڑا رہا اور رات میں نے چوھدری محمد حیات ۔ ایم ۔ پی ۔ اے کے کمرے میں گزاری ۔ جب میں نے ان اشخاص کے متعلق پیپلز ہوسٹل میں مقیم ملازمین سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ اشخاص کافی عرصہ سے غیر قانونی طور

پر پیلز ہوسٹل میں رہائش پذیر ہیں ۔ شراب نوشی ۔ جوا اور عورتوں کی سپلائی کا کاروبار کر رہے ہیں ۔ یہ ایک نامی گرامی بدمعاشوں کا گروہ ہے جو پیلز ہوسٹل پر زبردستی قابض ہو کر اس مکروہ کاروبار میں مصروف ہیں ۔ ان بد قماش افراد نے کافی عرصہ سے اس ہوسٹل میں مکروہ کاروبار کا آغاز کیا ہوا ہے ۔ اور حکمران جماعت کی سرپرستی کا نعرہ لگاتے رہتے ہیں ۔ ان اشخاص نے صرف مجھے کمرہ سے نکالا بلکہ خطرناک نتائج کی دھمکی بھی دی ہے ۔ رات 10 بجے تک میں نے اپنے ملازم اور ملازم چوھدری محمد حیات - چوھدری منظور احمد ۔ ایم ۔ پی ۔ اے کی وساطت سے معلوم کیا تو پتہ چلا کہ وہ بدستور کمرہ میں شراب پی کر جوا کھیل رہے ہیں ۔ میں نے تمام واقعات جناب قائد حزب اختلاف علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کو بتائے ۔ ان واقعات سے میرے استحقاق کو پامال کیا گیا ہے ۔ مسئلہ زیر بحث لایا جائے ۔

اب کیا پوزیشن ہے ۔ آپ کو کمرہ ملا ہے کہ نہیں ؟

چودھری امان اللہ لک ۔ مجھے کمرہ تو مل گیا تھا ۔

Mr Speaker: This is referred to the Committee on Rules of Procedure and Privileges. The report to come within seven days.

قاضی صاحب یہ بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا - میں عرض کروں گا کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنے کے علاوہ وہاں جو ممبر صاحبان رہ رہے ہیں جن کو حالات کا علم ہے ان کو بھی اس کمیٹی میں بلایا جائے ۔ کیونکہ یہ بڑا سنجیدہ نوعیت کا مسئلہ ہے ۔ آپ نے سید تابش الوری صاحب کو منع کر دیا تھا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس تقدس کو بحال فرمایا جائے اور ہم سے زیادہ یہ آپ کا فرض ہے ۔ ہمارا کام صرف یہ ہے ۔ کہ ہم آپ کے علم میں تمام واقعات لا سکیں ۔

میاں مصطفٰی ظفر قریشی ۔ وہ لوگ اب بھی پیلز ہاؤس میں ہیں کیونکہ یہ چارج ہے کہ وہ رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو اب کمیٹی دیکھے گی ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی - وہ لوگ ابھی تک ہیں۔

مسٹر سپیکر - کمرہ تو چوہدری امان اللہ لک صاحب کو خالی مل گیا ہے -

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی - یہ کسی اور کمرے میں ہونگے -

مسٹر سپیکر - مجھے نہیں علم اور نہ اس کی allegation ہے۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی - اس لئے جناب ، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر - میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ پرولیج کمیٹی میں جائے چوہدری صاحب وہاں تشریف لے جائیں - وہاں ساری بات کی چھان پھٹک ہو سکے گی - تحریک میں جو لکھا ہوا ہے ، ممکن ہے اس سے زیادہ واقعات کا وہاں انکشاف ہو -

حاجی محمد سیف اللہ خان - گزارش یہ ہے جہاں تک اس رپورٹ کا تعلق ہے - وہ تو کمیٹی کرے گی - البتہ اگر کسی مخصوص حصے میں ممبر کے ساتھ کوئی ٹھہر رہا ہو تو اس پر کوئی اعتراض نہیں - لیکن اگر پیپلز ہاؤس کے کسی مخصوص حصے میں کوئی آدمی بلا جواز کے ٹھہرے ہوئے ہوں تو ان کو نکالنے کا فوری حکم فرمائیں -

مسٹر سپیکر - بہت اچھا -

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی - سات دن تک - یعنی رپورٹ آنے تک تو وہ قابض رہیں گے -

مسٹر سپیکر - نہیں کمرہ تو ان کو مل گیا ہے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی - ان کے علاوہ اگر وہ کس کمرے میں ہوں ۔

مسٹر سپیکر - میرے پاس کوئی ایسا الزام نہیں ہے کہ کسی اور کمرے میں وہ ہیں -

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی - تو جناب اپنی طرف سے بھی یہ انکوائری کروا سکتے ہیں -

Mr. Speaker : I will look into the matter.

اسی مضمون کی راجہ محمد افضل صاحب کی بھی تحریک استحقاق نمبر 8 ہے -

مخدوم زادہ سید حسن محمود ممبر صوبائی اسمبلی کے مکانات اور ان کے مزارعین کے گھروں کے بجلی کے کنکشن کا انقطاع

مسٹر سپیکر - سردار امجد حمید خان دستی یہ تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں کہ مورخہ 26 مئی 1973ء کو ایک بار پھر اس ایوان کے ایک معزز رکن مخدوم زادہ سید حسن محمود کے ملکیتی مکانات باغات اور وہ مکانات جہاں ان کے غریب مزارعین بیٹھے ہوئے ہیں کا بجلی کا کنکشن بغیر کسی قانونی اور جائز وجہ کے کاٹ دیا گیا اور متواتر 5 دن تک نہ صرف لوگوں کو بجلی کی سپلائی سے محروم رکھا گیا بلکہ بجلی کی وجہ سے جو پانی سپیا ہوتا تھا وہ بھی یزید کی طرح بند کر دیا گیا ۔ اس طرح سے معزز ایوان کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا گیا ۔ اس واقعہ کی شدت اس وجہ سے بھی بڑھ گئی ہے کہ پہلے روز جب یہ واقعہ پیش آیا تو معزز رکن نے ٹیلیگرام کے ذریعے متعلقہ انتظامیہ کو آگاہ کیا اور استدعا کی کہ بجلی کے کنکشن کو فوری طور پر بحال کیا جائے اور انہیں یہ بھی بتایا کہ اس قسم کی ان کی پیشتر ازیں حرکت یہ ایک تحریک استحقاق زیر غور استحقاق کمیٹی صوبائی اسمبلی ہے ۔ اس واقعہ سے نہ صرف ایک معزز ممبر کے حقوق مجروح ہوئے ہیں بلکہ اس تمام معزز ایوان کی کمال ڈھٹائی سے بے عزتی کی گئی ہے ۔ یہ اہم واقعہ ہے کہ اس پر فوری بحث کی اجازت دی جائے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ اس میں جناب والا ۔ صورت حال یہ ہے جیسا کہ میں نے اپنی تحریک میں عرض کیا ہے ۔ اس سے پہلے بھی یہ واقعہ ہو چکا ہے ۔ اس کو اس ہاؤس کی استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا تھا اور اب یہ دوبارہ واقعہ ہوا ہے ۔ اس وجہ سے اس کی شدت مزید بڑھ گئی ہے ۔ بار بار اس کا اعادہ کیا جا رہا ہے ۔ نہ صرف یہ کہ یہ تکلیف مخدوم زادہ صاحب یا ان کے خاندان کے افراد کو ہوتی ہے بلکہ ان کے غریب مزارعین کو جو ان اراضیات پر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ پانی یہ ملنے کی وجہ سے روشنی نہ ہونے کی وجہ سے بے حد پریشانی ہوتی ہے اور اس کا سوال

نہیں ہے - میں یقین دلاتا ہوں کہ مخدوم زادہ صاحب تو وہاں کبھی کبھی جاتے ہیں اور زیادہ تر غریب لوگوں کو یہ تکلیف ہوتی ہے -

مسٹر سپیکر - میں نے اس کو اس لئے entertain کر لیا ہے کہ آپ نے اس میں ذکر کیا ہے کہ پہلے بھی ایسی بات ہوئی تھی - آپ نے یہ نہیں لکھا کہ یہ کس جگہ کا واقعہ ہے اور کن دنوں ہوا ہے ؟

سردار امجد حمید خان دستی - جت اچھا جناب اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں -

مسٹر سپیکر - اس کو مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کے سپرد کیا جاتا ہے اور پہلی تحریک استحقاقات کے ساتھ اس کی رپورٹ آئے گی -

علامہ رحمت‌اللہ ارشد صاحب کی تحریک نمبر 9 ہے - وہ موجود نہیں -
I can't entertain it.

پیپلز ہوسٹل کے کمرہ نمبر 12 - اے پر غنڈہ عناصر کا قبضہ

راجہ محمد افضل خان - جناب سپیکر - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مجھے کمرہ نمبر 12 - اے پیپلز ہوسٹل الاٹ ہوا جس پر غنڈہ عناصر قابض ہیں اور کمرہ خالی کرنے سے انکاری ہیں اور میرے ساتھی امان‌اللہ لک ایم - پی - اے کمرہ میں کل مورخہ 3 جون 1973 کو اڑھائی بجے دن گئے تو ان اشخاص نے سامان باہر نکال دیا اور امان اللہ لک کو کمرے سے زبردستی نکال دیا گیا - اس فعل سے ممبران کے استحقاق پامال ہونے کا شدید فعل ہوا ہے - اس افسوسناک واقع پر بحث کی جائے -

جناب والا - میں مختصراً صرف یہ عرض کر سکتا ہوں کہ اسمبلی کے اراکین جنہوں نے قانون بنانا ہے اور قانون کی حفاظت کرلی ہے اگر ان کے گردو نواح ایسا ماحول پایا جاتا ہے اور اسے سختی سے نہیں کچلا جاتا تو ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ جو ماحول ہے - یہ ہمارے ملک کا نظام بن چکا ہے - یہ نہایت افسوس ناک بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک طبعی قسم کا نظام ہے ہمارے ملک کا ایک طبعی قانون ہے جہاں چاہیں قانون نافذ کرتے ہیں اور جہاں چاہیں قانون نافذ نہیں کرتے - اور اس کا

احترام نہیں کرتے ۔ جہاں ایسے حالات ہوں وہاں قومیں اور ملک متزلزل ہو جاتے ہیں اور حکومتیں بڑی مشکل سے چلتی ہیں ۔

وزیر قانون ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ اس قسم کی ایک تحریک استحقاق کمیٹی کو بھیجی جا چکی ہے ۔ لیکن معلوم نہیں کہ فاضل رکن کو آپ نے تقریر فرمانے کی اجازت دی ہے یا نہیں ۔

Mr Speaker : It is a short statement.

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اسے بھی آپ پرولیج کمیٹی کو refer کر دیجئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کر دوں گا ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ شارٹ سٹیٹمنٹ کا مقصد یہ نہیں کہ اس پر تقریر کر دی جائے ۔ رولز کے مطابق چند جملے کہنے کی اجازت ہوتی ہے ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ یہ تو ہمارے ملک کا نظام بن چکا ہے ۔
* * * * * * * * * * * * *
یہ نہایت تشویشناک ہے :

مسٹر سپیکر ۔ یہ کوئی اس پوائنٹ آف آرڈر کا جواب نہ تھا جو آپ دے رہے ہیں ۔ تحاریک استحقاق پر اس قسم کی تیز گفتگو مناسب نہیں ۔ انہوں نے ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا ۔ میں نے ان کو بتا دیا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر اتنا زیادہ متعلق نہیں ہے ۔

وزیر مال ۔ جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ فاضل ممبر نے اپنے کمرے کے لئے * * * * * الفاظ استعمال کئے ہیں ۔ انھیں حذف کرنا چاہئے ۔ یہ سارے ہاؤس کی توہین ہے ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ خدا کے لئے کچھ تو صحیح سوچئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے اپنے کمرے کے متعلق کہا ہے ۔ آپ کو کیا اعتراض ہے ۔

وزیر مال ۔ ہم بھی پنجاب اسمبلی کے ممبر ہیں ۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں * * * * لفظ یہاں استعمال نہ کیا جائے ۔

---

* بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ میں مانتا ہوں کہ پنجاب کی سیاست ہی حاکم وقت کے نسخے بنانے پر مبنی ہے اور اس سے زیادہ نہیں لیکن آپ اپنی سیاست میں اس حد تک باہر نہ جائیے کہ اپنے ملک کا ہی خاتمہ کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ راجہ صاحب آپ ذرا تشریف رکھیئے ۔ فاضل وزیر انہار کا اعتراض بالکل ٹھیک ہے ۔ خاص طور پر آپ کی تحریک میں اشارتاً یا کنایتاً بھی اس قسم کا کوئی الزام نہیں لگایا گیا جو آپ نے اپنی تحریک کی حمایت میں یہ الفاظ ادا کئے ہیں ۔ اگر آپ کا یہ الزام ہوتا کہ وہاں یہ ہو رہا ہے تو آپ کی تقریر آپ کی تحریک استحقاق کی حمایت میں نہ تھی ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ میں جناب والا ۔ تائید کرتا ہوں کہ اس حد تک جناب وزیر صاحب صحیح فرما رہے ہیں کہ چونکہ * * * * * * * * * نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جتنا فقرے کا وہ حصہ ہے ۔ وہ حذف ہو جائے گا ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ ممبر صوبائی اسمبلی کی اراضی کے موگوں کا حکومت کے ایماء پر توڑا جانا

مسٹر سپیکر ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک خاص اور اہم معاملے پر بحث کرنے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی اراضیات محکمہ انہار کی نہروں سے بھی سیراب ہوتی ہیں ۔ حال ہی میں حکومت کے ایما پر ان کی اراضی کے موگوں کو توڑا جا رہا ہے اور ان کے ہی خلاف مقدمات درج کئے جا رہے ہیں جس کا مقصد حزب اختلاف کے ایک رکن کی حیثیت سے ان کو پریشان کرنا اور انتقامی کارروائی کا نشانہ بنانا ہے ۔ اس انتقامی کارروائی سے ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے جسے فوری طور پر اسمبلی میں زیر غور لایا جائے ۔

---

*بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا اس کو بھی کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے؟

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جی ہاں اس کو بھی کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

Mr. Speaker : It is also referred to the Committee, on Rules of Procedure and Privileges. Report to come within a month.

Allama Rehmat Ullah Arshad : Why not 15 days ?

مسٹر سپیکر ۔ اس لئے کہ ان کے پاس پہلے ہی کافی تحریک استحقاق موجود ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ پندرہ دن کی مدت کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے تو اس خیال سے ایک مہینہ کہا تھا کہ پھر یہاں مدت میں توسیع کے لئے تحاریک آ جاتی ہیں ۔ آپ کہتے ہیں تو پندرہ دن کر دیتے ہیں ۔

The report to come within 15 days.

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر ۔ اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی کو مسجد سے نکالنے کے لئے مسلح پولیس کا مسجد میں داخل ہونا

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ جامع مسجد محلہ گڑھ چنیوٹ کے خطیب حضرت مولانا منظور احمد کو مسجد سے نکالنے کے لئے پولیس رائفلوں اور اشک آور گیس سے مسلح ہو کر مسجد میں داخل ہوئی جس سے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس لگی اور ان میں اضطراب غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

اگر یہ factually deny نہیں ہوتی تو میرا اسے admit کرنا ہوتا ہوگا

اسے ووٹنگ کے لئے پیش کرتا ہوں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ ہمیں اس کی وضاحت کرنے کا موقع دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک التوا کی وضاحت اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک منسٹر آپ کو موقع نہ دیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ۔ چوتھی بار مولانا صاحب پر پابندی لگی ہے یہ احمدیوں کو خوش کرنے کے لئے مولوی صاحب کو تنگ کر رہے ہیں ۔

Mr. Speaker : I am going to put it to votes.

Those in favour of the leave being granted to please rise in their seats ...... The count was taken ...... It does not get the required number of votes, leave in refused.

حکومت کی تحویل میں لئے گئے لوکل کونسلوں کے سکولوں کے ریٹائرڈ اساتذہ کو پنشن کا نہ ملنا

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت کی تحویل میں لئے گئے لوکل کونسل کے سکولوں کے ریٹائرڈ اساتذہ کو 1970ء سے پنشن نہیں ملی حالانکہ لوکل کونسلوں نے 21 دسمبر 1970ء کی چٹھی کے مطابق پنشن کے سلسلے میں 20 فیصد رقوم جمع کرا دی تھیں ۔ اس صورت حال سے متاثرہ اساتذہ بے حد پریشان ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب اس میں کون سا واقعہ فوری نوعیت کا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ وہ ٹیلیگرام جو مجھے ملی ہے اس کی بنیاد پر میں نے تحریک التوا دی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ دونوں باتیں 1970ء کی ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ جب بھی نوٹس میں آئے ۔ گزارش یہ ہے کہ 1970ء سے ایک تو ان کو پنشن نہیں دی گئی ہے یہ کوئی ایک دن کی پنشن نہیں ہے دو تین سال کی ہو گئی ہیں مسئلہ بڑا سنگین ہے ۔

Mr. Speaker: This cannot be entertained.

متروکہ زرعی زمین کی الاٹمنٹ بند کر کے اسے عماراتی اراضی قرار دینا

سید تابش الوری - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 19 مئی کے مطابق صوبہ پنجاب میں فوری طور پر تمام متروکہ زرعی زمین کی الاٹمنٹ بند کر دی گئی ہے اور ایسی تمام اراضی کو عمارتی اراضی قرار دے دیا گیا ہے - حکومت نے ڈپٹی کمشنروں کو ہدایت کی ہے کہ متروکہ اراضی کی الاٹمنٹ کے تمام رجسٹر اپنے قبضہ میں لے لئے جائیں تاکہ مزید کوئی الاٹمنٹ نہ کی جا سکے - حکومت کے اس غیر متوقع اقدام سے مہاجرین میں تشویش و اضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے کیونکہ اس ہدایت کے نتیجہ میں ہزاروں مہاجرین کسی جرم کے بغیر اپنے جائز کلیموں کے عوض زمین کی الاٹمنٹ کے حق سے محروم ہو گئے ہیں -

وزیر قانون - جناب والا - ایک عرصہ سے یہ جعلی کلیموں اور فرضی یونٹوں کا کاروبار اس صوبے میں ہوتا رہا ہے اور 25 سال سے محکمہ بحالیات میں جو بھی دھاندلیاں اب تک ہوئی ہیں وہ بھی فاضل اراکین جانتے ہیں تو اس محکمہ کو ختم کرنے کے سلسلے میں حکومت نے یہ ایک موثر قدم اٹھایا ہے - اس میں ایک طرف سے یہ فرضی یونٹوں کا کاروبار ختم ہوگا اور دوسری طرف رفاہ عامہ کے کاموں کے سلسلے میں مثلاً سکولوں کے لئے، بلڈنگز مہیا کرنے کے لئے، ہسپتال بنانے کے لئے، کم آمدنی والے لوگوں کے لئے فلیٹس وغیرہ بنانے کے لئے ان تمام سکیموں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایسے تمام قطعات اراضی جو کہ میونسپل کمیٹی کی حدود کے اندر تھے اور ان کو الاٹ کیا جاتا تھا کی الاٹمنٹس بند کر دی گئی ہیں - اور ہر ضلع میں ڈپٹی کمشنر کو آرڈر دیا گیا ہے کہ وہ فوری طور پر رجسٹر آر ایل 2 اپنے قبضے میں لے لے - انہیں سیل کر دے تاکہ ان میں مزید کوئی بد عنوانی نہ ہو یا کوئی اور الاٹمنٹ نہ کی جا سکے - جناب والا - یہ بات ایک حد تک صحیح ہے کہ جو کلیمنٹس ہیں ان کو compensate کیسے کیا جائے اس میں اس حد تک ایک اعتراض اٹھایا جا سکتا ہے - جناب والا - حکومت اس سلسلے میں ایک جامع پالیسی بنا رہی ہے اور

چیف سیٹلمنٹ کمشنر کے پاس powers ہیں کہ Mode of compensation کو وہ explain کریں ۔ کلیمنٹس کو compensate کرنے کے سلسلے میں ایک پالیسی جو ہے وہ عنقریب سامنے آئے گی ۔ اور جو بھی جو جائز کلیمنٹس ہیں جو مہاجرین ہیں ان کے حقوق کا ہر قیمت پر تحفظ کیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ شاہ صاحب اب کیا پوزیشن ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اس بات سے ایک حد تک متفق ہوں کہ واقعی کلیموں کے جعلی کارو بار نے بد عنوانی کی ایک ہیبت ناک شکل اختیار کر لی ہے۔ لیکن جناب والا ۔ جس طرح فاضل منسٹر نے خود اعتراف کیا ہے یہ بہت بڑی زیادتی ہوگی ۔ کہ اصل کلیمنٹس کو جعلی کلیمینٹس کے ساتھ ملا کر مطلوبہ معاوضہ اور جائز حقوق سے محروم کر دیا جائے ۔ اس میں جناب والا ۔ دو تین باتیں ہیں جو میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ ایک تو یہ ہے کہ بہت سے ایسے کلیمینٹس ہیں جن کے نام عارضی الاٹمنٹ موجود ہے اور وہ گورنمنٹ کی کسی کوتاہی کی وجہ سے یا متعلقہ افراد اور متعلقہ اہلکاروں کے لذرانے طلب کرنے کی وجہ سے مستقل نہیں ہو سکیں ۔ الاٹمنٹوں کے اچانک بند ہو جانے سے ایسے عارضی الاٹیوں کی حالت اور ان کا حال و مستقبل بھی تباہ ہوگا ۔ اس لئے یہ بات انتہائی مناسب ہوگی کہ وہ اس سلسلے میں یہ ہدایت جاری فرمائیں کہ جو لوگ اپنے جائز کلیمز کی بنا پر عارضی الاٹمنٹ رکھتے ہیں اور عارضی الاٹیوں کی حیثیت سے زمینیں رکھتے ہیں ان کی وہ الاٹمنٹیں کنفرم کی جائیں گی اور وہ اس سے متاثر نہ ہوں گے ۔

دوسری بات جناب والا ۔ ایک ایسی تجویز سے متعلق ہے جو پہلے سے مرکزی سطح پر موجود ہے اور صوبائی حکومت نے بھی سفارش کی تھی تجویز یہ ہے کہ کلیمنٹس کو ان کے کلیموں کے عوض نقد ادائیگی کی جائے اور جو اراضی اس وقت موجود ہے اور حکومت اسے اپنی تحویل میں لینا چاہتی ہے ۔ اسے نیلام کرکے جو رقم بھی موصول ہو یا اگر گورنمنٹ نیلام نہیں کرنا چاہتی تو گورنمنٹ اپنی طرف سے جو بھی رقم اس کی متعین کرے اس میں سے ایسے کلیمنٹس کو معاوضہ ادا کیا جائے جنہیں

ابھی تک ان کے کلیموں کا معاوضہ یا ان کے کلیموں کے عوض زمین الاٹ نہیں ہو سکی ہے ۔ یہ جناب والا ۔ ایسا مسئلہ ہے جو 25 سال سے ہزاروں مہاجرین کے لئے پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا آپ اس پر غور کریں گے ؟

وزیر بحالیات و آباد کاری ۔ جناب والا ۔ صورت حال یہ ہے کہ ایسے لوگ جنہوں نے پولٹوں کی خریدو فروخت کا کارو بار بنا رکھا ہے ۔ جن کا صرف پیشہ بھی یہی تھا اگر ان کو پہنچ جائے تو حکومت ان کا کوئی تحفظ نہیں کرنا چاہتی کیونکہ انہوں نے محض exploitation کی ہے ۔ میں نے عرض کی ہے کہ جو کلیمنٹ ہیں اور صحیح کلیمنٹ ہیں ان کے حقوق کو ہم تحفظ دیں گے ۔ mode of compensation بن رہا ہے اس میں خواہ نقد معاوضہ ——— ہو یا اور کسی طریقے پر ان کو compensate کیا جائے گا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ جو عارضی الاٹی ہیں میں نے ان کے متعلق بھی ذکر کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا وہ عارضی الاٹمنٹ کنفرم نہیں ہوئی ؟

سید تابش الوری ۔ نہیں ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اعوان صاحب آپ اس بات کو مد نظر رکھیں ۔

وزیر بحالیات و آباد کاری ۔ جناب والا ۔ عارضی الاٹی کے حقوق کو تحفظ دیا جانا ضروری ہے ۔ قانون کے مطابق ان کا تحفظ کیا جائیگا ۔

سید تابش الوری ۔ اس کے بعد الاٹمنٹ بند ہو گئی ہے ۔ الاٹمنٹ بند ہونے سے عارضی الاٹی اپنی confirmation سے محروم ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تابش الوری صاحب الاٹمنٹ تو بند ہو گئی لیکن وزیر متعلقہ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کوئی حرف آخر نہیں ۔ ——— الاٹمنٹ بند ہونے کے بعد بھی وہ ایک پالیسی وضع کر رہے ہیں ——— اب وہ پالیسی کیا ہوگی اس کے متعلق آپ نے کچھ اعتراضات یہاں پیش کئے ہیں اور فاضل وزیر صاحب نے نوٹ کر لئے ہیں ۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ ان پر غور فرمائیں گے ۔ اب آپ کی تحریک التوا کی کیا پوزیشن ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اس یقین دہانی کے پیش نظر اپنی تحریک التوا پر زور نہیں دیتا ۔

بلوچستان سے آئی ہوئی پنجاب پولیس کے خلاف حکومت کی طرف سے انضباطی کارروائی

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 21 مئی کے مطابق بلوچستان سے آئی ہوئی پنجاب پولیس کے خلاف حکومت نے انضباطی کارروائی کی ۔ 1600 افراد پر مشتمل یہ پنجابی پولیس بلوچستان سے آنے کے بعد چوہڑ کانہ میں اپنے غیر یقینی مستقبل کے باعث احتجاج پر مجبوری ہوئی ۔ انہیں طویل مدت تک باوجود پنجاب کی پولیس میں کھپایا نہیں جا سکا ۔ سرکاری پریس نوٹ کے مطابق اپنے ناممکن مطالبات منوانے کے لئے ہر طرح سے نظم و ضبط کے منافی کارروائی کرنے کی مرتکب ہوئی ۔ قواعد و ضوابط کے مطابق ان کے خلاف انضباطی کارروائی کرنی پڑی ۔ اس صورت حال سے عوام میں بالخصوص سرکاری ملازمین کے حلقوں میں سخت اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔

وزیر مال - جناب والا ۔ حنیف رامے صاحب ابھی نہیں آئے ہیں ۔

Mr. Speaker : I keep it pending.

گورنر پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں نشستوں پر نامزدگی کے اختیار کے خلاف سٹوڈنٹ یونینوں کا احتجاج

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری نے یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ 13 مئی کے مطابق میڈیکل کالجوں کی مختلف سٹوڈنٹس یونینوں کے عہدیداروں نے حکومت کے اس اقدام پر شدید احتجاج کیا ہے جس کے تحت گورنر پنجاب کو میڈیکل کالجوں کی اضافہ شدہ 72 نشستوں میں سے 20 نشستوں کی نامزدگی کا اختیار دیا گیا ہے ۔

یہ اقدام تمام جمہوری تعلیمی اور اخلاقی اصولوں کے منافی ہے ۔ جس کے خلاف شدید احتجاج کیا جا رہا ہے ۔

Mr. Speaker : How can this be entertained ?

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میڈیکل کالجوں میں داخلے کا مسئلہ پورے پنجاب میں ذہین طالب علموں کے مستقبل کا مسئلہ ہے ۔ آپکو معلوم ہے کہ حکومت پاکستان نے بھی ہدایت جاری کی ہیں کہ اہلیت کی بنیاد پر میڈیکل کالجوں میں داخلہ ہوگا ۔ پنجاب کی بد قسمتی ہے کہ یہاں فسٹ ڈویژن اور امتیازی درجہ رکھنے والے طلبا موجود ہیں لیکن ان کو میڈیکل کالجوں میں داخلہ نہیں ملتا صرف نامزدگی کی بنا پر داخلہ دیا جاتا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ یہ تحریک التوا وزیر صحت سے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے پہلے بتا دیتے ۔ میں سمجھا تھا کہ یہ آپ سے متعلق ہے ۔ یہ بھی pending ہو گئی ہے ۔

قومی تحویل میں لئے جانے والے سکولوں کی قاریوں کی خدمت سے محرومی

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری نے یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ 23 مئی کے مطابق قومی تحویل میں لئے جانے والے سکولوں کو قاریوں کی خدمت سے محروم کر دیا گیا ہے جب کہ ایسے اداروں میں جن میں 20 عیسائی بچے زیر تعلیم ہوں گے پادریوں کے تقرر کا اعلان کر دیا گیا ہے ۔ حکومت کی اس متضاد پالیسی سے عوام میں شکوک و شبہات اور تشویش و اضطراب کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ آئین کی روح کے خلاف قرآن و حدیث کی تدریس سے طلبا کو کیوں محروم کر دیا گیا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ اس تحریک التوا کے دو حصے ہیں ۔ پہلا حصہ یہ حصہ ہے کہ قاریوں کو ملازمت سے محروم کیا جا رہا ہے ۔

یہ بالکل غلط ہے میں اسکی قطعی تردید کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ قاریوں کا ایسا مسئلہ ہے کہ گوجرانولہ میں تدریس القرآن ٹرسٹ ہے جتنے بھی گورنمنٹ کے سکولوں اور کالجوں میں قاری حضرات مقرر کئے گئے ہیں ان کو دو تہائی تنخواہ وہ دیتے تھے ایک تہائی تنخواہ یونین فنڈ سے دی جاتی تھی ۔ جب پرائیویٹ سکول قومی تحویل میں لئے گئے ان میں ہم بھی یہی سسٹم رائج کریں گے ۔ ہم نے جو خط لکھا ہے اس میں سکولوں اور کالجوں کے قاریوں کی ملازمت کے متعلق کچھ نہیں کہا گیا اس کی تو میں تردید کرتا ہوں ۔ صرف کالجز میں تین قاری تھے جن کے متعلق لکھا گیا کہ ان کو ملازمت سے نہیں نکالا جائیگا ۔ ان کی تنخواہ کا سسٹم یہ ہوگا کہ دو تہائی تدریس القرآن ٹرسٹ گوجرانوالہ والے بدستور دیتے رہیں گے اور ایک تہائی یونین فنڈ سے دی جائے گی ۔

جناب والا ۔ تحریک التوا میں جہاں تک دوسری بات کا تعلق ہے صدر مملکت نے فرمایا تھا کہ جس طرح ہم کرسچن سکولوں میں جو مسلمان بچے پڑھتے ہیں ان کو اسلامیات کی تعلیم دینے کے لئے سپیشل گرانٹ دیتے ہیں ....

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے یہ نہیں کہا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی اجازت سے عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ صرف گوجرانوالہ کے تعلیم القرآن یا تدریس القرآن کا نہیں یہ مسئلہ پورے پنجاب کا ہے جہاں جہاں قاری حضرات تعینات ہیں ۔ ہم ڈاکٹر صاحب سے یہ مطالبہ نہیں کرتے کہ وہ ان کی تنخواہ کا اہتمام کریں ۔ سرکاری خزانے سے ان کی تنخواہ دی جائے اول تو یہ اسلامی ملک ہے اگر یہ کر دیں تو بہتر ہے ورنہ انہیں جس طرح تنخواہ ملتی تھی ملنی چاہئے ۔ ایک اقلیت کے ساتھ اگر اتنی مہربانی کی جاتی ہے کہ جہاں بیس طلبا ہوں وہاں بائبل پڑھانے کے لئے ایک مدرس رکھنا ضروری ہے لیکن تعلیم القرآن سے لوگوں کو محروم کر دینا ٹھیک نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں واضح طور پر اسکی تردید کرتا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں خود کاغذ لے کر گیا

ھون - میں نے ڈاکٹر صاحب کو ان کے اپنے دفتر میں جا کر دکھائے ہیں کہ آپ نے اپنے دستخطوں سے قاریوں کو تنخواہ سے محروم کر دیا ھے -

وزیر تعلیم - جناب والا - میں عرض کروں گا کہ علامہ رحمت اللہ آرشد صاحب میرے پاس تشریف لائے تھے - جو خط ہم نے اس کالج کو لکھا ہے وہ اس وقت میرے پاس نہیں ہے وہ میرے دفتر میں موجود ہے اس میں خاص طور پر انگریزی میں لکھا ھے -

It should be noted that the services of Qaris are not to be dispensed with.

جناب والا - صرف ان کی تنخواہ کی ادائیگی کے سسٹم کی وضاحت کی گئی ہے - میں ھاؤس میں عرض کرتا ھوں کہ اگر کسی قاری کو ملازمت سے نکالا جائے تو میں اس کا ذمہ وار ھوں اس کو نہیں نکالا جائے گا صرف تنخواہ کی ادائیگی کے سسٹم کا عرض کیا ھے -

Mr. Speaker : In view of the categorical statement of the Education Minister, it becomes infructuous.

مسلم لیگی راھنما میاں زاھد سرفراز کی لائل پور میں گرفتاری

مسٹر سپیکر - میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اھمیت عامہ رکھنے والے ایک اھم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ھے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 4 جون 1973ء کے مطابق مسلم لیگ کے ایک معروف رھنما میاں زاھد سرفراز کو مورخہ 3 جون کو لائل پور میں ان کی اقامت گاہ سے ملتان پولیس نے گرفتار کر لیا ھے جس سے عوام شدید اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے -

I entertain it. Those in favour of the leave being granted to please rise in their seats...... The count was taken...... It does not get the required number of votes, leave in refused.

مولانا منظور احمد چنیوٹی کو مسجد سے نکالنے کے لئے مسلح پولیس کا مسجد میں داخل ہونا

مسٹر سپیکر - حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ ہفت روزہ "لولاک" لائل پور میں شائع شدہ اداریہ بعنوان "مسجد میں پولیس کی مورچہ بندی" اور چنیوٹ سے آمدہ خط جو بذریعہ رجسٹری مورخہ 4 جون 1973ء کو موصول ہوا ہے کے مطابق گزشتہ سے پیوستہ جمعہ چنیوٹ میں پولیس کے مسلح گارد نے جامع مسجد محلہ گڑھ کو گھیرے میں لے لیا - پولیس رائفلوں اور اشک آور گیس سے مسلح ہو کر مسجد میں داخل ہو گئی - باقاعدہ مورچہ بندی کر لی گئی تا کہ مولانا منظور احمد مسجد میں داخل ہو کر جمعہ نہ پڑھا سکیں - اس صورت حال سے نمازیوں کو مجبوراً دوسری چھوٹی مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنا پڑی - اس تمام کارروائی سے عوام میں سخت اضطراب اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے -

حاجی صاحب آپکی یہ تحریک التوا 4 تاریخ کو میاں خورشید انور صاحب کی طرف سے پیش کردہ تحریک التوا 1 نمبر کے ساتھ dispose of ہو گئی ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - ٹھیک ہے -

مسٹر سپیکر - چوہدری امان اللہ لک کی تحریک التوا نمبر 17 کن وزیر صاحب سے متعلقہ ہے -

چوہدری امان اللہ لک - جناب والا - یہ تو لا منسٹر سے متعلقہ ہے -

مسٹر سپیکر - سروسز اینڈ جنرل ایڈ منسٹریشن ڈیپارٹمنٹ لا منسٹر کے ماتحت نہیں ہے -

وزیر قانون - جناب والا - یہ وزیر اعلیٰ صاحب کا محکمہ ہے -

مسٹر سپیکر - وہ تو بیمار ہیں - ان کی طرف سے کون جواب دیں گے -

وزیر قانون ۔ کل میں اس جواب دے دوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ نوٹ کر لیا جائے کہ تحریک التوا نمبر 17 کل کے لیے ہے ۔ تحریک نمبر 18 تحریک التوا لیتے ہیں ۔

میانوالی شہر میں مولانا منظور احمد چنیوٹی کے داخلے پر پابندی

مسٹر سپیکر۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مشہور عالم دین مولانا منظور احمد چنیوٹی کے ضلع میانوالی میں داخلہ پر 3 ماہ کی پابندی لگا دی گئی ہے جس سے مسلمانوں میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میانوالی کے حکم کی نقل منسلک ہے ۔

This is held in order. Those in favour of the leave being granted to please rise in their seats...... The count, was taken ...... It does not get the required number of votes. The leave is refused.

ڈاکٹر یونین کونسل تیجن پور تحصیل لیاقت پور پر پیپلز پارٹی کے عہدیداروں کا زبردستی قبضہ

مسٹر سپیکر ۔ حاجی سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 2 جون 1973 کو چند افراد جو اپنے آپ کو پیپلز پارٹی کے عہدیدار ظاہر کرتے ہیں نے غنڈہ گردی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دفتر یونین کونسل چن پور تحصیل لیاقت پور زبردستی قبضہ کرکے اسے پیپلز پارٹی کا دفتر بنا لیا ہے اور اس پر پارٹی کا جھنڈا لہرا لیا ہے ۔ یہ عمارت یونین کونسل کی سرکاری زمین سے تعمیر ہوئی ہے اور گورنمنٹ کی ملکیت ہے ۔ اس صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب و بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر مال ۔ جناب والا ۔ یہ چیف منسٹر سے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیکن آپ کو پتہ ہے کہ کہ کونسل آف منسٹرز کی ذمہ داری تو مشترک ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ ہم اس کے لئے کچھ مہلت مانگتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک التوا کل پیش ہوگی ۔

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب کا ضمنی میزانیہ پیش کرنے کے متعلق

(مسٹر سپیکر کی رولنگ)

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف‌اللہ خان کی طرف سے 4 جون کو ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا گیا تھا ۔ جس پر آج رولنگ دی جا رہی ہے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan raised a point of order on 4th June 1973 that the Constitution did not provide for presentation before the Assembly of a Supplementary Budget Statement and, therefore, no lawful Supplementary Budget had been presented to the Assembly by the Minister for Finance. The objection would not have arisen if the honourable Member had also gone through the constitutional provisions contained in Articles 125 to 127. The last portion of clause (1) of Article 128 provides that the provisions of the preceding Articles shall have effect in relation to the Supplementary Budget as they have effect in relation to the Annual Budget Statement. Clause (1) of Article 125 provides that a statement of the estimated receipts and expenditure shall be known as the Annual Budget Statement. A similar supplementary Statement has to be laid before the House under clause (1) of Article 128 and when the latter Article is read with Article 125, it becomes clear that the "Supplementary Statement" referred to in Article 128 can only be referred to as the Supplementary Budget Statement. Rule 116 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1972

lends further support to my view, I may add that contents of the statement and not its nomenclature are significant and important. Therefore, the Supplementary Budget for a year has to be presented in the form of a Supplementary Budget Statement and in no other form. The Supplementary Budget for 1972-73 has rightly and lawfully been presented through such a statement. The point of order is over-ruled.

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) اسٹامپ مصدرہ 1973ء

مسٹر سپیکر ۔ اب ایک وزیر مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) اسٹامپ مصدرہ 1973ء پیش کریں گے ۔

وزیر مال ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) اسٹامپ مصدرہ 1973ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) اسٹامپ مصدرہ 1973ء پیش کر دیا گیا ۔

Minister for Revenue : Sir, It should be referred to the concerned Standing Committee.

Mr. Speaker : It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within five days.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ قواعد کی پابندی کا مسئلہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ پانچ دن رپورٹ آنے میں کافی وقت ہوتا ہے ۔

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مطابع و مطبوعات مصدرہ 1973ء

مسٹر سپیکر ۔ اب ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مطابع و مطبوعات مصدرہ 1973ء فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

وزیر اطلاعات ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ؛

که مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مطبع و
مطبوعات مصدرہ 1973ء جیسا کہ اس کے
بارے میں مجلس قائمہ برائے اطلاعات نے
سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

که مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مطبع و
مطبوعات مصدرہ 1973ء جیسا کہ اس کے
بارے میں مجلس قائمہ برائے اطلاعات نے
سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : I oppose it Sir, and raise a point of order that the bill was moved by Dr. Abdul Khaliq (Minister for Education) and the motions has now been moved by Mr. Kahloon (Minister for Colonies), which should have been moved by Dr. Abdul Khaliq.

مسٹر سپیکر ۔ اس پوائنٹ آف آرڈر پر غور کریں ۔ ڈاکٹر صاحب بھی کھڑے ہو کر اس پر کچھ کہہ سکتے ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب سپیکر ۔ اس پر واضح رولنگ ہونی چاہئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس کو غور سے پڑھوں گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اس پر غور کرنا ہے جناب ۔

Mr. Speaker : Prima facie I do not agree. I will consider it and after consideration I will see if it has any force.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

که مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مطبع و
مطبوعات پاکستان مصدرہ 1973ء جس کے
بارے میں مجلس قائمہ برائے اطلاعات نے

سفارش کی ہے ۔ 15 ستمبر 1973ء تک
رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے متداول
کرایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

That the West Pakistan Press and Publications (Punjab Amendment) Bill, 1973 as recommended by the Standing Committee on Information, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 15th September, 1973.

وزیر اطلاعات ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر اس بل کو جب پیش کیا گیا تو 28 فروری کو 6 ماہ کی میعاد بڑھائی گئی۔ اس کا مطلب ہے کہ 29/28 اگست تک میعاد بڑھائی گئی ہے لیکن حاجی صاحب اپنی ترمیم میں یہ فرماتے ہیں کہ رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے 15 ستمبر تک اس بل کو ملتوی کر دیا جائے تو اس لحاظ سے یہ ترمیم درست حالت میں نہیں ہے اور ضروری ہے کہ اس ترمیم کو بلا شک و شبہ خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

Mr. Speaker : I do not agree with the point of order raised by Begum Sahiba,

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مطبع و مطبوعات مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء
جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے اطلاعات نے سفارش کی ہے 31 اگست 1973ء تک رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے متداول کرایا جائے ۔

Mr. Speaker : The motion is :

That the West Pakistan Press and

Publications (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Information, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August, 1973.

Minister for Education : I oppose it.

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

که مسوده قانون (ترمیم پنجاب) مطبع و مطبوعات مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے اطلاعات نے سفارش کی ہے 25 اگست 1973ء تک رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے متداول کرایا جائے۔

Mr. Speaker : The motion is :

That the West Pakistan Press and Publications (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Information, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 25th August, 1973.

Minister for Education : I oppose it.

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

که مسوده قانون (ترمیم پنجاب) مطبع و مطبوعات مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے اطلاعات نے سفارش کی ہے 10 ستمبر 1973ء

تک رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے متداول
کرایا جائے۔

Mr. Speaker : The motion is :

> That the West Pakistan Press and Publications (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Information, be circulated for the purpose of eliciting thereon by 10th September, 1973,

وزیر اطلاعات ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ جہاں تک پانچ نمبر پر ترمیم کا تعلق ہے ۔ اس کے ساتھ ہی پانچویں ۔ چھٹی اور ساتویں ترمیم بھی لے لیں ۔ تا کہ اس پر ایک ہی وقت پر بحث ہو سکے ۔ جہاں تک اس کے متداول کرانے کا تعلق ہے اور مجلس قائمہ کے سپرد کرنے کا تعلق ہے میں اس سلسلے میں آپ کی توجہ اس reference کی طرف کراتا ہوں جو مسٹر سپیکر نے 18 جنوری 1940ء میں دیا ۔

> Vol XI-No. 6, page 416 Punjab Legislative Assembly Debate 18th January, 1940.
>
> When an amendment is intended to replace the original motion in its entirety, the debate is not restricted only to the amendment but extends to the original motion as well, as in that case the original motion as well as the amendment both, are under the consideration of the House as alternative propositions. Thus the amendment for circulation of the Bill as well as the original motion have been discussed and if

I now allow the motion for reference to a Select Committee to be moved, the original motion shall again come under discussion, but that would be unparliamentary (Speaker).

اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ان تمام ترامیم کو ایک ہی دفعہ پیش کر دیا جائے اور وولنگ کے علاوہ بحث بھی ایک ہی دفعہ ہو ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس پر غور کریں گے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ پیشتر اس کے کہ میں اپنی گزارشات کا آغاز کروں میں جناب سے استدعا کروں گا کہ اب یہ بل جناب وزیر اطلاعات کی تحریک قاعدہ نمبر 76 (اے) کے تحت زیر غور لایا جا رہا ہے ۔ حالانکہ قاعدہ 76 کے تحت صرف ممبر انچارج یہ تحریک پیش کر سکتا ہے کہ اس بل کو زیر غور لایا جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے اعتراض کر دیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کرونگا کہ جناب اس پر واضح رولنگ فرما دیں ۔ ڈاکٹر صاحب بھی اس وقت موجود ہیں ۔ ان کی طرف سے یہ بل پیش ہوا تھا ۔ اگر جناب اس ساری کیبنٹ کو ہی ممبر انچارج تصور کریں تو یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب ڈاکٹر صاحب نہ ہوتے ۔

Mr. Speaker : Haji Sahib, I have already said that on the face of it, I don't agree with the point of order but I will further consider it.

Haji Muhammad Saifullah Khan : In what capacity the motion has been moved by the Information Minister ?

Mr. Speaker : Let us not have a debate over this. Sec 32

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ بہتر جناب ۔ جناب والا ۔ یہ بل جو نہایت ہی مختصر انداز میں پیش کیا گیا ہے بظاہر یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ ہم پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس کی صرف ایک ہی دفعہ کی ایک ہی سطر میں چھوٹی سی ترمیم لائے ہیں اور وہ ترمیم الہون

نے موجودہ دفعہ 10 میں اس شکل میں پیش کی ہے کہ [اس کے آخری الفاظ یہ ہیں :-

[تجویز کردہ طریقہ کار کے مطابق ، ضلع مجسٹریٹ کو اس کی اطلاع دے دی گئی ہو "کی بجائے،، ایسی عارضی تبدیلی کے لئے اس ضلع مجسٹریٹ سے جس کے دائرہ اختیار میں وہ اخبار طبع یا شائع ہوتا ہے اور ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں عارضی تبدیلی کی صورت میں اس دوسرے ضلع کے ضلع مجسٹریٹ سے تحریری طور پر منظوری حاصل کر لی گئی ہو ۔

مگر شرط یہ ہے کہ کوئی ایسی منظوری عطا نہیں کی جائے گی تا وقتیکہ طابع یا ناشر ، جیسی بھی صورت ہو ، ضلع مجسٹریٹ کو اس امر کے بارے میں مطمئن نہ کر دے کہ ایسی تبدیلی نا گزیر ہے ۔]

جناب والا ۔ گو نہایت ہی مختصر اور سیدھے سادھے انداز میں یہ ترمیم اس ایوان میں پیش کی گئی ہے مگر اس کے دور رس نتائج جو نکل رہے ہیں ۔ نکل چکے ہیں ۔ اور جو آئندہ نکلیں گے اور جن کے ارتکاب سے اس صوبے کے پریس اینڈ پبلیکیشنز پر جس کا اثر وارد ہوتا ہے اس کے تابع یہ نہایت ہی ضروری ہے کہ اس قسم کے اہم ترمیم کو جو میں سمجھتا ہوں پریس کی آزادی کو کسی بھی وقت ۔ کسی لمحے اور کسی بھی صوابدید کے تابع سلب کر سکتی ہے ۔ بغیر متعلقہ افراد ۔ بغیر پریس کے نمائندگان اور بغیر رائے عامہ منظور کئے ہوئے پاس کر دینا اس صوبے کی جمہوری آزادی کی اور بالخصوص پریس کی آزادی کی جو جمہوری معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کا تعلق رکھتا ہے اور ہر جمہوری معاشرے میں روح کی حیثیت رکھتی ہے ۔ پریس اس کے حقوق اور اس کی آزادی کو اس طرح سے ترمیم کے ساتھ سلب کر لینے سے ہم اس صوبے کی خدمت نہیں کرینگے بلکہ اس صوبے میں جمہوریت کشی کے مرتکب ہونگے اور اس کے نتائج

جو ہوں گے وہ میں سمجھ رہا ہوں ۔ اور آنے والی نسلیں دیکھیں گی کہ ہم زیادہ دیر تک اس صوبے میں بلکہ یہ صوبہ چونکہ ملک کا دل ہے اس ملک میں جمہوریت کو باقی نہیں رکھ سکیں گے ۔ اس کے پیش نظر جناب والا ۔ میں اس ہاؤس سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ جلد بازی سے کام نہ لے ۔ پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈیننس ان کے قول کے مطابق دور آمریت کی یادگار ہے جو سابقہ حکومتوں نے صرف اس وجہ سے نافذ کیا تھا کہ وہ ان کے اقتدار کو جلا بخش سکے ۔ پریس کا گلا گھونٹ کر ان کی بد اعمالیوں پر پردہ پڑ سکے اور وہ ظاہر نہ ہو سکیں ۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اگر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم عوامی حکومت ہیں ۔ ہم عوامی نمائندے ہیں ۔ ہم عوام کے زور سے آئے ہیں تو پھر عوام کی خواہشات کا احترام کرتے ہوئے اس قسم کے قوانین کی تمام پابندیاں وہ تمام زنجیریں ۔ وہ تمام کڑیاں جو جمہوریت اور رائے آزادی کو سلب کرتی ہیں ان کو توڑ دیتے ۔ چہ جائیکہ ان کے اوپر اور زنجیریں مسلط کی جا رہی ہیں اور یہ ایسی زنجیر مسلط کی جا رہی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ سابقہ دور کے آمروں کے ذہن میں بھی نہیں آ سکتی تھی جو اس دور کے عوامی آمروں نے تجویز کی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب آپ پرنسپل پر آ گئے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب میں اس کی اہمیت بیان کر رہا ہوں ۔ ویسے یہ ٹھیک ہے کہ میں نے اس کے تین حصے کرنے ہیں ۔ اگر جناب مناسب سمجھتے ہیں تو میں پرنسپل کو ڈسکس کر لونگا ۔ بہر حال میں جناب کی منشا کے مطابق اپنی گزارشات مختصر کرتے ہوئے عرض کرونگا کہ یہ پریس پر ناروا پابندی لگائی جا رہی ہے ۔

اس کے بارہ میں آپ عوامی عدالت میں اس بل کو پیش کریں ان کی رائے عامہ معلوم کریں اگر عوام آپ کے ساتھ ہیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ اس کو جائز قرار دیتے ہیں ۔ اس کے بعد آپ اس ایوان میں منظوری کے لئے لائیں اور اگر عوام کی رائے اس کے ساتھ شامل نہ ہو تو یاد رکھئے کہ کوئی بھی قانون عوام اور اس کی منشا کے بغیر مسلط نہیں کیا جاتا اور وہ نقصان دہ ہوتا ہے اور اس کے نقصان اس کے فوائد سے زیادہ ہوا کرتے ہیں ۔ آپ میری اس تحریک کے مطابق اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے عوام کے سامنے پیش کریں ۔

مسٹر سپیکر - سید تابش الوری -

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر - پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈیننس 1963 جس میں ترمیم کے لئے آج یہ بل پیش ہو رہا ہے ایوبی دور کے انتہائی بد ترین آمرانہ قانون کی حیثیت سے مشہور ہے یہ آرڈیننس جسے اخبار نویسوں نے ہی نہیں مدیران جرائد ہی نے نہیں بلکہ پوری قوم نے پائے حقارت سے ٹھکرا دیا تھا اور پھر اس کو پائے حقارت سے ٹھکرانے سے خود حکمران پارٹی بھی ایک بڑے مؤثر عنصر کی حیثیت رکھتی ہے - یہ بات بہت عجیب ہے کہ اس بدنام زمانہ abnoxious آرڈیننس ختم کرنے کے بجائے آج عوامی اور جمہوری حکومت کی دعویدار یہ پارٹی ایسا ترمیمی بل لا رہی ہے جس کے تحت اخبارت کو پہلے ہی جو مراعات اور سہولتیں حاصل تھیں انہیں بھی سلب کیا جا رہا ہے - میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اس بل کو اس کی اہمیت اور نوعیت کے پیش نظر رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا جانا چاہئے تا کہ رائے عامہ کو معلوم ہو سکے کہ یہ حکومت اور یہ پارٹی جو جمہوریت کی (champion) چیمپئن کہلاتی ہے کہ آج قول و عمل کے تفاوت سے کن مضحکہ خیز صورتوں سے دو چار ہے تا کہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ یہ پارٹی جس نے اس ملک میں آزادی صحافت کا نعرہ دیا تھا وہ آج خود اپنے عمل کے آئینے میں فکری آمریت کو ابھار رہی ہے - جناب والا - میں چاہتا ہوں کہ اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے متداول کرایا جائے تا کہ لوگوں کو پتہ چل سکے کہ اس پارٹی کا روپ بہروپ کیا ہے یہ کہتے کچھ ہیں کرتے کچھ ہیں - جناب والا - میں بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان بھر کے اخبار نویسوں اور عامل صحافیوں اور مدیران جرائد نے متفقہ طور پر مطالبہ کیا ہے کہ اس آرڈیننس کو سرے سے ختم کر دیا جائے - منسوخ کر دیا جائے میں نے اس مطالبے اور عوامی خواہش کے مطابق اسی ایوان میں ایک بل پیش کیا ہے جو زیر غور ہے اور اس کا مقصد اس آرڈیننس کی تنسیخ ہے یہ اخبار نویسوں کی متفقہ رائے ہے -

Sheikh Aziz Ahmad : On a point of order Sir, may I draw your attention that the Member is not relevant and may I draw your attention to Rule 78, At least, he is not discussing the principles of the Bill under reference.

Mr. Speaker : I agree with Sheikh Aziz Ahmad.

مسٹر سپیکر - میں نے حاجی صاحب سے بھی کہا تھا ۔

سید تابش الوری - میں صرف یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اس کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے کیوں نہ متداول کرایا جائے میں دلائل پیش کر رہا ہوں کہ یہ کیوں ضروری ہے ۔ اس سلسلہ میں رائے عامہ ایک واضح فیصلہ کر چکی ہے -

Mr. Speaker : Then you yourself agree with the Hon'ble Member.

سید تابش الوری - اس پارٹی کے آنے سے پہلے رائے عامہ اس کو مسترد کر چکی ہے لیکن اس آرڈیننس کی ایک کلاز کو زیادہ خطرناک اور مہلک بنانے کے لئے یہ ترمیمی بل پیش کیا جا رہا ہے ۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ اس واضح فیصلے کے پیش نظر اس ترمیمی بل کو بھی مسترد کر دیا جائے گا ۔ آپ کو بھی بتانا چاہتا ہوں کہ مرکزی سطح پر عامل صحافیوں کی فیڈرل یونین آف جرنلسٹس اور مرکزی حکومت اس سلسلے میں باقاعدہ طور پر مذاکرات میں مصروف ہیں کہ اس آرڈیننس کو کس طرح زیادہ سے زیادہ قابل قبول بنایا جا سکتا ہے ایسی صورت میں جبکہ مرکزی سطح پر یہ مستحسن کوشش کی جا رہی ہے یہ عجیب بات ہے کہ پنجاب کی سطح پر اس آرڈیننس کو زیادہ خطرناک بنایا جا رہا ہے ۔ جب سے مرکزی اور صوبائی پالیسی کے تضادات سامنے آ رہے ہیں ۔ یہ بل اخبارات کی آزادی پر براہ راست حملے کے مترادف ہے ۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ مرکزی حکومت کے فیصلے اور عوامی رائے کے اظہار تک بل پر غور ملتوی کیا جائے تاکہ ہم جو قانون سازی کریں وہ نہ صرف اہل صحافت کے لئے قابل قبول ہو بلکہ پوری قوم کے لئے عظمت افتخار کے پہلو پیدا کر سکے آپ کو معلوم ہے کہ پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس سارے مغربی پاکستان کے لئے بنایا گیا تھا اور اس وقت بھی تمام صوبوں میں یک وقت نافذ ہے ۔ یہ شرف صرف پنجاب کو حاصل ہو رہا ہے کہ اس نے اس بل کے ذریعہ اس قسم کی نا پسندیدہ ترمیم پیش کی ہے -

Sheikh Aziz Ahmad : Sir, I again invite your attention that the Hon'ble Member is not relevant.

چوھدری امان‌اللہ لک ۔ کورم نہیں ہے ۔ جناب والا ۔

مسٹر سپیکر - گنتی کی جائے - - - - گنتی کی گئی - - - - کورم پورا ہے -

سید تابش الوری - جناب والا - میں آپ کے توسط حکمران پارٹی سے درد مندانہ اپیل کروں گا کہ وہ پنجاب کی رسوائی کا سامان فراہم نہ کرے اور اس قسم کے قانون نافذ نہ کر - جو ہماری صحافت دشمنی کا اشتہار بن جائیں -

مسٹر سپیکر - میاں خورشید انور -

میاں خورشید انور - جناب سپیکر - حکمران پارٹی نے اخباری آزادی کے متعلق بڑے بلند بانگ دعوے کئے ہیں لیکن عمل ان کے بالکل بر عکس رہا ہے - اس وقت پہلے ہی اخبارات پر بہت سی ناگوار اور ظالمانہ پابندیاں عائد ہیں -

مسٹر سپیکر - آپ جنرل تقریر کر رہے ہیں ؟

میاں خورشید انور - نہیں جناب - اس وقت اخبارات کے اشتہارات - کاغذ بلکہ سیاہی تک گورنمنٹ نے اپنے کنٹرول میں لے رکھی ہے -

مسٹر سپیکر - آپ کو تقریر کا پورا موقع ملے گا اس میں آپ یہ سب باتیں کر لیں -

میاں خورشید انور - جناب والا - اس قسم کی ترمیم کرکے آزادی صحافت کو اور زیادہ پابند بنایا جا رہا ہے - اس لئے میں سید تابش الوری صاحب اور حاجی سیف اللہ صاحب کے خیالات کی تائید کرتے ہوئے یہ استدعا کرونگا کہ آپ نے اخبارات کا گلا گھونٹنے کے لئے پہلے ہی خاص اقدام کر رکھے ہیں - اس ترمیم کو یہاں باقاعدہ منظور کرنے سے قبل یہ ضروری ہے کہ اس پر رائے عامہ معلوم کی جائے - کم از کم اخبارات کی رائے لینا اشد ضروری ہے -

مسٹر سپیکر - چوہدری امان اللہ لک -

چوہدری امان اللہ لک - جناب سپیکر - میں جناب کے توسط سے اپنے دو فاضل دوستوں کو ان کے وعدے یاد دلانا چاہتا ہوں کہ کل ممتاز کاہلوں صاحب نے یہاں ایک واضح یقین دہانی کرائی تھی اور حزب اختلاف

کو اعتماد میں لینے کی کوشش کی تھی کہ جب تک رائے عامہ ہمارے حق میں ہے اور جب تک رائے عامہ ہماری تائید کرتی رہے گی ہم ان کرسیوں پر براجمان رہیں گے ۔ ہم اس وقت تک اس قانون سازی میں برابر حصہ لیں گے جب تک رائے عامہ ہمارے ساتھ رہے گی ورنہ ہم یہ کرسیاں چھوڑ دیں گے ۔ تو میں اپنی ترمیم کے ذریعے یہ وعدہ یاد دلانا چاہتا ہوں کل ہی کی بات ہے میرے خیال میں ان کو بھی یاد ہوگا اور میری یہ ترمیم ان کی یاد دہانی کا ایک عملی ثبوت دینے کا موقع میسر کرے گی ۔ اور دوسرے میرے فاضل دوست اور سابقہ رفیق سفر حنیف رامے صاحب کو اسی ترمیم کے ذریعے سے میں آج سے کچھ دیر پہلے کے واقعات یاد دلانا چاہتا ہوں ۔ پیپلز پارٹی کے ابتدائی ایام میں پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس ہماری راہ روکے ہوئے تھا ۔ نوائے وقت اخبار میں صدر مملکت کا ایک انٹرویو شائع ہوا تھا ۔ جس کو پڑھ کر ہمیں بہت زیادہ خوشی ہوئی تھی یا حنیف رامے کے قلم سے یہاں انارکلی کے پاس ان کی کسی دکان سے کسی رسالے کے نام سے شائع ہوتا تھا ۔ جو ہم اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے جایا کرتے تھے اور ہم ان دنوں ترستے تھے کہ ہمارا یہ پروگرام جو آئندہ دور کا انقلابی پروگرام ہے ہم اس کے لئے کونسا راستہ اختیار کریں ۔ اس کے بعد پھر میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ آج حنیف رامے صاحب کی موجودگی میں ایک ایسی ترمیم لائی جا رہی ہے جو ان کی خواہشات ۔ امنگوں اور ان دعووں کے برعکس ہے جو ہم مل جل کر مانگتے رہے تھے اور آج ان کا قلم جو اس وقت مجبوری کی حالت میں ''النصرت'' رسالے میں اس ظلم اور تشدد کی نشان دہی کرتا رہا ۔ اور انقلاب کی راہنمائی کرتا رہا ۔

(اس مرحلہ پر سردار ضمیر احمد صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

آج اسی صحافی کے یہاں ہوتے ہوئے اور ان کے بطور قائم مقام قائد ایوان یہاں ہوتے ہوئے اور ڈاکٹر عبدالخالق اور ممتاز کاہلوں جیسے آدمی جو یہ محسوس کرتے ہیں کہ آزادی صحافت کے بغیر اس ملک کو زندہ رکھنا اور عوام کو اعتماد میں رکھنا ناممکن العمل ہے ۔ ان کی موجودگی میں ایسی ترمیم لائی جا رہی ہے ۔ بنیادی حقوق کے پاسبان یہ میرے فاضل

دوست کہ جو گورنمنٹ بنچز پر بیٹھے ہوئے ہیں میں ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اس چھوٹی سی ترمیم کے ذریعہ سے بنیادی حقوق کو جو پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس کے تحت مشینری - کارخانے اور پرنٹنگ کی جو جائداد اور ملکیت ہے کے متعلق ہیں سلب کیا جا رہا ہے ۔ اور ان کی گردنیں براہ راست ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کے ہاتھ میں دی جا رہی ہیں ۔ آج ایک صوفی منش وزیر مسٹر ممتاز کاہلوں جیسے آدمی اور حنیف رامے جیسے مرد حر اور انقلابی صحافی سے میں یہ توقع کرتا ہوں - اور ان سے پر درد اپیل کرتا ہوں کہ وہ کم از کم اس بل کو پاس کرانے سے قبل اپنے وعدوں کا پاس کرتے ہوئے رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے اس کو متداول فرمائیں اور کل کے مظلوم آج کے ظالموں کی صف میں نہ کھڑے ہوں ۔ میں مسٹر حنیف رامے صاحب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھ سے زیادہ پریس کی آزادی کے علمبردار رہے ہیں اور اب بھی ان سے یہ توقع کرتا ہوں کہ یہ مرور ایام ہے ۔ انقلاب زمانہ ہے ۔ یہ نہ ہو کہ کل کو ہمیں اسی دور سے گزرنا پڑے اور یہ ہمارے پابند سلاسل ہوئے ہوئے قوانین ہمارے ہی سامنے آ جائیں ۔ اس لئے میں جناب کے توسط سے ان دوستوں سے اپیل کرتا ہوں ۔ ان کے مافی‌الضمیر میں جو بات چھپی ہوئی ہے میں اس کو اجاگر کرنے کی کوشش کرتا ہوں کیونکہ وہ اس معمولی سی ترمیم کے بعد آزادی صحافت کے اس آخری دفن میں اپنے ہاتھ سرخ نہ کریں اور میں توقع کرتا ہوں کہ میری اس ترمیم کو قبول کر لیا جائیگا اور ممتاز کاہلوں صاحب اپنے کل کے وعدے کو پورا کرینگے اور رائے عامہ معلوم کئے بغیر یہاں کوئی قانون سازی نہیں کی جائیگی ۔ جیسا کہ انہوں نے کل فرمایا تھا اور نہ اسکی کوئی حقیقت اور نہ ہی کوئی حیثیت ہوگی ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں وزیر موصوف سے یہ توقع کرتا ہوں کہ وہ میری ترمیم کو منظور کرتے ہوئے یہ بیان فرمائینگے ۔

وزیر اطلاعات (چوھدری ممتاز احمد کاہلوں) ۔ جناب سپیکر ۔ یہ جو ترمیمات زیر بحث ہیں وہ تو صرف اس حد تک ہیں کہ اس ترمیمی بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا جائے متداول کر دیا جائے

مقررہ تاریخ تک - لیکن میرے فاضل دوستوں نے بجائے اس بات پر زور دینے کے بہت سے دوسرے پہلوؤں کو بھی چھونے کی کوشش کی ہے - جہاں تک اس اصل ترمیم کا تعلق ہے اس کے متعلق میں آپ کی وساطت سے ایوان کے فاضل ممبران کی خدمت میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اس آرڈیننس کے نفاذ سے پہلے - اس آرڈیننس کی تشکیل سے پہلے وہ مختلف طبقات جن کا تعلق پرنٹنگ سے ہے - جو پریس اور چھاپہ خانوں کے مالکان تھے - جو ناشرین تھے اور جو مختلف اخبارات کے پبلشرز اور پرنٹرز تھے ان سے تبادلہ خیال کیا گیا - کہ پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس کی دفعہ 10 میں ایک استثنا دی گئی ہے - اس کا مذاق اڑایا جا رہا ہے - تو ہم اسکو کس طرح موثر کر سکتے ہیں تا کہ جو صحیح اور درست کیس ہوں جو hardship کے کیس ہوں صرف وہی فائدہ اٹھا سکیں اور کوئی پرنٹر یا پبلشر اس رعایت کو اس استثنا کو بلیک میل کے طور پر استعمال نہ کر سکیں - یہ نومبر میں بطور ایک آرڈیننس کے نافذ کیا گیا - چھ (6) ماہ کے عرصے میں مختلف طبقات کے ساتھ جن کا اس کے ساتھ تعلق ہے اسکے متعلق بحث و تمحیص کی گئی اور ہر طبقے نے اس کا خیر مقدم کیا اور اس ترمیم کو انتہائی ضروری قرار دیا - پھر جو مجلس قائمہ ہے اس میں فاضل ممبران نے بھی میرے محکمہ کے ساتھ پوری بحث و تمحیص کے بعد بعینہ یہی سفارش کی کہ اس کا منظور کیا جانا انتہائی ضروری ہے -

اس کے بعد جو دوسری باتیں فاضل ممبران نے کہی ہیں ان کے متعلق بحیثیت وزیر اطلاعات میرا فرض ہے کہ میں اس ایوان کے فاضل ممبران کو یقین دہانی کراؤں کہ پریس کے متعلق جو صوبائی حکومت کا دائرہ کار ہے - ہماری حکومت پنجاب کے اخبارات کی پریس کی جو خدمت کر سکتی ہے وہ ہم اپنی طاقت کے مطابق اور ان مختلف قواعد و ضوابط کی پابندی کرتے ہوئے پوری کوشش کر رہے ہیں اور ہر صحافی دوست خواہ وہ عامل ہے یا وہ ایک کارکن ہے یا ایڈیٹر ہے یا ڈیسک ورکر ہے ہم اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کر رہے ہیں - اور ان کی کوئی مشکل ایسی نہیں جسے حل کرنے کے لئے ہم ہر وقت حاضر نہ رہتے ہوں -

جناب سپیکر ۔ یہاں بڑی تقاریر کی جاتی ہیں کہ یہ حکومت پہلے آزادی صحافت کی بڑی علمبردار تھی اور آج شاید اس نے اپنے وعدے فراموش کر دیئے ہیں ۔ میں اپنے فاضل ممبران کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اپنے وعدوں پر قائم ہیں ۔ جہاں کہیں ہمارے فاضل دوست سمجھیں کہ ایک خاص قانون یا ایک خاص ضابطے یا ہماری کسی حرکت ۔ یا ہمارے کسی قانون کی وجہ سے صحافت کی آزادی پر کوئی سایہ پڑتا ہے ۔ کوئی خلل آتا ہے ۔ کوئی قدغن پڑتی ہے ۔ ہم اس کی تصحیح کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ جہاں تک اس صوبائی حکومت کا تعلق ہے ۔ اس لمبے عرصے میں آپ نے دیکھا ہے کہ ہم نے کسی اخبار کے متعلق کوئی ایسا قدم نہیں اٹھایا سوائے اس کے کہ پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈیننس کے تحت دو تین کو اخباروں کو شو ۔ کاز نوٹس جاری کئے گئے جو بعد میں واپس لے لئے گئے ۔ صرف ان کی توجہ دلائی گئی کہ یہ ضوابط اور قوانین ہیں جن کی پابندی آپ کو کرنی چاہئے ۔ اور ان کی توجہ دلانے کے بعد ہم نے یہ محسوس کیا کہ انہوں نے فوراً حکومت کے ساتھ تعاون کیا تو ان کو بھی واپس لے لیا گیا ۔ آج تک اس صوبائی حکومت نے کسی اخبار کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی قطعاً نہیں کی ۔ کوئی ایکشن نہیں لیا ۔ پھر میرے فاضل دوستوں کو کیوں شبہ ہوا کہ انہوں نے یہ کہنا مناسب سمجھا کہ یہ صوبائی حکومت صحافت کی آزادی سلب کر رہی ہے ۔ لیول پر بحث کرنے میں جو ہمارے دائرہ کار میں ہے ۔ جن قوانین پر ہماری دسترس ہے ۔ ان پر جو بھی تجاویز اور ترامیم چاہیں ہم کرنے کے لئے تیار ہیں ۔ اگر تمام قوانین کو ختم کر دیا جائے تو پھر اس صورت میں طباعت اور اشاعت کا جو کاروبار ہے اس کے لئے کوئی رولز اور ریگولیشنز ہونے چاہئیں ۔ ورنہ پھر تو بالکل لاقانونیت ہو جائے گی ۔ آپ جانتے ہیں کہ بار بار حزب اختلاف کی طرف سے ۔ اور خاص طور پر حزب اختلاف کے معزز لیڈر علامہ ارشد کی طرف سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ بہت سا فحش لٹریچر جو بازاروں میں بکتا ہے ۔ چھپتا ہے ۔ ان کے لئے آپ کے قوانین بڑے نرم ہیں ۔ ان کو اور سخت کیا جائے ۔ اور سختی کے ساتھ

روکنا چاہئے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اس لئے اگر آپ اس قسم کے قوانین کو ختم کرنا آزادی صحافت سمجھتے ہیں ۔ تو اس سے لا قانونیت ہو جائے گی ۔ یہ قانون تو بڑے ایڈوائزری حیثیت رکھتے ہیں ۔ جو ترمیم اس وقت فاضل ممبران کے سامنے ہے ۔ وہ پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈیننس کی دفعہ دس کی ترمیم ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے میری غیر حاضری کا کافی فائدہ اٹھا لیا ہے ۔ جس بات کے متعلق اس ترمیم کے محرکین کو میں نے ٹوکا تھا ۔ وہی بات آپ نے کر دی ہے ۔

وزیر اطلاعات ۔ وہ بات تو بالکل ٹھیک ہے ۔ لیکن آپ کی غیر حاضری میں کچھ قصہ ہی ایسا چل نکلا ۔

وہ بات جس کا سارے فسانے میں ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

حالانکہ صحافت کی آزادی کا اس میں دخل نہیں ۔ یہ ایک اخبار کی ایک خاص چھاپہ خانے سے ایک دوسرے چھاپہ خانے میں تبدیلی سے متعلق ایک قانون ہے ۔ ایک رعایت ہے ۔ جسے غلط استعمال کیا جا رہا تھا ۔ اس کی شکل کو بدلا گیا ہے ۔ کہ اگر وہ صحیح ہے ۔ اگر واقعی انہیں اس کی genuine ضرورت ہے تو انہیں اجازت دی جائے ۔ میں اس کو غیر ضروری سمجھتا ہوں کہ چھ ماہ کے عرصے کے بعد اب اس کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے مشتہر کیا جائے ۔ اس لئے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : The question is :

That the West Pakistan Press and Publications (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committe on Information, be circulated for the purpose of eliciting opinin thereon by 15th September, 1973.

(The motion was last)

Mr. Speaker : The question is :

> That the West Pakistan Press and Publications (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Information, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August, 1973.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

> That the West Pakistan Press and Publications (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Information be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 25th August, 1973.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

> That the West Pakistan Press and Publications (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Information, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 10th September, 1973.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر - ایک اعتراض شیخ عزیز احمد صاحب نے اٹھایا تھا کہ -

The amendments for the purpose of eliciting opinion or referring the Bill to the Select Committee,

اس پہ بیک وقت بحث ہونی چاہئے الیوین نے حوالے نہیں دیئے تھے میں نے

اس پر غور کیا ہے - غالباً قاعدہ 78 کی دو interpretations possible ہیں - ایک تو یہ کہ جو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے ترمیم پیش کرے۔ وہ سیلیکٹ کمیٹی کے متعلق ترمیم پیش نہ کر سکیں گے - چونکہ ''اور'' کا لفظ استعمال ہوا ہوا ہے - اس کی جو دوسری interpretation ممکن ہے - وہ یہی ہے کہ یہ قاعدہ 78(3) (الف) میں اجازت دی ہوئی ہے کہ دونوں پر یہ یک وقت بحث ہوگی اور فیصلہ یک وقت لیا جائے گا - دوسری interpretation جس کی طرف شیخ عزیز احمد صاحب نے توجہ دلائی ہے -

That is more liberal and I am inclined to accepted that.

Haji Muhammad Saifullah Khan: Your honour's precedent is there. It has been moved separately, discussed separately and decided upon separately. This is a clear interpretation which has been given by you during the course of this Assembly.

میاں منظور احمد موہل - جناب والا - اس وقت یہ مسئلہ آپ کے سامنے نہ آیا تھا ۔

Mr. Speaker: Actually, Haji Muhammad Saifullah Khan and Sheikh Aziz Ahmad are agreeing with each other and they are not supporting the other interpretation.

آج آپ نے جس وقت یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا میں اس وقت اس کا فیصلہ نہ کر سکا تھا - اس لئے آج اس کی اجازت دی جا رہی ہے - آئندہ سے یہ دونوں آئیں - دونوں ترامیم اکٹھی ہو جایا کریں گی - لیکن دونوں ترامیم پر بولنے کا انہیں حق ہے - وہ حق ہم ان سے چھین نہیں سکتے -

شیخ عزیز احمد - ایک ہی ٹائم پہ -

مسٹر سپیکر - ایک ہی وقت پر انہیں بولنے کا حق ہے - مگر آج یہ نہیں ہو سکے گا -

Haji Muhammad Saifullah Kkan: I beg to move:

> That the West Pakistan Press and Pulications (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the

Standing Committee on Information, be referred to a Select Committee consisting of the following with the instructions to report thereon by 15th September 1973:—

1. Sardar Amjd Hamid Khan Dasti.
2. Mr. Nasir Ali Khan Balooch.
3. Makhdumzada Syed Irshad Hussain Shah.
4. Mian Mustafa Zafat Qureshi.
5. Rana Phool Muhammad Khan.
6. Chaudhri Amanullah Lak.
7. Malik Muhammad Azam.
8. Mr. Muhammad Hanif Naru.
9. Mr. Abdul Qayyum Butt.
10. Sh. Safdar Ali.
11. Mrs. Hussaina Begum Khokhar.
12. Syed Tabish Alwari.
13. Mian Manzoor Ahmad Mohal.
14. Kanwar Muhammad Yasin Khan.
15. Mr. Shamim Ahmad Khan.
16. Haji Muhammad Saifullah Khan. (The mover).

Mr. Speaker : The motion moved is :

That the West Pakistan Press and Publications (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Information, be referred to a Select Committee consisting of the following with the instructions to report thereon by 15th September, 1973:—

1. Sardar Amjad Hamid Khan Dasti.

2. Mr. Nasir Ali Khan Balooch.
3. Makhdumzada Syed Irshad Hussain Shah.
4. Mian Mustafa Zafar Qureshi.
5. Rana Phool Muhammad Khan.
6. Chaudhri Amanullah Lak.
7. Malik Muhammad Azam.
8. Mr. Muhammad Hanif Naru.
9. Mr. Abdul Qayyum Butt.
10. Sh. Safdar Ali.
11. Mrs. Hussina Begum Khokhar.
12. Syed Tabish Alwari.
13. Mian Manzoor Ahmad Mohal.
14. Kanwar Muhammad Yasin Khan.
15. Mt. Shamim Ahmad Khan.
16. Haji Muhammad Saifullah Khan. (The mover).

Minister for Information : I oppose it,

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : I also oppose it.

چوھدری امان اللہ لک - جناب والا - کورم نہیں ہے -

مسٹر سپیکر - گنتی کی جائے - ڈاکٹر صاحب آپ تو ھاؤس آف کامنز میں رہے ہیں سنا ہے کہ وھاں بھی اکثر کورم پورا نہیں ہوتا ھے اور کام چلتا رھتا ھے ۔

سید تابش الوری - جناب والا - وھاں تو اراکین اسمبلی کے لئے سونے کا بھی انتظام کیا ھوا ھے۔

مسٹر سپیکر - کورم پورا ہے - سید تابش الوری -

سید تابش الوری - جناب والا - میں یہ ترمیم پیش کرتا ھوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مطبع و مطبوعات مغربی پاکستان مصدرہ 1973 جیسا کہ اسکے بارہ میں مجلس قائمہ برائے اطلاعات

نے سفارش کی ہے مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل ایک مجلس منتخبہ کو بدیں ہدایات سپرد کر دیا جائے کہ وہ اس مسودہ قانون کے بارہ میں اپنی رپورٹ 31 اگست 1973 تک پیش کرے ۔

(1) علامہ رحمت اللہ ارشد ۔

(2) سردار امجد حمید خان دستی ۔

(3) میاں خورشید انور ۔

(4) حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

(5) دیوان سید غلام عباس بخاری ۔

(6) جناب عبدالقیوم بٹ ۔

(7) جناب رؤف طاہر ۔

(8) میاں منظور احمد موہل ۔

(9) سردار صغیر احمد ۔

(10) مسز سیدہ عابدہ حسین ۔

(11) بیگم ریحانہ سرور ۔

(12) سید تابش الوری ۔ (محرک)

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That the West Pakistan Press and Publications (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Information, be referred to a Select Committee consisting of the following with the instructions to report thereon by 31st August, 1971 :—

1. Allama Rehmatullah Arshad.
2. Sardar Amjad Hamid Khan Dasti.
3. Mian Khurshid Anwar.

4. Haji Muhammad Saifullah Khan.
5. Dewan Syed Ghulam Abbas Bokhari.
6. Mr. Abdul Qayyum Butt.
7. Mr. Rauf Tahir.
8. Mian Manzoor Ahmad Mohal.
9. Sadar Saghir Ahmad.
10. Mrs. Syeda Abida Hussain.
11. Begum Rehana Sarwar.
12. Syed Tabish Alwari.

(The mover).

Minister for Information: I oppose it Sir.

چوھدری امان‌اللہ لک - جناب والا - میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مطبع و مطبوعات مغربی پاکستان مصدرہ 1973 جیسا کہ اس بارہ میں مجلس قائمہ برائے اطلاعات نے سفارش کی ہے مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل ایک مجلس منتخبہ کو بدیں ہدایات سپرد کر دیا جائے کہ وہ اس مسودہ قانون کے بارہ میں اپنی رپورٹ 10 ستمبر 1973 تک پیش کرے -

(1) جناب شمیم احمد خان -
(2) راؤ محمد افضل خان -
(3) راجہ محمد افضل خان -
(4) میاں مصطفیٰ ظفر قریشی -
(5) راجہ جمیل‌اللہ خان -
(6) میاں محمد اسلام -
(7) مخدوم زادہ سید حسن محمود -
(8) مسز حسینہ بیگم کھوکھر -

(9) حاجی محمد سیف‌اللہ خان ۔

(10) چوہدری امان‌اللہ لک ۔ (محرک)

Mr. Speaker: The amendment moved is :

That the West Pakistan Press and Publications (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Information, be referred to a Select Committee consisting of the following with the instructions to report thereon by 10th September, 1973:—

1. Mr. Shamim Ahmad Khan.
2. Rao Muhammad Afzal Khan.
3. Raja Muhammad Afzal Khan.
4. Mian Mustafa Zafar Qureshi.
5. Raja Jamilullah Khan.
6. Mian Muhammad Islam.
7. Makhdumzada Syed Hassan Mahmood.
8. Mrs. Hussina Begum Khokhar.
9. Haji Muhammad Saifullah Khan.
10. Chaudhry Amanullah Lak.

(The mover).

Makhdumzada Syed Hassan Mahmood: I oppose it Sir.

Minister for Information: I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف‌اللہ خان

حاجی محمد سیف‌اللہ خان ۔ ویسے precedent کے تحت پہلے وہ بولیں گے جو اس کی مخالفت کر چکے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم در ترمیم میں حق نہیں بنتا ہے ۔

حاجی محمد سیف‌اللہ خان ۔ یہ امنڈمنٹ نہیں ہے ۔

Mr. Speaker: It is clearly laid down in Rule 78. This is an amendment.

حاجی محمد سیف‌اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میری ترمیم قطعی طور پر واضح ہے کہ اس بل کو جو بظاہر سٹینڈنگ کمیٹی سے approve ہو کر آیا ہے اور اس کی رپورٹ کے ساتھ آ چکا ہے اس کو مزید چھان بین کے لئے مزید تحقیق اور اس کو مزید موثر بنانے کے لئے بہت ضروری ہے کہ اسے ایک مجلس منتخبہ کے سپرد کیا جائے ۔ بظاہر تو یہ ایک نئی بات محسوس ہوتی ہے کہ جب ایک سٹینڈنگ کمیٹی سے بل منظور ہوکر آ جائے تو پھر اسے مجلس منتخبہ کے پاس بھیجنا کیوں ضروری محسوس ہوتا ہے اور اسے مجلس منتخبہ کے پاس بھیجنے کی ضرورت ہم کیوں محسوس کرتے ہیں ۔ میں اس سلسلے میں واضح کر دوں کہ سٹینڈنگ کمیٹی کا دائرہ کار ایک حد محدود ہوا کرتا ہے اس کی کارروائی خفیہ ہوا کرتی ہے اور اس کی میٹنگ کے اندر سوائے ان کمیٹی کے ممبران کے اور کوئی شخص بھی کوئی ممبر اسمبلی بھی شریک نہیں ہو سکتا کہ وہ اس کمیٹی کو اس کے ارکان کو اس کے مقاصد سے اس بل کے عواقب سے وہ انہیں پورے طور پر آگاہ کر سکے۔ لیکن جہاں تک اس کے دائرہ کار کا تعلق ہے وہ بہت واضح ہے ۔ ایک مجلس منتخبہ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ یہ دوسرے ممبرز کو بھی co-opt کر سکتی ہے ۔ یہ ان کے grievances سننے کے لئے بھی انہیں طلب کر سکتی ہے اور پھر یہ concerned persons کے grievances سننے کے لئے بھی انہیں طلب کر سکتی ہے ۔ اس بل کی پوری چھان بین اور تحقیق کے کے بعد ایک جامع رپورٹ اس ایوان میں پیش کر سکتی ہے ۔ یہ تو تھا دائرہ کار جناب والا ۔ اس مجلس منتخبہ کا جس کے تحت یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ اس بل کو اس میں بھیجا جائے ۔ اب سوال یہ ہوتا ہے جناب والا ۔ کہ ایک کمیٹی کی منظوری کے بعد آیا اسے پھر مجلس منتخبہ کے پاس بھیجنا ضروری ہے تو اس کے بارے میں میں یہ عرض کرونگا کہ کوئی بھی صاحب‌الرائے ۔ کوئی بھی جمہوریت پسند ۔ کوئی بھی آزاد ضمیر اس امر کی مخالفت نہیں کریگا ۔ ایک ایسا قانون جس میں پریس اینڈ پبلیکیشن کے اوپر ناروا پابندیاں عائد کی جا رہی ہوں ۔ ایک ایسا بل جس سے پریس کی آزادی سلب کی جا رہی ہو ۔ ایک ایسا بل جس سے

جمہوریت پر بہت بڑی زد پڑ رہی ہو اس کو اس طرح سے نافذ کر دینا بغیر تحقیق کئے ہوئے بغیر چھان بین کئے ہوئے۔ بغیر آرا معلوم کئے ہوئے مناسب نہیں ہے - اگر پبلک الکوائری کے لئے اب مناسب نہیں سمجھتے کہ اس بل کو عوام کی رائے لینے کے لئے مشتہر کرایا جائے۔ آپ اس کو ان کے سامنے پیش کرنا نہیں چاہتے جو براہ راست اس کی زد میں آئیں گے - تو کیا یہ بھی مناسب نہ ہوگا کہ اس بل کو تحقیق کے لئے اس کے نفاذ سے پہلے - آپ ایک ایسی مجلس منتخبہ میں اسے بھیج سکیں جو کم از کم ان لوگوں کو تو سنے ان کے grievances کو معلوم کر سکے جن پر اس کی زد پڑتی ہے - میرے نزدیک اس بل کی زد صرف اخبار بین طبقے یا صرف صحافی حضرات پر نہیں پڑتی - میرے نزدیک تو اس بل کی زد اس قانون کی زد اس ملک کے تمام عوام پر پڑتی ہے - جناب والا . جو اخبارات پڑھتے ہیں جو اخبارات سنتے ہیں جو اخبارات کے پڑھنے سے حاصل کردہ تاثرات اور ان کے reactions سے متاثر ہوتے ہیں ان سب پر اس قانون کا اطلاق ہوتا ہے اور جب ہم ایک اتنا مہلک اور اتنا خطرناک اور اتنا بد ترین قانون ہم نافذ کر رہے ہیں تو کم از کم ان لوگوں کو تو ہم موقع دیں جو براہ راست اس کی زد میں آ چکے ہیں - آ رہے ہیں اور آئندہ آئیں گے اس لئے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ اگر آپ جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں - اگر آپ انصاف پر یقین رکھتے ہیں - اگر آپ مفاد عامہ کے تحت جس طرح آپ کہہ رہے ہیں اور جس کے ساتھ میں قطعی اتفاق نہیں کر رہا چاہتے ہیں کہ ہم اس قانون کا نفاذ کریں تو پھر کھلے دل کے ساتھ آپ اس بل کو مجلس منتخبہ کے پاس بھیجیں - تاکہ یہ کمیٹی صحافی حضرات کو طلب کرے - یہ کمیٹی متعلقہ افراد کو بلائے اور ان سے پوچھے کہ آیا یہ بل یہ قانون مفاد عامہ کے تحت ہے - مجلس منتخبہ ان دانشور حضرات کو بھی بلائے گی جو اس ملک کے میں سمجھتا ہوں ہر لحاظ سے خیر خواہ اور مخلص ہیں اور ان سے یہ پوچھے گی کہ آپ بتائیں یہ قانون ملک کے لئے اور عوام کے لئے مفید ہے یا نہیں ہے - میں قطعی طور پر اس امر پر یقین

رکھتا ہوں ۔ میں صرف ارباب اختیار ہی سے ملک کی خیر خواہی اور مخلصی کی توقع رکھتا ہوں باقی کوئی شخص مخلص نہیں ہو سکتا - صرفِ ارباب اختیار اس ملک کی بہتری کے لئے سوچ سکتے ہیں ۔ صوبے کے باقی عوام کچھ نہیں سوچ سکتے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اچھے قوانین بھی ہوا کرتے ہیں ۔ اچھی روایات بھی ہوا کرتی ہیں تو جن لوگوں کے لئے آپ قانون بنا رہے ہیں جس مقصد کے لئے آپ بنا رہے ہیں جنکی بہتری کے لئے آپ اس کو نافذ کر رہے ہیں جن صحافیوں کو کنٹرول کرنے کے لئے آپ اس کو نافذ کر رہے ہیں جن کو اپنے دائرہ میں جکڑنے کے لئے اور اپنی آمریت کے تابع کرنے کے لئے پابند کر رہے ہیں کم از کم آپ ان کے سامنے ایسے قوانین رکھیں اور ان کو بتایا جائے کہ ان کے عواقب کیا ہیں ۔ آپ کی نیت اور مقصد کیا ہے ۔ ان کے خیالات سننے کے بعد ان کے دلائل سننے کے بعد آپ اس چیز کے قائل ہو جائیں گے کہ اس قانون کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے - یہ فائدہ نہیں پہنچائے گا بلکہ نقصان پہنچائے گا اور آپ پر جو داغ لگنے والا ہے اب سے آپ بچ جائیں گے - ہم ایسا کہہ کر آپ کی بہتری کر رہے ہیں ۔ آپ کے لئے یہ مفید مشورہ ہے کہ آپ از راہ کرم اس سنگین ترین قانون کو اپنی اکثریت کے بل بوتے پر منظور کرنے کی بجائے آپ اس کو سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیں تا کہ اس بل کی چھان بین ہو سکے اور اس بل کے تمام عواقب کو سامنے رکھ کر ایوان کی رائے لی جا سکے ۔ فاضل ممبران اپنی رائے کا اظہار فرما سکیں اور اس کی منظوری یا نامنظوری کا فیصلہ کر سکیں ۔

Mr. Speaker : I am taking up the amendments together.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : Right, Sir.

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ میں اس آرڈیننس کے صحافتی اور حریت فکر کے پہلوؤں پر پہلے اختصار کے ساتھ اظہار خیال کر چکا ہوں لیکن جناب والا ۔ اب میری جو تجویز اور ترمیم ایوان کے سامنے زیر غور ہے - اس میں میں نے ایوان سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ اسے ایک مجلس منتخبہ کے سپرد کیا جائے ۔ یہ اس لئے ضروری ہے کہ اس میں بعض ایسے فنی نکات ہیں ایسی تیکنیکی باتیں ہیں ایسی دشواریاں ہیں ایسے عملی پہلو ہیں جن کا تجزیہ کرنا اور جائزہ لینا انتہائی ضروری ہے ۔ جناب والا ۔ اصل آرڈیننس کے سیکشن 10 میں کہا گیا ہے ۔

If at any time after the making of a

declaration under section 7, the newspaper to which the declaration relates is printed or published in a language, with a periodicity or at place other than the language or languages, periodicity or place shown in the declaration, the declaration shall become null and void, and any further printing and publication of the newspaper shall be unauthorised unless a fresh declaration under section 7 is made, but nothing in this section shall apply to a temporary change of the place of printing or publication for a period not exceeding fifteen days at any one time, if within twenty-four hours of such temporary change the District Magistrate is informed of it in the manner prescribed.

جناب والا ۔ اس آرڈیننس کی اس دفعہ کے تحت یہ اختیار دیا گیا تھا کہ ڈیکلریشن کالعدم ہو جائے گا اگر کوئی شخص اپنی جائے اشاعت کو تبدیل کرتا ہے یا اپنے پرانٹنگ پریس کو منتقل کرتا ہے ۔

Mr. Speaker : We are not discussing the bill.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ تحریک یہ ہے کہ اس کو منتخبہ کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

Mr. Speaker : I don't object when a general statement is made. But when you go so deep and so specific into the bill itself the speech actually becomes out of order.

سید تابش الوری ۔ مجھے جناب والا ۔ یہ موقع دیا جائے کہ میں ثابت کر سکوں کہ کن تکنیکی وجوہات کیوجہ سے اسے مجلس منتخبہ کے سپرد ہونا چاہئے ۔

Mr. Speaker : Then you will be discussing the bill and that is not permissible.

سید تابش الوری - میں آپ کی اس ہدایت کی روشنی میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ پہلے اس دفعہ جو سہولت اور رعایت تکنیکی اعتبار سے موجود تھیں موجودہ بل کے ذریعے اس سہولت اور رعایت کو ختم کیا جا رہا ہے اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کو ایک مجلس منتخبہ کے سپرد کیا جائے جو ان تمام فنی مشکلات اور ان تمام دشواریوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس سلسلے میں اپنی حتمی سفارشات مرتب کرے - جناب والا - مجھے بتایا گیا ہے کہ اس سلسلے میں جو عملی دشواریاں ہیں ان کا ملحوظ خاطر رکھا جانا ضروری ہے - مثلاً عارضی طور پر پریس خراب ہو جاتا ہے تو موجودہ صورت میں 24 گھنٹے کے اندر اندر دوسرے پریس میں اخبار اور رسالے کی طباعت کی اجازت موجود ہے - جسے اسے ترمیم کے ذریعہ ختم کیا جا رہا ہے - اس طرح سے بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ پرنٹنگ پریس خراب ہو جاتا ہے اور اس کی خرابی کیوجہ سے اس میں وہ پرچہ نہیں چھپ سکتا - اس لئے اس آرڈیننس کے تحت اجازت دی گئی تھی کہ کسی دوسرے پریس میں صرف خرابی کی اطلاع دے کر چھپوا سکتا ہے اور یہ اجازت بھی جناب والا - محدود تھی کیونکہ مہلت صرف 15 دن تک تھی - اس سے زیادہ نہ تھی - پھر بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ بعض پریسوں کو سیاسی وجوہ کی بنا پر روک دیا جاتا ہے کہ وہ خاص قسم کے پرچے اپنے ہاں شائع نہ ہونے دیں - اگر آپ نے ان کو اس سہولت سے محروم کر دیا اور وہ اپنا پرچہ یا رسالہ کسی دوسرے پریس میں نہ چھپوا سکا تو از خود اس کا ~~ڈیکلریشن کینسل~~ اجرا منسوخ ہو جائیگا - یہ جناب والا - وہ بنیادی نکات ہیں جنکی وجہ سے اس بات کی ضرورت ہے کہ یہ بل ٹیکنیکل افراد پر مشتمل ایک کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تا کہ وہ مختلف اداروں کے افراد کو پرنٹنگ پریسوں کے افراد ان کے ناشران کو اور مدیران جرائد کو بلا کر اس عملی دشواری کا حل تلاش کر سکیں - اس لئے جناب والا - یہ آرڈیننس

اپنی نوعیت اور اپنے مزاج سے آمرانہ ہے ۔ اس میں ایک سہولت جو اس عملی دشواری کے پیش نظر اخبار نویسوں کو اور مدیران جرائد کو دی گئی تھی اسے اس ترمیم کے ذریعے سلب کیا جا رہا ہے اور اس طرح سے یہ دقت پیدا کی جا رہی ہے کہ ایسے اخبار نویس جو حکومت کے مزاج کے مطابق اپنے فرائض ادا نہ کر سکیں ان کے اخبارات کی اشاعت کو مختلف حیلوں سے روک دیا جائے جو کسی طور پر پسندیدہ نہیں ۔ جناب والا ۔ اس سے پہلے اسی ترمیم کی وجہ سے "رفاقت" اور "اذان حق" کے ڈیکلریشن کینسل یا کالعدم قرار دیئے جا چکے ہیں اور جناب والا ۔ یہ ایک منصوبہ ہے کہ آئندہ بھی مختلف پرچوں کو جو حکومت کی منشا اور اس کی پالیسی کے خلاف تنقید کر رہے ہیں ان کو مختلف بہانوں اور تکنیکی وجوہ کی بنا پر موت کے گھاٹ اتا دیا جائے ۔

چودھری امان‌اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میرے فاضل دوستوں نے اس حسن قبح پر بہت روشنی ڈالی ہے میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ قابل برداشت پابندیاں اور ظلم پریس پر چلے رہا ہے لیکن اب ان کو قابل برداشت حد تک لے جایا رہا ہے ۔ جیسا کہ ابھی ابھی وزیر موصوف جناب ممتاز احمد کاہلوں نے فرمایا تھا کہ اس کو misuse کیا جا رہا تھا لیکن میں یقینی طور پر اور سختی کے ساتھ تردید کرتا ہوں کہ اس دفعہ کے پیش نظر جس میں یہ ترمیم کی جا رہی ہے کوئی ایسی شق یا لفظ نہ تھا جس کا سہارا لیا جا سکے یا جس کا غلط استعمال کیا جا سکے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض شوخی طبع کے لئے اخبارات پر سنگین قسم کی پابندیاں عاید کرنے کے لئے یہ ترمیم کی جا رہی ہے اور پرنٹنگ پریسوں کو اور ان کے حق ملکیت کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کے حوالے کیا جا رہا ہے کیونکہ اس کے دور رس نتائج ہونگے ۔ اور مختلف قسم سے اثرات ہونگے ۔ میرے فاضل دوستوں نے اس پر ابھی روشنی ڈالی ہے مگر محدود تھا ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا مقصد thrashout کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس مجلس منتخبہ کے حوالے کیا جائے تا کہ وزیر موصوف جناب ممتاز احمد کاہلوں صاحب کے اس کے اس بیان کے مطابق کہ صحافیوں ۔

نامہ نگاروں Printers and Publishers سے پوچھ لیا گیا ہے اور ان کی خواہش کے مطابق misuse کو بند کرنے کے لئے یہ ترمیم کی گئی ہے تو مجلس قائمہ اس کی مزید تحقیقات کر سکے ۔ اگر آپ دوست واقعی کسی ایسے راستے اس کو ترمیم کے ذریعے بند کرنا چاہتے ہیں جس کے پیش نظر Publishers or Printers نے یا کسی نے misuse کیا ہو جس کا کوئی امکان نہیں ہے تو اس ظلم سے دست بردار ہونے کا بہانہ میں سمجھتا ہوں اس سے مناسب کوئی نہیں ہے کہ آپ مجلس منتخبہ کے حوالے کریں ۔ وہ اس کی شہادت لیں ۔ پوچھیں گواہ thrashout کریں اور اس کے بعد اگر یہ سراپا ظلم ہوا تو یقینی طور پر اس کو reject کرینگے ۔ اور اگر اس میں کوئی logic ہوا ۔ کوئی بہتری ہوئی تو اسے منظور کریں گے جیسا کہ ابھی جناب ممتاز کاہلوں صاحب نے فرمایا تھا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو پاورز دی جا رہی ہیں اس کا کوئی آپس میں رابطہ اور ربط نہیں ہے ۔ کوئی تعلق نہیں ہے ۔ یہ محض جھوٹے دلائل ہیں جو دیئے گئے ہیں ۔ تو میں جناب والا ۔ آپ کی وساطت سے اپنے دوستوں سے استدعا کرونگا کہ وہ اس بل کو مجلس منتخبہ کے حوالے کرنے سے گریز نہ کریں ۔ پریشان نہ ہوں ۔ پشیمان نہ ہوں اور اس میں حکومت کی کوئی ناکامی کا ایسا پیش خیمہ نظر نہیں آ رہا اور جناب ممتاز احمد کاہلوں صاحب کے دلائل جو انہوں نے ابھی پیش کئے تھے وہ بھی سامنے رکھ لئے جائیں گے ۔ آنے والی نسلوں کے لئے آپ کے مستقبل کے لئے ۔ جمہوریت کے مستقبل کے لئے ۔ پریس کی آزادی کے لئے جڑیں کھوکھلی کرنے سے بچنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ میرے اس ترمیم کو منظور کر لیا جائے ۔

وزیر اطلاعات (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) ۔ جناب سپیکر ۔ میرے فاضل دوستوں نے بڑی دھواں دھار تقاریر سے ایک غلط تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ جو ترمیم کی جا رہی ہے بڑی ظالمانہ ہے ۔ جمہوریت کشی ہے ۔ ناروا پابندی عائد ہو رہی ہے ۔ مہلک ۔ خطرناک ۔ بلاتزین ہے اور ملک کے یہ خیر خواہ نہیں ہیں ۔ داغ لگنے والا ہے ۔ اس قسم کے adjectives استعمال کئے گئے ہیں اور میں حیران ہوں کہ

سوائے اس لفاظی کے وہ کوئی دلیل پیش نہیں کر سکے - میرے فاضل دوست چوھدری امان اللہ لک جس کی تردید کر رہے تھے تو میں ان کی آگاہی کے لئے عرض کرتا ہوں کہ ایک پرچہ کراچی میں چھپتا تھا - پھر وہ اس استثنا کو سامنے رکھتے ہوئے اس نے لاہور میں پرچے چھپوائے حالانکہ کراچی میں بے شمار پریس موجود ہیں وہاں سے وہ پرچے چھپ سکتے تھے - پھر ایک پرچہ سندھ کی حکومت کراچی میں بند کرتی ہے تو لاہور میں ایک اور پرچے کے ساتھ سازباز کرکے یہاں اشاعت کر دیتا ہے - پھر میرے فاضل دوست سید تابش الوری صاحب نے "آذان حق" کا ذکر کیا - سرگودھا میں وہ چھپتا تھا - سرگودھا میں اس پریس میں کوئی خرابی نہ تھی جس میں پہلے وہ چھپتا تھا - نہ اس پریس کا جو مالک ہے اس نے انکار کیا تھا کہ میں چھاپنے کے لئے تیار نہیں ہوں صرف ایک اور پرچے کے ساتھ ساز باز کر اس نے لاہور میں چھاپنا شروع کر دیا - پھر "رفاقت" جو سرگودھا اور میانوالی سے چھپتا تھا - وہاں کسی پریس میں کوئی گڑ بڑ پیدا نہیں ہوئی تھی نہ انہوں نے انکار کیا - نہ کوئی دقت ایسی تھی کہ انہیں یہ ضرورت محسوس ہوتی کہ وہ لاہور میں اسے لے آتے - محض اپنے خاص مقصد کے پیش نظر انہوں نے وہ بھی ایک اور پیپر کے ساتھ ساز باز کرکے لاہور میں شائع کرنا شروع کر دیا - پھر ایک پیپر "اداکار" تھا - تین ماہ کے عرصہ میں اس نے سترہ پریس بدلے - سترہ چھاپے خانے اس نے بدلے - اور بہت سے ایسے واقعات بھی ہماری نظروں میں آئے ہیں کہ کئی ایک لوگوں نے جنہوں نے پریس کو بل ادا نہیں کئے تھے جھٹ سے دوسرے پریس سے اپنا پیپر چھپوانا شروع کر دیا - اس قسم کی خرابیوں کو دور کرنے کے لئے اس شق کو صحیح انداز میں ترمیم کیا گیا ہے اور جو ۲۴ گھنٹے کی انہیں رعایت ہے وہ اب بھی جاری ہے - پہلے یہ تھا کہ وہ اطلاع دیتے تھے - ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو - اور جہاں تک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو اختیارات دینے کا تعلق ہے تو میں جناب سپیکر چوھدری امان اللہ لک صاحب کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو پہلے ہی پرنٹر کا declaration دینے کے بعد

اختیارات ہیں ۔ تو پہلے یہ تھا کہ ان کو اطلاع دیتے تھے اور اب انہیں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی تسلی و تشفی کرانی ہوتی ہے کہ پریس میں یہ خرابی پیدا ہو گئی ہے ۔ اسلئے مجھے دوسرے پریس میں جانا پڑتا ہے یا یہ ناگزیر وجوہات ہیں یا یہ کوئی حادثہ پیش آ رہا ہے ۔ جس کی وجہ سے وہ مجبور ہے ۔ یہ کہ ناشر یا پبلشر کسی دوسرے پریس سے جاکر چھپوائے یا دوسری جگہ سے چھپوائے ایسی قطعاً کسی قسم کی کوئی رکاوٹ-کوئی قدغن اور اور نہ کوئی سیاسی وجوہ ہو سکتی ہے کیونکہ ہماری توسیاست ہی یہی ہے ۔ ہم پوری آزادی دینا چاہتے ہیں ۔ پوری آزادی حاصل ہے ۔ لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ سیدھے طریقے سے ۔ صاف ستھری صحافت ہونی چاہئے - اور وہ چھاپنے والے لوگ اور چھپوانے والے لوگ جو ہیں ان کو بھی اپنے قواعد و ضوابط کے دائرہ کار کے اندر رہتے ہوئے بلیک میلنگ کی کوشش نہیں کرنی چاہیے ۔ تو اس قسم کی ان کی حرکات کو روکنے کے لئے یہ ترمیم کی گئی ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی تشفی کرائیں کہ معقول وجوہات موجود ہیں ۔ اس لئے جہانتک اس کو منتخبہ کمیٹی کے پاس وہ چاہتے ہیں کہ بھیج دیا جائے اس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ اس پر بڑا غور و خوض ہو چکا ہے اور اب اس میں سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ یہ delaying tactics ہیں ۔ چھ ماہ سے یہ آرڈیننس نافذ ہو چکا ہے ۔ اب مزید اس کے ہم متحمل نہیں ہو سکتے کہ اس کو میں مزید اس طرح کی دیر کرتے چلے جائیں اس لئے میں گزارش کرونگا کہ ان ترامیم کو رد کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker : The question is :—

> That the West Pakistan press and Publications (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Information, be referred to a Select Committee consisting of the following with the instructions to report

thereon by 15th September, 1973: —

1. Sardar Amjad Hamid Khan Dasti.
2. Mr. Nasir Ali Khan Balooch.
3. Makhdumzada Syed Irshad Hussain Shah.
4. Mian Mustafa Zafar Qureshi.
5. Rana Phool Muhammad Khan.
6. Chaudhri Amanullah Lak.
7. Malik Muhammad Azam.
8. Mr. Muhammad Hanif Naru.
9. Mr. Abdul Qayyum Butt.
10. Sh. Safdar Ali.
11. Mrs. Hussaina Begum Khokhar.
12. Syed Tabish Alwari.
13. Mian Manzoor Ahmad Mohal.
14. Kanwar Muhammad Yasin Khan.
15. Mr. Shamim Ahmad Khan.
16. Haji Muhammad Saifullah Khan (The mover).

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :—

That the West Pakistan Press and Publications (punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Information, be referred to a Select Committee consisting of the following with the instructions to report Thereon by 31st August, 1973 : —

1. Allama Rehmatullah Arshad.
2. Sardar Amjad Hamid Khan Dasti,

3. Mian Khurshid Anwar.
4. Haji Muhammad Saifullah Khan.
5. Dewan Syed Ghulam Abbas Bokhari.
6. Mr. Abdul Qayyum Butt.
7. Mr. Rauf Tahir.
8. Mian Manzoor Ahmad Mohal.
9. Sardar Saghir Ahmad.
10. Mrs. Seyda Abida Hussain.
11. Begum Rehana Sarwar.
12. Syed Tabish Alwari.

(The mover).

(The motion was lost)

Mr. Speaker: The question is :—

That the West Pakistan Press and Publications (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Information, be referred to a Select Committee consisting of the following with the instructions to report thereon by 10th September, 1973:—

1. Mr. Shamim Ahmad Khan.
2. Rao Muhammad Afzal Khan.
3. Raja Muhmmad Afzal Khan.
4. Mian Mustafa Zafar Qureshi.
5. Raja Jamilullah Khan.
6. Mian Muhammad Islam.
7. Makhdumzada Syed Hassan Mahmood.
8. Mrs. Hussaina Begum Khokhar.
9. Haji Muhammad Saifullah Khan.

19. Chaudhri Amanullah Lak.
(The mover).

(The motion was lost)

Mr. Speaker : Now, there will be Tea Break and we shall re-assemble at 11-30 a. m.

(The Assembly then adjourned at 11-00 a. m.)

(وقفہ چائے کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

Mr. Speaker : The question is –

> That the West Pakistan Press and Publications (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Information, be taken into consideration at once.

Allama Rehmatullah Arshad : Opposed.

Chaudhri Amanullah Lak : Sir, the House is not in quorum.

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔۔۔ گنتی کی گئی ۔۔۔ ایوان کورم میں ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - آج یہ جو چھوٹا سا ترمیمی بل اس ایوان کی منظوری کے لئے زیر غور ہے ۔ اس رسوائے زمانہ پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس 1963ء کی ترمیم کے بارہ میں ہے جس کے بارہ میں ہر شخص تاثر لے چکا ہے اور یہ حقیقت ثابت ہو چکی ہے کہ اس ملک میں جمہوریت کشی ۔ اور اظہار کی آزادی ۔ تحریر کی آزادی سلب کرنے کا سہرا اگر کسی قانون کے سر ہے تو وہ یہی پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس ہے ۔ جناب والا ۔ سب سے بڑی مصیبت جو اس ملک میں رہی ہے یہ ہے کہ جب اقتدار نہ ہو تو اس میں ہر قسم کی برائیاں نظر آتی ہیں ۔ ہر قانون برا نظر آتا ہے لیکن جب اقتدار پر پہنچ جائیں تو وہ ہر بری چیز اچھی

معلوم ہوتی ہے ۔ ہر وہ برے اقدام جو بھی سابقہ حکومت نے اپنے دور اقتدار میں اپنی غلط کاریوں اور میں سمجھتا ہوں اپنی بد اعمالیوں کو چھپانے کے لئے اس ملک میں کئے تھے ان کو مزید تقویت دینے کے لئے اس قسم کی ترمیم لائے ہیں یا کہ وہ اس سے بھی زیادہ بد ترین شکل اختیار کر جائے ۔ جناب والا اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ اس ملک میں جمہوریت کو ختم کرنے کے لئے میں تو کہوں گا کہ اس ملک کا ایک حصہ ختم کرنے میں اگر کسی چیز کا دخل ہے تو وہ اس پریس اینڈ پبلیکشن آرڈیننس 1963 کا ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اس لئے کہ جب تک ہر جمہوری ملک میں اس کا پریس اور اس کے اخبارات آزاد نہ ہوں ، وہ عوام کو حقائق سے روشناس نہ کرائیں ، عوام کو حقائق نہ بتا سکیں کہ صحیح ہیں یا نہیں ، ان کو حزب اقتدار اور صاحب اقتدار کی بد اعمالیوں ، غلط کاریوں اور غلط پالیسیوں سے آگاہ نہ کرے اس وقت تک کوئی معاشرہ ، کوئی جمہوریت ، کوئی ملت ، کوئی قوم نہیں بن سکتی ۔ آپ نے دیکھا ہے کہ یہی قیود تھیں یہی آرڈیننس تھا جس نے مغربی پاکستان کو مشرقی پاکستان کے حالات سے بے خبر رکھا یہی پابندیاں تھیں جنہوں نے اخبارات کو روکے رکھا اور اس وقت مغربی پاکستان کے عوام کو علم ہوا جس وقت ایک حصہ کٹ چکا تھا ۔ ہماری فوجیں ہتھیار ڈال چکی تھیں اور ریڈیو نے اس وقت اعلان کیا جب ہمارا وہ حصہ کٹ چکا تھا ۔ اس سے پہلے ہمارے اخبارات کو قطعاً اجازت نہ دی گئی کہ وہ اصل حقائق سے روشناس کرائیں ۔ کون نہیں جانتا تھا کہ کیا حالات اس کے اندر تھے ۔ کیا مضمرات تھے ۔ کن حالات کے تابع ہمارا ملک ختم ہوا ۔ کن حالات کے تابع اس ملک کی جمہوریت کے تابع عوام کے بنیادی حقوق ختم ہوئے ۔ یہ وہی آرڈیننس تھا جس نے ایک بہت بڑے ذریعہ سے آزادی تحریر کو سلب کیا ۔ جس نے ان اخبارات پر پابندیاں لگائیں اور اس سے بڑھ کر یہ کہ صرف پابندیوں پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ایک ادارہ

نیشنل پریس ٹرسٹ کے نام سے قائم کیا گیا تاکہ وہ کمی جو ملک آزادی کے نفاذ کے بعد رہ گئی تھی وہ اس ٹرسٹ سے پوری ہو جائے۔ مجھے یاد ہے کہ اگر میرا حافظہ کمزور نہیں ہے تو میں کہوں گا کہ [illegible] بر سر اقتدار حکومت جو اپنے آپ کو عوامی حکومت کہنے کا دعویٰ کرتی ہے - جو اپنے آپ کو عوامی نمائندہ کہلانے کا دعویٰ کرتی ہے - جو غریبوں ، مزدوروں ، کسانوں بلکہ ہر طبقہ کی نمائندگی کا اپنے آپ کو دعویدار بتاتی ہے اس کا سب سے پہلے دعویٰ میں سمجھتا ہوں مسند اقتدار سنبھالنے سے پہلے یہ تھا کہ ہم آزادی تحریر و تقریر کو بحال رکھیں گے - مگر آپ نے دیکھا کہ اس ملک میں یہ چیز پہلی دفعہ نہیں ہوئی بلکہ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جس وقت سے اس ملک میں آمروں کا فیصلہ ہوا وہ فیصلہ 1952 میں ہوا جب خواجہ ناظم الدین کی وزارت ختم کر کے غلام محمد آمر اس ملک میں بر سر اقتدار آیا تو اس وقت سے سب سے پہلے کوشش کی گئی کہ عوام کے ذہنوں کو سلب کیا جائے - ان کے ذہنوں پر پابندیاں لگائی جائیں - ان کے ذہنوں کو جامد کیا جائے - ان پر ایسا رنگ بھر دیا جائے کہ اگر کوئی اسے نکالنا بھی چاہے تو نکال نہ سکے - اس کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نظر نہ آیا۔ اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ یہی اخبارات تھے جنہوں نے اس ملک کو آزاد کرایا اور جنہوں نے اس برصغیر کو انگریزوں کے پنجے سے نجات دلائی ہماری مملکت پاکستان کا قیام عمل میں لائے - میں کہتا ہوں آج آپ "الہلال" کی فائلیں اٹھا کر دیکھئے "کامریڈ" کی فائلیں اٹھا کر دیکھئے - آپ "زمیندار" کی فائلیں اٹھا کر دیکھئے اور پھر آپ کو اندازہ ہوگا کہ اخبارات کو انگریزوں کے وقت میں کتنی آزادی حاصل تھی جو اس کی حکومت کے خلاف تھے اور آواز بلند کیا کرتے تھے - آج جب ہم سب ایک ہیں۔ ہم سب بھائی بھائی ہیں - ہمارا ملک ایک ہے۔ ہم سب اس کے حصہ دار ہیں - ہمارے اخبارات ہمارے اپنے ہیں اور کوئی بھی غیر ملکی اخبارات ہم میں نہیں ہیں کہ جو سازش کر سکے جو اس ملک میں کسی قسم کی غداری کر سکیں - آخر اس قسم کی پابندیوں کی ضرورت

کیوں لا حق ہوئی ہے ۔ اس قسم کے آرڈیننس کو نافذ کرنے کی ضرورت کیوں لاحق ہوئی ہے ۔ اس قسم کے آرڈیننس کو نافذ کرنے کی ضرورت کیوں لا حق ہوئی ہے ۔ اس سے فائدہ کیا پہنچا ؟ ہمیشہ ہر قوم ۔ ہر حکومت اور ہر شخص کا یہ عمل رہا ہے کہ وہ سابقہ غلطیوں سے فائدہ اٹھاتا ہے ۔ سابقہ غلطیوں کا ازالہ کرتا ہے ۔ سابقہ غلطیوں سے تجربہ حاصل کرتا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس اور اگر اس قسم کی قیود اور پابندیاں کسی حکومت یا کسی آمر کو بچا سکتیں یا تحفظ دے سکتیں تو مانیں جائیے کہ ایوب خان اس ملک سے کبھی ختم نہیں ہو سکتا تھا ۔

شیخ عزیز احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب فاضل ممبر آرڈیننس پر بحث کر رہے ہیں وہ کہ بل پر ۔ وہ اصل پرنسپل آرڈیننس پر بحث کر رہے ہیں جس کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے ۔ جو اصل بل زیر بحث ہے اس میں تو صرف یہ ہے کہ جس وقت ایک جگہ سے پبلیکیشن ہو جائے تو دوسری جگہ جاری کرنے کے لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے اجازت حاصل کی جائے ۔ نہ اس سے زیادہ ہے اور نہ ہی اس سے کم ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ آپ کمیٹی کی رپورٹ پر بحث کریں ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ کورم نہیں ہے ۔ پہلے کورم پورا کر لیا جائے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ مسٹر سپیکر ۔ اگر کوئی شخص اپنا پریس تبدیل کرنا چاہتا ہے تو اسے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے اجازت حاصل کرنا ہوگی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں فاضل ممبر کی تقریر بڑے غور سے سن رہا ہوں ۔ اگر میں یہ محسوس کرونگا کہ وہ اپنے راستے سے ہٹ رہے ہیں تو میں انہیں وارننگ دے دونگا ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب پہلے آپ کورم تو پورا کر لیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں کورم پورا ہے ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کرونگا کہ

سیکرٹری صاحب تین دن تک کی کارروائی ہمیں یہاں پہنچا دیتے ہیں - شروع سے ہی یہی طریقہ کار رہا ہے کہ جو ممبران ہوسٹل ہاؤس میں ٹھہرے ہوتے ہیں - ان کے پاس شام کو ڈاک پہنچ جایا کرتی تھی لیکن اب ہمیں پتہ نہیں چلتا کہ یہ آج کے لئے دے رہے ہیں - پرسوں کیلئے دے رہے ہیں - تو ذرا سیکرٹری صاحب کو فرما دیجئے کہ وہ مہربانی کرکے اپنے طریقہ کار میں تبدیلی کریں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اگر آپ کو کل کا ایجنڈا ایوان ہی میں مل جائے تو سب سے اچھا ہے -

چوہدری محمد یعقوب اعوان - جو ممبران ہوسٹل ہاؤس سے باہر رہتے ہیں ان کو تو یہیں پر ڈاک ملنی چاہئے -

رانا پھول محمد خان - جو لوگ ہوسٹل ہاؤس سے باہر رہتے ہیں ان کے پتے یہاں پر موجود ہیں - یہ معاملہ کوئی نیا نہیں ہے - یہ وہی معاملہ ہے جو پہلے بھی تھا - پہلے بھی ممبران کے پاس ڈاک پہنچتی تھی -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - میں نے آپ کی بات سن لی ہے - اور میں آپ کا نقطہ نظر سپیکر صاحب کو پہنچا دونگا - اس کے متعلق لیڈر آف دی پارٹیز بیٹھ کر کوئی فیصلہ کر لیں - حاجی سیف اللہ خان آپ اپنی تقریر جاری رکھیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کیا اس آزاد ملک - اس جمہوری ملک اور بالخصوص ایسے دور میں جب کہ یہ حکومت اپنے آپ کو عوامی کہلاتی ہے - کیا ضرورت لاحق ہوئی ہے کہ ایک اور زنجیر پریس کے گرد گھیرے کی شکل میں ڈال دی گئی ہے اور ان کی آواز کو دبانے کی کوشش کی گئی ہے - جناب والا - جب یہ برصغیر آزاد نہیں ہوا تھا - اور جب اس برصغیر کے عوام متفقہ طور پر انگریز سے نجات حاصل کرنا چاہتے تھے تو اس وقت اس برصغیر میں دو (۲) قوانین نافذ تھے - ایک کا نام پریس اینڈ رجسٹریشن آف بکس ایکٹ آف 1867 تھا اور دوسرے کا نام پریس اینڈ بکس پاورز ایکٹ 1911 تھا - آپ موازنہ کریں کہ وہ انگریز جیسے ایک دوسری قوم سے مقابلہ تھا - جو نہ کہنے میں حق بجانب ہو سکتا تھا کہ یہ قوم سمجھی اس ملک سے باہر

طاقت ۔ باہر دھکیلنا چاہتی ہے اور اس ملک پر قبضہ کرنا چاہتی ہے ۔ انہوں نے تو یہ محسوس نہیں کیا کہ وہ اپنے اس عارضی اقتدار کو تحفظ دینے کے لئے اپنے اقدامات کرتے ۔ ہمارے ہاں تو جو بھی حکومت آئیگی وہ پاکستانی حکومت ہی ہوگی اور جو شخص بھی برسراقتدار آئے گا وہ پاکستانی ہی ہوگا ۔ انگریز کو تو یہ خطرہ لاحق تھا کہ ہمارا ملک ہم سے چلا جائیگا اس کے باوجود انہوں نے پریس پر اس قسم کی پابندیاں عائد نہ کیں ۔ انہوں نے اخبارات پر اس قسم کی قیود نہ ڈالیں جو ہم اس ترمیم کے ذریعے اپنے پریس پر ڈال رہے ہیں ۔ میں آپکی توجہ آزاد قوموں کے تاثرات پر مبذول کراؤں ۔ مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ آج ہم ایک آزاد مملکت کے باشندے ہوتے ہوئے آج ہم ایک جمہوری دور میں اپنی زندگیاں بسر کرتے ہوئے اقوام عالم اور ان لوگوں کی مثالیں اس ایوان میں پیش کر رہے ہیں جن کو ہم سامراجی کا خطاب دیا کرتے ہیں ۔ مسٹر [illegible] ۔ ایک سابقہ وزیراعظم انگلستان کے تاثرات حقائق کی حقیقت پیش کرنا چاہوں وہ لکھتے ہیں :

> Freedom many times degenerates into irresponsibility, but our experience shows that in this centrifugal machine of publicity every thing false, unfair, insincere and untruthful is sooner or later thrown out and only what is sound, honest and sensible remains. If the public are not allowed to know the facts but are only allowed to hear what their ruler chooses them to hear that public is in danger of being led to march on a course which may presently lead to disaster.

جناب والا ۔ فیصلہ پر ہم پہنچ چکے ہیں ۔

> Free speech and a free press are great educators as well as great guardians of a people's liberty. Long

may we retain them in our country
for the benefit of ourselves and be
an example to the rest of the world.

انہوں نے پریس اور اخبارات کے بارے میں لکھا اور پھر اپنے ملک کی پارلیمنٹ میں بیان دیا تھا کہ پریس پر پابندیاں لگانے سے یہ ہو سکتا ہے کہ برسر اقتدار طبقہ اپنے لوگوں کو گمراہ کر سکے اور ان کی سوچ کو ختم کر دے۔ ان کو وہی سوچنے پر مجبور کرے کہ جو برسر اقتدار طبقہ یا حکمران چاہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ چیز عارضی طور پر تو فائدہ دے سکتی ہے مگر اس کے دائمی نقصانات یہ ہیں کہ وہ ملک تباہی کے کنارے پہنچ جاتا ہے۔ اس کی تباہی ہو جاتی ہے اور ہم یہ تجربہ کر چکے ہیں۔ اس کی تباہی آ جاتی ہے۔ یہ تجربہ ہم کر چکے ہیں کوئی ہم نے نیا لاکھ نہیں کیا۔ ہم نے دیکھا ہے کہ اس ملک میں ہر آمر نے پریس پہ پابندی لگانے کی کوشش کی ہے کسی نے کسی شکل میں اور کسی نے کسی شکل میں۔ بالآخر پریس کو ایک جامع قانون کی شکل میں ~~پریس اینڈ پبلی کیشنز آرڈیننس 1963 کے ذریعے~~ سے جکڑ دیا گیا۔ ابھی تو اس کے اثرات ختم نہیں ہوئے۔ ابھی تو اس کے مضمرات ہمارے سامنے آ چکے ہیں۔ اس کے بدلے میں ہمیں کیا ملا؟ جس آمر نے اپنے اقتدار کو تحفظ دینے کے لئے یہ آرڈیننس نافذ کیا تھا اسے 1969 میں اپنا بستر گول کرنا پڑا اور یہ قانون اس کے اقتدار کو بچا نہ سکا۔ لیکن قوم کو کیا خمیازہ بھگتنا پڑا؟ قوم اپنے ایک حصے، آدھے ملک سے محروم ہو گئی۔ جناب والا، چاہیے تو یہ تھا کہ ہم اس سے تجربہ حاصل کرتے، ہم اس کے مضمرات کو دیکھتے ہم سوچتے ~~کہ کیا کریں~~۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

چہ جائیکہ ہم اپنے نقصان کا ازالہ کرنے کی کوشش کرتے، ہم اس کے متعلق بیٹھ کر سوچتے کہ ملک کی تباہی میں کون کون سے مضمرات ہیں تاکہ ہم ان کو ختم کریں، ہم نے پھر وہی ہتھکنڈے ہم نے پھر وہی رستہ، وہی کالے قوانین، پھر وہی زنجیریں پھر وہی تلواریں لٹکانی شروع کر دی ہیں۔ آخر یہ

چیزیں ملک میں کب تک چلیں گی ؟ جناب والا ، اب تک یہ صوبہ/ یہ ملک اس قسم کے کالے قوانین کو برداشت کرتا آیا ہے ، وہ اس لئے کہ اس وقت ملک جوان تھا ، ملک نوزائیدہ تھا ، اس وقت اس میں اتنی ہمت اور قوت تھی کہ وہ برداشت کرسکے/ لیکن آج ملک کی کیفیت یہ ہو چکی ہے کہ اس کا ایک بازو کٹ چکا ہے ، ملک بوڑھا ہو چکا ہے ، اب ملک اس قسم کے کالے قوانین کا قطعی متحمل نہیں ہو سکتا جناب والا / جس وقت اس صوبے کی اسمبلی میں یہی آرڈیننس ، جس میں ہم آج ترمیم کر رہے ہیں ، پیش ہو رہا تھا ، اس وقت انگلستان کا ایک ماہر قانون دان پاکستان کا دورہ کر رہا تھا اور عین اسی دن جس دن یہ پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈیننس اسی ہاؤس میں ڈسکس ہو رہا تھا ، پاکستان ٹائمز کے صفحہ اول پر اس کے ریمارکس شائع ہوئے تھے اور اپنے ملک کے پریس کی آزادی کا تجربہ اس نے ان الفاظ میں کیا تھا ۔

> Freedom of press, freedom of association and criticism were established in Britain by the vigilance of the Judiciary.

Mr. Deputy Speaker : Haji Sahib, you should please try to remain within the scope of the bill.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I have full regard for what you mean, I assure you I am in order and I am releva nt

مسٹر ڈپٹی سپیکر - آپ متعلقہ بحث کی طرف آئیں ۔

حاجی محمد سیف‌اللہ خان ۔ ٹھیک ہے ۔ تو میں انگلستان کے ماہر قانون دان کی رائے پیش کر رہا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس کا ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں جانے سے کوئی تعلق نہیں ۔ آپ اصل بل کو چھوڑیں ، امنڈمنٹ پر بولیں ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : I have gone into my speech.

وہ قصہ تو آپ کی ورائنگ کے ساتھ ہی ختم ہو گیا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا ۔ جناب والا ، کہ یہ ترمیم ، موجودہ قانون

جوکہ لاگو کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، جس میں اس حد تک مہیا کر دیا گیا ہے کہ اگر کسی بھی وجہ سے، کسی شخص کے ارلس کے فیل ہو جانے کی وجہ سے، پریس خراب ہو جانے کی وجہ سے یا پریس کے مالک کے terms خراب ہو جانے کی وجہ سے یا کسی بھی اور ناگزیر وجوہات کی بنا پر اگر کوئی مالک اخبار اپنے اخبار کو اس پریس سے شائع نہیں کر سکا اور وہ کسی دوسرے پریس سے شائع کروانا چاہتا ہے، تو پہلے قانون میں یہ تھا کہ وہ صرف ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو ایک معمولی سی اطلاع دے دے کہ میں فلاں پریس سے چھپوانا چاہتا ہوں۔ اب جناب والا کیا کر دیا گیا ہے۔ اب عوامی دور میں کیا سہولت دی گئی ہے؟ اب پریس پر کیا ذرہ نوازی اور کرم فرمائی کی جا رہی ہے۔ اب ان کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ متعلقہ، چاہے وہ کسی ضلع کا ہو، چاہے وہ دوسرے ضلع کا ہو، اسے جناب والا، چوبیس گھنٹے کے اندر اندر اطلاع دے۔ اور صرف اطلاع نہیں، بلکہ پریس کی تبدیلی کے لئے درخواست گذارے۔ اس کے بعد اس ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو جس کی رائے اب اپنی رائے نہیں، جس کا قانون اب اپنا قانون نہیں۔ جس کا قلم اب اپنا قلم نہیں اس کو وہ درخواست دے کہ میں ان حالات کے تابع پریس تبدیل کر رہا ہوں، آپ مجھے بتائیں، کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے، کیا یہ امکان میں آ سکتا ہے کہ کوئی اخبار والا، جسے رات ہی رات اخبار چھاپنا ہوتا ہے، اور اس وقت ملک میں بیشتر اخبار غریبوں کے ہیں۔ اکثریت ان اخباروں کی ہے جن کے پاس اپنا پریس نہیں۔ کیا ان کے لیے ممکن ہو سکتا ہے۔ یا کیا کبھی پریس کے مالک کو جرات ہو سکتی ہے کہ اگر حکومت وقت اسے یہ کہے کہ آج رات آپ نے فلاں اخبار شائع نہیں کرنا اور وہ چھاپ دے۔ وہ عین موقع پر اس اخبار کے ایڈیٹر کو اطلاع دے گا کہ میں مجبور ہوں۔ میں آپ کا اخبار نہیں چھاپ سکتا۔ کوئی قانون اسے پابند نہیں کر سکتا۔ کوئی بھی پریس کا مالک کسی اخبار کو شائع کرنے سے انکار کر سکتا ہے۔ یہ ایک ایسا معاہدہ ہوتا ہے جس میں کوئی قانونی پابندی نہیں۔ جب اسے آخری وقت میں اطلاع ملتی ہے کہ کل اس کا اخبار بازار میں نہیں آ سکے گا۔ آپ مجھے بتائیں وہ آپ کے کون سے

مجسٹریٹ کو satisfy کرے ، کوئی بھی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو وہ درخواست دے گا ، کس شخص سے وہ اجازت نامہ لے گا ، مجھے حیرانی ہو رہی ہے کہ جب آپ کسی اخبار کو ڈیکلریشن دے دیتے ہیں ، باضابطہ اس کے شائع کرنے کی منظوری دے دیتے ہیں ، وہ منظوری کسی ضلع کی حد تک محدود نہیں ، کہیں بھی قانون میں یہ نہیں رکھا گیا کہ آپ جو اخبار شائع کریں وہ صرف اس ضلع کی حدود تک رہے گا ، اس سے باہر نہیں آ سکتا ۔ اگر یہ حد مقرر ہوتی ہے کہ ایک ضلع کا رسالہ یا اخبار کسی دوسرے ضلع میں نہیں جا سکتا پھر تو آپ کی یہ ترمیم روا رکھی جا سکتی تھی کہ ڈیکلریشن تو دے رہا تھا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور ، کسی وجہ سے لاہور میں اس کا اخبار شائع نہیں ہو رہا اور وہ لاہور سے باہر ساہیوال میں اس کو شائع کرانا چاہتا ہے تو ٹھیک ہے ۔ وہ اپنی حدود پھلانگ گیا ۔ لاہور کی حدود سے گزر گیا اور ساہیوال ضلع میں پہنچ گیا ، پھر تو ٹھیک ہے ۔ دوسرے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے ضلع میں مداخلت ہو رہی ہے ۔ وہ اس کے ضلع کے پریس میں شائع ہو رہا ہے ، لہذا اس کو اجازت کی ضرورت ہوگی ۔ ایک ضلع یا علاقے میں جو اخبار یا رسالہ چھپتا ہے ، اس کے لیے تمام ملک کھلا ہے ۔ تمام ملک میں وہ سرکولیٹ ہو سکتا ہے ، تمام ملک میں وہ پہنچ سکتا ہے ، آپ مجھے بتائیں ، جب ڈیکلریشن باضابطہ ہو گئی ، اس کو پبلیکیشن کی بھی اجازت ہے ، اسے سرکولیٹ کرنے کی بھی اجازت ہے ۔ لیکن پریس خراب ہو جائے اور وہ تبدیل کرانا چاہے تو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے جا کر منظوری لے اور پھر اس کے لیے کوئی قیود ، کوئی حدود قوانین میں مقرر نہیں کی گئی ، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی صوابدید کے لیے ، ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی خوشنودی طبع حاصل کرنے کے لیے ، کوئی قانون وضع نہیں کیا گیا ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے لیے صرف ماننا ہی کافی رکھ دیا گیا ہے ۔

I am not satisfied with the change of this press.

آخر وہ قوم ، وہ جماعت ، وہ حکومت ، وہ لوگ جو اب تک تبلیغ کرتے رہے ہیں ، جو اب تک واویلا کرتے رہے ہیں ، جنہوں نے ایک دفعہ

"مساوات" پر عتیق الرحمان کے وقت میں معمولی سی پابندی لگنے پر ٹیلی گرافک وارننگ دی تھی کہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر یہ پابندی ختم کی جائے ورنہ اس کا حشر بھگتنا پڑے گا ۔ اب وہ جماعت پابندیاں لگا رہی ہے ، وہ لوگ ان ہتھکنڈوں کو استعمال کر رہے ہیں جو اس کی سزا بھگت چکے ہیں ، جو ان کو آزما چکے ہیں ، جن پہ یہ حربے ، یہ کالے قوانین لاگو ہو چکے ہیں ، کوئی لا علم ہوتا ، کسی کو پتا نہ ہوتا ، تو بھی بات سمجھ میں آ سکتی تھی ۔ حیرانی تو ہمیں یہ ہوتی ہے کہ ایک طرف تو آمر ، آمر ، آمر کی آواز آتی ہے اور دوسری طرف ہر بری چیز ہر وہ چیز جو آپ کے اقتدار کو تحفظ دے سکتی ہے ہر وہ قانون جو آپ کو زیادہ سے زیادہ طاقتور بنا سکتا ہے ۔ ہر وہ قانون جو عوام کا گلا گھونٹ سکتا ہے ۔ ہر وہ قانون جو آزادی تحریر و تقریر کو سلب کر سکتا ہے اس کو آپ اور بھی زیادہ موثر بنا رہے ہیں ۔ اس کی زنجیروں کو اور بھی زیادہ قوی کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ آخر آپ سمجھتے کیا ہیں ؟ کیا آپ نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اس ملک کے عوام اندھے ہیں اس ملک کے عوام بہرے ہیں ؟ آخر آپ نے سمجھ کیا لیا ہے میں یہ بات دعوے سے کہتا ہوں کہ اس ملک کے عوام ، پاکستان کے عوام سے زیادہ باشعور دنیا کے کسی ملک کے عوام نہیں ہیں ۔ ہمارے عوام باشعور ہیں ۔ کیا یہ بات ان کے باشعور ہونے کی گواہی نہیں دیتی کہ پچھلی حکومتوں نے انہیں کس طرح سے جکڑنے کی کوشش کی ۔ کون سی کسر رہی جو پچھلی حکومتوں نے اپنے اقتدار کو تحفظ دینے کے لیے روا نہ رکھی ۔ کون سی غنڈہ گردی تھی جو آپ کے ساتھ روا نہ رکھی گئی ۔ کون سا حربہ تھا جو آپ کے خلاف استعمال نہ کیا گیا ۔ کیا آپ کے جلسے خراب نہیں کئے جاتے تھے ؟ کیا گول باغ میں پانی نہیں چھوڑا جاتا تھا ؟ کیا بجلی کی لہریں نہیں دوڑائی جاتی تھیں ؟ کیا عوام کو آپ کے خیالات سننے سے محروم نہیں رکھا جاتا تھا ؟ ۔

وزیر قانون ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی توجہ اس امر

کی جانب دلانا چاہتا ہوں کہ فاضل رکن بل سے ہٹ کر جلسے جلوسوں کی طرف چلے گئے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ حاجی صاحب میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ آپ تھوڑا سا ٹریک سے ہٹ گئے ہیں ۔ جب تک آپ ٹریک کے اندر رہیں گے ۔ میں آپ کو سنتا رہوں گا ۔ اور پھر آدھ گھنٹہ آپ کو تقریر شروع کئے ہوئے ہو گیا ہے ۔

حاجی محمد سیف‌اللہ خان ۔ میں پھر ٹریک پر آ جاتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ اسنڈ منٹ تک محدود رہئیے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan: I am speaking on the general principles of the Bill. I can speak on the whole of the Bill for 2 days, three days. This is my right.

Mr. Deputy Speaker: Yes, that is your right.

لیکن آپ ہاؤس کے rights کا بھی ذرا خیال رکھیں ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan: This is first day and I am the first speaker to speak on the bill.

Mr. Deputy Speaker: Then you should be relevant. A member has a right to point out that certain member is not relevant.

چوہدری امان‌اللہ لک ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ irrelevancy کا فیصلہ آپ کریں گے یا مختار احمد اعوان کریں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں فیصلہ کروں گا ۔

چوہدری امان‌اللہ لک ۔ آپ نے جو فیصلہ فرمایا ہے اس کے بعد وہ پھر اصرار کر رہے ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Deputy Speaker: The House is called to order. Haji Sahib to continue his speech.

چوہدری امان‌اللہ لک ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ کورم نہیں ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
ایوان میں کورم پورا ہے ۔ حاجی صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس ملک میں آزادی تحریر ۔ اس صوبے میں آزادی تقریر اور آزادی تحریر کی جتنی اہمیت ہے اور یہ امنڈمنٹ جس کے تابع ہم اتنی بڑی پابندی عائد کر رہے ہیں اس کے اثرات میں عرض کر رہا تھا کیا ہوں گے ۔ میں جلسے جلوسوں پر نہیں آ رہا تھا میں تو سبجیکٹ کو لے رہا تھا کیا نیشنل پریس ٹرسٹ کو آپ کے خلاف استعمال نہیں کیا گیا تھا ؟ کیا کوئی کسر اس ریڈیو نے ، اس ٹیلیویژن نے ، اخبارات نے چھوڑی تھی جو آپ کے لیے استعمال نہ کی گئی ہو ؟ اگر یہ چیزیں کسی کو فائدہ پہنچا سکتیں تو آج آپ یہاں دکھائی نہ دیتے ۔ یا اگر یہ چیزیں تحفظ دے سکتیں تو آپ کو عوام منتخب نہ کرتے ۔ یہ تو اپنے آپ کو خوش کرنے کی چیز ہے ۔ یہ تو ایک خود فریبی سے زیادہ نہیں ہے ۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس قسم کی پابندیاں پریس پر لگا کر آپ اس قسم کے قیود پریس پر لگا کر ۔ اس قسم کے حربے اور ہتھکنڈے پریس کے خلاف استعمال کر کے آپ عوام کی رائے کو ہموار کر لیں گے ؟ آپ عوام کو بے وقوف سمجھتے ہیں ؟ کیا اس طرح کر کے آپ عوام کو بے وقوف بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے ؟ ہرگز نہیں ۔ یہ آپ کی خوش فہمی ہے ۔ یہ خود فریبی سے زیادہ کچھ نہیں ہے ۔ کیا آپ اس طرح کر کے عوام کو مجبور کر سکیں گے کہ وہ صرف اور وہی کچھ سنیں جو کچھ آپ انہیں سننے کے لئے دیں ۔ وہ وہی کچھ پڑھیں جو کچھ آپ انہیں پڑھنے کے لئے دیں ؟ اگر عوام اتنے بے وقوف ہوتے ۔ عوام اتنے جاہل ہوتے ۔ عوام اتنے گونگے اور بہرے ہوتے تو یاد رکھیں کہ ایوب خان کے دور میں آپ کی بات تک کوئی نہ سنتا ۔ آپ کی رسائی عوام تک نہیں ہو سکتی تھی ۔ کون سا راستہ تھا جو کھلا رکھا گیا ۔ کون سی راہ تھی جو عوام کو گمراہ کرنے کے لئے استعمال نہ کی گئی ۔ یہ چیزیں ایوب خان کو تو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں البتہ ملک کو تباہ ضرور کر گئیں ۔ اب یہ چھوٹا سا حصہ

بڑا ہے چھوٹا سا علاقہ بڑا ہے - پنجاب میں آپ یہ امنڈمنٹ لاالد کر رہے ہیں - اس چیز سے قطع نظر ہو کر کہ سندھ کو ابھی اس کی ضرورت لاحق نہیں ہوئی - فرنٹیر کو ابھی اس کی ضرورت لاحق نہیں ہوئی - بلوچستان کو ابھی اس کی ضرورت لاحق نہیں ہوئی اور آپ اس میں پہل کر رہے ہیں دوسروں کے لئے نمونہ بن رہے ہیں -

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے) ۔

آپ بڑے بھائی ہیں ۔ پنجاب اس ملک کا دل ہے - پنجاب اس ملک کا راہبر ہے پنجاب کو اس ملک کے لئے میں کہتا ہوں کہ ہر لحاظ سے بڑی اہمیت حاصل ہے - اس کو اچھائی کا نمونہ بنائیے - اچھی مثالیں پیدا کریں تاکہ دوسرے صوبے آپ کی تقلید کریں اور یہ stability یہ سیکیورٹی ان کے اصلی معنوں میں استعمال کریں ۔ میں کہتا ہوں کہ آج تک کتنے اخبارات کو آپ نے غداری کے الزام میں لٹکایا ہے - کتنے اخبارات کے خلاف خود آپ نے صحیح معنوں میں محب وطن ہو کر اس لحاظ سے مقدمے چلائے ہیں کہ انہوں نے ملک کے خلاف کوئی غداری کی ہو اور انہوں نے صوبے کے مفاد کو کوئی نقصان پہنچایا ہو - بالکل نہیں اور اس کی آپ میں ابھی جرأت بھی پیدا نہیں ہوئی - صرف آپ میں نہیں بلکہ کسی بھی سابقہ حکومت کو جرأت پیدا نہیں ہوئی تھی کہ وہ عدالت میں ان کے مقدمے کو لاتی ۔ عدالت میں لا کر ان پر مقدمے چلاتی - آپ انگلستان کی مثال لے لیں وہاں اگر کسی اخبار کے خلاف کوئی ایسی سنگین چیز پیدا ہو جاتی ہے کہ جس سے ملک کی سالمیت کو خطرہ لاحق ہو جائے تو وہ اس کو ہائی کورٹ میں اپیل کرنے کا حق دیتے ہیں - اور ہائی کورٹ میں بھی اس کو غیر اہم نہیں سمجھا جاتا بلکہ اس میں یہ پابندی لگائی گئی ہے کہ ہائی کورٹ کا فل بینچ تین ججوں پر مشتمل ہوگا جو اس مقدمے کی سماعت کرے گا ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بڑے بڑے ملکوں پر سنگین وقت آئے ہیں اور کون سا ملک ہے جس پر وقت نہ آیا ہو آپ کو یاد ہوگا کہ انگلستان میں ''پروفیومو سیکنڈل،، کھڑا ہوا تھا ۔ جب پرفیومو کا سیکنڈل کھڑا ہوا اس وقت میکمیلن کی وزارت کا طوطی بول رہا تھا لیکن اخبارات نے اس بد کردار سیکنڈل کو

اور اس بد کردار سیکنڈل کے کردار کو تشہیر کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھائی اور مجھے یاد ہے جب ایک صحافی نے میکمیلن سے پوچھا کہ جناب والا یہ جو آزادی سے سیکنڈل کی تشہیر ہو رہی ہے میں اس لحاظ سے آپ کی توجہ اس جانب نہیں دلا رہا ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب مجھے اندازہ تو نہیں کہ پہلے کیا تقریر ہو رہی تھی ۔

چوھدری امان‌اللہ لک ۔ بڑی دلچسپ تقریر ہو رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر حاجی صاحب دلچسپ تقریر نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا ۔

حاجی محمد سیف‌اللہ خان ۔ مجھے تو کل بھی آپ نے میرے اصل موضوع سے محروم رکھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں کسی کو محروم نہیں رکھنا چاھتا ھوں ۔

حاجی محمد سیف‌اللہ خان ۔ انہوں نے تو رات بارہ بجے تک بیٹھنے کی دعوت دی تھی ۔ آپ کی سپیشل ہدایات کے مطابق میں محروم ھو گیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے کوئی سپیشل ھدایات نہیں دی تھیں اور اس لئے میں نے کل ھاؤس کو ملتوی بھی نہیں کیا تھا ۔

حاجی محمد سیف‌اللہ خان ۔ اسی لئے تو میں عرض کر رہا ہوں کہ آپ کی خاص ھدایات کے مطابق میں محروم رہ گیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی تو ایک وزیر بھی باقی تھے جنہیں بولنے کا موقع نہیں ملا ۔

حاجی محمد سیف‌اللہ خان ۔ اب تو جناب والا اس ھاؤس میں ایسے ایسے precedent قائم ہو رہے ہیں کہ جو پہلے کبھی نہیں ھوئے تھے ۔ آپ کل جتنا وقت وزراء کو دیتے رہے ہیں قواعد کے مطابق ۔ قائد حزب‌اختلاف لیڈر آف دی ھاؤس یا متعلقہ منسٹر لے سکتا ہے باقی تو ھمارے بھائی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کے لئے 30 منٹ ہیں ۔

حاجی محمد سیف‌اللہ خان ۔ متعلقہ وزیر لے سکتا ھے ۔ رامے صاحب

کا حق تھا وہ بول سکتے تھے ۔ مجھے پھر بھی گلہ نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ لسٹ بھیجنے والوں نے آپ کا نام بعد میں رکھا تھا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ صرف اتنی توجہ فرمائیں کہ وہ کسر مجھے آج نکال لینے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ خالی باتیں ہی اس ایوان میں نہیں ہوتیں ۔ کئی باتیں شاید آپ کی اور سپیکر کی ممکن ہے اس کے بغیر بھی ہوئی ہوں ۔ آپ اس چیز کو ملحوظ خاطر رکھیں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ اس سے ایوان کو ذرا مطلع کردیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے چیمبر میں پوچھا تھا کہ آج کیا پوزیشن ہے تو انہوں نے کہا کہ میری تقریر آج مختصر ہوگی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آزاد ممالک میں پریس کی آزادی کو کس قدر اہمیت دی جاتی ہے ۔ میکمیلن وزارت کا وہ مشہور سیکنڈل آپ کو شاید یاد ہوگا ۔ تو اس وزارت کے لئے اور کوئی چارہ نہیں رہا تھا کہ وہ مستعفی ہو جائے ۔ اس سیکنڈل کی تشہیر اخبارات میں برسر عام ہوئی اور کھلے طریقے پر ہوئی تو ایک صحافی نے مسٹر میکمیلن کی توجہ مبذول کرائی کہ جناب والا یہ ٹھیک ہے کہ اس تشہیر سے آپ کو ذاتی طور پر نقصان پہنچ رہا ہے مگر میں آپ کے نقصان کی طرف توجہ مبذول نہیں کراتا بلکہ اس طرح سے تشہیر ہو رہی ہے کہ نئی پود کے لئے نئے نوجوانوں کے لئے بیحد مضر ثابت ہو رہی ہے ۔ برائے کرم اس تشہیر کو آپ رکوا دیں ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ایک صحافی اس پرائم منسٹر کی توجہ مبذول کرا رہا ہے جس کا اپنا مفاد اس چیز میں تھا کہ اس سیکنڈل کی زیادہ تشہیر نہ ہو اور اس نے جواب دیا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس تشہیر سے نوجوان نسل کو زیادہ نقصان پہنچے گا لیکن میں مجبور ہوں میرے اختیارات محدود ہیں ۔ میں اس ملک کی پریس کی آزادی کو قطعاً سلب نہیں کر سکتا ہوں آزادی تقریر و تحریر وہ بنیادی حق ہے جو ہمارے آئین ، ہمارے دماغ ، ہمارے ضمیر اور ہماری قوم کی امانت ہے اس کو میں کبھی بھی نہیں روک سکتا ۔ جناب والا ۔ آپ اندازہ لگائیے کہ جب کوئی سامراجی قوت اس طرح سے کسی خطرے سے دو چار ہو جاتی ہے تو ان کا

کیا وہ حاصل ہوتا ہے ۔ اور میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی بھی اخبار ، کوئی بھی فرد اس ملک کے ایک انچ حصہ کے خلاف غداری کرے یا کسی قسم کی بری نیت کا ارتکاب کرے یا ملک کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو یہ سزا کوئی سزا نہیں کہ اس کا پریس ضبط کر لیا جائے ۔ یہ سزا تو کوئی سزا نہیں کہ اس کے اخبار کو بند کر دیا جائے یا یہ کہا جائے کہ آپ کی ضمانت ضبط کئے دیتے ہیں بلکہ میں کہتا ہوں کہ اس کو بر سر عام پھانسی پر لٹکائیے ۔ اس پر مقدمہ چلائیے تاکہ دوسروں کے لئے عبرت کا باعث بنے ۔ اور پھر لطف کی بات تو یہ ہے جناب والا کہ اس قسم کی ترمیم ، اس قسم کا قانون ان لوگوں کو بھی نہیں سوجھا جو اس اصل قانون کے خالق ہیں جنہوں نے اس قانون کو اس نیت اور مقصد کے لئے بنایا تھا کہ ہم اس ملک میں بالخصوص پنجاب سے جو جمہوری تقاضے اور ذہنی بیداری ہے جہاں آزادی اور سیاسی بصیرت جو اخبارات کے ذریعے سے میسر ہوا کرتی ہے یہ چھین لیں وہ سلب کر لیں اور ختم کر دیں کیونکہ جب یہ ختم ہو جائے گی تو پھر ہماری آمریت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ، تو جناب والا اس قانون کے خالقوں کو بھی یہ نہ سوجھا ۔ انہوں نے باقی سارے قوانین کو کالا بنانے کے باوجود ، پریس کی آزادی کو سلب کرنے کے باوجود اس سیکشن ۱۰ کے ذریعہ جس کی آج آپ ترمیم لا رہے ہیں پھر بھی اتنی رعایت برتی اتنی گنجائش رکھی کہ اگر کسی مجبوری کے تحت کسی کو پریس چینج کرنا پڑتا ہے کسی کو اپنا پرچہ کسی دوسرے پریس سے چھپوانا پڑتا ہے تو پھر وہ اس کی ڈی۔ایم کو اطلاع دیدے یا اس میں آپ زیادہ سے زیادہ اتنی ترمیم رکھ دیتے کہ کسی دوسرے ڈی۔ایم کو اطلاع دیدے اور پھر جناب والا یہ دعوے کیا جاتا ہے کہ ہم نے تو اس کا استعمال نہیں کیا ۔ ہم جب سے آئے ہیں ہم نے اخبارات کی آزادی کو برقرار رکھا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ "زندگی" کس کی نذر ہوا ۔ "اردو ڈائجسٹ" کس کی نذر ہوا ۔ میں کہتا ہوں "اذان حق" کس کی نذر ہوا اور ایسے بیسیوں اخبارات ہیں اور اور جو اخبارات چل رہے ہیں ان پر نیوز پرنٹ کی تلوار کس نے لٹکائی ہوئی ہے ۔ کس نے ان پر یہ پابندیاں اور سلاسل عائد کئے ہوئے ہیں ۔

Mr. Speaker. Haji Sahib I hope you will keep yourself within the ambit of the provincial law and the provincial administratian.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir I shall be highly obliged if you indicate to me what part of my speech is irrelevant so that I may not repeat it.

Mr. Speaker. We are not dealing with Martial Law or a Martial Law Regulation or an action taken under a Martial Law Regulation.

حاجی محمد سیف‌اللہ خان ۔ وہ جناب والا کون سی حکومت تھی کیا وہ یحییٰ خان کی حکومت تھی ؟

Mr. Speaker. That is immaterial.

Haji Muhammad Saifullah Khan: Who was that ?

Mr. Speaker. That is not under discussion. That is not being debated. What is being debated is the present law and all that is relevant to the present law.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Whoever might have done this wrong thing may, be Ayub Khan, may be Yahya Khan, may be the present regime........Whoever has done this.........

Mr. Speaker. Haji Sahib I have actually made it clear that there is provincial autonomy, the provincial government the provincial legislature, the provincial executive are responsible for their own actions, and in this House when a provincial legislation is being discussed, I would like the members to remain and contain themselves within the scope of the provincial legislature and the provincial executive.

حاجی محمد سیف‌اللہ خان ۔ شکریہ ۔

جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میرے انتہائی واجب‌الاحترام بزرگ دوست حاجی ممتاز احمد کاہلوں صاحب نے ابھی ابھی ایک ترمیم کے جواب کے سلسلے میں فرمایا ہے کہ ہم فحش لٹریچر کو بند کرنے کے لئے یہ قانون لا رہے ہیں ۔

وزیر اطلاعات - پوائنٹ آف ایکسپلینیشن - جناب سپیکر صاحب میں نے یہ نہیں کہا کہ جو ترمیم آج آ رہی ہے یہ فحش لٹریچر کے لئے لائی جا رہی ہے -

مسٹر سپیکر - میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ صوبائی حکومت نے ذمہ داری لے لی ہے اس وقت انہوں نے کہا تھا کہ صوبائی حکومت نے کوئی ایسی بات نہیں کی -

حاجی محمد سیف‌اللہ خان - نہیں کہی ہے -

مسٹر سپیکر - آپ نے اس کو support کیا اس دلیل کے ساتھ کہ ایک طرف سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ فحش لٹریچر پر پابندی لگائی جائے -

حاجی محمد سیف‌اللہ خان - میں یہ گزارش کر رہا تھا جناب والا کہ باوجود اس چیز کے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ فحش لٹریچر بر سر عام بک رہا ہے اس پر کسی قسم کی پابندی کسی قسم کی قیود یا اس قانون کا اطلاق نہیں ہو رہا اور یہ ترمیم جو آج لائی جا رہی ہے وہ آزاد معاشرے کے آزاد اخبارات کے خلاف لائی جا رہی ہے میں کہتا ہوں کہ فحش لٹریچر کتابوں کی شکل میں زیادہ بکتا ہے - یہ پابندیاں اور قیود آپ اخبارات کے لئے پیدا کر رہے ہیں - میں کہتا ہوں کہ آپ جامع قانون لائیے اور فحش لٹریچر کو ختم کرنے کے لئے سنگین سے سنگین قانون آپ لائیے ہم متفقہ طور پر اس کو پاس کرائیں گے - یہ قانون آپ کس کے خلاف لا رہے ہیں کس ملک کے پریس کے خلاف آپ لا رہے ہیں -

مسٹر سپیکر - حاجی صاحب آپ ایک لمحہ توقف کیجئے - مجھے ممتاز احمد کاہلوں صاحب - انٹرول کے دوران ملے تھے - انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ ایوان کا وقت نصف گھنٹہ بڑھا دیا جائے - میں نے اس ضمن میں ایوان کی رائے لینا پسند کروں گا - میرا خیال ہے کہ جتنی دیر سکول کے طالب علم بیٹھتے ہیں ہم اتنا بھی نہیں بیٹھتے -

سید تابش الوری - کیا آپ ہمیں طالب علم بنانا چاہتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر - میں نے یہ کہا ہے کہ ہم اتنا بھی نہیں بیٹھتے -

حاجی محمد سیف‌اللہ خان - جناب والا - کوئی ایسی ایمرجنسی

نہیں ہے - یہ بعد میں بھی ہو سکتا ہے -

مسٹر سپیکر - میرے لئے ایک ایمرجنسی ہے جس کی میں وضاحت کر دوں - میں نے مسٹر محمد حنیف رامے سے پوچھا تھا کہ آپ سالانہ بجٹ کب پیش کر رہے ہیں - تو انہوں نے کہا کہ حکومت کی کچھ requirments ہوتی ہیں - اگر مجھے اندازہ ہو جائے کہ آپ کتنی لیجسلیشن کر سکیں گے تو میں اس حساب سے تاریخوں کا تعین کروں گا - انہوں نے مجھے یہ تاثر دیا تھا کہ اگر آپ لیجسلیشن جلدی کر لیں گے تو بجٹ 15/14 تاریخ تک پیش ہو جائے گا - لیکن اگر لیجسلیشن کے کام میں دیر ہو جاتی ہے تو بجٹ 20 تاریخ سے پہلے شاید پیش نہ ہو سکے پھر اس پر اس ہاؤس کے کچھ تحریری استحقاقات ہیں اور کچھ unwrittan بھی ہیں - میں اس بات کا قائل ہوں کہ جو چیز تحریر میں نہ بھی ہو اس کا بھی تحفظ کیا جائے مگر اس صورت میں مجھے اس ہاؤس کے ہر معزز رکن کے تعاون کی ضرورت ہوگی -

سید تابش الوری - جناب والا - وزیر خزانہ اعلان کرچکے ہیں کہ وہ 19 تاریخ کو بجٹ پیش کر رہے ہیں -

مسٹر سپیکر - مجھے علم نہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - انہوں نے پریس کانفرنس میں کہا ہے جناب والا -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا- میں جناب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ آپ کے اپنے اختیارات ہیں اور یہ اختیارات آپ کے منصب سے وابستہ ہیں کہ آپ وقت بڑھا سکتے ہیں - لیکن ایسی کوئی emergeney نہیں ہے مثلاً کل ایک اہم معاملہ تھا اس کے لئے دوسری طرف سے ان کا میں شکر گزار ہوں کہ انہوں نے تعاون کیا اور وقت بڑھا دیا گیا - اگر یہ ختم نہ ہو سکے تو اس سے کوئی قیامت نہیں ٹوٹ پڑے گی - یہ کل آدھے گھنٹے میں ختم ہو جائے گا -

مسٹر سپیکر - کل تو غیر سرکاری ارکان کی کاروائی ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - پرسوں ہو جائے گا - اس کے بعد ہو جائے گا - میرا مطلب ہے وقت بڑھانے کی ضرورت نہیں ہے -

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان کے علاوہ کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ آپ نے مجھے call بھی کیا تھا پھر آپ حاجی محمد سیف اللہ خان کی طرف متوجہ ہو گئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے نوٹ نہیں کیا تھا حاجی صاحب موجود نہیں تھے ۔

I actually asked for the information of the House.

آپ نے چونکہ oppose کر دیا تو میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ آپ کو ٹوکوں ۔ ورنہ وہ سٹیج بہت پہلے گزر چکی ہوئی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں نے بھی اس کی مخالفت کی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ مگر میرا impression تھا کہ صرف حاجی محمد سیف اللہ خان نے ہی مخالفت کی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس کے ساتھ ہی چونکہ حاجی صاحب نے نکتہ اعتراض اٹھا دیا تھا اس لئے آپ توجہ نہ فرما سکے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرا خیال تھا کہ آدھ گھنٹہ ایوان کا وقت بڑھا لیں ۔ انہوں نے تو ایک گھنٹے کے لئے کہا تھا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ اتنا اہم بل نہیں ہے آپ مہربانی کریں اور مجھے تقریر ختم کرنے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب اگر آپ اپنی تقریر جلد ختم کر دیں تو ایک بجے سے پہلے ہی اجلاس ختم ہو جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ٹھیک ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ گزارش یہ ہے کہ جو آدمی مخالفت کرے وہی تقریر کر سکتا ہے دوسرا آدمی نہیں کر سکتا ۔ یہ صرف ایک preference ہوتی ہے کہ جس نے مخالفت کی ہے اس کو پہلے تقریر کا موقع دیا جائے ۔ جناب والا ، ہم لا یعنی تقاریر نہیں کریں گے ۔ حاجی محمد

سیف اللہ خان جو پوائنٹ اپنی شگفتہ بیانی سے بیان کر رہے ہیں اس کو ہم نہیں دہرائیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ علامہ صاحب آپ بول لیں ۔ اس میں کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ نہیں جناب ۔ میں تو اس چیز کا قائل ہی نہیں ہوں کہ ایک بات جو معقولیت کے ساتھ اور معنویت کے ساتھ اس ہاؤس میں ایک فاضل ممبر نے پیش کر دی ہے اس کو دوبارہ پیش کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر۔ ان سے تو میرے فاضل دوست guidance لیتے ہیں ۔ میں نے اس وقت یہ بات کہی تھی کہ اگر آج حاجی صاحب ایک بجے سے پہلے تقریر ختم کر دیں تو ہاؤس ملتوی ہو جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آخر ہمیں اس قانون کو ترمیم کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ملک اور قوم کے لئے کتنا خوش کن لمحہ ہوتا ۔ اس صوبے کے لئے کتنا اچھا ہوتا کہ repealment کی امنڈمنٹ آتی اور وہ تالیوں کی گونج میں اور خوشگوار فضا میں پاس ہوتی بلکہ تمام صوبے میں خوشی کی لہر کے ساتھ وہ قانون متفقہ طور پر پاس ہوتا ۔ اور آج کتنا غمگین اور سوگوار دن ہے ۔ اس لحاظ سے نہیں کہ کالا قانون لایا جا رہا ہے بلکہ اس لحاظ سے کہ وہ لوگ لا رہے ہیں جو اس قانون کو ہمیشہ برا کہتے رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ جہانتک نیت کا تعلق ہوتا ہے ہر قانون کے لئے یہ لازم قرار دیا گیا ہے کہ کوئی بھی بل ۔ کوئی بھی قانون نافذ کرتے وقت Legislators کو Introducers کو Movers کو اس ہاؤس میں اپنی نیت کے بارے میں آگاہ کرنا چاہئے کہ آخر وہ ملک میں کونسی ضرورت پیدا ہو گئی ہے اور صوبے کی کونسی ایسی emergency واقع ہو گئی ہے جس کے تابع اس قسم کا سنگین اور کالا قانون لایا جا رہا ہے ۔ او جو نیت Statement of Reasons and Objects میں دی گئی ہے وہ قابل غور ہے ۔ اور اس کالے قانون کو اس صوبے میں نافذ کرنے کے لئے جو سب سے بڑی اور اہم ترین دلیل دی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی توجہ اس پر مبذول کراؤنگا ۔

It was envisaged by section 10 of

of the Press and Publication ordinance, 1963, that in case a newspaper changes it place of printing a publication its declaration shall stand annulled but this condition shall not apply to temporary change of the place of printing or publication for a period not exceeding 15 days at any time if within 24 hours of such temporary change the District Magistrate is informed of it. Obviously, the law stipulated that there would be cogent reasons for such temporary change and this facility of temporary change would be necessary to meet situation. There could, for instance, be a mechanical break-down of a press where a newspaper is being printed and, unless the newspaper changes over to another printing press immediately it may not be able to published the issue in hand.

اس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ سوائے اخبارات کے اور کوئی لٹریچر ۔ کوئی چیز اس کی زد میں نہیں آئے گی بلکہ صرف اخبارات کے خلاف اس قانون کو استعمال کیا جائے گا ۔

Accordingly, it provided that the newspaper could change its place of printing immediately without any formality except that it would inform the District Magistrate concerned of the change within next 24 hours. Unfortunately, however, this well-intended facility, which had been made available for

emergencies, has been looked upon as an excuse to change over from one place to another without any reasonable ground . . . . .

جناب والا ۔ اندازہ لگائیں کہ unfortunately جو facility سابقہ آمروں نے از راہ کرم اور از راہ مہربانی اخبارات کو بخشی تھی آخر اخبارات نے ان کا کونسا فائدہ اٹھا لیا ہے ۔ کونسا غلط استعمال کیا جا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب قبل اس کے کہ آپ کی تقریر جاری رہے ایوان کا وقت دس منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے ۔

وزیر اطلاعات ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن ۔

Mr. Speaker. Five minutes after the termination of speech of Haji Muhammad Saifullah Khan.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ کونسی ایسی مثالیں Statement of objects and reasons میں دی گئی ہیں ۔ اس ملک کا ستیا ناس تو ایسی چیز سے ہوا ہے کہ یا discretion کے قانون رکھے جاتے ہیں یا public interest کا غلط استعمال کیا جاتا ہے اور اس کی کوئی دلیل نہیں ۔ کوئی اپیل نہیں ۔ کوئی وکیل نہیں ۔ کوئی گنجائش نہیں ۔ جناب والا ۔ کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے صرف اس میں یہی کافی ہے .in public interest it is so desired آخر ہر چیز کی اخلاق پابندیاں بھی ہوتی ہیں ۔ قانونی پابندیاں بھی ہوتی ہیں ۔ قانونی پابندیاں نہ سہی اخلاق قدروں کو تو بحال رکھیں ۔ اخلاقی معیار کو تو ہم جناب والا قائم رکھیں اور پھر یہ پابندیاں دیتے وقت ، یہ قانون نافذ کرتے وقت ، یہ ترمیم اس ہاؤس میں لاتے وقت میرے فاضل وزیر صاحب یہ بھی بھول گئے ہیں کہ وہ آئین جس کی authentication 12 مئی کو جناب پریزیڈنٹ صاحب فرما چکے ہیں اور وہ آئین جو متفقہ طور پر اس ملک کی قومی اسمبلی نے منظور کر لیا ہے اور جس کو نافذ ہونے میں دیر یا بدیر وہ اور بات ہے کوئی گنجائش اب باقی نہیں رہی ۔ وہ اس کو بھول گئے ہیں کہ اس میں پریس کے بارے میں اب کیا provide کیا گیا ہے ۔ اس میں کیا رکھا گیا ہے اور یہ کس قسم کا قانون لا رہے ہیں ۔ میرے خیال میں میرے فاضل وزیر صاحب کی تمام تر توجہ عبوری آئین پر رہ گئی ہے کیونکہ عبوری

آئین میں پریس کا لفظ ہے ہی نہیں ۔ یہاں freedom of speech دیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ میں عبوری آئین کے آرٹیکل 16 کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں ۔

> Article 16 of the Interim Constitu. tion is :
>
> Every citizen shall have the right to freedom of speech and expression, subject to any reasonable restrictions imposed by law in the interest of the integrity, security or defence of Pakistan or any part thereof, friendly relations with foreign States, public order, decency or morality, or in relation to contempt of court, defamation of incitement to an offence.

اس میں جناب والا پریس کو واضح نہیں رکھا گیا تھا اور ہر طرف شور اٹھتا تھا اور ہر طبقے نے مطالبہ کیا تھا کہ پریس کی آزادی کو آئینی تحفظ دیا جائے ۔ پریس کا نام آئین میں کہیں دیا جائے ۔ جہاں آپ آزادی تقریر لکھ رہے ہیں جس کا آپ استعمال نہیں کریں گے ۔ اس کو آپ دینگے نہیں ۔ کم از کم آئین میں ہوتے ہوئے ہماری آنے والی نسلوں کو اتنی خوشی ضرور میسر ہو جائیگی کہ ہماری قومی اسمبلی نے از راہ کرم جو مسودہ آئین دیا ہے اس میں آپکے آرٹیکل نمبر 19 میں واضح طور پر لکھ دیا ہے ۔ جناب والا جو آئین آپ منظور کر چکے ہیں اور جو مستقبل قریب میں لانے والے ہیں کم از کم اس آئین کا احترام کریں ۔ آئین قوم کی آزادی کی مقدس دستاویز ہوا کرتی ہے ۔ ہر قوم کی بقا اور تحفظ کے لئے ہوا کرتی ہے ۔ کم از کم اس کے احترام کو تو ملحوظ رکھئے کون سا ایسا خطرہ پیدا ہو گیا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ جہاں آپ کے یہ قانون بالکل بے کار بے سود ہو جاتے ہیں وہاں یہ قانون آپ پر نہیں چلتے ۔ ان کو پھانسیاں دیں ان کو لٹکائیں تاکہ عبرت حاصل ہو ۔ یہ قانون تو آپ لے اپنے اقتدار کو تحفظ دینے کے لئے ، اپنی کرسیوں کو بر قرار رکھنے کے لئے ، اپنی کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے ، اپنے گناہوں پر پردہ ڈالنے کے لئے بنا رہے ہیں ۔ مجھے

توقع تھی کہ جب سے یہ قانون ایوان میں پیش ہوا ہے - جب سے قانون پر بحث ہو رہی ہے۔ کم از کم اس ایوان میں اس قانون کے پاس ہونے تک جناب رامے صاحب تشریف نہیں لائیں گے یا وہ تشریف نہیں رکھیں گے - خدا را ان پابندیوں سے ، ان قیود سے ، ان کڑیوں سے ، ان زنجیروں سے اب قوم کو نجات دلائیں ۔ قوم کو محسوس ہونے دیں کہ کوئی انقلاب آیا ہے ۔ قوم کو احساس دلائیں - قوم آپ سے روپیہ نہیں مانگتی ، قوم آپ سے کپڑا نہیں مانگتی ، قوم آپ سے روٹی نہیں مانگتی ، قوم آپ سے مکان نہیں مانگتی ، قوم آپ سے اپنی تحریر و تقریر کی ضمانت اور جمہوریت کی بقا مانگتی ہے۔کم از کم وہ قوانین تو نہ دیں جو پہلے تباہی کا باعث بن چکے ہیں ۔ آپ انقلاب ذہنوں کا لائیں ۔ آپ انقلاب سیاسی لائیں ۔ وہ انقلاب پابندیوں سے نہیں آیا کرتا - وہ انقلاب جائز اور صحیح حق سے آیا کرتا ہے - اخبارات کو ان قوانین کے تابع بنائیے انکو وہی حق دیجئے جو عام شہری کو حق ہے یا ہونا چاہئے ان کو قانون کی پوری آزادی دیں - ان کو حق دیں کہ وہ آپ کی انتقامی کاروائیوں کے خلاف قانون کے دروازے کھٹکھٹا سکیں ۔ ان کے لئے ہائی کورٹ کے دروازے کھلے رکھیں ۔ اس قسم کی ترمیم اس میں لائیں تا کہ ہمیں پتہ چل سکے کہ عوامی حکومت آئی ہے ، عوامی راج آیا ہے -

اس ملک میں سلطانی جمہور کا آیا ہے زمانہ
جو نقش کہن تم کو نظر آئے مٹادو

بجائے مٹانے کے آپ اسے اور زیادہ تقویت دے رہے ہیں یہ کونسی سلطانی جمہور ہے ۔ یہ کونسی عوامی حکومت ہے جو پابندیوں پر پابندیاں لا رہی ہے ۔ ہر حکومت جو بھی کالا قانون لاتی یہی کہتی رہی کہ ملک کی بقا کے لئے ، قوم کے تحفظ کے لئے ، قوم کی بقا کے لئے ضروری ہے - مگر قوم نہ بچ سکی ۔ ملک نہ بچ سکا ۔ اور جنہوں نے نافذ کئے وہ نہ بچ سکے ۔ وہ قانون موجود ہے اور اس کو مزید تقویت دی جا رہی ہے ۔ میں بھی استدعا کروں گا کہ اس کالے قانون کو مزید موثر بنانے کے لئے اس اسمبلی میں ، اس ایوان میں اور اپنے آپ کو داغدار نہ بنائیے اور اسے از راہ کرم واپس لے کر موجودہ قانون کو جو اس وقت رائج ہے ختم کرنے کی کوشش کریں ہم آپ کے ساتھ تعاون کریں گے - آپ کے ساتھ امداد کریں گے اور جہاں بھی ملک کی سلامتی ملک کے تقاضے اس کی ضرورت محسوس کریں گے ہم آپ کے ساتھ ہیں -

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اطلاعات ۔ جناب سپیکر ۔ حاجی صاحب کی تقریر اور ان کے دھواں دھار الفاظ کا جواب مناسب وقت پر دیا جائے گا اور اسی انداز میں دیا جائیگا ۔ لیکن میں نے قائد حزب اختلاف سے بات کی ہے ۔ ایک بات جو بڑی جائز معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ 24 گھنٹے کا نوٹس ہے وہ بڑی کم مدت ہے کیونکہ ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں جانا شاید پبلشر یا ایڈیٹر کے لئے اتنا آسان نہیں ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے این.او.سی حاصل کر سکے۔ اس لئے باہمی افہام و تفہیم سے ہم اس بات پر رضا مند ہو گئے ہیں کہ 24 گھنٹے کی مدت کو بڑھا کر 72 گھنٹے کر دیں اور میں نے انہیں دعوت دی ہے کہ وہ یہ ترمیم پیش کریں ہم اس سے متفق ہیں اور تمام ممبران کو خصوصاً حزب اختلاف کے ممبران کو یقین دلاتا ہوں کہ کوئی بھی تعمیری بات ہو وہ ایک جملے میں طے ہو سکتی ہے اور اس کے لئے اتنی لمبی چوڑی تقریروں کی ضرورت نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا آپ پیش کر رہے ہیں ؟

وزیر اطلاعات ۔ علامہ صاحب پیش کریں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ آپ پارٹی میٹنگ میں طے کرلیں۔

Mr. Speaker. The House is adjourned till 8.00 a. m. tomorrow the 7th of June, 1973.

(اسمبلی کا اجلاس 7 جون 1973ء بروز جمعرات آٹھ بجے صبح تک ملتوی ہوگیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی کا اجلاس چہارم

جمعرات - 7 جون 1973ء

(پنجشنبہ 5 جمادی الاول 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 8 بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ وَاِيۡتَآىِٕ ذِى الۡقُرۡبٰى وَيَنۡهٰى عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡكَرِ
وَالۡبَغۡىِ ۚ يَعِظُكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَذَكَّرُوۡنَ ۝ وَاَوۡفُوۡا بِعَهۡدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمۡ وَلَا
تَنۡقُضُوا الۡاَيۡمَانَ بَعۡدَ تَوۡكِيۡدِهَا وَقَدۡ جَعَلۡتُمُ اللّٰهَ عَلَيۡكُمۡ كَفِيۡلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ
مَا تَفۡعَلُوۡنَ ۝ وَلَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّتِىۡ نَقَضَتۡ غَزۡلَهَا مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّةٍ اَنۡكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوۡنَ اَيۡمَانَكُمۡ
دَخَلًاۢ بَيۡنَكُمۡ اَنۡ تَكُوۡنَ اُمَّةٌ هِىَ اَرۡبٰى مِنۡ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا يَبۡلُوۡكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَـكُمۡ
يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ مَا كُنۡتُمۡ فِيۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ۝

پ ۱۴ ۔ س ۱۶ : ع ۱۹ : آیات ۹۰ تا ۹۲

ترجمہ :- اللہ تم کو انصاف کرنے اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو مالی مدد دینے کا حکم دیتا ہے اور فحش باتوں، نامعقول کاموں اور سرکشی سے منع کرتا ہے اور تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ تم یاد رکھو اور اللہ سے عہد پختہ کرو تو اس کو پورا کرو ۔ اور جب پکی قسمیں کھاؤ تو ان کو مت توڑو کہ تم اللہ کو اپنا ضامن بنا چکے ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے ۔

اور تم اس عورت کی طرح مت ہو جانا جس نے بڑی محنت سے سوت کاتا پھر اس کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا کہ کہیں تم اپنی قسموں کو آپس میں اس بات کا ذریعہ بنانے لگو کہ ایک گروہ دوسرے گروہ پر زیادہ غالب رہے ۔ بات یہ ہے کہ اللہ تمہیں اس کے ذریعے آزماتا ہے اور جن باتوں میں تم اختلاف کرتے ہو قیامت کے دن ان کی حقیقت تم پر ظاہر کر دے گا ۔

وَمَا عَلَيۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

پاکستان سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے خاتمہ کے بعد پنجابی ملازمین کی سینیارٹی

*1942 - میاں خورشید انور - کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا مغربی پاکستان سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے خاتمہ کے بعد جن پنجابی ملازمین کو فاضل قرار دیا گیا تھا ان کی سینیارٹی کے اصول کو مد نظر رکھا گیا تھا -

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کارپوریشن کے سابق چیئرمین اور ایڈمنسٹریٹر نے مذکورہ کارپوریشن کے تعلقات عامہ کے ایک ایسے افسر کو فاضل قرار دیا جو سینیارٹی کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر آتا -

(ج) کیا یہ درست ہے کہ یہ کارروائی متعلقہ افسر کے خلاف اس لئے کی گئی کہ وہ مذکورہ کارپوریشن کے افسروں کی طرف سے کی جانے والی دھاندلیوں پر پردہ پوشی کے لئے تیار نہ تھا -

(د) کیا یہ درست ہے کہ جب مذکورہ افسر کو فاضل قرار دیا گیا تو اس کے عہدہ کے برابر تین عہدے خالی تھے اور اس کے لئے بورڈ کے تین میں سے دو ممبروں نے اسے کارپوریشن کے دیگر تمام عہدے داروں سے لائق قرار دیتے ہوئے متبادل عہدے پر تعیناتی کی تحریری سفارش کی تھی -

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ فاضل ملازمین کو کارپوریشن میں ملازمت کے دوران جمع ہونے والی استحقاق رخصت سے محروم کر دیا گیا ہے اور اس عرصے کے لئے انہیں نقد ادائیگی بھی نہیں کی گئی ؟

وزیر مال (چوھدری محمد انور سمیع) - (الف) مغربی پاکستان سمال انڈسٹری کارپوریشن کے خاتمہ پر جن ملازمین کو فاضل قرار دیا گیا تھا ان کے لئے جہاں تک ممکن ہوا سینیارٹی کا اصول مد نظر رکھا گیا ۔

(ب) مغربی پاکستان سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے خاتمے پر تعلقات عامہ کا شعبہ بالکل ختم کر دیا گیا تھا ۔ لہذا اس شعبے کے ایک اعلیٰ افسر کو فاضل قرار دے دیا گیا ۔ کیوں کہ اسے کسی دوسری جگہ پر تعینات نہیں کیا جا سکتا تھا ۔

(ج) یہ درست نہیں ہے ۔ صوبائی حکومت نے پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے قیام کے سلسلے میں جو عملہ منظور کیا تھا ۔ اس میں تعلقات عامہ کا شعبہ نہیں رکھا گیا تھا ۔ اس وجہ سے تعلقات عامہ کے شعبے کے اس افسر کو فاضل قرار دیا گیا تھا ۔

(د) یہ درست نہیں ہے ۔ البتہ مینیجر تعلقات عامہ کا عہدہ ایک جداگانہ عہدہ تھا ۔ جس کی سینیارٹی انتظامیہ کے دوسرے افسران سے الگ تھی ۔ چونکہ مغربی پاکستان سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے خاتمے پر تعلقات عامہ کا شعبہ برقرار نہیں رہا تھا ۔ اس لئے مذکورہ افسر کو فاضل قرار دیا گیا تھا ۔ اب تعلقات عامہ کے شعبے کو دوبارہ قائم کیا جا رہا ہے اور افسر مذکورہ واپس بلا لیا گیا ہے ۔

(ہ) تمام فاضل ارکان کی گریجویٹی اور رخصت استحقاق کے معاوضے کا معاملہ حکومت پاکستان کے زیر غور تھا ۔ اس کی منظوری آ چکی ہے اور ادائیگی کی جا رہی ہے ۔

صوبہ پنجاب میں معدنیات کی پیداوار

*2354 - شیخ محمد اصغر ۔ کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ پنجاب کے کن کن علاقوں میں کس کس قسم کی معدنیات پائی جاتی ہیں ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان معدنیات کو نکالنے اور حاصل کرنے کا کام جاری ہے ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کون کون سی معدنیات کتنی کتنی مقدار میں 1972ء اور 1973ء میں آج تک حاصل ہوئیں ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جہاں سے یہ معدنیات نکالی جاتی ہیں وہاں ان سے ضروریات کی اشیاء تیار کرنے کی فیکٹریاں یا کارخانے کام کر رہے ہیں ۔ اگر جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت وہاں کارخانے لگانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر مال (چوہدری محمد انور سمعہ) ۔ (الف) اس ضمن میں معلومات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ 1972ء میں اور جنوری ، فروری 1973ء کے دوران معدنیات کی جو نکاسی پٹہ داران کی اطلاع کے مطابق ہوئی اس کی تفصیل منسلک ہے ۔

(ج) معدنیات سے ضروریات کی اشیاء تیار کرنے کے چند کارخانے ان معدنیات کی جائے نکاسی کے قریب پہلے سے کام کر رہے ہیں ۔ تاہم ان مقصد کے لئے کچھ اور کارخانے لگانے کی تجاویز بھی حکومت کے زیر غور ہیں مگر ان کے قیام کا انحصار معدنیات کی خوبی اور مقدار کے علاوہ سرمایہ اور

بیرونی فنی امداد کی فراہمی پر ہے ۔

نام ضلع		تفصیل معدنیات ۔
لاہور	..	عام ریت ۔
شیخوپورہ	..	عام ریت اور پتھر ۔
گوجرانوالہ	.	عام ریت ۔
سیالکوٹ	..	عام ریت اور بجری ۔
گجرات	..	عام ریت ۔
جہلم	..	لیٹرائٹ ، براین ، معدنی نمک ، باکسائٹ کوئلہ ، چائنا کلے ، چاک ، ڈالومائٹ ، فائر کلے ، ملتانی مٹی ، جپسم ، بجری ، عام ریت عام پتھر ، چونے کا پتھر ، اوکر اور سلیکا سینڈ ۔
راولپنڈی	..	عام ریت ، عام پتھر ، بجری ، چونے کا پتھر ، جپسم ، کوئلہ ۔
کیمبل پور	..	باکسائٹ ، لیٹو نائٹ ، کوئلہ ، کیلسائٹ ، چائنا کلے ، جپسم ، بجری ، چونے کا پتھر ، سنگ مرمر ، عام ریت ، عام پتھر ، اوکر خام لوہا ، چاک اور سلیکا سینڈ ۔
لائلپور	..	عام پتھر ۔
جھنگ	..	عام ریت اور عام پتھر ۔
سرگودھا	..	کوئلہ ، اوکر ، بجری ، عام ریت ، عام پتھر چونے کا پتھر ، باکسائٹ ، سلیکا سینڈ ، کیلسائٹ جپسم ، فائر کلے ، چائنا کلے ، لیٹو نائٹ ، سلٹ ، خام لوہا ، کوارٹزائٹ ، میگنا سائٹ ، معدنی نمک ، چاک ، ڈالو مائٹ ۔

میانوالی	. .	کوئلہ ، کھاسالٹ ، ڈالو مائٹ ، فائر کلے ، جپسم ، خام لوہا ، معدنی نمک ، چونے کا پتھر ۔
میانوالی	. .	میگنا سالٹ ، اوکر ، سلیکا سینڈ ، عام ریت ، عام پتھر ، بجری اور لیٹو لائٹ ۔
ساھیوال	. .	عام ریت ۔
ملتان	. .	عام ریت ۔
ڈیرہ غازی خان	. .	کوئلہ ، بجری ، عام ریت ، عام پتھر ، چکیوں کا پتھر ، چونے کا پتھر ، جپسم ، خام لوہا ، فائر کلے ، ملتانی مٹی ۔
بہاولپور	. .	عام ریت ۔
رحیم یار خان	. .	عام ریت ۔

معدنیات کی پیداوار (ٹنوں میں)

معدنیات		1972ء	1973ء صرف جنوری فروری
اوکر	.	469	...
باکسائٹ	. .	432	20
بجری	. .	8914	42
لیٹو لائٹ	. .	771	50
جپسم	.	65771	7[illegible]82
چائنا کلے	. .	2456	...
چکیوں کا پتھر	. .	195	...
چونے کا پتھر	. .	797862	61684
سلیکا سینڈ	. .	17179	756

عام پتھر ..	38076	...
عام ریت ..	17026	84
فائر کلے ..	15106	1361
کوئلہ .	363206	93357
معدنی نمک ..	292332	...

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

میاں خورشید انور ۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ یہ عام ریت کب سے معدنی declare ہوئی ہے ۔

وزیر مال (چوھدری محمد انور سمہ) ۔ جب سے عام ریت معرض وجود میں آئی ہے اور محکمہ معدنیات معرض وجود میں آیا ہے ۔

میاں مصطفٰی ظفر ۔ جناب والا ۔ میانوالی کا نام دو جگہ چھپا ہوا ہے ۔ مظفر گڑھ کا نام نہیں ہے ۔ کیا ان میں سے ایک میانوالی کی بجائے مظفر گڑھ ہے اور یہاں misprint ہوا ہے ۔

وزیر مال ۔ نہیں ۔ مظفر گڑھ کے آدمیوں کا قد دو دو آدمیوں کے برابر ہوتا ہے اس لئے اس کو omit کیا گیا ہے ۔

ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم فرمائیں گے کہ پنجاب میں کوئلہ کی کانوں کے پٹہ داران میں سے چند ایک نے Briquette Plant لگانے کی undertaking دی تھی ۔ اگر انہوں نے پلانٹ نہیں لگایا تو کیا ان کے خلاف کوئی کارروائی کی جائے گی ؟

وزیر مال ۔ اس کے لئے مجھے وقت دیں میں ساری تفصیلات آپ کی خدمت میں پیش کردوں گا ۔

میاں مصطفٰی ظفر ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ہر صوبے میں قدرتی وسائل موجود ہیں جیسا کہ سوئی گیس بلوچستان سے نکلتی ہے اور وارسک میں بجلی فرنٹیر کو دی جا رہی ہے ۔ کیا پنجاب میں جو

قدرتی وسائل موجود ہیں ان کو بروئے کار لانے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے ؟

Minister for Revenue This question has got no bearing. It is a constitutional matter.

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ شاید وزیر صاحب میرا سوال سمجھ نہیں سکے ۔

وزیر مال ۔ میں آپ کا سوال سمجھ گیا ہوں ۔ بلوچستان کو سوئی گیس پر بالکل اختیار نہیں ہے ۔ اور نہ ہی کسی اور صوبے کو جہاں معدنیات نکلتی ہیں انہیں کوئی اختیار ہے ۔ البتہ مستقل آئین میں جو چیزیں پنجاب میں نکلیں گی ان کا پنجاب کو فائدہ ہوگا ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ آپ میری بات نہیں سمجھ سکے ۔ میں نے اتنا عرض کیا ہے کہ پنجاب میں جتنی معدنیات ہیں ۔ کیا ان کو نکالنے کے لئے حکومت اپنے وسائل کو بروئے کار لانے کی کوشش کریگی ؟

وزیر مال ۔ کوشش کریگی ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف کے علم میں ہے کہ کنووں کی جہاں بھی کھدائی ہوتی ہے وہاں گیس ، تیل اور ایک خاص قسم کا پانی بھی ملتا ہے جس کو بلیک واٹر کہا جاتا ہے ۔ چھ ہزار ، سات ہزار فٹ کی گہرائی پر گیس نکلی ہے اور اٹک میں آٹھ ، نو ہزار فٹ کی گہرائی پر تیل نکلا ہے ۔ اس سے اوپر اس قسم کا پانی نکلا ہے جو تیل کے بعد ہوتا ہے ۔ کیا بھکر ۔ لیہ اور مظفر گڑھ میں بھی ڈرلنگ کرینگے ۔ کیونکہ اس بلٹ میں تیل ہے ؟

وزیر مال ۔ حکومت پنجاب کے پاس جتنے بھی وسائل ہیں ان کو بروئے کار لانے کی کوشش کی گئی ہے جو فارمولا انہوں نے بنایا ہے مجھے اس کا علم نہیں ہے میں ایکسپرٹ نہیں ہوں ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ جس طرح فہرست میں درج ہے کہ ملتانی مٹی جہلم میں پائی جاتی ہے ملتانی مٹی جہلم میں کس طرح چلی گئی ؟

وزیر مال - جس طرح ملتان کے ایم - پی - اے یہاں آ گئے -

صوبہ پنجاب میں ناقابل کاشت اراضی

*2484 - چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ - کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب میں کتنے ایکڑ اراضی ایسی تھی جو پہلے قابل کاشت نہیں تھی اور 72-1971ء میں قابل کاشت بنائی گئی اور 1973ء میں کتنی اراضی قابل کاشت بنانے کا پروگرام ہے ؟

وزیر مال (چوہدری محمد انور سمہ) - پنجاب میں کل قابل کاشت بنجر رقبہ (cultural waste) کا تخمینہ 63 لاکھ 81 ہزار ایکڑ ہے - محکمہ زراعت نے اپنے وسائل سے 72-1971ء میں سوا دو لاکھ ایکڑ ایسی اراضی قابل کاشت بنائی اور 73-1972ء میں اڑھائی لاکھ ایکڑ ایسی اراضی کو قابل کاشت بنانے کا پروگرام ہے -

چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ - جناب والا - وہ کون سے وسائل ہیں جو محکمہ زراعت کے پاس ہیں جنہیں بروئے کار لا کر سوا دو لاکھ ایکڑ زمین کو برائے کاشت بنایا جائے گا ؟

وزیر مال - ہمارے پاس اس سلسلے میں بلڈوزر ہیں جو کرائے پر دئے جاتے ہیں -

چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ - جناب والا - یہ محکمہ زراعت کی کارگزاری نہیں ہے بلکہ یہ تو لوگوں کے پیسوں کی کارگزاری ہے اس محکمہ کو بنانے کا کیا فائدہ ہے کہ اتنا کم رقبہ قابل کاشت بنایا گیا اور 63 لاکھ 81 ہزار ایکڑ رقبہ ویسے کا ویسا پڑا ہے -

وزیر مال - میرے معزز دوست یہ بھول گئے ہیں کہ جب تک عوام کا تعاون حاصل نہ ہو کوئی محکمہ کچھ نہیں کر سکتا - کیوں کہ حکومت اس قابل نہیں کہ وہ تمام زمین کو ہموار کر سکے -

سردار امجد حمید خان دستی - کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان

فرمائینگے کہ پنجاب میں سب سے زیادہ قابل کاشت اور بنجر رقبہ اس وقت بھی ضلع مظفر گڑھ میں پڑا ہوا ہے ۔ اس میں محکمہ زراعت کا کس حد تک ہاتھ ہے ؟

وزیر مال ۔ اگر کسی ملک کی زمین زیادہ بنجر ہے تو اس میں محکمہ کا قصور نہیں ہے بلکہ اس میں مالک کی نالائقی زیادہ ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ کتنی زمین وہاں آباد کرائی گئی ۔ کیا اس کا حساب موجود ہے ؟

وزیر مال ۔ اس کے لئے وقت درکار ہے ۔ میں آپ کو تفصیل پیش کر دوں گا ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ جس رقبہ کی مالک خود حکومت ہے ۔ اور وہ آباد نہیں ہو سکا ۔ کیا اس کی ذمہ داری حکومت قبول کریگی ؟

وزیر مال ۔ اس کی ذمہ داری ہم پر ہے ۔ آپ بھی اپنی ذمہ داری قبول کریں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ جو بلڈوزر کرائے پر دیتے ہیں ان کا کرایہ بہت زیادہ ہے اور زمیندار اس کرایہ کے متحمل نہیں ہو سکتے ۔ کیا اس میں رعایت دینے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مال ۔ فی الحال تو حکومت رعایت دینے کا ارادہ نہیں رکھتی ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ زمینداروں کو بلڈوزروں کی ٹیکنیک سمجھانے کے لئے مفت انتظام کریں اور انکو درست حالت میں بھی رکھیں ۔

وزیر مال ۔ ہم کوشش کریں گے کہ بلڈوزروں کو چالو حالت میں رکھیں تاکہ عوام کو زیادہ سہولت مل سکے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں

کہ کہ جس سوا دو لاکھ ایکڑ زمین کو قابل کاشت بنایا گیا ہے اس میں لینڈ لارڈ کی زمین کتنی ہے ؟

وزیر مال ۔ اس کے لئے علیحدہ سوال درکار ہے ۔

مصنوعی کھاد اور جراثیم کش ادویات کی تقسیم

*2496 - چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ - کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مستقبل میں مصنوعی کھاد اور جراثیم کش ادویات کی تقسیم چھوٹے چھوٹے یونٹوں کے ذریعے کرائی جائے گی ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو (1) اس پر کب سے عمل درآمد شروع ہو جائیگا (2) آیا یہ چھوٹے یونٹ ہر دیہات میں ہوں گے یا چند دیہاتوں کو ملا کر ایک یونٹ بنایا جائیگا اور آیا ہر یونٹ کے کام کی نگرانی سرکاری ملازمین یا ارکان اسمبلی کریں گے ؟

وزیر مال (چوہدری محمد انور سمہ) (الف) ایگریکلچرل سپلائی ارگنائزیشن اور اس کے تحت کھاد تقسیم کرنے کا کام فی الحال مرکزی حکومت کی تحویل میں ہے ۔ صوبائی حکومتوں کو سونپا جا رہا ہے ۔ حکومت پنجاب کھاد کی تقسیم کے لئے ایک علیحدہ ادارہ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جس کی تفصیلات طے ہو رہی ہیں ۔

صوبائی حکومت اس کام کو اپنی تحویل میں لینے کے بعد کھاد کی تقسیم کا ایک موثر طریق کار مقرر کریگی ۔ تقسیم کے یونٹوں کے متعلق ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا ۔ سارا

طریق کار زیر غور ہے - البتہ کوشش کی جائے گی کہ دیہات میں زیادہ سے زیادہ مراکز قائم کئے جائیں گے -

---

صوبہ پنجاب میں کیمیائی کھاد کے کارخانوں کا قیام

2716* - چوھدری علی بہادر خان - کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت صوبہ پنجاب میں 74-1973ء میں کیمیائی کھاد کے کارخانے قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے -

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کارخانے کہاں کہاں قائم کئے جائینگے ؟

وزیر مال (چوھدری محمد انور سمه) - (الف) یہ معاملہ مرکزی حکومت کے زیر غور ہے - امید ہے پنجاب میں ایک نیا کارخانہ لگایا جائیگا اور ملتان اور جڑانوالہ کے کارخانوں کی توسیع کی جائے گی -

(ب) ابھی اس بات کا تعین نہیں ہوا -

سردار امجد حمید خان دستی - جناب والا - جو جواب ہمارے پاس پہنچا ہے اس میں وزیر صنعت صاحب نے فرمایا ہے کہ حکومت کوئی کارخانہ پنجاب میں لگانے کا ارادہ نہیں رکھتی لیکن ابھی انہوں نے مژدہ جانفزا سنایا ہے کہ کارخانے کی تجویز زیر غور ہے -

وزیر مال - جو میں نے ایوان میں جواب پڑھا ہے وہ زیادہ ٹھیک ہے -

کوہ کرانہ واقع تحصیل سرگودھا سے پتھر نکالنے پر معاوضہ کی وصولیابی

2868* ۔ سردار صغیر احمد ۔ کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) سال 1968-69 ء سے سال 1972-73 ء تک سال وار کوہ کرانہ کے سلسلہ واقع تحصیل سرگودھا سے حکومت کو پتھر نکالنے کی کتنی رائلٹی یعنی معاوضہ وصول ہوا اور کس قدر پتھر روڑی نکالی گئی نیز پتھر روڑی کے معاوضہ کی شرح فی ٹرک کیا ہے ۔

(ب) کن کن لوگوں کو پتھر اور روڑی نکالنے کے لئے پٹہ دیا گیا ۔ اس کی علیحدہ علیحدہ تفصیل کیا ہے ۔ وہ کس کس ایریا کے لئے ہیں اور ان کی میعاد کب تک ہے ۔

(ج) پٹہ داران فی ٹرک روڑی پتھر اور ریت کا کیا معاوضہ حاصل کرتے ہیں ؟

وزیر مال (چوہدری محمد انور سمہ) ۔ (الف) (ب) اور ج مطلوبہ معلومات کی تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں ۔

LIST SHOWING PARTICULAR OF MINING LEASES FOR ORDINARY STONE GRANTED TO VARIOUS PARTIES IN TEHSIL SARGODHA

Serial No.	Nam of the Lesssee with address.	Leasee numbers old/new	Extent and location of area under lease.	Period and date of grant.	Renewal if any.
1	2	3	4	5	6
1.	M/s. A.R. Bros. House No. 3/3 Raiiash Street No. 49 Bagwah Bazar Gawalmandi Lahore.	ML-113 (367)/67 / ML (15/67	3.8 acres near Taguwali.	5 years w. e. f. 20-7-1967.	...
2.	Munis Hussain Khawaja 5 Gule Chowk, Sargodha.	ML-113 (131)/65 / ML-(28) 65	630.81 acres near near Chak No. 112.	5 years w. e. f. 24-11-1965.	Renewed upto 23-11-1975.
3.	M/s. Sarwar Iqbal and Co. Registered, 98-Lytton Road, Lahore.	ML-113 (214)/66 / ML (3)/66	138.8 acres near Chak No. 48	5 year w. e. f. 25-5-1967	Renewed upto 24-6-1973.

1	2	3	4	5	6
4	The Executive Engineer Shahpur Division, West Pakistan Irrigation and Power Department, Sargodha.	ML-113 (382)/67 ML (1)/67	565 acres near village Shikhanwala.	30 years w. e. f. 16-6-1967.	...
5.	Ch Saddaruddin and Co. Chak No. 123, S B. P. O. Chak No. 124 S B. Tehsil and District Sargodha.	ML-113 (299)/66 ML(12)/67	7.65 acres near Radianwala.	5 years w. e. f. 2-9-1967.	...
6.	West Pakistan Water and Power Development Authority, Lahore.	ML-113 (147)/65	701.27 acres near Chak No. 126.	5 years w. e. f. 1-5-1967.	....
7.	M/s. Sarwar Iqbal and Co. No. 98-Lytton Road, Lahore.	ML-113 (213)/66 ML-(2)/66	22.85 acres near Chak No. 117.	5 years w. e. f. 25-6-1966.	...
8.	M/s. United Traders, Sangla Hill, District Sheikhupura.	ML-113 (501)/66 ML(32)/66	46 acres near Chak No. 110 S. B.	5 years w. e. f. 2-12-1966.	....
9.	M/s. Al-Ahad and Co. Baij Nath Street Dhani Ram Road, Lahore.	ML-113 (281)/68 ML (32)/66	54.12 acres near Chak No. 110	5 years w. e. f. 5-7-1968.	...

1.	2	3	4	5	6
10.	M/s. Shahzada and Co. Eidgah Road, Sargodha.	ML-113 (281)/66 / ML (11)/66	9.2 acres near Chak No. 112 S. B.	5 years w. e. f. 20-9-1966.	...
11.	M/s. Malik Qurban Ali and Company, 3-A New Civil Lines, Sargodha.	ML-113 (560)/69 / ML (35)/59	28.36 acres near Chak No. 107 S. B.	5 years w. e. f. 10-10-1969,	...
12.	Mohammad Aqil Khan, 41/C People's Colony. Lyallpur.	ML/113 (88)/65 / ML (25)/55	285.8 acres near Chak No. 111 S. B.	5 years w. e. f- 2-12-1965,	....
13.	The Secretary, Communication and Works Depatment, Government of West Pakistan, Lahore.	ML-113 (265)/66 / ML (6)/66	171 acres near Chak No. 120 S. B.	5 years w. e. f. 9-8-1966.	...
14.	M/s. Taj Mohd. Hidayat Ullah and Company, 131-C, Satellite Town, Sargodha.	ML-113 (61)/65 / ML (23)/65.	84 acres near Chak No. 100 S. B.	5 years w. e. f. 28-10-1265.	Renewed upto 27-10-1972.
15.	M/s. N. A. Hashmi and Co. 2-Lodge Road. Lahore.	ML-113 (420)/66 / ML (8)/67	24.3 acres near Chak No. 111 S. B.	5 years w. e. f. 22-9-1967.	Renewed upto 21-9.1974.

1	2	3	4	5	6
16.	The Pakistan Western Railway.	ML-113(266)/66 ML(i)66	306.8 acres near Hundiwali Railway Station.	30 years w.e.f. 9-8-1966.	Renewed upto 21-9-1974.
17.	M/s. Ghulam Sarwar Khan and Sons, 1/103 Baluch Street Mianwali	ML-113(38)/65 ML(14)/66	256.8 acres reduced to 84.5 acres w. e. f. 5-1-1967.	5 years w.e.f. 6-8-1965.	...
18	M/s. Taj Muhammad Hidayat Ullah and Co. 131-C Satellite Town, Sargodha.	ML/113(194)/65 ML(1)/66	81 acres near Chak No. 48 SB.	5 years w.e.f. 26-7-1966	Renewed upto 25-7-1976.
19.	M/s. Shabnico, 98-A, Satellite Towm, Sargodha.	ML-Stone(8)65 MA(35)65	1806.47 acres near village Hundewali and Sikhanwala.	5 years w.e.f. 15-5-1965.	Renewed upto 14-5-1975.
20.	M/s. Malik Abdul Khaliq Sher Khan and Co. 193-Mian Bazar, Jauharabad, District Sargodha.	ML-113(87)/66 ML(26)/67	68.50 acres near Chak No. 110 SB.	5 years w.e.f. 8-12-1967.	...

1	2	3	4	5	6
21.	Mapbool Ahmad, House No. 449, behind Zail Ghar Gali No. 6, Lyallpur.	ML-113(479)/68 / ML(17)68	15.6 acres near Chak No. 110 SB.	5 years w.e.f. 7-6-1968.	...
22.	—do	ML-113(165)/66 / ML(33)66	87.7 acres near Chak No. 110 SB.	5 years w.e.f. 25-1[illegible]-1966.	....
23.	M/s. Shafiq and Co. P. O. Moghalpura, Lahore.	ML-133(129)65 / ML(29)/67	115.37 acres near Chak No. 115 SB.	5 years w.e.f. 5-8-1967.	...
24.	Mr. Muhammad Hanif Mian 54, Shahrah-e-Quaid-i-Azam, Lahore.	ML-113(68)67 / ML(8)66	64 acres near Chak No. 59 SB.	5 years w.e.f. 23-11-1966.	Renewed upto 22-11-1967.
25.	Lt. Col. Habib Ahmad Darus Saddar (Gharbi) Rabwa, Distt. Jhang.	ML-113(368)67 / ML(20)/67	49.3 acres near Chak No. 115 SB.	5 years w.e.f. 1-7-1967.	....
26.	M/s. Rock Traders, 241-Wellington Mail, Lahore Cantt.	ML-Ord.Sand(90) 65	33.80 acres near Chak No. 112 SB.	5 years w.e.f. 1-1-1966.	....

1	2	3	4	5	6
27.	M/s. Lashari Stone Industries Mianwali.	ML-113(39)/65 / ML(22)/65	227.84 acres near Chak No. 107, SB.	5 years w.e.f. 21-7-1965.	Renewed upto 20-7-1975.
28.	M/s. Khurshid and Bros. outside Grain Market, Sargodha.	ML-113(305)/66 / ML(13)67	82.8 acres near Chak No: 107 SB.	5 years w.e.f. 20-9-1967.	...
29.	M/s. Pak Miners, House No. 10, Gali No. 5 Chowk Muzang, Lytton Road, Lahore.	ML-113(408)/67 / ML(16)67	20 acres near Chak No. 111 SB.	5 years w.e.f. 18-9-1967.	...
30.	M/s. Alam Bros. House No. 193, Akbari Gate, Lahore.	ML-113(87)/66 / ML(24)/66	27.2 acres near Chak No. 110 SB.	5 years w.e.f. 28-12-1966.	...
31.	Ch. Muhammad Sadiq Cheema, Village and P.O. Chak No. 36, SB District Sargodha.	ML-113(117)/66 / ML(27)/66	54.12 acres near Chak No. 110/ SB.	5 years w.e.f. 29-9-1966.	...

Note :—Most of the Lessees have applied for renewal of their leases. Decision on these requests are pending.

سردار صغیر احمد ۔ میری ایک گزارش ہے کہ اس میں کوئی اعتراض نہیں کہ مطلوبہ تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی جائیں ۔ لیکن ہمارے سوال کا جواب میز پر رکھنا چاہئیے ۔ مجھے جو جواب ملا ہے ، وہ صرف ایک جزو کا ہے ۔

وزیر مال ۔ آپ میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں ، جو کمی رہ گئی ہے وہ میں پوری کر دوں گا ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب سپیکر ۔ ایک درخواست ہے ۔ آپ کی طرف سے اتنی جلدی نام پکارا گیا ہے کہ ایک نہایت اہم سوال پیش ہونے سے رہ گیا ہے ۔ وہ ہے " کسانوں کو سستے داموں ٹریکٹر کی فراہمی سے متعلق ہے ۔ اگر آپ اسے پیش کرنے کی اجازت فرمائیں تو اس پر بہت سے ممبران سوال کرنا چاہتے ہیں ۔ یہ بڑا اہم معاملہ ہے اور اہمیت عامہ کا متحمل ہے ۔ اس سوال کا نمبر 2765 ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اصل میں ممبر انچارج جو سوال کرنے والے ہیں ۔ وہ موجود نہیں ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ اگر آپ کی اجازت دیں تو یہ پیش ہو سکتا ہے ۔ اس کا کسی پارٹی بازی سے تعلق نہیں ۔ یہ مسئلہ مفاد عامہ کا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔ سوال نمبر 2765 کا جواب دے دیا جائے ۔

کسانوں کو سستے داموں ٹریکٹروں کی فراہمی

2765* ۔ شیخ محمد اصغر ۔ کیا وزیر زراعت نشان زدہ سوال نمبر 1339 جس کا جواب مورخہ 8 مارچ 1973ء کو اسمبلی میں دیا گیا تھا کے حوالہ سے از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا صوبائی حکومت نے مرکزی حکومت سے استدعا کی تھی

کہ زرعی ترقیاتی بینک ٹریکٹر طلب کرنے پر جلد از جلد فراہم کرے ۔

(ب) 72-1971ء اور 73-1972ء کے لئے صوبائی حکومت نے مرکزی حکومت سے صوبے کے لئے کتنے ٹریکٹر طلب کئے تھے اور کیا یہ درست ہے کہ بنک مذکور نے صوبائی حکومت کی ضرورت سے کم ٹریکٹر مہیا کئے ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا صوبائی حکومت نے مرکزی حکومت کو اس بارے میں مطلع کیا تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ صوبائی حکومت نے مرکزی حکومت کو مطلع کیا ہے کہ ٹریکٹرز کی موجودہ قیمت پنجاب کے کسانوں کی قوت خرید سے باہر ہے لہذا قیمت کم کی جائے ، اگر جواب نفی میں ہے تو کیوں مطلع نہیں کیا گیا ، اگر جواب اثبات میں ہے تو کب مطلع کیا گیا اور مرکزی حکومت یا مذکورہ بنک نے کیا جواب دیا ؟

وزیر مال (چوہدری محمد انور سمن) ۔ (الف) صوبائی حکومت نے افسران بالا اعلی سطح کی میٹنگوں میں مرکزی حکومت کو زمینداروں کی مشکلات کے بارے میں مطلع کرتے رہے ہیں اور اس بات پر زور دیتے رہے ہیں کہ زمینداروں کو حسب ضرورت ٹریکٹر حاصل کرنے میں کوئی مشکلات نہیں ہونی چاہئیں اور ٹریکٹر کی درخواست دینے پر کم سے کم عرصہ میں ٹریکٹر مل جانے چاہئیں ۔

(ب) صوبوں میں ٹریکٹروں کی تقسیم کی کوئی شرح یا حد اور تعداد مقرر نہیں کیونکہ ان کی درآمد کاشتکاروں کی نجی مانگ پر کی جاتی ہے پچھلے سالوں میں کل درآمد شدہ ٹریکٹروں میں سے تقریباً 80 فیصد ٹریکٹر پنجاب کو ملتے رہے - اس کی پیش نظر مرکزی حکومت کو اس بارے میں کوئی یاداشت بھیجنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی ۔

(ج) زرمبادلہ کی شرح میں تبدیلی کی وجہ سے ٹریکٹروں کی قیمتیں بہت اونچی چلی گئی تھیں - قیمتوں میں رعایت کے لئے مرکزی حکومت کو کہا جاتا رہا - نتیجتاً مرکزی حکومت نے ٹیکس میں کمی کر دی ہے جس سے ٹریکٹروں کی قیمتیں کم ہوئیں تقریباً تین سے چار ہزار روپے تک فی ٹریکٹر قیمت میں تخفیف ہو چکی ہے -

میاں خورشید انور - وزیر مال نے فرمایا ہے کہ ٹریکٹروں کی قیمت اس وقت تین سے چار ہزار روپے تک کم ہو گئی ہے - جبکہ وزیر زراعت اس ایوان میں بیان دے چکے ہیں کہ ٹریکٹر کی قیمت چھ سات ہزار روپے تک کم کر دی گئی ہے - کون سا بیان درست ہے -

وزیر مال - یہی درست ہے جو میں گزارش کر رہا ہوں -

میاں خورشید انور - تو کیا وزیر زراعت کا بیان غلط تھا ؟

وزیر مال - اس وقت بھی وزیر زراعت میں ہی تھا اور آج بھی میں ہی ہوں - اگر دونوں کی تفصیلات میں کوئی فرق ہے تو دونوں کو دیکھ کر میں وضاحت کر سکوں گا -

میاں خورشید انور - انہوں نے یہاں ہاؤس میں بیان دیا تھا کہ ٹریکٹر کی قیمت آج سے سات ہزار روپے کم ہو گئی ہے اور جناب فرماتے ہیں کہ تین سے چار ہزار روپے تک کم ہو چکی ہے - خاصا فرق ہے -

وزیر مال - میرا خیال ہے، اس وقت بھی تین سے چار ہزار جواب تھا ، اور اب بھی یہی ہے اگر کوئی مغالطہ ہو تو میں تصحیح کرنے کے لئے تیار ہوں -

میاں خورشید انور - جناب دیکھ لیں - نواب صادق حسین قریشی صاحب نے جواب دیا تھا کہ سات ہزار تک قیمت کم ہو گئی ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - یہ immaterial بات نہیں ہے -

سردار امجد حمید خان دستی - کیا وزیر مال از راہ کرم بیان

فرمائیں گے کہ کسی آدمی کو اپنے طور پر ٹریکٹر خریدنے کی سہولت نہیں اور صرف بنک کے ذریعے خریداری کی جا سکتی ہے۔ یہ ایک پیچیدہ طریقہ ہے۔ اس پر کئی مہینے صرف ہو جاتے ہیں۔ ساتھ ہی اسے نقد رقم کے علاوہ سود بھی دینا پڑتا ہے۔ یعنی اگر وہ اپنی نقد رقم دے، تب بھی اسے سود دینا پڑتا ہے۔ کیا وزیر مال اس سے اتفاق کرتے ہیں اور اس دقت کو رفع کرنے کے لئے وہ کیا علاج کریں گے؟

وزیر مال - یہ تو درست ہے کہ ٹریکٹر صرف بنک کی معرفت ہی منگوائے جا سکتے ہیں۔ باقی جو آپ نے یہ فرمایا ہے کہ جو نقد رقم ادا کرتا ہے اسے بھی نقد رقم پر سود دینا پڑتا ہے، اس سے میں اتفاق نہیں کرتا۔ نقد رقم پر سود نہیں دینا پڑتا چونکہ ٹریکٹر باہر سے منگوائے جاتے ہیں۔ وہاں پر جو رقم دی جاتی ہے، اس پر حکومت کو کچھ نقد رقم دینی پڑتی ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی - باقی لوگ بھی یہاں بیٹھے ہیں، چیک اپ کر لیجیے۔

وزیر مال - میں یہ کہتا ہوں کہ باہر سے ٹریکٹر منگوائے جاتے ہیں اور نقد رقم جمع کرنے کی پروویژن میں صرف یہ فرق ہے کہ جو آدمی نقد جمع کراتا ہے اسے priority ملتی ہے اور کوئی فرق نہیں نقد اور ادھار میں۔ اس لئے نقد پر بھی سود لگے گا اور ادھار پر بھی لگے گا۔ جو آدمی نقد جمع کراتا ہے وہ priority لینے کے لئے جمع کراتا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی - میں نے جناب یہ عرض کیا ہے کہ کیا فاضل وزیر مال یہ وعدہ فرمائیں گے کہ آئندہ پرائیویٹ مالکان کو خریداری میں سہولتیں مہیا کرنے کے لیے وہ کوئی قدم اٹھائیں گے؟

وزیر مال - میں صرف اتنا وعدہ کر سکتا ہوں کہ میں یہ گزارش مرکزی حکومت کو کر دوں گا۔ میں صرف گزارش کرنے کا وعدہ کر سکتا ہوں، اس سے زیادہ نہیں کر سکتا، کیونکہ اس کا مرکزی حکومت سے تعلق ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی - اگر آپ اتنے ہی بے بس ہیں تو

یہاں ریزولیوشن ہی کرا لیجیے ۔ اگر گزارشوں تک ہی آپ کا معاملہ ہے ۔

وزیر مال ۔ آپ مجھے چھوڑیں ، اپنی بے بسی کا اندازہ لگائیں ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ میں جناب وزیر موصوف سے دریافت کروں گا کہ کیا یہ اس واقعہ ہے کہ ٹریکٹروں کی قیمتیں بڑھنے کے دوران زرعی بنکوں میں جو درخواستیں زمینداروں نے دی تھیں ، ان کے ڈیمانڈ نوٹس جاری ہو چکے تھے کہ اس عرصے میں روپے کی قیمت کم کرنے سے قیمتیں بڑھ گئیں اور ان زمینداروں کو آج تک ٹریکٹر نہیں مل سکے ، حالانکہ ان کا قرضہ منظور ہو چکا تھا اور انہیں قانوناً سابقہ قیمتوں پر ٹریکٹر دینے چاہیں تھے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ زرعی بینک سنٹرل subject ہے ، اس پر آپ سوال نہیں کر سکتے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ اگر سنٹرل subject ہے تو پہلے ہی فرما دیا ہوتا کہ ٹریکٹروں کی سپلائی سنٹر کے ماتحت ہے ۔

Mr. Deputy Speaker That was relating to Agricultural Development Bank.

چودھری امان اللہ لک ۔ یہ بڑا اہم ترین سوال ہے ۔ میرا خیال ہے جناب کا کبھی ٹریکٹروں سے واسطہ نہیں پڑا ۔ بے شمار زمیندار ایسے ہیں انہوں نے تو وعدہ فرمانا ہے اور اس مشکل کا تدارک ہو جائے گا ۔ بے شمار لوگوں کے کیس معلق ہیں ۔ صوبائی حکومت کو اس مسئلے میں پوری دلچسپی لینی چاہیے ۔ آپ وزیر موصوف کو وہ راستہ دکھلا رہے ہیں جو وہ تلاش کرنے کے درپے تھے ۔ میں وزیر موصوف سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ پوری تندھی اور پورے خلوص سے اس سلسلے میں دلچسپی لیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ کی بات منسٹر صاحب تک پہنچ گئی ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ کیا فاضل وزیر مال ہمارے علم میں اضافہ کرنے کے لئے فرمائیں گے کہ اس وقت ٹریکٹروں کی موجودہ قیمتیں کیا ہیں ، اور پہلے کیا تھیں؟

وزیر مال ۔ ٹریکٹرں کی موجودہ قیمتیں جن سے سیلز ٹیکس منہا ہو جاتا ہے اور جو لین سے چار ہزار تک رینج کرتا ہے ، یہ ہیں ۔

موسی فرگوسن	بتیس ہزار آٹھ سو
فورڈ	چالیس ہزار
انٹر نیشنل	بتیس ہزار آٹھ سو
بائی لارس	اٹھائیس ہزار ایک سو ستائیس ۔

اگر آپ ان کا ہارس پاور بھی پوچھنا چاہتے ہیں تو میں یہ بھی بتا سکتا ہوں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب سپیکر ، میرے سوال نمبر 2868 کے ایک جز کا جواب آیا ہے ۔ میری استدعا یہ ہے کہ یہ سوال محکمے کو واپس کر دیا جائے اور مکمل جواب اگلی باری پر دے دیں ۔

وزیر مال ۔ میں نے کہا ہے کہ جواب میں کوئی کمی ہے تو آپ میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں ۔ وہ میں پوری کردوں گا ۔

سردار صغیر احمد ۔ صرف ایک ہی جز کا جواب ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ اس سوال کو دوبارہ سیکرٹری اسمبلی کو دے دیں ، اگلی باری پر پھر آ جائے گا ۔

سردار صغیر احمد ۔ ٹھیک ہے جناب ۔

پتھر اور ریت نکالنے پر معاوضہ کی وصولی

2871* ۔ سردار صغیر احمد ۔ کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبہ بھر میں پتھر اور ریت نکالنے کے لئے سابقہ حکومتوں نے مراعات کے طور پر معمولی معاوضہ پر لوگوں کو پٹہ (leases) دے رکھے ہیں ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت کو بہت قلیل معاوضہ ملتا ہے جب کہ پٹہ داران کروڑوں روپیہ کماتے ہیں ۔

(ج) اگر جز (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان ناجائز مراعات کو ختم کر کے پتھر اور روڑی اور ریت کے نکاس کا حق بذریعہ نیلام عام دینے کے لئے تیار ہے ؟

وزیر مال (چوہدری محمد انور سمہ) ۔ (الف) یہ درست نہیں ہے ۔

(ب) و (ج) ریت سے رائلٹی 37 پیسے فی ٹن یا کرایہ ایک روپیہ فی ایکڑ فی سال کے حساب سے وصول کیا جاتا ہے ۔ یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ پٹہ دار ریت اور پتھر کی نکاسی کی صحیح رپورٹ نہیں کرتے اور اس طرح حکومت کو نقصان ہوتا ہے ۔ موجودہ طریق کار تبدیل کرنے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے تا کہ حکومت کے معاضہ اور پٹہ داروں کے منافع میں غیر مناسب تناسب کے امکان کو ختم کیا جا سکے ۔

سردار صغیر احمد ۔ کیا یہ امر واقعہ ہے اور وزیر متعلقہ کے علم میں ہے ۔ کہ جو رائلٹی ٹھیکیداروں اور پٹہ داروں نے دو ڈھائی سال کے عرصہ میں دی ہے ۔ وہ بہت کم ہے کیونکہ 10,939 روپے آمدنی ٹھیکیداران کی صرف دو دن کی آمدنی ہے ؟

وزیر مال ۔ یہ حساب تو میں نہیں کر سکتا کہ یہ آمدنی ایک دن کی ہے یا دو دن کی ہے ۔ البتہ جواب کا آخری فقرہ اس سلسلے میں بالکل واضح ہے ۔ وہ یہ ہے ۔

کہ موجودہ طریقہ کار تبدیل کرنے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے ۔ تا کہ حکومت کے معاوضہ اور پٹہ داران کے منافع میں غیر مناسب تناسب کے امکان کو ختم کیا جا سکے ۔

اس وقت جو غیر مناسب تناسب ہے
اس کو ختم کرنے کے لئے کچھ کریں
گے ۔

محکمہ زراعت کے شعبہ توسیع میں ترقیاں

*2926 ۔ سید تابش الوری ۔ کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے حال ہی میں محکمہ زراعت کے شعبہ توسیع میں زراعت انسپکٹران کو درجہ سوم سے درجہ دوم اور ایکسٹرا اسسٹنٹ ڈائریکٹر زراعت کو درجہ دوم سے درجہ اول (جونیئر) عطا کیا ہے ۔

(ب) مذکورہ بالا اسامیوں کا درجہ بڑھاتے وقت کون سے اصول مد نظر رکھے گئے تھے ۔ کیا اس سلسلے میں تعلیمی معیار اور کام کی نوعیت کو پیش نظر رکھا گیا تھا ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مندرجہ بالا اسامیاں کے مساوی دوسری اسامیوں یعنی محقق شماریات افسر شماریات ۔ اسسٹنٹ پلانٹ پروٹیکشن افسر اور افسر باغات کو مذکورہ بالا ترقی سے کیوں محروم رکھا گیا ہے ۔ جبکہ کام کی نوعیت اور تعلیمی معیار کے اعتبار سے وہ یکساں حیثیت کے حامل ہیں ؟

وزیر مال (چودھری محمد انور سمن) ۔ (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) محکمہ زراعت کے انسپکٹر کا درجہ بڑھانے کے لئے تعلیمی معیار بھی بی ۔ ایس ۔ سی ایگریکلچر کی ڈگری مقرر کیا گیا ہے اور ای اے ڈی اے کا درجہ بڑھانے کے لئے تعلیمی معیار بی ۔ ایس ۔ سی ایگریکلچر کی ڈگری کے علاوہ یہ ہے کہ ان کے ماتحت زراعت انسپکٹر کام کرتے ہیں

جن کو درجہ دوم میں ترقی دی گئی ہے - افسر اور ماتحت ایک ہی درجہ میں ہونے کی وجہ سے نظم و ضبط کا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا - اس لئے ای اے ڈی اے کی اسامی کا درجہ بڑھانا ضروری ہو گیا تھا - مزید برآں ای اے ڈے اے کی آسامیاں زیادہ اہم اور ذمہ داری کی حامل ہیں -

(ج) ای اے ڈی اے کے مساوی اسامیاں یعنی اسسٹنٹ پلانٹ پروٹیکشن آفیسر اور افسر باغات کا درجہ بڑھانے کا فیصلہ ہو گیا ہے اور گورنر صاحب کی منظوری کے بعد گزٹ نوٹیفیکیشن جاری کر دیا جائے گا اسی طرح دوسری مساوی آسامیوں یعنی محقق شماریات اور افسر شماریات کا درجہ بڑھانے کے لئے صوبائی محکمہ خزانہ کو سفارشات بھیج دی گئی ہیں -

سید تابش الوری - کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ ان سفارشات پر کب تک عمل ہو سکے گا ؟

وزیر مال - بہت جلد کوشش کریں گے کہ عمل ہو جائے -

محمود علی گردیزی ولد سید ہاشم علی کی بطور انڈسٹریل ڈویلپمنٹ افسر تعیناتی

2938* - **سید تابش الوری** - کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محمود علی گردیزی ولد سید ہاشم علی کو مغربی پاکستان پبلک سروس کمیشن نے مورخہ 27-7-1970ء کو بطور انڈسٹریل ڈویلپمنٹ افسر منتخب کیا تھا مگر ابھی تک انہیں مذکورہ آسامی پر تعینات نہیں کیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت پنجاب نے ایک گشتی مراسلہ نمبر SORI (S and GAD) 16-2/69 policy مورخہ 1971-4-13ء کو جاری کیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ تمام ایڈ ہاک ملازمین کو ہٹا دیا جائے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن نے بھی ڈائرکٹوریٹ آف انڈسٹریز کو مندرجہ ذیل نیم سرکاری مراسلہ اور مراسلہ ہائے یاد دھانی ارسال کئے جن میں کہا گیا تھا کہ محمود علی گردیزی کو مذکورہ آسامی پر تعینات کیا جائے :-

1. Do. No. 577-DIV-PSC-70/1032-D, dated 27-3-71.
2. Reminder No. 687-KA-III-PSC-70/1911-RA, dated 24-5-71.
3. Reminder No. 687-RA-III-PSC-70/2205-RA, dated 6-7-71.
4. D. O No. 1209-RB-11-PSC-71/2772-B, dated 26-10-71.

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا نیم سرکاری مراسلہ سیرل نمبر IV کے ذریعہ پبلک سروس کمیشن نے ایڈھاک ملازمین کو بھی ہٹانے کے لئے کہا تھا ۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جب ڈائرکٹوریٹ آف انڈسٹریز نے مندرجہ بالا ہدایات کے باوجود محمود علی گردیزی کو مذکورہ آسامی پر تعینات نہ کیا تو پنجاب پبلک سروس کمیشن نے اپنی سالانہ رپورٹ اور چیف سیکرٹری کے نام مراسلہ نمبر 1277-RB-II-PSC-72-3468-B, dated 17-7-72 میں اس بے ضابطگی کا ذکر کیا تھا ۔

(و) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو بتایا جائے کہ محمود علی گردیزی کو کن وجوہات کی بنا پر متذکرہ آسامی پر تعینات نہیں کیا گیا اور ایڈھاک ملازمین کو ابھی تک پنجاب پبلک سروس کمیشن سے کیوں مستقل

کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ اس بے ضابطگی کا ذمہ دار کون ہے اور اس کی تلافی کب تک کی جائے گی ؟

وزیر مال - (چوہدری محمد انور سمہ) - (الف) جی ہاں - تاریخ 27 جولائی - کی بجائے - 20 جولائی تھی -

(ب) جی ہاں - مراسلہ کی تاریخ 23-4-71ء تھی -

(ج) جی ہاں -

(د) جی ہاں -

(ہ) جی ہاں -

(و) جی ہاں -

وجوہات حسب ذیل ہیں :-

1969ء میں ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز مغربی پاکستان کے دفتر میں تین انڈسٹریل ڈویلپمنٹ آفیسرز کی آسامیاں خالی ہوئیں - اور مغربی پاکستان پبلک سروس کمیشن کو براہ راست بھرتی کے ذریعے موزوں امیدواروں کی سفارش کرنے کے لئے لکھا گیا -

2 - مغربی پاکستان پبلک سروس کمیشن نے تین امیدواران کا نام مندرجہ بالا آسامیوں کے لئے تجویز کئے -

اس کی اطلاع پنجاب پبلک سروس کمیشن نے مورخہ 20 جولائی 1970ء کو پنجاب ڈائریکٹریٹ آف انڈسٹریز کو دی وحدت مغربی پاکستان 30 جون 1970ء کو ختم ہو گئی تھی اور سندھ - پنجاب - بلوچستان اور سرحد کے علیحدہ صوبے جولائی 1970ء سے معرض وجود میں آ چکے تھے - چونکہ صوبہ پنجاب میں انڈسٹریل ڈویلپمنٹ آفیسر کی آسامیوں کی تعداد کم کر دی گئی تھی - لہذا پبلک سروس کمیشن کی سفارش کی وصول کے وقت انڈسٹریل ڈویلپمنٹ آفیسر کی

کوئی اسامی خالی نہ تھی اس کے برعکس پنجاب کے اکثر کلاس دوم کے آفیسر زائد قرار دیئے گئے تھے ۔ اور ان کو کھپانا اولین فرض تھا ۔ حکومت پنجاب نے یکم جولائی سے نئی تقرریوں پر پابندی لگا دی تھی ۔ جن لوگوں کی سفارش سابقہ مغربی پاکستان پبلک سروس کمیشن نے کی تھی ۔ ان کے متعلق حکومت پنجاب نے یہ پالیسی وضع کی تھی ۔ کہ اگر ان کی تعیناتی 31 دسمبر 1971ء تک ہو جائے تو بہتر ورنہ ان سفارشات کو نظر انداز کر دیا جائے ۔ نئی ملازمتوں پر پابندی کی وجہ سے محمود علی گردیزی کی تعیناتی 31 دسمبر 1971ء تک نہ ہو سکی اس لئے اب اس کی تعیناتی بروئے قواعد ممکن نہیں رہی ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف نے سوال کی شق (ب) کے جواب میں تسلیم کیا ہے کہ حکومت پنجاب نے تمام ایڈہاک ملازمین کو ہٹانے کا فیصلہ کیا تھا اور خود پبلک سروس کمیشن نے بھی اپنے مختلف مراسلوں میں یہ لکھا تھا کہ ایڈ ہاک ملازمین کو ہٹا کر پبلک سروس کمیشن کے منتخب شدگان کو ان کی جگہ لگایا جائے ۔ تو کیا وہ بتا سکیں گے کہ اس سلسلے میں کیا کارروائی ہے کیا ان ایڈ ہاک ملازمین کو ہٹا دیا گیا ہے یا وہ ابھی تک کام کر رہے ہیں ؟

وزیر مال ۔ سوال تو ویسے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کا تھا لیکن چونکہ میرے محکمہ سے متعلق تھا اس لئے میں نے اپنے بیان میں واضح کیا ہے کہ سروسز اینڈ جنرل ایڈ منسٹریشن نے ایک مراسلے میں یہ کہا تھا کہ 31 دسمبر 1971 تک ویسٹ پاکستان پبلک سروسز کمیشن کی سفارشات کے مطابق جو آدمی کسی جگہ تعینات نہیں ہو سکے اس کے بعد انہیں تعینات نہیں کیا جا سکتا ۔ چونکہ وہ آدمی اس وقت تک تعینات نہیں ہو سکا تھا اس لئے اس کے بعد اسے تعینات نہیں کیا گیا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میرا سوال مختلف ہے میں نے کہا ہے کہ میرے سوال کی شق (ب) کے جواب میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ پنجاب حکومت نے تمام ایڈ ہاک ملازمین کو ہٹانے کا فیصلہ کر لیا تھا اور خود پبلک سروسز کمیشن نے بھی کہا تھا کہ تمام ایڈہاک ملازمین کو ہٹا دیا جائے اور ان کے منتخب شدگان کو لگایا جائے ۔ تو

میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ کیا ان ملازمین کو ہٹا دیا گیا ہے یا وہ بدستور کام کر رہا ہے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر - آپ کا مطلب یہ ہے کہ جو نوٹیفیکیشن ہوا تھا اس پر عملدرآمد ہوا ہے یا نہیں ۔ اگر یہ ہے تو پھر اس سوال کا متعلق ایس اینڈ جی اے ڈی سے تھا اس کا تعلق ان سے نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ پہلے یہ سوال سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کو بھیجا گیا انہوں نے کہا کہ یہ محکمہ صنعت سے متعلق ہے ۔ اب ان کو refer ہوا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ اس کا تعلق سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن سے ہے ۔

وزیر مال ۔ میری گزارش سنیں سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن تمام محکموں کی سروسز کو کنٹرول کرتا ہے اور رولز اینڈ ریگولیشن وہی بتاتے ہیں ۔ اس لئے یہ گزارش ہے کہ اب اگر مجھے جواب دینا ہے تو مجھے موقع دیں تا کہ میں وضاحت ان سے طلب کر لوں ۔ یا آپ براہ راست ان سے وضاحت طلب کر لیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ ان کو مزید وقت دیا جائے تا کہ مزید معلومات حاصل کر سکیں ۔

سید تابش الوری ۔ ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

کھاد کے کار خانے کا قیام اور کھاد کی تقسیم

***2967** ۔ **چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ** ۔ کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف کیا یہ امر واقعہ ہے کہ پنجاب کے کسی علاقے میں کھاد کا کوئی بڑا کارخانہ لگانے کا منصوبہ زیر غور ہے ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو وہ کونسا علاقہ ہے اور کارخانہ مکمل ہو کر کب تک کھاد مہیا کرنا شروع کر دیگا اور اس وقت تک اس منصوبہ پر کہاں تک عمل درآمد ہو چکا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا کھاد کسانوں میں باآسانی تقسیم کرنے کے لئے حکومت دیہاتوں میں ڈپو کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو کیوں ؟

وزیر مال (چوہدری محمد انور سمر) ۔ (الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ پنجاب کے کسی علاقے میں کھاد کا کارخانہ لگانے کا منصوبہ مرکزی حکومت کے زیر غور ہے مگر فیصلہ ابھی نہیں کیا گیا ۔ یہ کارخانے دو یا تین سال میں مکمل ہونے کی امید ہے ۔

(ب) کھاد کی تقسیم کا کام ابھی تک صوبائی حکومت کو نہیں سونپا گیا ۔ اس کی تقسیم کا کوئی جامع منصوبہ اس کے بعد ہی بنایا جا سکتا ہے ۔ حتی الوسع کوشش کی جائے گی کہ دیہی علاقوں میں مراکز قائم کئے جائیں ۔

ملک ثناءاللہ خان ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے اور مرکزی حکومت کو صوبائی حکومت یہ سفارش کرے گی کہ کھاد کی تقسیم کا کام کوآپریٹو سوسائٹیوں کو سونپ دیا جائے ؟

وزیر مال ۔ میرے سوال کے جواب سے واضح ہے کہ مرکزی حکومت یہ کام صوبائی حکومت کو سونپ رہی ہے اس لئے سفارش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ اس کے علاوہ فاضل دوست جو بھی مشورہ دیں گے اسے بھی زیر غور لایا جائے گا ۔

سید تابش الوری ۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ حکومت پنجاب نے کھاد کے کارخانوں کی تنصیب کے سلسلے میں کوئی سفارشات کی ہیں اور ان سفارشات کے مطابق انہوں نے کس جگہ کو مناسب قرار دیا ہے ؟

وزیر مال ۔ یہ اس وقت تک نہیں بتایا جا سکتا جب کوئی فیصلہ نہ ہو جائے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں نے کہا ہے کہ کیا انہوں نے

کو' سفارشات کی ہیں تو اس کا یہ ہاں یا نہ میں جواب تو دے سکتے ہیں یہ کوئی خفیہ کارروائی نہیں ہے -

وزیر مال - جو بھی کارروائی ہوتی ہے - وہ خفیہ ہوتی ہے - آپ کے لئے خفیہ نہیں ہے کیونکہ آپ اپوزیشن میں ہیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اگلا سوال سردار محمد عاشق -

وزیر مال - جناب والا - سوال نمبر 3018 کا جواب مجھے مل گیا ہے اجازت ہو تو عرض کروں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اس سوال کا جواب آپ ایوان کی میز پر رکھیں گے ؟

وزیر مال - نہیں جناب والا - مجھے اس کا تھوڑا سا جواب موصول ہو گیا ہے وہ میں عرض کرتا ہوں - جس حصے کا جواب نہیں ملا اس کی میں ذمہ داری قبول نہیں کروں گا -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اگر جواب نامکمل ہے تو پھر اس کو defer کر دیتے ہیں -

وزیر مال - جی ہاں - مجھے موقع دیں اور اسے defer فرما دیں -

کوئلہ کی قیمتیں

***3120** - سردار محمد عاشق - کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) جنوری 1970 تا 30 دسمبر 1972 کوئلہ کی قیمت فی ٹن اوسطاً کیا تھی اور یکم جنوری 1973 تا 25 مارچ 1973 کوئلہ کی قیمت میں اگر اضافہ ہوا تو کس شرح سے اور اس کی وجوہات کیا ہیں -

(ب) کیا موجودہ بھاؤ ہمیشہ کے لئے قائم رہے گا یا حکومت اسے

سابقہ اوسط قیمت پر لانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

وزیر مال (چوہدری محمد انور سمہ) ۔ (الف) جنوری 1970 تا 30 دسمبر 1972 مختلف اقسام اور مختلف مقامات کے کوئلہ کی اوسط قیمتیں فی ٹن منسلکہ گوشوارہ میں درج کر دی گئی ہیں ۔ اس گوشوارے میں جنوری 1973 تا مارچ 1973 کوئلہ کی قیمت میں اضافے کی شرحیں اور وجوہات بھی درج کر دی گئی ہیں ۔

(ب) یہ کہنا مشکل ہے کہ آئندہ کوئلے کا بھاؤ کیا رہے گا ۔ کیونکہ اس کا انحصار اوپر دی گئی وجوہات پر ہے ۔ حکومت نے قیمتوں کو مناسب سطح پر لانے کے لئے پنجاب میں کوئلہ کی کانوں اور اینٹوں کے بھٹوں کے مالکان سے بات چیت کی ہے اور حکومت کو یقین دہانی کرائی گئی ہے ۔ کہ پنجاب میں کوئلہ کی قیمتیں مناسب سطح پر رکھی جائیں گی اگر اس گفت و شنید کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے تو حکومت ضروری اجناس آرڈ عربہ 1971 (Essential Commodities Order 1971) کے تحت مناسب اقدام کرے گی ۔

گوشوارہ

نوٹ ۔ مندرجہ ذیل قیمتیں کانوں کے نزدیک ریلوے سٹیشنوں پر کی ہیں ۔ ان میں ریل کا کرایہ شامل نہیں ۔ اس کے علاوہ یہ اوسط قیمتیں مختلف ذرائع مثلاً ڈبلیو ۔ پی ۔ آئی ۔ ڈی۔سی انڈسٹری کے دفاتر کان کنی کے مالکان کی ایسوسی ایشن اور اینٹوں کے بھٹوں کے مالکان کی ایسوسی ایشن سے حاصل کردہ اعدادو شمار پر مبنی ہیں ۔

نمبر شمار	نام کوئلہ کی کان	کوئلہ کی اوسط قیمت فی ٹن (روپوؤں میں) جنوری تا دسمبر 1972	25 مارچ 1973	یکم جنوری 1973 25 مارچ 1973 قیمتوں میں اضافے کی شرح
(1)	کوئلہ از پنجاب ۔			
	(1) پنجاب ڈبلیو-پی-ای-ڈی-سی مکڑوال	75.74	84.95	12.2 فیصد
	(2) پنجاب نجی شعبہ بڑھیا کوالٹی	90.00	110.00	22. فیصد
	گھٹیا کوالٹی	65.00	70.00	7.7 فیصد
(2)	کوئلہ از بلوچستان ۔			
	(1) ڈبلیو-پی-آئی-ڈی-سی	82.75	85 50	3.6 فیصد
	(2) نجی شعبہ بڑھیا کوالٹی	100.00	150.00	50.00 فیصد
	گھٹیا کوالٹی	75.00	125.00	66.66 فیصد
(3)	کوئلہ از سندھ	45.00	55.00	22.2 فیصد

قیمتوں میں یکم جنوری 1973 تا 25 مارچ 1973 میں اضافے کی مندرجہ ذیل وجوہات ہیں :-

عام حالات میں بھی سال کے اس حصہ میں اینٹوں کے بھٹوں کا سیزن ہونے کی وجہ سے کوئلہ کی قیمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے - برسات کے دو موسموں یعنی جولائی اگست اور دسمبر جنوری میں اینٹوں کے بھٹے بند رہتے ہیں - اور کوئلہ کی قیمتوں میں بھی کمی آ جاتی ہے -

2 - بلوچستان سے پنجاب میں کوئلہ لانے کے لئے مطلوبہ تعداد میں ریلوے ویگن مہیا نہیں کئے جاتے -

3- کوئلے کے ایجنٹ بھی اکثر مصنوعی قلت پیدا کرکے قیمتوں میں گرانی کے مرتکب ہوتے ہیں - چونکہ ان کے پاس سرمایہ کافی ہوتا ہے وہ کانوں کے مالکوں سے ایسی شرائط پر زیادہ مقدار میں کوئلہ خرید لیتے ہیں جو کانوں کے مالکوں کے لئے مفید اور آسان ہوتی ہے - مگر خازنین کی استطاعت سے اونچی ہوتی ہیں بعد ازاں ایجنٹ چھوٹے گاہکوں کو من مانی قیمتوں پر کوئلہ بیچتے ہیں -

4- ریلوے انتظامیہ نے ریل کے کرایوں میں اضافہ کر دیا ہے - کوئٹہ سے لاہور کے کرائے میں جون 1971 کی نسبت ایک ٹن کوئلے پر 12 روپے کا اضافہ ہو چکا ہے -

5- روپے کی قیمت میں کمی اور دیگر معاشی حالات کی وجہ سے عموماً گرانی ہوئی ہے - اس کا اثر کوئلہ کی قیمتوں پر بھی پڑا ہے -

سید تابش الوری - کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ وہ علاقے کے کانوں کے مالکان ہیں جن سے انہوں نے رابطہ قائم کیا ؟

وزیر مال - جناب والا - پنجاب میں مکڑوال ایک جگہ ہے جہاں سے کوئلہ نکلتا ہے -

سید تابش الوری - کیا وزیر موصوف از راہ کرم بتا سکیں گے

کہ اینٹوں کے بھٹوں میں جو کوئلہ استعمال ہوتا ہے وہ بلوچستان سے درآمد کیا جاتا ہے ۔ آپ نے بلوچستان کی حکومت سے رابطہ قائم نہیں کیا بلکہ آپ نے پنجاب میں کوئلہ کی کانوں کے مالکان سے بات چیت کی ہے ۔

وزیر مال ۔ جناب والا ۔ یہ جواب میں نے دیا ہے جو انہوں نے اپنے سوال میں دھرا دیا ہے ۔

ملک ثناءاللہ خان ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ صوبائی حکومت نے مرکزی سے رابطہ قائم کیا ہے کو کوئلہ کی قیمتوں کو مناسب سطح پر لایا جائے ۔

وزیر مال ۔ مرکزی حکومت سے بھی رابطہ قائم کر رہے ہیں اور یہاں بھی کوشش کر رہے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میرا سوال کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مسئلہ صوبائی حکومتوں کے درمیان طے ہونا چاہئے تھا ۔ جو کوئلہ بھٹوں میں استعمال ہوتا ہے وہ کوئلہ 99 فیصد بلوچستان سے درآمد ہوتا ہے ۔ اسکی قیمت کے متعلق کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ حکومت بلوچستان سے کوئی رابطہ قائم کیا ہے ؟

وزیر مال ۔ جناب والا ۔ ملک ثناءاللہ صاحب کے سوال کے سلسلے میں جواب دے چکا ہوں ۔ آپ بڑی تیزی میں تھے ۔ اس لئے آپ جواب سمجھ نہیں سکیں سکے ۔

گندم کی نئی اقسام کاشت کرنے سے پیداوار میں اضافہ

1321* ۔ سردار محمد عاشق ۔ کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ محکمہ زراعت نے 1972 میں گندم کی کون کون سی نئی اقسام اندرون صوبہ یعنی تجربہ گاھوں میں پیدا کیں جن کے کاشت کرنے سے گندم کی پیداوار میں مزید اضافہ کی توقع ہے اگر محکمہ نے واقعی کوئی گندم کی نئی اقسام پیدا کی ہیں تو ان کے کیا نام ہیں ور ان کی پیداوار فی ایکڑ کیا برآمد ہونے کی توقع ہے ؟

وزیر مال (چوہدری محمد انور سمہ) ۔ 73-1972 میں زرعی تحقیقاتی ادارہ لائل پور میں گندم کے تجربات سے چادر ایسی نئی اقسام مشاہدہ میں آئی ہیں ۔ جو موجودہ اقسام سے پیداوار کے لحاظ سے نیز بیماریوں کے خلاف مدافعت اور چپاتی بنانے کے نقطہ نظر سے بہتر معلوم ہوتی ہیں ۔ بہر حال فصل کی کٹائی کے بعد پیداواری نتائج کی روشنی میں ہی حتمی رائے دی جا سکے گی ۔ ان اقسام کے نمبر 114 سی ۔1325—1096 اور 1442 ہیں ۔ ابھی تک ان کو کوئی نام نہیں دیئے گئے کیونکہ ابھی یہ اقسام عام کاشت کے لئے منظور نہیں کی گئی ۔

تحصیل مری کے باشندگان کو مکانات کی چھتوں کے لئے لوہے کی چادریں بلا قیمت فراہم کرنا

*3177 ۔ مسٹر محمد حنیف خان ۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ تحصیل مری کے باشندگان ہر پانچ سال بعد تقریباً دو صد مکسر فٹ عمارتی لکڑی برائے تعمیر مکان حاصل کرنے کے حقدار ہیں جو ان کو مہیا کی جاتی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ 1952 میں مری کی ترقی کے سلسلے میں ایک ہائی پاور کمیشن مقرر کیا تھا ۔ جس نے اپنی سفارشات میں مری کے لوگوں کو سستے نرخوں پر چھت کے لئے لوہے کی چادریں فراہم کرنے کی سفارش کی تھی ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مری میں جنگلات بتدریج کم ہوتے جا رہے ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تحصیل مری کے لوگوں کو ان کے عمارتی لکڑی کے

حقوق کے عوض مکانات کی چھتوں کے لئے لوھے کی چادریں
بلا قیمت مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے
تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوھات کیا ہے ؟

وزیر مال (چوھدری محمد انور) ۔ (الف) مروجہ ضابطہ کے تحت
جن افراد کے حقوق واجب العرض میں درج ہیں وہ
تین سو پندرہ (315) مکسر فٹ عمارتی لکڑی برائے تعمیر
مکان حاصل کرنے کے حقدار ہیں ۔ یہ حق گزارا جنگلات
کی صورت میں تین 3 سال میں ایک مرتبہ اور محفوظ
جنگلات میں (جو حقوق کیلئے کھلے ہوں) پانچ سال میں
ایک مرتبہ استعمال کیا جا سکتا ہے ۔

(ب) جی ھاں ۔

(ج) آبادی کے بڑھنے اور بدیں وجہ حقداروں میں اضافہ سے بتدریج
خراب ہوتی جا رہی ہے اس کے بر عکس ریزرو اور محفوظ
سرکاری جنگلات کا انتظام چونکہ ایک منصوبہ کار (ورکنگ
پلان) کے تحت ہوتا ہے اس لئے ان کی حالت دن بدن
بہتر ھو رہی ہے ۔

(د) مری کے علاقہ کی ترقی کے لئے جو اجلاس محکمہ منصوبہ
بندی اور ترقیات نے کے لئے تھے ۔ ان جنگلات نے یہ تجویز
پیش کی تھی کہ محکمانہ طور پر درخت کاٹ کر حقداروں
کی جائز ضروریات پورا کرنے کے لئے لکڑی کے تختے اور
سلیپر مہیا کئے جائیں بصورت دیگر لوھے کی چادریں مہیا
کرنے کی تجویز پر غور کیا جائے ۔ اس سلسلے میں ابھی
آخری فیصلہ نہیں کیا گیا اور مری کے علاقہ کی ترقی
کے لئے منصوبہ مرکزی حکومت کو بھیج دیا گیا ہے ۔

مسٹر محمد حنیف خان ۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات
از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ محکمہ جنگلات کی سفارشات کی روشنی میں
چھت کے لئے لوہے کی چادریں فراہم کرنے کا فیصلہ کب تک کیا
جائیگا ؟

وزیر مال - جناب والا - یہ معاملہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے پاس ہے - کوشش کریں گے کہ فیصلہ جلد ہو جائے -

---

مینگو ریسرچ سنٹر شجاع آباد ضلع ملتان میں غیر تربیت یافتہ اور تربیت یافتہ عملہ کی تعداد

*3181 - چوھدری علی بہادر خان - کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) مینگو ریسرچ سنٹر شجاع آباد ضلع ملتان میں کل کتنا غیر تربیت یافتہ اور تربیت یافتہ عملہ ہے -

ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت کی پالیسی کے برعکس اس سنٹر میں چپڑاسی - کلرک - فیلڈ اسسٹنٹ اور دیگر ادنیٰ عملہ دوسرے اضلاع سے لیا گیا ہے -

ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو دیگر اضلاع سے تعلق رکھنے والے عملے کے افراد کے نام کیا ہیں؟

وزیر مال (چوہدری محمد انور بھنڈر) - (الف) غیر تربیت یافتہ - 4

تربیت یافتہ - 10

(ب) چھوٹے عملے میں دوسرے کسی ضلع سے اگر کوئی ملازم رکھا گیا ہے تو یہ عارضی یعنی ایڈھاک بھرتی کی وجہ سے ہوا - اب مستقل عملے کی منظوری، سنٹر میں پہنچ چکی ہے - اور قواعد کے مطابق مقامی ایمپلائمنٹ ایکسچینج کی معرفت ادنیٰ عملہ کی مستقل بھرتی کی جائے گی اور اس قسم کی کوئی شکایت باقی نہیں رہے گی -

(ج) ایسے عملہ کے نام مندرجہ ذیل ہیں -

(1) حبیب اللہ خان	اسسٹنٹ
(2) نصیر احمد	سینئر کلرک

(3) محمد اکرم	جونئر کلرک
(4) نذیر احمد	پلانٹ آبزرور
(5) ریاض احمد	ایضاً
(6) محمد یوسف	ایضاً
(7) محمد ریاض	لیبارٹری اسسٹنٹ
(8) توقیر احمد خان	ایضاً
(9) شکیل احمد	ایضاً
(10) محمد انور	ایضاً

چوہدری علی بہادر خان - کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ جو ایڈھاک basis پر عملہ بھرتی کیا گیا ہے ایمپلائمنٹ ایکسچینج کیطرف سے بھرتی کے بعد ان کو ہٹا دیا جائے گا -

وزیر مال - ضرور ہٹایا جائے گا اس لئے عملہ بھرتی کیا جاتا ہے -

---

تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ میں ریت نکالنے کے پٹہ‌داران کے پٹہ جات کی منسوخی اور غبن شدہ معاوضہ کی وصولی

***3200** - **سردار صغیر احمد** - کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ میں دریائے چناب و دیگر مقامات سے ریت نکالنے کے لئے مختلف اشخاص کو پٹہ جات سابقہ حکومت نے دیئے تھے -

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ان اشخاص کے نام و پتہ اور تفصیل علاقہ جو انہیں ریت نکالنے کے لئے دیا گیا اور کب ختم ہو گی علیحدہ علیحدہ بیان فرمائی جائے اور ہر شخص نے ابتداً پٹہ جات سے اب تک کس

قدر معاوضہ حکومت کو ادا کیا اور ہر پٹہ دار نے اس کے بدلے کس مقدار میں ریت نکالی ہے ۔

(ج) کیا یہ بات وزیر موصوف کے علم میں ہے کہ جزو (الف) تا (ب) میں جن پٹہ جات کا ذکر کیا گیا ہے یہ ناجائز مراعات کے طور پر ان اشخاص کو دیا گیا تھا لیکن یہ اشخاص فی ٹرک 12 روپے حاصل کرتے ہیں اور جس میں 6 روپیہ فی ٹرک ریت کے طور پر پٹہ دار لیتا ہے اور اس علاقہ سے کم از کم ایک ہزار سے زائد ٹرک روزانہ ریت نکالا جاتا ہے لیکن پٹہ داران حکومت کو اس کے مطابق معاوضہ نہیں دیتے ۔

(د) کیا وزیر موصوف اس ضمن میں تحقیقات کرا کر قصور وار پٹہ داران کے پٹے جات منسوخ کر کے ان سے غبن شدہ معاوضہ وصول کرنے کی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور کیا حکومت ایسے پٹہ جات منسوخ کر کے دوبارہ بذریعہ نیلام عام دینے کے لئے غور کر رہی ہے ۔

وزیر مال (چوہدری محمد انور سمہ) (الف) جی ہاں ۔

(ب) مطلوبہ معلومات کی تفصیل میز پر رکھ دی گئی ہیں ۔

(ج) یہ تاثر صحیح نہیں کہ پٹہ جات ناجائز مراعات کے طور پر دیئے گئے ہیں البتہ یہ شبہات عام پائے جاتے ہیں کہ پٹہ دار ریت کی نکاسی کی صحیح رپورٹ نہیں دیتے اور اس طرح حکومت کو پورا معاوضہ وصول نہیں ہوتا ۔ اس سلسلہ میں معاوضہ کی وصولی کے طریق کار میں مناسب تبدیلی کا مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے ۔

(د) پٹہ داران کی ہر بے قاعدگی پر معدنی قوانین کی روشنی میں غور کیا جاتا ہے ۔ اس لئے پٹہ جات کی منسوخی کا انحصار ان کی انفرادی بے قاعدگی پر ہے ۔

STATEMENT SHOWING DETAILS OF MINING LEASES FOR SAND GRANTED TO VARIOUS PARTIES IN THESIL CHINIOT DISTRICT JHANG.

Serial No.	Name and Address of the Lessee.	Extent and Location of area	Date of Grant of lease.	Date of Expirty of lease.	Production of sand reported upto 31-12-1972	Amount of Rent and Royalty, paid.	Remarks.
1.	Muhammad Akram S/o Chiragh Din, Rabwah Distt. Jhang ML.JHG.Ord. Sand (2)/66.	116.68 acres in Chinab Bed near Chhani Chiniot Teh.	23-4-1966	22.4-1971	100 tons	Rs. 243	Renewal request under consideration.
2.	Mirza Rafique Ahmad and Iqbal and Co., Rabwah Distt. ML-JHG-Ord. Sand (3)/67.	37.9 acres in Chnab Bed near Chani Teh. Chiniot.	20-5-1966	19-5-1971	1399 tons	Rs. 377/12	do.
3.	M/s. Farooq Mining Co., Kothi No. 23-A Old Civil Line Sargodah, ML-JHG-Ord. Sand (7)/68.	261.00 acres near Lahian Tehsil Chiniot	30-9-1968	29-9-1973	3090 tons	Rs. 361/-	...

4. M/s. Farooq Minning Co., Kothi No. 23-A Old Civil Line Sargodha. ML-JHG-Ord.S and (8)/68.	109.25 acres. Tehsil Chiniot	30-9-1968	29-9-1973	Nil	Nil	...
5. M/s. Shazada and Co. Eidgah Road, Sargodha. ML-JHG-Ord. Sand (9)/68.	66·00 acres near Khudayar/Talib Tehsil Chiniot.	9-8-1968	8-8-1973	604 tons	Rs. 3330/-	---
6. M/s. Muzamal Trading Co., Old Civil Lines, Sargodha. ML-JHG-Grd. Sand (11)/69.	270.37 acres in Chenab Bed near Rabwah Teshsil Chiniot.	16-10-1969	15-10-1975	1250 tons	Rs. 189/-	---
7. M/s. Rhurshid Brothers, Chiniot Distt. Jhang. ML-JHG-Grd. Sand (12)/69.	459.50 acres in Chenab Bed near Chhani/Chiniot Teh. Chiniot.	24-1-1969	23-1-1974	740 tons	Rs. 460/-	...

Serial No.	Name and Address of the Lesses.	Extent and Location of area Granted.	Date of Grant of lease.	Date of Expirty of lease.	Production of sand reported upto 31-12-1972.	Amount of Rent and Royalty, Paid.	Remarks.
8.	M/s. Fateh Muhammad Sargodha Road, Chiniot Distt. Jhang. ML-JHG-Ord. Sand (13)/67.	697.00 acres in Chanab near Chiniot Tehsil.	29-5-1272	19-5-1977	5086 tons	Rs. 5941/50	...
9.	M/s Iqbal and Co., Larus Nasar, Nawah, Distt. Jhang. ML-JHG-Ord. Sand (14).	75 acres in Chenab Bed near Chiniot Tehsil.	16-4-1973	15-4-1983	607 tons	Rs. 37/50	—
10.	Abdul Ohaffar Qamar C/o Abdul Latif Khan Contractor Chiniot District Jhang. ML-JHG-ord. Sand (1)/68.	281 acaes in Chenab Bed near Chhani Tehsil Chiniot.	20-5-1968	19-5-1972	Not reported.	...	Renewal request under consideration.

11.	Syed Abdul Jalil Shah Chiniot Distt. Jhang. ML-JHG-Ord. Sand (6)/68.	390.20 acres near Chiniot Tehsil Chiniot.	17-8-1968	16-8-1973	....	—	...
12.	M/s. Shafiq and Bros. Chiniot District Jhang. ML-JHG-Ord. Sand (10)/68.	350 acres Near Milestone 18, Lyallpur Chiniot Road, Chiniot Teh.	11-10-1968	10-10-1973	Nill/Not reported.	—	...

سردار صغیر احمد ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے که جن پٹے داران کا جواب میں ذکر کیا گیا ہے ۔ ان میں سے کسی کے خلاف بے قاعدگی کی بنا پر کارروائی ہوئی ہے ؟

وزیر مال ۔ اس کے لئے علیحدہ سوال دیں کیونکہ بیشمار پٹے دار ہیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

صوبہ میں ٹیکسٹائل ملوں کی تعداد

*3276 ۔ امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں ٹیکسٹائل ملوں کی تعداد کیا ہے اور ان کے نام کیا ہیں جو پرائیویٹ یا پبلک سیکٹر میں چل رہی ہیں ۔

(ب) یکم جنوری 1972ء سے آج تک ہر مذکورہ مل کے تیار کردہ سوت کے نرخ کیا ہیں ۔

(ج) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ سوت کے نرخوں کے بڑھ جانے سے متعدد فیکٹریاں بند ہو گئی ہیں اور پارچہ بافی کی صنعت تباہ ہو رہی ہے ۔

(د) اگر جزو (ج) مذکورہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت گھریلو صنعت پارچہ بافی کو بچانے اور کھڈیاں چالو رکھنے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر مال (چوہدری محمد انور سمہ) ۔ (الف) اس وقت صوبہ پنجاب میں پچاس (50) ٹیکسٹائل ملیں کام کر رہی ہیں ۔ ان میں سے (45) پرائیویٹ سیکٹر میں ہیں اور 5 پبلک سیکٹر میں ۔ ٹیکسٹائل ملوں کے ناموں کی فہرست لف ہے ۔

(ب) سوت کے نرخ جنوری 1972ء سے مئی 1973ء تک فہرست "A" میں ملاحظہ فرمائیں ۔

(ج) سوت کے نرخ بڑھ جانے کی وجہ سے فیکٹریاں بند نہیں ہوئیں ۔

(د) یہ حقیقت ہے کہ سوت کے نرخ کافی بڑھ گئے ہیں ۔ جس کی خاص وجوہات برآمدات میں اضافہ اور روئی کی قیمتوں میں چڑھاؤ ہیں ۔ یہ مسئلہ وفاق حکومت کے زیر غور ہے اور امید ہے کہ جلد اس سلسلے میں موثر اقدامات کئے جائیں گے ۔

LIST OF TEXTILE MILLS IN PUNJAB
(PRIVATE SECTOR)

1.	Abbasi Textiie Mills Ltd. R. Y. Khan.	R. Y. Khan.
2.	Bahawalpur Textile Mills Ltd. Khanpur.	Khanpur.
3.	Fazal Cloth Mills Ltd. Fazalnagar, Jhang Road, Muzaffargarh.	Muzaffargarh.
4.	Nafees Textile Mills Ltd. 48-Shahrah-e-Quaid-i-Azam, Lahore.	Muzaffargarh.
5.	Gulistan Textile Mills Ltd. 2nd Floor, Finley House, I. I. Chundrigarh Road, Karachi.	Samasatta Bahawalpur.
6.	Allawasaya Textile and Finishing Mills Ltd. Vehari Road, Multan.	Multan.
7.	Colony Textile Mills Ltd. Ismailabad, Multan.	Ismailabad (Multan).
8.	Burewala Textile Mills Ltd. Burewala.	Burewala.
9.	Panjnad Textile Mills Ltd. Multan.	Multan.
10.	Sadiqabad Textile Mills Ltd. Khanewal Road, Multan.	Multan.
11.	United Textile Mills Ltd., Fazalabad, Multan.	Multan.
12.	Chenab Textile Mills Ltd., Mall Mansion Shara-e-Quaid-i-Azam, Lahore.	Multan Road, Lahore.

13.	Sardar Textile Mills, Sardar House, 9-Allama Iqbal Road, Lahore.	G. T. Road. Lahore.
14.	West Punjab Textile Mills Ltd. P. O. Gardiabad, G. T. Road, Lahore.	G. T. Road, Lahore.
15.	Afsar Textile Mills Ltd. 2L-Empress Road, Lahore.	Muridke.
16.	Ayesha Textile Mills Ltd. 9-Alflah, Lahore.	Sheikhupura Road, Lahore.
17.	Chaudhry Textile Mills Ltd. Al-Firdaus, 125-Ferozepur Road, Lahore.	-do-
18.	Ittofaq Textile Mills Ltd. Urdu Bazar, Lahore.	Sheikhupura Road, Lahore.
19.	Lahore Textile & Genl : Mills Ltd. Montgomery Road, Monnoo House Lahore.	Muridke.
20.	Monnoo Textile Mills Ltd. Monnoo House 3-Montgomery, Road Lahore.	Muridke.
21.	Punjab Cotton Mills Ltd. 209 Shahjamal Road Lahore.	Sheikhupura Road, Lahore.
22.	Sunshine Cotton Mills Ltd. 76-E/I Gulberg III, Lahore.	Sheikhupura Road, Lahore.
23.	Shishmahal Textile Mills Ltd. 92-Ravi Road, Lahore.	G. T. Road Sheikhupura.
24.	Sargodha Textile Mills Ltd. Lyallpur Road, Sargodha Cantt.	Sargodha Cantt.
25.	Sally Textile Mills Ltd. Egerton Road, Lahore.	Jauharabad.
26.	United Coton Mills Ltd. Nishatabad, Lyallpur.	-do-
27.	Noon Textile Mills Ltd. Al-Flah Building, Lahore.	Bhawal.

28.	Colony Thal Textile Mills Ltd. Ismailpur Bhakkar.	Bhakkar.
29.	Kohinoor Textile Mills Ltd. Liaqatabad.	Liaqatabad.
30.	Crecent Textile Mills Ltd., Sargodha Road, Lyallpur.	Lyallpur.
31.	Gojra Textile Mills Ltd. Samundri Road, (Lyallpur) Gojra.	Gojra.
32.	Kohinoor Textile Mills Ltd. Lahore Road, Lyallpur.	Lyallpur.
33.	Nishat Mills Ltd. P. O. Nishatabad, Lyallpur.	do
34.	Premier Cloth Mills Ltd. Mian Muhammadabad Lyallpur.	do
35.	Rehmania Textile Mills Ltd. Jhang Road, Lyallpur.	do
36.	Zeenat Textile Mills Ltd. Sargodha Road, Lyallpur.	do
37.	Fatima Textile Mills Ltd. Pull Dinghro, Sargodha Road, Chiniot.	Chiniot.
38.	Shams Textile Mills Ltd. Sargodha Road, Chiniot.	do
39.	Service Industries (Tex) Ltd. G. T. Road, Gujrat.	Gujrat.
40.	D. M. Textile Mills Ltd. G. T. Road, Gujrat.	Rawalpindi.
41.	Kohi-Noor Textile Mills Ltd. Peshawar Road, Rawalpindi.	Rawalpindi.
42.	Rachna Textile Mills Ltd. G. T. Road Gulliana, Gujar Khan.	Gujar Khan.
43.	Sattar Textile Mills Ltd. Westridge Road, Rawalpindi (Previously known as Wattan Cotton Mills).	Rawalpindi.
44.	Elahi Textile Mills.	Chiniot.
45.	Ali Textile Mills,	Jhang.

(PUBLIC SECTOR)

1.	Co-operative Textile Mills Ltd.	Khanewal.
2.	Sutlej Textile Mills Ltd. Okara'	Okara.
3.	Lyallpur Cotton Mills. Lyallpur.	Lyallpur.
4.	Fauji Textile Mills Ltd. Jhelum.	Jhelum.
5.	Govt. Weaving & Finishing Center.	Lahore.

TEXTILE MILLS UNDER INSTALLATION.

1.	Shahpur Textile Mills Ltd. 80/E-I, Gulberg III, Lahore.	Jauharabad. (Sargodha)
2.	Momnnoo Textile Group.	Hassanabdal, District Rawalpindi.
3.	Mohib Textile Mills Ltd. Mahmoodabad House No. 2, Frere Road, Clifton, Bridge Karachi.	Muzaffargarh.
4.	Mahmood Textile Mills, P. O. Box No. 28, Lahori Gate, Multan.	Muzaffargarh.
5.	Colony Textile Group (Name of the Mills not yet decided).	Kot Adu.

ANNEXURE 'A'

	JANU-ARY	FEBRU-ARY	MARCH	APRIL	MAY	JUNE	JULY	AUGUST	SEPTEM-BER	OCTO-BER
10.S.	27-28.50	27-28.50	27-28.50	27-29.00	30-32.00	31-33.00	31-33.00	32.50-34.50	35.00-38.00	37.38.00
20.S.	30-34.00	30-34.00	30-34.00	30-34.00	30-34.00	36-39.00	36-39.00	40-43.00	42-46.00	42-46.00
30.S.	40-45.00	40-45-00	45-49.00	45-49.00	45-49.00	42-48.00	42-48.00	59-45.00	52-54.00	52-54.00
32.S.	45-47.00	45-47.00	45-47.00	45-47 00	45-47.00	48-50.00	49.00	55.00	55.00	55.00
40.S.	50-55.00	50-55.49	50-55.00	50-55.00	59-65.00	59-65.00	59.65.00	62-63.90	62-63.00	62-63.00

	NOVEMBER	DECEMBER	JANUARY 1973	FEBRUARY	MARCH	APRIL	MAY
10.S.	40.41.00	40-41.00	40.00	40-44.00	53-55.00	50.52.00	48-55.00
20.S.	46-50.00	46-50.00	50.25-67.00	55-57.00	65-70.00	60-62.00	59.00-71.00
30.S.	60-65.00	60-65.00	69-77.00	70-71.00	98-100.00	90-65.00	74-95.00
32.S.	65.00	65.00	—	80.00	100.00	95.00	...
40.S.	70-72.00	70-72.00	100-110.00	100-105.00	118-120.00	110-112.00	102.118.00

صوبہ پنجاب میں معدنیات کی پیداوار

*3277 - امیر عبداللہ خان روکڑی - کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ روسی ماہرین ارضیات نے پاکستان کے دیگر صوبوں کے علاوہ صوبہ پنجاب کے مختلف مقامات کا بھی ارضی سروے کیا ہے ، اگر جواب اس بات میں ہے تو پنجاب کے کس کس مقام اور کس کس قسم کی معدنیات پائی گئی ہیں ؟

وزیر مال (چودھری محمد انور سمہ) - تیل اور گیس (جو مرکزی حکومت کی عملداری میں ہیں) کے علاوہ ٹھوس معدنیات کیلئے روسی ماہرین ارضیات نے پنجاب میں کبھی کوئی سروے کا کام نہیں کیا ۔

سوال کا دوسرا حصہ اس لئے غیر متعلقہ ہے -

سردار امجد حمید خان دستی - کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب اس ارضی سروے سے کیوں محروم ہے - کیا یہ ہماری سستی ہے یا کوئی اور وجہ ہے جس سے یہ صوبہ محروم ہے ؟

وزیر مال - جناب والا - یہ نہ ہماری سستی ہے نہ ہماری بدقسمتی ہے اور نہ ہی کوئی اور وجہ ہے - ہر ممکن کوشش کریں گے کہ پنجاب میں بھی سروے ہو -

---

کپاس کی نئی قسم کا بیج درآمد کرنا

*2923 - امیر عبداللہ خان روکڑی - کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا مرکزی حکومت کی معرفت صوبائی حکومت کپاس کا کوئی ایسا بیج درآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ، جس سے زیادہ کپاس پیدا کرنے کے لئے پنجاب کے کسانوں میں تقسیم کیا جا سکے ؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو ایسے بیج کا نام کیا ہے - یہ کس ملک سے درآمد ہوگا نیز صوبائی حکومت اس بارے میں کیا اقدام کرے گی ؟

وزیر مال (چودھری محمد انور سمہ) - کپاس کی کسی نئی قسم کی درآمد کا کوئی پروگرام حکومت کے زیر غور نہیں - باہر سے جو اقسام پہلے

حاصل کی گئی ہیں ان پر تحقیق کا کام جاری ہے ۔ ان میں سے جو اقسام مقامی حالات میں مفید اور اعلیٰ معیار کی ثابت ہونگی ان سے استفادہ کیا جائیگا ۔

اضلاع سیالکوٹ اور لاہور کے قابل کاشت رقبہ کی بھارت سے واپسی کے بعد موجودہ حالت

***3293** - امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) دسمبر 1971ء کی جنگ میں اضلاع سیالکوٹ اور لاہور کا جو قابل کاشت علاقہ بھارت کے قبضہ میں چلا گیا اور جو بعد ازاں واپس لیا گیا اس میں سے اب تک کتنا علاقہ قابل کاشت بنایا گیا ہے ، کتنا آج کل زیر کاشت ہے اور وہاں کس کس قسم کی فصل کاشت کی گئی ہے ۔

(ب) مذکورہ بالا رقبہ کے لئے حکومت نے آج تک کتنے ٹریکٹر مہیا کئے ہیں اور کتنے ٹیوب ویل لگائے ہیں نیز کھاد بیج اور کرم کش ادویات کتنی مقدار میں وہاں کے کسانوں کو کن شرائط پر دیئے گئے ہیں ؟

وزیر مال (چودھری محمد انور سمہ) ۔ (الف) اب تک اضلاع لاہور اور سیالکوٹ میں جنگ سے متاثر علاقہ میں سے 18147 ایکڑ کو قابل کاشت بنایا جا چکا ہے جن علاقوں کو قابل کاشت بنایا گیا ہے ۔ ان میں اس وقت زیادہ تر چارہ جات از قسم مکئی اور باجرہ وغیرہ اور دوسری فصلیں خربوزہ ۔ تربوز اور نیشکر کاشت کی گئی ہیں ۔

(ب) اب تک حکومت نے اس علاقے میں 106 ٹریکٹر مہیا کئے ہیں ۔ ضلع لاہور میں 11 ٹیوب ویل دوبارہ چالو حالت میں کر دئے گئے ہیں ۔ ضلع سیالکوٹ میں 10 ٹیوب ویل لگانے کی سکیم حکومت نے منظور کر دی ہے ۔ کھاد اور بیج کسانوں میں بانٹنے کے لئے چار تحصیل ڈسکہ شکر گڑھ کوٹ

ایمنان ۔ پسرور اور سید پور ضلع سیالکوٹ میں کھولے جا چکے ہیں ۔ اب تک چالیس ڈھیلے کھاد اور 6500 من مختلف قسموں کے بیج کسانوں کو بانٹ دئیے گئے ہیں جب کہ 408 ڈھیلے کھاد اور 265 من اچھی قسم کے بیج سیل ڈپوؤں پر مہیا کر دئیے گئے ہیں اس کے علاوہ 11966 پونڈ کرم کش ادویات بھی سٹاک میں رکھ دی گئی ہیں ۔ ٹریکٹر 6 روپے فی گھنٹہ کے حساب سے کاشتکاروں کو دئیے جاتے ہیں جب کہ اس کی اصل شرح 18 روپیہ فی گھنٹہ ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کتنا رقبہ ایسا ہے جو ابھی تک زیر کاشت نہیں آ سکا اور اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر مال ۔ یہ تو میں نہیں بتا سکتا کہ کل کتنا رقبہ ہے جو جنگ سے متاثر ہوا تھا ۔ آپ مجھے اس کے لئے موقع دیں ۔ میں پتہ کر کے بتا دوں گا ۔

لاہور ملک پلانٹ میں ادنیٰ عملہ کی تخفیف

*** 3343 ۔ سید تابش الوری** ۔ کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ لاہور ملک پلانٹ میں اخراجات کم کرنے کی غرض سے ادنیٰ عملہ میں تخفیف کی جا رہی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ بھاری تنخواہوں پر مزید نئے افسروں کی تقرری کی جا رہی ہے ۔ جس کے باعث اخراجات میں کمی کی بجائے معتدبہ اضافہ ہو رہا ہے اور اس طرح عملہ میں بے اطمینانی پائی جاتی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ادنیٰ عملہ میں تخفیف کو روکنے اور انہیں ملازمت کا تحفظ فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر مال (چوہدری محمد انور بھنڈر) ۔ (الف) جی نہیں ۔ کوئی تخفیف زیر عمل نہیں ۔ نہ ہی اعلیٰ افسروں کی اسامیاں بڑھائی گئی ہیں ۔ کسی افسر کی اگر تقرری ہوئی ہے تو خالی جگہ پر کرنے کے لئے ہوئی ہے ۔ کسی آسامی کا اضافہ نہیں کیا گیا ۔

(ب) ادنیٰ ملازموں کو پلاٹ میں ہر ممکن سہولت مہیا کی جا رہی ہے ۔ اور فی الحال کسی بڑے پیمانے پر تخفیف کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔ اور ممبران کی رخصت کی درخواستوں کو لیتے ہیں ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر طاہر احمد شاہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر طاہر احمد شاہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گزارش ہے کہ بمورخہ 28-5-73 کو میٹنگ آف دی سٹینڈنگ کمیٹی آف ٹرانسپورٹ میں اس لئے شمولیت نہ کر سکا ۔ کیونکہ اسکی اطلاع مجھے موصول نہیں ہوئی لہذا مورخہ 28-5-73 کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار غلام عباس خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست سردار غلام عباس خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

بندہ مورخہ 30 اپریل کو بیماری کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا تھا لہذا اس روز کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

سردار غلام عباس خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست سردار غلام عباس خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

بندہ مورخہ 4-5-6 جون کو بوجہ بیماری اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ اس لئے استدعا ہے۔ کہ ان تین یوم کی رخصت فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ میں مسودہ قانون ترمیم استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 41 بابت 1972ء) کے

بارہ میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی عبوری رپورٹ پیش کرتی ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون ترمیم استحقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 41 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی عبوری رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ اس رپورٹ کو زیر غور لایا جائے کیونکہ
اس میں وقت بڑھانے کی تجویز کی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے وقت بڑھانے کے متعلق نہیں کہا ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں :

کہ مسودہ قانون ترمیم استحقاقات صوبائی اسمبلی
پنجاب مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 41
بابت 1972) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے
قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے
کی میعاد میں 31 اگست 1973 تک توسیع
کی جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ 31 اکتوبر 973ء تک میعاد بڑھائی
جائے ۔ کیونکہ اس میں بہت سے بل آ چکے
ہیں ۔ اور اسے اب تک وقت نہیں مل سکا ۔
یہ میرا بل ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کر لیں ۔

بیگم ریحانہ سرور شہید ۔ ٹھیک ہے ۔ میرا بل بھی آپ کے ساتھ ہے ۔

حاجی محمد حنیف اللہ خان۔ جی ہاں ۔ ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 اکتوبر 1973ء تک توسیع کی جاتی ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب والا ۔ 15 اکتوبر کر لیں میرے بھی اس میں دو بل شامل ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ 15 اکتوبر 1973ء تک ٹھیک ہے ۔ 15 اکتوبر 1973ء تک رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع کی جاتی ہے ۔

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) جنگلات مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 28 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی عبوری رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔ اور ساتھ یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں
> 15 اکتوبر تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) جنگلات مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 28 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی عبوری رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔ اور یہ بھی تحریک پیش کی گئی ہے :

> کہ اس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت
> میں 15 اکتوبر تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری علی محمد خادم ۔ جناب سپیکر ۔ میں مسودہ قانون ترمیم ہنگامی انصرام مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 44 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون ترمیم ہنگامی انصرام مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 44 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

ملک محمد اکرم اعوان ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون مستقل احکام صنعتی اور تجارتی ملازمت مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے محنت کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون مستقل احکام صنعتی اور تجارتی ملازمت مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے محنت کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر ۔ اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں ۔ سید تابش الوری کی تحریک التوا نمبر 5 کل سے pending ہے اور یہ بلوچستان سے آئی ہوئی پنجاب پولیس سے متعلق ہے ۔

بلوچستان سے آمدہ پنجاب پولیس کے خلاف حکومت کی طرف سے انضباطی کارروائی

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ جناب والا ۔ ون یونٹ کی تشکیل کے بعد یہ عملہ بلوچستان میں بھرتی کیا گیا تھا ۔ اور واضح طور پر ان کو یہ علم تھا کہ ان کی تمام عمر بلوچستان کی خدمات انجام دینے میں گزرے گی ۔ اور ان کو وہیں رہ کر ان خدمات کو سر انجام دینا ہوگا ۔ جناب والا ۔ صدارتی حکم کے تحت ون یونٹ ٹوٹنے سے اس عملے کو حکومت بلوچستان کا ہی عملہ تصور کیا گیا ۔ اس کے بعد یہ صورت حال پیش آئی کہ جب پاکستان پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی اور بلوچستان میں نیپ اور جمیعت کی وزارت بنی اور جیسا کہ اس معزز ہاؤس کے معزز ارکان جانتے ہیں وہاں ایک ایسی فضا پیدا کی گئی جس کے تحت پنجاب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو ایک حد تک مجبور کیا گیا کہ وہ وہاں سے چلے آئیں ۔ چنانچہ والا ۔ حکومت بلوچستان کی درخواست پر ہم یہ بات زیر غور لانے کہ

اس عملے کو پنجاب میں مدغم کر لیا جائے۔ جب یہ عملہ پنجاب میں منتقل ہوا تو ان کو پوری تنخواہ دی گئی اور جہاں بھی ضروری سمجھا گیا ان کو عارضی طور پر ملازمتیں دی گئیں ان کے لئے کچھ supernumerary posts بھی بنائی گئیں لیکن بعد میں جو صورت حال پیش آئی وہ یہ تھی کہ بلوچستان میں پولیس کے اعتبار سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا۔ وہاں پولیس کی نفری میں ایک دم اتنی کمی آ گئی کہ اس کے بعد بلوچستان کی حکومت نے دوبارہ ہم سے یہ بات چاہی کہ ہم ان لوگوں کو دوبارہ عارضی طور پر بلوچستان میں بھیج دیں ۔ اس پر غور کیا گیا ۔ مرکزی حکومت نے پنجاب حکومت سے مشورہ کیا ۔ تو جناب والا ۔ یہ مناسب سمجھا گیا کہ جو لوگ بلوچستان کے لئے بھرتی کئے گئے تھے جنہیں وہاں کے حالات سے واقفیت تھی ۔ جن لوگوں کے افسرانِ طور پر علم میں تھا کہ ہم نے بلوچستان میں ہی serve کرنا ہے ان لوگوں کے لئے مناسب سمجھا گیا کہ یہ عارضی طور پر جو بلوچستان کی حکومت کو خواہش ہوئی ہے اس کو پورا کرنے کے لئے انہیں لوگوں کو وہاں بھیجا جائے ۔ اور جب بلوچستان کی حکومت اپنی ضرورت کے مطابق نیا عملہ بھرتی کر لے تو پھر ان لوگوں کو واپس پنجاب میں بلا لیا جائے کہ ان لوگوں کو پنجاب کے cadre میں integrate کر دیا جائے ۔ مدغم کر دیا جائے ۔

جناب والا ۔ ابتدائی طور پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ بلوچستان کی ضروریات کے تحت ان لوگوں کو 6 ماہ کے لئے on deputation بھیجا جائے۔ یہ نہیں کہ ہم نے ان سے کہا کہ اب تم واپس بلوچستان چلے جاؤ ۔ ان سے یہ کہا گیا کہ وہاں ایک ایسی صورت حال پیدا ہو گئی ہے کہ وہاں خلا ہے ۔ تم لوگ 6 مہینے کے لئے واپس چلے جاؤ اور پھر تمہیں واپس پنجاب میں بلا لیا جائیگا ۔ اور اس خدمت کے لئے ۔ جناب والا ۔ ان کو کچھ special allowance بھی دئے گئے ۔ حکومت نے سفارش کی مثلاً کانسٹیبل کو 20 روپے ۔ ہیڈ کانسٹیبل کو 30 روپے ۔ اے۔ایس آئی کو 40 روپے ۔ ایس۔آئی کو 50 روپے ۔ انسپکٹر کو 75 روپے اور ڈی ایس۔پی کو 100 روپے ماہوار

الاؤنس دینا بھی طے پایا ۔ لیکن جناب والا ۔ جب یہ بات اس عملے سے کی گئی تو ان لوگوں نے کہا کہ وہ بلوچستان میں چند مہینے کے لئے عارضی طور پر دوبارہ جانے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ اب یہ services ایسی services ہیں جنہیں صدر یا صوبے کے گورنر کے احکام کی خلاف ورزی کا حق نہیں پہنچتا اس لئے حکم عدولی کی کارروائی کے تحت کارروائی اُن کے لئے ضروری ہوگئی ۔ ضابطہ 16.24 (2) کے تحت جو 19.4ء کے بنےہوئے پنجاب رولز ہیں یہ کارروائی عمل میں لائی گئی ۔ ان سے کہا گیا کہ اگر آپ حکم عدولی کرتے ہیں تو پھر اس صورت میں آپ پولیس میں نہیں رہ سکتے ۔ اور اگر آپ جانے کے لئے تیار ہیں تو ٹھیک ہے ۔ ورنہ یہ ہے کہ آپ کی مراعات اور آپ کا جو حساب کتاب ۔ قواعد و ضوابط کے مطابق بنتا ہے وہ سب آپ کو دے دیا جاتا ہے اور پھر آپ پولیس سے رخصت ہو جائیں ۔ ان لوگوں نے من حیث المجموعی یہ طے کیا وہ بلوچستان نہیں جائیں گے اور اپنے واجبات قبول کر لیں گے ۔ چنانچہ ان کی واجبات ان کی خوشدلی سے ان کی مرضی سے اور ان کی اپنی متفقہ رائے سے ان کو ادا کر دئے گئے ۔ اور یہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ۔

جناب والا ۔ یہ اصل حقیقت ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پر کسی قسم کے پریشان ہونے کے ۔ اضطراب کے اظہار کی گنجائش نہیں ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ منسٹر انچارج ارشاد فرمائیں ۔ تابش الوری صاحب اس کا جواب دیں یا آپ کچھ ارشاد فرمائیں ۔ رولنگ دیں ۔ میں ایک چیز کی طرف آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب قائم مقام قائد ایوان کو کہ اصولاً یہ بات Governor's Conference میں طے ہوئی تھی کہ بلوچستان میں جو پنجاب کا عملہ ہے وہ پنجاب میں واپس آ جائے ۔ جو سندھ کا ہے وہ سندھ چلا جائے جو سرحد کا ہے وہ سرحد میں چلا جائے۔

وزیر خزانہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ یہ بات واضح رہنی

چاہئے کہ یہ عملہ ہر گز پنجاب کا نہیں تھا ۔ یہ بلوچستان کا عملہ تھا ۔ اس عملے نے ون یونٹ ٹوٹنے کے بعد بلوچستان میں رہنا قبول کیا اور یہ طے پایا کہ یہ بلوچستان میں ہی رہے گا ۔ یہ بلوچستان میں ہی serve کرنے کے لئے بھرتی کیا گیا تھا اس لئے یہ پنجاب کا عملہ نہیں تھا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا - جو چیز میں کہنا چاہتا تھا اگر وہ آپ سن لیتے تو شائد آپ کی توجہ اس معاملے میں اس ملک کے بچانے کے لئے کام آتی - یہ فیصلہ انتہائی طور پر غلط تھا اس لئے کہ یہی فیصلہ آگے چلکر چار قومیتوں کو جنم دے گا ۔ یہ کیا بات ہوتی ۔ ملک ایک گھر ہوتا ہے ۔ میں چاہے اس کونے میں بیٹھ جاؤں چاہے اس کونے میں بیٹھ جاؤں لیکن یہ پابندی لگانا کہ پنجاب کا کوئی آدمی بلوچستان میں serve نہیں کر سکے گا ۔ بلوچستان کا کوئی لڑکا سندھ میں نہیں پڑھ سکتا ۔ سندھ کا کوئی لڑکا پنجاب میں نہیں آ سکتا ۔ پنجاب کا وہاں نہیں جا سکتا ۔ مہربانی کرکے آپ اس فیصلے پر نظر ثانی کیجئے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا - یہ مسئلہ ایسا ہی ہے ۔ پنجاب نے کبھی اس طرح نہیں سوچا ۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں نے جن کے بارے میں یہ تحریک پیش کی گئی ہے حکومت کی بجائے ان کے اس رویے پر ہمیں اور آپ سب کو افسوس ہونا چاہئے کہ جب انہیں یہ بتایا گیا کہ اس ملک کے ایک حصے میں جو ہمارا ہی گھر ہے ۔ جو ہمارا ہی دست و بازو ہے اس کو آپ کی خدمات کی ضرورت ہے ۔ اور وہ خدمات بھی عارضی طور پر درکار ہیں ۔ اس کے بعد آپ واپس آ جائیے گا اور یہاں آپ کو integrate کیا جائے گا ۔ آپ کو یہاں جگہ دی جائے گی ۔ اس کے باوجود انہوں نے انکار کیا ۔ اور services ایسی نہیں ہیں کہ جب صدر اور گورنر ان کو حکم دے اس کے بعد وہ انکار کریں کہ نہیں صاحب ہم ملک کے اس حصے میں چند دنوں کے لئے جانے کے لئے تیار نہیں ہیں جب کہ ابتدا میں ان کو بھرتی ہی اس حصے میں خدمات انجام دینے کے لئے کیا گیا تھا ۔ اور اس وقت ان کو علم تھا ۔ یہ تو بعد کی بات ہے کہ ایسی

صورت پیدا ہو گئی اور ہم نے مناسب سمجھا کہ ٹھیک ہے کہ حکومت بلوچستان اپنی سطح پر یہ چاہتی ہے کہ ان لوگوں کو ہم واپس لے لیں تو آخر ہم نے ان کو کہیں تو کھپانا ہے اور ہم نے ان کو واپس بلا لیا ورنہ ہم نے تو نہیں کہا تھا کہ یہ پنجاب کے لوگ ہیں اور واپس آئیں۔ حکومت بلوچستان کے کہنے پر حکومت پنجاب نے یہ اقدام کیا اور یہ اقدام اس وقت کی اس حکومت کا غلط تھا۔ لیکن یہ بہر حال انسان تھے۔ پنجاب سے تعلق رکھتے تھے ہم نے کہا ٹھیک ہے آپ تشریف لے آئیں۔ لیکن جب دوبارہ حالات وہاں بدلے اور اس کی حکومت نے وہاں خواہش کی اس خلا کو پر کرنے کے لئے عارضی طور پر ان لوگوں کو وہاں بھیج دیا جائے۔ تو ان کو حکم دیا گیا۔ انہوں نے اس حکم کی پرواہ نہ کی۔ حکم عدولی کی۔ چنانچہ اس میں ان سروس کا جو ضابطہ 16.24 ہے یہ ان پر لاگو ہوا اور اسکے بعد ان کے خلاف کارروائی کی گئی۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں.......

مسٹر سپیکر۔ انہوں نے کہہ دیا ہے اور جواب آ گیا ہے کہ یہ فیصلہ غلط تھا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ میں حزب اختلاف کے ایک خادم کی حیثیت سے ایک سٹیٹمنٹ دینا چاہتا ہوں یہ فیصلے غلط تھے۔ ان پر نظر ثانی کی جائے کہ بلوچستان کا باشندہ ہی بلوچستان میں نوکری کر سکتا ہے۔ پنجاب کا وہاں نہیں جا سکتا۔ پنجاب کا لڑکا وہاں پڑھ نہیں سکتا۔ بلوچستان کا لڑکا یہاں کسی سکول میں داخل نہیں ہو سکتا۔ یہی صورت حال مشرقی پاکستان میں ہوئی تھی کہ جب مجیب الرحمان کے کہنے پر صدر ایوب نے یہ کر دیا تھا کہ بنگالی ہی بنگال میں ملازم ہو سکتا ہے۔ آخر وہ دو قومیتیں بنیں۔ اور وہ ملک ہم سے کٹ گیا۔ یہ انتہائی سنگین مسئلہ ہے۔ اس پر حکومت کو توجہ کرنی چاہئے اور اس فیصلے

کو بدلنا چاہئے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا - میں نے تو وضاحت پہلے کرنی چاہی ہے - یہ توجہ ہم نہ کرتے تو ہم ان لوگوں کو بلوچستان میں serve کرنے کے لئے کیوں کہتے ۔ ہم تو اس اصول کے قائل ہیں - ہماری مرکزی حکومت اس اصول کی قائل ہے ۔ اس وجہ سے ہم نے ان دوستوں سے کہا کہ آپ وہاں جائیے اور خدمات انجام دیجئے ۔ اگر ہم کسی الٹ اصول کے قائل ہوتے تو ہم کہتے کہ ہم پنجاب کے لوگوں کو بلوچستان میں بھیجنے کے لئے تیار نہیں ہیں - نہ ہم نے ان لوگوں کو بلانے میں پہل کی نہ ہم نے اس بارے میں انکار کیا کہ پنجاب کے لوگ وہاں جا کر serve نہیں کر سکتے ۔ اس لئے جہاں تک ہماری حکومت کا تعلق ہے ہم تو اس ملک کے قائل ہیں کہ ہمارے لوگ وہاں خدمات انجام دے سکتے ہیں ۔ ان کے لوگ یہاں ۔ ان کے اور ہماری تفریق کا مسئلہ ہی نہیں ہے - ہم سب پاکستانی ہیں ۔ ہمارے بچے - ہمارے جوان اگر کسی جگہ بھی ان کی خدمات کی ضرورت ہے تو وہ حاضر ہیں - اس لئے ہم نے ان لوگوں سے کہا کہ آپ وہاں تشریف لے جائیے ۔ جب انہوں نے جانے سے انکار کیا تو رویہ غلط ہے نہ کہ حکومت کا کوئی ایسا رویہ ہے جس پر آپ کو اعتراض ہونا چاہئے ۔ حکومت کا تو یہی رویہ تھا کہ وہ سارے ملک کو ایک ملک سمجھتی ہے اور ان لوگوں سے بھی یہ چاہتی ہے کہ ملک کے کسی بھی گوشے میں جا کر خدمات انجام دینے کے لئے تیار رہیں ۔

سید تابش الوری - جناب سپیکر ۔ میں ممنون ہوں کہ وزیر خزانہ نے کسی حد تک تفصیل کے ساتھ اس مسئلہ پر بیان دے کر اس ایوان کو اعتماد میں لیا ہے ۔ لیکن انہوں نے بعض حقائق صحیح طور پر بیان نہیں کئے ہیں ۔

میں اس کی طرف سے آپ کے توسط سے توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں انہوں نے کہا ہے کہ صوبائی حکومت پنجاب نے اس سلسلے میں کوئی

initiative نہیں لیا تھا میں ان کی تو توجہ چیف سیکریٹری کی ایک میٹنگ کی رولداد پر مبذول کراتا ہوں جو 14 دسمبر 1972 میں ہوئی جسکے پیرا گراف 7 میں کہا گیا ہے ۔

> 7. The Chief Secretary Punjab said :-
>
> Repatriation should not be spread over till June 1973. He was of the view that it should be completed by the end of December 1972 so that the urgent requirements of the Punjab Government were met and vacancies now available in the Punjab did not remain unfilled.

جناب والا ۔ چیف سیکریٹری پنجاب نے یہ موقف اختیار کیا کہ انکی repatriation جلد سے جلد ہونی چاہئیے تاکہ یہاں جو جگہ خالی ہیں اور جو حکومت کی اہم ضروریات ہیں انکو فوری طور پر پورا کیا جا سکے ۔ اسکے بعد حکومت پنجاب نے ایک حکم جاری کیا جسکے تحت ان ملازمین کو کھپانے کے لئے ڈسٹرکٹ پولیس میں بھرتی بند کر دی گئی اور یہ حکم دیا کہ بلوچستان سے آنے والے ایک پنجابی کو انکی جگہ بھرتی کیا جائے ۔ جناب والا ۔ یہ لوگ تیرہ سو سے زائد افراد پر مشتمل ہیں طویل دشواریوں کے بعد یہاں آئے ۔ انہیں چوھڑکانہ کے کیمپ میں چھ ماہ تک رکھا گیا ۔ انہیں مجبور کیا گیا کہ وہ فیڈرل پولیس میں ملازمت قبول کرلیں یہ بات صحیح نہیں کہ نہیں بلوچستان کی پولیس میں بھرتی کے لئے واپس بھیجا جا رہا تھا بلکہ انکو فیڈرل پولیس میں بھرتی کیا جا رہا تھا ۔

Mr. Speaker. No such statement was made by the Finance Minister,

سید تابش الوری - بلوچستان کی پولیس کو ضرورت ہوئی۔ جناب والا - بلوچستان کی ڈیمانڈ پر واقعہ یہ ہے کہ جب فیڈرل پولیس میں ان لوگوں کو ملازمتیں دی گئیں تو انہوں نے کہا کہ چونکہ میکورلی پولیس میں حقوق و مراعات و شرائط مختلف ہیں اسلئے ہم وہاں جانے کے لئے تیار نہیں - ہم کو اس یقین دھانی پر بلایا گیا تھا کہ جہاں جگہیں خالی ہیں اور ہمیں ریگولر پولیس میں کھپایا جائیگا - یہی ان کی درخواست تھی لیکن یہ نہیں مانی گئی - اور ان کو بر طرف کر دیا گیا - ڈیڑہ سو افراد سے زائد ملازمین کو اس جرم میں بر طرف کیا گیا کہ انکو خود چیف سیکرٹری نے جلد سے جلد بلایا تھا اور یہاں چھ ماہ تک رکھا۔ جناب والا - یہ بڑا سنگین مسئلہ ہے -

Mr Speaker. I don't think that you have actually added or contradicted any observation or statement made by the Minister for Finance.

آپ نے جو کاغذات پڑھے ہیں اس میں یہ کہیں نہیں ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے کہا کہ بلوچستان سے پنجابی پنجاب میں آئیں - جو آپ نے پڑھا ہے -

That is a consequence of a decision. What-ever has been stated by the Hon'ble the Finance Minister has not been contradicted.

سید تابش الوری - میری گذارش یہ ہےکہ انہیں یہاں نہیں کھپایا گیا جبکہ جگہیں خالی تھیں اور لکھا گیا تھا کہ جگہیں خالی ہیں انہیں بھیجا جائے تاکہ ہماری urgent requirements چھ ماہ تک پوری ہو سکیں - جناب والا - اسکی وجہ سے انکے حقوق و مراعات ختم ہو کر وہ کٹے ہیں اور ڈیرہ سو سے زائد ملازمین بیکار ہو گئے ہیں -

Mr. Speaker I have not permitted speeches over this matter. In view of the statement made by the Finance

Minister, there is no force in the adjourment motion and it is disposed off accordingly.

سید تابش الوری - ان پہلوؤں پر روشنی ڈالئے -

Mr. Speaker. It is not a general discussion overt he matter. It is an adjourament motion over a specific mater of recent public importance. As has already been observed by me in view of the statement made by the Hon'ble Finance Minister, this adjournment motion is ruled out of order.

مسٹر سپیکر - تحریک التوا نمبر 7 سید تابش الوری کی میڈیکل کالجوں کے متعلق ہے چونکہ وزیر صحت نہیں ہیں - اس لئے اسکو pending کیا جاتا ہے - اگلی تحریک التوا نمبر 17 چوہدری امان اللہ لک کی مجسٹریٹوں کے بارہ میں ہے -

---

وکلا میں سے مجسٹریٹوں کی بھرتی -

وزیر خزانہ - مجسٹریٹوں کی تقرری کے سلسلے میں کمیشن کی سفارشات حکومت کو موصول ہو چکی ہیں اب یہ معاملہ حکومت کے زیر غور ہے - جناب والا - آپکو یاد ہو گا کل میں نے ایک سوال کے جواب میں کہا تھا کہ میڈیکل اور پولیس رپورٹ اور دوسری چیزیں ہوتی ہیں - اور ان میں کچھ وقت لگتا ہے - یہ صحیح نہیں ہے کہ پبلک سروس کمیشن کی ارسال کردہ فہرست کے مطابق حکومت نے مجسٹریٹوں کی تعیناتی سے کمیشن کو انکار کر دیا ہے اور کمیشن کو حکومت کی منشا کے مطابق انتخاب کرنے کی ہدایات کی ہیں یا یہ کہ پبلک سروس کمیشن نے دوبارہ فہرست بھیجی ہے اور حکومت نے اسے نظر انداز کر دیا ہے - ان میں

سے کوئی بات درست نہیں ہے -

چوھدری امان اللہ لک ۔ میں اس یقین دہانی کے بعد تحریک پر زور نہیں دیتا اور جیسا کہ راسے صاحب نے اپنی روایت کے مطابق واقعات صحیح فرمائے ہیں کہ وہ فہرست جو مجسٹریٹ صاحبان کی پبلک سروس کمیشن نے بھیجی تھی وہ منظور کر لی گئی ھے - اسکے بعد باقی formalities پوری کی جا رہی ہے -

مسٹر سپیکر - انہوں نے یہ نہیں کہا ھے -

چوھدری امان اللہ لک - میڈیکل وغیرہ تقرری کے وقت ہوتا ہے - جناب والا - آپکی وساطت سے میں ایک اہم ترین نقطہ پر وزیر موصوف کی توجہ مبذول کرا رہا ہوں کہ کیا اس لسٹ کو منظور کر لیا ہے یا نظر انداز کر لیا ھے - اگر منظور کرلیا گیا ہے - تو معاملہ ختم ہو جاتا ھے اور جو بے چینی امیدواروں میں پائی جاتی ھے - وہ ختم ہو جاتی ہے -

وزیر خزانہ - جناب والا - میں نے نہایت categorical الفاظ میں کہا ہے کہ یہ صحیح نہیں ھے کہ پبلک سروس کمیشن کی ارسال کردہ فہرست کے مطابق حکومت نے مجسٹریٹوں کی تعیناتی سے انکار کر دیا - یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ کمیشن کو حکومت کی منشا کے مطابق انتخاب کرنے کی ہدایت کی گئی - یہ بھی صحیح نہیں کہ کمیشن نے دوبارہ کوئی فہرست بھیجی جسے حکومت نے نظر انداز کر دیا ہو - صرف یہ صحیح ہے کہ کمیشن نے لسٹ حکومت کو بھیجی ہے حکومت اس پر غور کر رہی ہے -

سید تابش الوری - ایک 25 مجسٹریٹوں کے انتخاب کی فہرست ھے اور دوسری ایک سو مجسٹریٹوں کے انتخاب کی لسٹ ہے -

مسٹر سپیکر ۔ تحریک التوا میں ایک مجسٹریٹوں کے متعلق لکھا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ بجا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب تحریک التوا نمبر19 حاجی سیف اللہ خاں کیطرف سے ہے ۔

دفتر یونین کونسل چن پور تحصیل لیاقت پور پر پیپلز پارٹی کے عہدیداروں کا زبردستی قبضہ

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اس طرح کا واقعہ ہوا ہے ۔ یہ درست ہے کہ کارکنوں نے یونین کونسل چن پور تحصیل لیاقت پور پر پارٹی کا جھنڈا لگایا اور دفتر کے باہر پارٹی کا بورڈ بھی لگایا ۔ لیکن یہ درست بات نہیں کہ دفتر کے کمروں یا ہال پر انھوں نے قبضہ کیا ہو ۔ یا وہ کمروں میں آ کر یا ہال میں بیٹھے ہوں ۔ یہ واقعہ ہوا ہے کہ اس عمارت پر پارٹی کا جھنڈا کارکنوں نے لگا دیا ۔ لیکن وہ لوگ دفتر کی چار دیواری کے اندر ، اس کے لانز میں نہیں آئے ۔ لیکن کمروں میں اور ہال میں ، ایسا کوئی واقعہ نہیں ہے کہ اس پر قبضہ ہو ۔ یہ تمام بات سیکرٹری کی عدم موجودگی میں ہوئی ہے اور سیکرٹری نے اس وقوعے کی رپورٹ حکام بالا کو کر دی ہے جس پر مناسب کارروائی کی جائے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خاں ۔ جناب والا ۔ بہر حال میں تو یہ پہلی دفعہ ہی سن رہا ہوں ، اور ایک ایسے فاضل منسٹر سے سن رہا ہوں جن کی علمی ، ادبی اور قانونی قابلیت کا میں معترف ہوں کہ جھنڈا لگ چکا ہے ان کے فرمان کے مطابق دفتر ، لان ہر چیز پر قبضہ ہو چکا ہے ، کمروں میں مداخلت نہیں کی گئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ انھوں نے تو factual سٹیٹمنٹ کیا ہے ، اس میں جو بھی نتیجہ اخذ کر لیں ۔ قبضہ ہے یا نہیں ، انھوں نے اس کی legal implications نہیں بتائیں ، کیونکہ غالباً وہ وکیل نہیں ہیں ۔ انھوں نے factual statement دے دیا ہے اس ایوان میں کہ اس وقت انکوائری ہو رہی ہے اور مناسب کارروائی کی جائے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہر چیز تسلیم کی جا چکی ہے ۔ جھنڈا اس وقت تک لگا ہوا ہے ، بورڈ اس وقت تک لگا ہوا ہے ، عمارت سرکاری ہے ، پارٹی ان کی ہے ، کارکن ان کے ہیں ، انھوں نے قبضہ کیا ہے تو وہ عمارت کیوں اس وقت تک خالی نہیں ہوئی ۔ آج ان کی رپورٹ یہ آنی چاہیے تھی کہ ہم نے وہ جھنڈا بھی اتروا دیا ہے ، بورڈ بھی اتروا دیا ہے ، قبضہ بھی یونین کونسل کو دے دیا ہے ۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کسی دوسرے ملک نے قبضہ کیا ہو ۔

وزیر خزانہ ۔ جن لوگوں نے تحریکیں دیکھی ہیں ، جو کبھی کسی تحریک میں شامل رہے ہیں انھیں یاد ہوگا کہ جب بھی کوئی جلوس نکلتا ہے ، جہاں جا کے ختم ہوتا ہے اس اسمبلی کے باہر پتا نہیں کون کون سے جھنڈے آج تک لگ چکے ہیں ۔ کیا اس کے بعد یہاں ایک قرار داد آنی چاہیے کہ کیونکہ یہاں مزدور فلاں رنگ کا جھنڈا لگا گئے ہیں ۔ اس لئے مزدوروں نے اسمبلی پر قبضہ کر لیا ہے ۔ یہاں جب بھی جلوس آئے ان لوگوں نے جھنڈے لگائے ۔ ڈپٹی کمشنر کے دفتر سے کوئی جلوس لیکر جاتا ہے تو وہاں جھنڈا لگا دیتا ہے ۔ تحریک پاکستان میں سیکرٹریٹ پر ہماری ایک نوجوان بچی نے جھنڈا لگایا تھا ۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس عمارت پر قبضہ کر لیا گیا ہے اور نہ میں نے یہ تسلیم کرکے کہا ہے کہ ہمارے کارکنوں نے اس عمارت پر قبضہ کیا ہے ۔ ہو سکتا ہے کسی مسئلے میں وہ احتجاج کرنے آئے ہوں اور انھوں نے اس عمارت پر جھنڈا لگا دیا ہو

میں نے کہا ہے کہ ایسی کوئی تحریک ہو جائے گا - ایک کر رہے حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں تو پھر بھی ان کی تسلی نہیں ہو رہی ہے

سردار امجد حمید خان دستی - پوائنٹ آف آرڈر - مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ تحریکوں میں حصہ لینے والے اراکین ورکرز نے آج تک یہ نہیں دیکھا کہ کسی عمارت پر غاصبانہ قبضہ مستقل طور پر ہو گیا ہے اگر کسی نے اپنے جذبات کا مظاہرہ کرنے کے لئے کہیں جھنڈا لگایا ، تو وہ فوری طور پر اس دن واپس ہو گیا - یہ کبھی نہیں ہوا کہ مستقل طور پر جھنڈا لگا ہو اور دفتر بنا ہوا ہے اور بورڈ بھی لگا ہوا ہے -

مسٹر سپیکر - سردار صاحب - یہ کوئی پوائنٹ آرڈر نہیں ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ انہوں نے جھنڈے تک اکتفا کیا ہے اور آپ اپنے بیان میں بورڈ تک تسلیم کر گئے ہیں - کیا جلوسوں میں بورڈ بھی ساتھ لے کر چلتے ہیں کہ بورڈ بھی لگا دیا جائے -

مسٹر سپیکر - آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کی factual statement ٹھیک نہیں ہے

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - پہلے factual statement دیتے ہیں پھر اس کی تاویل کرتے ہیں کہ عمارتوں پر جھنڈے لگے رہتے ہیں اور ساتھ ہی بورڈ بھی لگتا ہے -

مسٹر سپیکر - انہوں نے کہا ہے کہ رپورٹ درج ہو گئی ہے - اس میں انکوائری ہو رہی ہے اور مناسب ایکشن لیا جائے گا -

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ یقین دہانی کرائی جائے کہ وہ سرکاری عمارت خالی کرائی جائے گی ۔ اور کب تک خالی کرائی جائے گی ۔ یا اسے مستقل طور پر پیپلز پارٹی کے دفتر کے لئے دے دیا ہے ۔ یہ یقین دہانی واضح ہونی چاہیے ۔ پارلیمانی تاریخ میں اس قسم کی کوئی مثال نہیں ملتی کہ سیاسی جماعتیں سرکاری دفاتر پر اور بالخصوص حزب اقتدار کی جماعتیں قبضے کرتی پھریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب ۔ اس مسئلے پر جنرل ڈسکشن نہیں ہو سکتی ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اگر یہ روایت چل نکلی تو اس اسمبلی کی عمارت پر پیپلز پارٹی کا جھنڈا لگ جائے گا ۔ کیونکہ یہاں ان کی اکثریت ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ وہ تو لگا ہوا ہے ۔ اس سے آپ زیادہ فکر مند نہ ہوں ۔ جب بھی جلوس وغیرہ آتے ہیں تو اس میں ایک طریقہ یہ بھی آج کل ہے کہ اس میں بینرز بھی ہوتے ہیں ۔ اس میں جھنڈے بھی ہوتے ہیں ہو سکتا ہے ان میں سے کوئی بینر جس پر کوئی سلوگن لکھا ہوا ہو ۔ دیوار پر لگا دیا ہو ۔ بہر حال میں اس ہاؤس کے سامنے اس بات کو ایک اصول کے طور پر تسلیم کرتا ہوں کہ کسی سرکاری عمارت پر کسی سیاسی جماعت کا قبضہ نہیں ہونے دیا جا سکتا اور یہاں بھی نہیں ہونے دیا جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ کب تک یہ دفتر فارغ کرایا جائے گا ؟

Mr Speaker. Leave it to his good sense,

سید تابش الوری - اگر جناب وزیر یہ کہہ دیں کہ یہ جنات کا کام ہو سکتا ہے - ہمارے کلرکوں کا نہیں تو یہ زیادہ صحیح ہوگا -

Mr. Speake. This is accordingly disposed of.

مسٹر سپیکر - اب چودھری امان اللہ لک کی شاہ تاج شوگر ملز کے متعلق تحریک ہے -

وزیر جیل خانہ جات - مجھے ابھی ابھی اس کا نوٹس ملا ہے دریافت کرکے بتاؤں گا -

چودھری امان اللہ لک - میں وزیر موصوف سے درخواست کرتا ہوں - - - - -

وزیر جیل خانہ جات - آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں - میں ساری معلومات حاصل کرکے آپ کو بتا دوں گا -

مسٹر سپیکر - یہ ساری تحریک ہائے ملتوی ہو گئیں - آپ کب تک جواب دینے کی پوزیشن میں ہوں گے ؟

وزیر جیل خانہ جات - اگلے پیر تک -

مسٹر سپیکر - پیر کو 11 تاریخ ہے -

اب دیوان سید غلام عباس بخاری التوا نمبر 21 لیتے ہیں -

مخدوم محمد رفیق وغیرہ ساکنان کوٹ میانہ ضلع سرگودھا کا تھانہ مڈھ رانجھا میں بغیر ضابطے کی کارروائی کے محبوس کیا جانا

مسٹر سپیکر - دیوان سید غلام عباس بخاری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ مخدوم محمد رفیق - غضنفر - محمد علی - نیاز علی ساکنان کوٹ میانہ ضلع سرگودھا چاروں حضرات کو بغیر کسی ضابطے کی کارروائی کے تھانہ مڈھ رانجھا ضلع سرگودھا کی حوالات میں محبوس رکھا جا رہا ہے - تصادم صرف حفاظت خود اختیاری کے ضمن میں ہوا ہے - اب چار بے گناہوں کو بلا وجہ حوالات میں بند رکھا جا رہا ہے اور بتلایا جاتا ہے کہ ان کی زندگی بھی سخت خطرے میں ہے -

آپ اس کا نوٹس لیں گے یا میں اسے ووٹ کے لئے پیش کروں ؟ کیونکہ بغیر کسی ضابطے - بغیر کسی عدالت میں پیش کئے - بغیر کسی آرڈر کے ان کو پولیس نے جیل میں رکھا ہوا ہے -

It is a violation of the fundamental rights given by the constitution.

وزیر خزانہ - جناب میرے پاس اس کا نوٹس نہیں ہے -

Mr. Speaker. Then it will come up tomorrow.

باقی تحریک ہائے بھی ساری آج ہی موصول ہوئی ہیں - ان کا proper نوٹس نہیں ہے -

سردار امجد حمید خاں دستی - میری تحریک بہت اہم ہے -

Mr. Speaker. But the Ministers does have notice of that motion.

کیونکہ یہ سب آٹھ بجے کے قریب موصول ہوئی ہیں جبکہ منسٹر صاحبان یہاں تشریف لا چکے تھے اکثر کو تو علم ہی نہیں ہے

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ میں نے رول نمبر 92 کے تحت ریزولیوشن پیش کرنے کے لئے نوٹس دیا تھا ۔ رول نمبر 93 کے تحت مجھے یہ حق دیا گیا ہے کہ میں کس وقت بھی کوئی ریزولیوشن اسمبلی کو ارسال کر سکتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کونسا ہے ؟

میاں خورشید انور ۔ میں نے ایک ریزولیوشن بھیجا تھا طریق کار یہ ہے کہ جب ریزولیوشن زیادہ ہو جائیں تو ...

مسٹر سپیکر ۔ اگر تو سپیکر کا اس پر کوئی آرڈر ہے جس کو آپ discuss کرنا چاہتے ہیں تو ۔

The Speaker invites you to sit with him over a cup of tea and discuss the matter with him.

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ آپ نے طریقہ کار مقرر کر رکھا ہے کہ ریزولیوشن جب بھی زیادہ ہوں کبھی کے نام پر قرعہ اندازی ہوتی ہے قرعہ اندازی میں میرا نام آنا لیکن جس ریزولیوشن کا آج ایجنڈے میں ذکر آیا ہے اس کو میں نے اتنی اہمیت نہیں دی ۔ میں نے نوٹس میں لکھا تھا کہ میرا فلاں ریزولیوشن جس میں مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کے لئے قومی اسمبلی سے سفارش کرنے کے لئے کہا گیا تھا ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker. If I have over-ruled that resolution, then I can't permit discussion over that in this House.

میاں خورشید انور ۔ جناب مجھے کوئی اطلاع نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو اطلاع نہیں ملی اب مل جائے گی ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ۔ جب میرا نام قرعہ اندازی میں آ گیا اور میرا ریزولیوشن ایجنڈے میں رکھا بھی گیا لیکن اصل ریزولیوشن رکھنے کی بجائے کم اہمیت کا ریزولیشن رکھا گیا ۔ میں اس پر احتجاج کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ کا کوئی ریزولیشن تھا اور وہ ایجنڈے میں نہیں آیا ہے تو میں اس پر اب اس طرح بحث کی اجازت نہیں دے سکتا ۔

میاں خورشید انور ۔ وہ مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کے لئے تھا ۔ مجھے اس کے متعلق کوئی اطلاع نہیں ہے ۔

Mr. Speaker. I will enquire from the office ; you come to my Chamber please.

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب سپیکر ۔ میں اپنی تحریک کے سلسلہ میں اگر کچھ وضاحت کردوں تو اس کو مد نظر رکھتے ہوئے وزیر موصوف تحقیقات فرمائیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وقت گزر گیا ہے ورنہ مجھے کوئی اس پر اعتراض نہیں تھا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ میرے خیال میں ان کے لئے سہولت ہو جائے گی ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اس لئے کہ یہ مسائل بڑے نازک ہیں ۔ یہ ہمارے آپس کے صوبوں کے مسائل ہیں ہماری کل زندگی کے مسائل ہیں ۔

اور یہ ہماری کل زندگی سے تعلق رکھتے ہیں ۔ میں آپ کی اجازت سے یہ وضاحت کرانا نہایت ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ اصل مسئلے کی انتہائی بگڑی ہوئی شکل ہے ۔ یہ کہنا کہ ہمارے چیف سیکرٹری نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ یہ پولیس جلد از جلد پنجاب کو واپس کر دی جائے ۔ جناب والا حکومت پنجاب نے انتہائی طور پر اس بات کی مزاحمت کی کہ یہ کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے کہ اس طرح مختلف صوبوں کے لوگوں کو یہ سمجھا جائے کہ وہ ان صوبوں میں سروس نہیں کر سکتے اور ان کو واپس لیا جائے ۔ لیکن جب بلوچستان کی حکومت نے اس بارے میں اصرار کیا تو اس پر پنجاب کی حکومت نے یہ مناسب سمجھا کہ اگر ان لوگوں کو واپس آنا ہے ۔ جناب والا ۔ میں استدعا کروں گا کہ قائد حزب اختلاف میری بات سنیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ علامہ صاحب ۔ یہ اصل میں میری معرفت آپ سے خطاب کر رہے ہیں ۔ اس کے متعلق جو آپ نے فرمایا تھا کہ صوبوں میں یہ وبا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اس لئے یہ بات نہایت ضروری ہے ۔ اس کی وضاحت انتہائی ضروری ہے ۔ ۔ ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب والا ۔ اس مسئلے پر تو بحث ختم ہو چکی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن نے نکتہ اعتراض اٹھایا تھا اور وضاحت مانگی تھی اس سلسلے میں وہ وضاحت کر رہے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ اس وقت میں قائم مقام وزیر اعلیٰ کے طور پر اپنا حق استعمال کر رہا ہوں یہ وضاحت ضروری ہے ۔

Mr. Speaker. I hope that you won't refer to the adjournment motion.

وزیر خزانہ ۔ perfectly right اس لئے جناب والا ۔ میں اس بات کی وضاحت نہایت ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ مسائل جو ہیں یہ بڑے نازک ہیں ان کی وضاحت ہونی چاہئیے کہ پنجاب کی حکومت نے انتہائی طور پر مزاحمت کی کہ یہ بات ہی اصولاً غلط ہے کہ صوبے اس طرح سے محسوس کریں کہ فلاں شخص پنجاب سے تعلق رکھتا ہے اس لئے وہ یہاں کام نہیں کر سکتا ۔ فلاں بلوچستان سے تعلق رکھتا ہے اس لئے وہ یہاں کام نہیں کر سکتا ۔ ہم نے جب انتہائی کوشش کر لی اور اس میں ہم ناکام رہے اور اس وقت کی نیپ کی حکومت بلوچستان اس بات پر مصر رہی کہ ان لوگوں کو واپس جانا ہے تو پھر پنجاب کے چیف سیکریٹری نے یہ ضروری سمجھا کہ اگر ان لوگوں کو آنا ہی ہے تو اس وقت آئیں جب ہمارے پاس ان کے لئے کچھ گنجائش ہو ۔ اگر ہم نے ان لوگوں کی بھرتی جو ہم کرنا چاہتے ہیں پولیس میں کر لی اور اس کے بعد یہ لوگ بھی آ گئے تو ہم ان کو کہاں کھپائیں گے ۔ اس لئے ہم نے کہا جناب ہم کچھ لوگوں کو پنجاب میں بھرتی کرنا چاہتے ہیں اس لئے اگر آپ لوگوں نے ان کو واپس کرنا ہے تو ان تاریخوں کے اندر اندر آپ ان کو واپس کردیں تاکہ ان کو ہم اپنی صفوں میں کھپا سکیں ۔ تو اس وجہ سے انہوں نے اس تاریخ پر اصرار کیا تھا ۔ اس میں ہرگز اس مسئلے کو اس طرح سے پیش نہیں کیا جا سکتا کہ پنجاب کی حکومت نے کہا تھا کہ ہمارے لوگوں کو واپس کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker: The matter is over.

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ کورم پورا نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ کورم پورا نہیں ہوا ۔ کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 15 منٹ کے لئے ملتوی کی گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر - گنتی کی جائے - - - - گنتی کی گئی - - - - کورم پورا نہیں ہے - اب ایوان کی کارروائی 8 جون 1973ء بروز جمعہ 8 بجے صبح تک ملتوی کی جاتی ہے -

(اسمبلی کا اجلاس 8 جون 1973ء بروز جمعہ 8 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس چہارم

جمعہ ـ 8 جون 1973ء

(جمعة المبارک 6 جمادی الاول 1393ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا ـ
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ـ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ز وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ
نَّفْسِكَ ط وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ○ مَنْ يُّطِعِ
الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ○ ط
وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ز فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ
الَّذِيْ تَقُوْلُ ط وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ج فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ
عَلَى اللّٰهِ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ○ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ط وَلَوْ كَانَ
مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ○

پ ۵ ـــ س ۴ ــــــ ع ۸ ـــ ـ ایات ۷۹ تا ۸۲

اے انسان تجھ کو جو فائدہ پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو نقصان پہنچے وہ تیری ہی وجہ سے ہے ـ اور اے پیغمبر! ہم نے تم کو لوگوں کی ہدایت کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے ـ اور اس بات کا اللہ گواہ کافی ہے ـ جو شخص رسُول کی فرمانبرداری کرے گا تو بلاشبہ اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی ـ اور جو نافرمانی کرے تو اے پیغمبر تمہیں ہم نے ان کا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا ـ اور یہ لوگ منہ سے تو کہتے ہیں کہ آپ کی فرمانبرداری (دل سے منظور) ہے ـ لیکن تمہارے پاس سے جب چلے جاتے ہیں تو اُن میں سے بعض لوگ رات کو تمہاری باتوں کے خلاف مشورے کرتے ہیں اور جو یہ مشورے کرتے ہیں اللہ اُن کو لکھتا جاتا ہے ـ تو اُن کا کچھ خیال نہ کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو اللہ ہی کارساز کافی ہے ـ بھلا لوگ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے ـ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کا کلام ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف پاتے ـ

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

پنجاب کے فراھمی روزگار کے دفتروں میں ملازمت کے متلاشی کوالیفائڈ مرد و زن کی تعداد

*2542 ۔ **شیخ محمد اصغر** ۔ کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) پنجاب کے فراھمی روزگار کے دفتروں کی اطلاعات کے مطابق صوبہ میں درس و تدریس کی ملازمت کے متلاشی کوالیفائیڈ مرد و زن کی تعداد کیا ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ کی متعدد درس گاھوں میں اساتذہ اور استانیوں کی ضرورت ہے ۔

(ج) اگر جزو ھائے بالا کا جواب اثبات میں ھو تو مذکورہ مرد و زن کو ملازمت مہیا کرنے کا کوئی انتظام کیا جائے گا ؟

وزیر محنت (مسٹر محمد افضل وٹو) ۔ (الف) پنجاب کے دفاتر فراھمی روزگار کے ریکارڈ مورخہ 31-12-1972ء کے مطابق 11159 درس و تدریس کے متلاشی کوالیفائیڈ مرد و زن کی تعداد موجود تھی ۔

(ب) جی ھاں ۔

(ج) ضلعی تعلیمی ریکروٹمنٹ کمیٹیاں قائم کر دی گئی ہیں جو کہ جلد اساتذہ اور استانیوں کی خالی آسامیوں کو پر کرنا شروع کر دیں گی ۔

لاھور شہر میں پرائیویٹ بسوں ، منی بسوں اور اومنی بسوں کی تعداد

*2551 ۔ **شیخ محمد اصغر** ۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) آج کل لاھور کارپوریشن کی حدود میں لاھور اومنی بس سروس کی کتنی بسیں چل رھی ہیں اور پرائیویٹ بسوں اور منی بسوں کی تعداد کیا ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور سے جلو کے درمیان اور لاہور سے ہڈیارہ ہربکے روڈ پر پرائیویٹ بسیں چل رہی ہیں -

(ج) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ماڈل ٹاؤن بس سروس جو میو ہسپتال سے ماڈل ٹاؤن کے درمیان چلتی ہے - اومنی بس سروس کے مقابلہ میں نہایت آرام دہ ہے - اگر ایسا ہے تو اومنی بس سروس کی بسیں آرام دہ بنانے کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (مسٹر محمد افضل وٹو) - (الف) آج کل لاہور اومنی بس سروس شہر کے مختلف روٹوں پر روزانہ اوسطاً 147 بسیں چلا رہی ہے - میونسپل حدود کے اندر (7) سٹیج کیرج کے پرمٹ ماڈل ٹاؤن کوآپریٹیو سوسائٹی کو جاری کئے ہوئے ہیں - جبکہ لاہور شہر میں منی بسیں چلانے کے لئے 24 پرمٹ تجرباتی طور پر دیئے گئے ہیں -

(ب) یہ درست ہے - لاہور سے منہالہ براستہ جلو - واہگہ اور لاہور سے ہڈیارہ براستہ ہربکے روڈ پرائیویٹ بسیں چل رہی ہیں جن کی تعداد درج ذیل ہے :-

(1) لاہور سے منہالہ براستہ جلو واہگہ — 38 بسیں

(2) لاہور سے ہڈیارہ براستہ ہربکے روڈ — 18 بسیں

(ج) یہ کہنا درست نہیں کہ ماڈل ٹاؤن بس سروس لاہور اومنی بس سروس کے مقابلہ میں نہایت آرام دہ ہے - پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ لاہور کے شہریوں کو سفری سہولیات بہم پہنچانے کے لئے تمام تر کوششیں بروئے کار لا رہا ہے - لاہور اومنی بس سروس کو مستقبل قریب میں تقریباً 350 بسیں اور دی گئی ہیں - ان بسوں کی باڈیاں موجودہ بسوں سے بہتر ہوں گی - ڈیلکس ٹائپ ہوں گی - اس کے علاوہ ان کے ساتھ ایڈیشنل ٹریلر لگے ہوئے ہوں گے اور کھڑے ہونے کے علاوہ بیٹھنے کی زیادہ گنجائش next space ان میں زیادہ ہوگی - تو اس ساخت کی بسیں مسافروں کو مزید سفری سہولیات بہم پہنچائیں گی - اور اس کے علاوہ بھی Bus stopage اور waiting کی سہولتیں وغیرہ

کا انتظام کیا جائے گا۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ یہ فرمائیں گے کہ بسوں میں جہاں ۵۰/ ۵۲ مسافروں کے بیٹھنے کی گنجائش ہے وہاں ان میں سو مسافر ہوتے ہیں ۔

Mr. Speaker : That supplementary does not arise out of the original question which relates to only Omni Buses in Lahore.

سردار امجد حمید خان دستی ۔ میں عرض کرتا ہوں جواب کے جزو (ج) میں کہا گیا ہے کہ :

"پنجاب بورڈ ٹرانسپورٹ بورڈ لاہور کے شہریوں کو سفری سہولیات بہم پہنچانے کے لئے تمام تر کوششیں بروئے کار لا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ لاہور کے شہریوں کو specify کر دیا گیا ہے ۔

مزدور ٹریڈ یونین تنظیموں میں پیشہ ور لیڈر

2607* ۔ **شیخ محمد اصغر** ۔ کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ متعدد صنعتوں میں کام کرنے والے مزدوروں کی ٹریڈ یونین تنظیموں میں ایسے پیشہ ور لیڈر ہیں جو نہ تو مزدور ہیں اور نہ ہی ان کا اس صنعت سے تعلق ہوتا ہے ۔

(ب) آیا یہ درست ہے کہ ایسے پیشہ ور لیڈر مزدوروں کو کام کرنے سے منع کرتے ہیں اور صنعتی پیداوار کے نقصان کا باعث ہوتے ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ان پیشہ ور نام نہاد مزدور رہناؤں کی فہرست حکومت نے تیار کی ہے اور مزدوروں کو ایسے نام نہاد رہنماؤں کے اثر و رسوخ سے بچانے کے لئے حکومت نے کوئی قدم اٹھایا ہے یا اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر محنت ۔ (مسٹر محمد افضل وٹو) ۔ (الف) انڈسٹریل ریلیشنز آرڈیننس

1969ء کے تحت ہر ٹریڈ یونین اپنی حسب منشاء زیادہ سے زیادہ 25 فیصد عہدیداران غیر ممبران سے رکھ سکتی ہے۔

(ب) اس میں پیشہ ور اور غیر پیشہ ور لیڈر کا امتیاز برتنا ممکن نہیں۔

(ج) ملکی قانون اس بات کا ضامن ہے کہ پیشگی اجازت کے بغیر مزدور اپنی پسند کی یونین تشکیل دے سکتے ہیں اور اپنے نمائندے اور عہدہ دار مکمل آزادی سے کر سکتے ہیں۔ حکومت کی یہ پالیسی قطعاً نہیں کہ وہ کسی مزدور رہنما پر کوئی پیشگی لیبل چسپاں کرے۔ البتہ مزدوروں کو ان کے حقوق اور ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے کے لئے حکومت تمام ذرائع ابلاغ استعمال کر رہی ہے اور کوئی شخص بھی جو امن عامہ میں خلل کا باعث بنے قانون سے بالا تر نہیں حکومت اپنی ذمہ داری نبھانے کی پوری طرح اہل ہے اور ساتھ ہی توقع رکھتی ہے کہ مزدور اپنے مفاد کو پہنچانتے ہوئے شر پسند عناصر سے اجتناب کریں گے۔

سردار امجد حمید خان دستی۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ان کے خیال میں ہے کہ آئندہ لیڈروں کے انتخاب کے لئے غیر مزدور لوگوں کو حصہ لینے دیا جائے گا۔ بتدریج اس طرف حکومت کی توجہ ہے کہ یہ ریفارم لائیں گی ؟

Mr. Speaker: I don't permit this supplementary because it does not form part of the question.

لاہور اومنی بس سروس کو مزید نقصان سے بچانا

*2608۔ شیخ محمد اصغر۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 1972—1971ء اور 1973 میں آج تک پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ لاہور نے اومنی بس سروس کے حوالہ کتنی ڈبل ڈیکر و سنگل ڈیکر بسیں کی ہیں اور آئندہ لاہور اومنی بس سروس کو 1973ء کے خاتمہ تک کتنی بسوں کے ملنے کی توقع ہے۔

(ب) آیا یہ درست ہے کہ لاہور میں جو پرائیویٹ منی بسیں چل رہی

ہیں ان سے لاہور اومنی بس کو نہ صرف نقصان پہنچ رہا ہے بلکہ عوام کو بھی زیادہ کرایہ ادا کرنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو لاہور اومنی بس سروس کو مزید نقصان سے اور عوام کو زیادہ کرایہ سے بچانے کے لئے آیا لاہور میں بورڈ کی طرف سے نئی بسیں چلانے کا کوئی پروگرام ہے اگر ہے تو کب تک۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (مسٹر محمد افضل وٹو) ۔ (الف) 1971ء میں لاہور اومنی بس کو صرف 12 سنگل ڈیکر بسیں دی گئی تھیں اور کوئی ڈبل ڈیکر نہیں دی گئی ۔ 1972ء سے مارچ 1973ء تک کوئی بس نہیں دی گئی ۔ ماہ فروری 1973ء میں پنجاب ٹرانسپورٹ بورڈ نے 1154 بیڈ فورڈ اور 148 اٹلی کی اور 1200 رومانیہ کی بسوں کے لئے معاهدے کیے ہیں جن کی ترسیل تقریباً شروع ہو چکی ہے ۔ جس میں بیڈ فورڈ کی تقریباً 39 بسیں ہمیں مل چکی ہیں ۔ 148 اٹلی سے پہنچنے والی ہیں اور رومانیہ کا معاهدہ آخری مراحل میں داخل ہو چکا ہے اور اس طرح سے ان بسوں میں سے لاہور اومنی بس کو 375 بسیں ملیں گی جن میں سے سو بسیں عنقریب بیڈ فورڈ کی بسوں میں سے مہیا کی جائیں گی۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے ، سال رواں کے آخر تک لاہور اومنی بس سروس کو 375 نئی بسیں ملنے کی توقع ہے ۔ جس کی ترسیل ماہ مئی 1973ء سے شروع ہو چکی ہے اور 39 بسیں مل چکی ہیں ۔ باقی انشاء اللہ عنقریب مہیا کی جائیں گی ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ کیا وزیر صاحب از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اتنی تعداد میں سرکاری بسوں کے ناکارہ ہونے کی کیا وجہ ہے ۔ کیا یہ وجہ تو نہیں کہ عملہ ان کے پرزے بیچ لیتا ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ اس میں ناکارہ کا ذکر نہیں ہے ۔ یہ سوال تو نئی بسوں کے چلانے کے متعلق ہے ۔ یہ تو سوال نمبر2608 ہے ۔

Sardar Amjad Hameed Khan Dasti : Sorry Sir.

پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ میں ناکارہ بسوں کی تعداد

*2609 ۔ شیخ محمد اصغر ۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آیا یہ درست ہے کہ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کی ملکیت میں جو ناکارہ بسیں تھیں ان کو نیلام کر دیا گیا ہے یا نیلام کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو (1) ناکارہ بسوں کی تعداد کیا ہے جو نیلام کی جا چکی ہیں یا نیلام کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ (2) ان بسوں میں سے لاہور اومنی بس سروس کی کتنی بسیں ہیں (3) بورڈ کی ملکیتی تمام ناکارہ بسوں کے نیلام کرنے سے کتنی رقم ملی ہے یا ملے گی۔ کیا اس رقم سے مزید بسیں خرید کی جائیں گی یا اسے صوبائی حکومت کے حوالہ کر دیا جائے گا ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (مسٹر محمد افضل وٹو) ۔ جی ہاں ۔ وہ بسیں جن کو ناکارہ اور ناقابل مرمت قرار دیا جا چکا ہے۔ نیلام کر دی گئی ہیں یا نیلام کی جا رہی ہیں ۔

1 ۔ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کی تاریخ تشکیل یعنی 14-8-1973ء سے لے کر تا دم تحریر 286 بسوں کو ناکارہ اور ناقابل نیلامی قرار دیا جا چکا ہے ۔

2 ۔ متذکرہ 286 بسوں میں سے 94 بسیں لاہور اومنی بس سروس سے متعلق ہیں ۔

3 ۔ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ نے تاریخ تشکیل سے لے کر اب تک 157 بسیں نیلام کی ہیں ۔ جن سے مجموعی رقم 12 لاکھ 2 ہزار ایک سو تڑسٹھ روپے وصول ہوئی ہے۔ بقایا 129 بسیں مئی کے آخر میں نیلام کی جانی تھیں۔ جو کہ متوقع ہے کہ اس وقت تک مہیا کی جا چکی ہوں گی یا عنقریب ہو جائیں گی ۔ اس سے جو رقم ملے گی اس کو مختلف ترقیاتی منصوبوں پر صرف کیا جائے گا ۔

شیخ عزیز احمد ۔ کیا آنریبل وزیر ٹرانسپورٹ بیان فرمائیں گے کہ انہوں نے حصہ (الف) میں تاریخ 14-8-1972 ، بتائی ہے جب کہ چھپی ہوئی تاریخ 14 اکتوبر 1973 ہے اور تیسرے حصہ میں مجموعی رقم 2 لاکھ 30 ہزار

714روپے بتائی گئی ہے اورآپ نے اپنے جواب میں 12 لاکھ 2 ہزار اور 166 روپے بتائی ہے -

وزیر ٹرانسپورٹ - میں شیخ صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس سوال کا جواب ماہ فروری میں تیار ہو کر پرنٹ ہوا تھا - میں نے جو آپ کو فگرز اب بتائی ہیں یہ latest ہیں جو کہ اس ماہ کے آخر تک ہیں اگر آپ فروری کی فگر دیکھنا چاہیں تو وہ تحریری ریکارڈ پر موجود ہے اور اگر آپ latest سننا چاہیں تو جو میں نے ابھی آپ کو بتائی ہیں وہ latest figures ہیں -

سردار امجد حمید خان دستی - جناب والا - میرا سوال جناب وزیر صاحب نے سنا نہیں اس لئے میں اسے repeat کرتا ہوں

وزیر ٹرانسپورٹ - میں نے سن لیا ہے - گزارش یہ ہے کہ لاہور اومنی بس سروس کو 1965ء کے بعد سے 1973ء تک آٹھ سال کے عرصے میں کوئی نئی بس نہیں دی گئی اور زیادہ تر بسیں 1961ء سے چل رہی ہیں یعنی ایک بس کی گارنٹی زیادہ سے زیادہ تین چار سال ہوتی ہے - وہ بسیں دس گیارہ سال سے ہیں - اور اومنی بس کے فلیٹ میں کوئی بس بھی سات سال سے بعد کی نہیں ہے - تو ان حالات میں اول تو ان کی life exhaust ہو چکی ہے اور اس کے علاوہ بورڈ سے قبل اس کی management میں leakage اور دوسری خرابیاں تھیں جس وجہ سے یہ بسیں کافی تعداد میں ناکارہ ہوئیں اور ان کے بورڈ نے باقاعدہ طور پر سروے کرایا ہے اور اس کے بعد جو ایسی میں ناقابل استعمال ہیں ان کو بتدریج اس طرح سے نیلام کیا جا رہا ہے -

سردار امجد حمید خان دستی - جناب والا - میں نے سوال یہ کیا تھا کہ کیا آپ کے علم میں ہے کہ اتنی زیادہ تعداد میں بسیں ناکارہ ہونے کی وجہ یہ ہے چاہے آپ کے وقت میں یا اس سے پہلے کہ انتظامیہ پرزے نیلام کرتی رہی ہے ؟ اس کا جواب نہیں آیا -

وزیر ٹرانسپورٹ - میں نے جواب دیا ہے کہ صرف یہی وجہ نہیں ہے - وجہ لائف کی بھی تھی - جو دس سال کی پرانی ہیں - قدرتی طور پر انہوں نے ناکارہ ہونا ہے اور سات سال سے بعد کی کوئی بس ہے ہی نہیں اور ساتھ ساتھ leakage پرزوں کی چوری اور دوسری انتظامیہ کی غلطیاں - یہ

مجموعی طور پر وہ اسباب تھے جس کی وجہ سے اتنی بڑی تعداد میں بسیں ناکارہ ہوئیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جب آپ کے علم میں آ چکا ہے کہ پرزے چوری ہوئے تو کیا ان لوگوں کے خلاف جن کے متعلق آپ کے علم میں آ چکا ہے کہ انہوں نے پرزے چوری کئے ہیں کوئی کارروائی کی گئی ؟

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے تو غالباً اس کے لئے قانون بنوا لیا ہے ۔

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر سے گزارش کرونگا کہ آپ کے علم میں ہوگا کہ پچھلے چند ماہ میں ہم نے Undesirable Employees' Ordinance کے تحت ایسے ہی عناصر کے خلاف جو جو شہادت available تھی ۔ اب دس سال پرانی یا پانچ سال پرانی کے تو ہم ذمہ دار ہو نہیں سکتے ۔ لیکن ماضی قریب میں جو جو بھی ایسے عناصر موجود تھے ان کے خلاف ہم نے باقاعدہ طور پر کارروائی کی ہے اور مسلسل کی جا رہی ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم فرمائیں گے کہ آئندہ کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کیا ہے کہ کوئی پرزوں کی چوری نہ ہو ؟ کیا اس کے لئے کوئی جامع کارروائی کر رہے ہیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ جناب والا ۔ ہم نے بورڈ بنا دیا ہے اس کے علاوہ Undesirable Employees' Ordinance کو مسلسل لاگو کر رہے ہیں ۔ اور ہر ڈپو میں اس طرح ہم نے کمیٹیاں بنا دی ہیں جو کہ اس کی چیکنگ کرتی ہیں ۔ ایم ۔ پی ۔ اے کو ہر ڈپو میں اور اس نیچے کے پانچ پانچ آدمیوں کی ٹیم ملا کر جنرل چیکنگ کے لئے بھی مقرر کیا ہے ۔ اس کے علاوہ ڈسٹرکٹ مینیجر صاحبان کی ماہانہ ہم میٹنگ کرتے ہیں جس ہیں ان کی net income اور پرزوں کی اور دوسرے ریکارڈ کی جانچ پڑتال کا بھی معائنہ کیا جاتا ہے ۔

سردار محمد عاشق ۔ جناب وزیر موصوف نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ بقایا 237 بسیں اس ماہ یعنی اپریل میں نیلام کی جا رہی ہیں ۔ جناب والا ۔ اپریل کو گزرے ہوئے دو ماہ گزر چکے ہیں ۔ کیا نیلامی انہوں نے کی ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ اپریل تو انہوں نے نہیں کہا ۔

سردار محمد عاشق ۔ جناب والا ۔ جواب میں لکھا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے جواب پڑھا ہے وہ اس سے بالکل مختلف ہے اور اس کی انہوں نے وضاحت بھی کر دی ہے کہ یہ فروری کا لکھا ہوا جواب ہے ۔

سردار محمد عاشق ۔ جناب والا ۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ نیلام کی جائیں گی ۔

میاں خان محمد ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ 1965ء سے لے کر اب تک کوئی بس نہیں لی گئی ۔ حالانکہ اس سے پہلے سوال کے جواب (الف) میں دیا گیا ہے کہ ''1971ء میں لاہور اومنی بس سروس کو صرف 12 سنگل ڈیکر بسیں دی گئی تھیں ۔،، اب وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ کوئی بس نہیں دی گئی ۔

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ یہ بسیں 12 یا 5 ایک قلیل مقدار میں ہیں ۔ میرا مقصد مجموعی طور پر سینکڑوں کی تعداد میں ہے جس طرح کہ اب ہم کر رہے ۔ پنجاب ٹرانسپورٹ بورڈ کے 12 سو کے فلیٹ میں اگر 12 بسیں شامل کر دی جائیں تو یہ آٹے میں نمک کے برابر ہے ۔

Mr. Speaker : He has corrected the record.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاھتا ھوں کہ انہوں نے دستی صاحب کے سوال کے جواب میں دلائل دینے کی کوشش کی ہے کہ پرزہ جات کی چوری کے واقعات کی بنا پر گورنمنٹ کا ٹرانسپورٹ کا نظام فیل ھوا اور یہ ورکشاپوں میں ھوتا رھا ہے ۔ اس کے لئے کیا انہوں نے ٹیکنیکل کمیٹی بنائی ہے یا بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ کیونکہ وہ باھر بھی ھو آئے ہیں اور بسیں انہوں نے منگوائی ہیں ۔ اور باھر جن ملکوں سے بسیں منگوائی گئی ہیں ان کا کیا طریقہ کار ہے جو یہاں اپنایا جا سکے تاکہ ورکشاپوں میں جہاں بسوں کی مرمت ھوتی ہے ۔ پرزوں کی چوری ھوتی ہے یا replacement ھوتی ہے ۔ اس کے لئے کوئی ٹیکنیکل تدابیر اختیار کی جا رھی ہیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ جناب والا ۔ ھم نے تجاویز بتا دی ہیں ۔ اگر چوھدری امان اللہ لک صاحب کوئی اچھی تجاویز بتا دیں ھم ان پرانشاء اللہ عمل کریں گے ۔

چوھدری عبدالعزیز ڈوگر ۔ جناب والا ۔ کیا یہ درست ہے کہ اس وقت

لاہور میں ایسی ناکارہ اور دھواں چھوڑتی ہوئی بسیں بھی on road ہیں اور ان کا کوئی نوٹس نہیں لیا جاتا بلکہ وہ ایسی ناکارہ بسیں ہیں جو راستے میں ہی کھڑی ہو جاتی ہیں اور مسافروں کو تکلیف ہوتی ہے - ویسے تو وہ دھواں چھوڑتی ہوئی بسیں عوام کے لئے مضر صحت بھی ہیں ؟

مسٹر سپیکر - آخر مسافر دو گھنٹے کھڑا رہتا ہے - بس اگر پانچ منٹ کھڑی ہو جائے تو کیا فرق پڑتا ہے -

(قہقہہ)

وزیر ٹرانسپورٹ جناب والا - میں فاضل ممبر سے اتفاق کرتا ہوں - مجھے ان کی اس تجویز کا بے حد احترام ہے لیکن مجبوری جہاں ہمیں لاہور میں 6 سو بسیں چلانے کے لئے درکار ہیں وہاں ہمارے پاس بمشکل ڈیڑھ سو بسیں ہیں - اگر ہم نہ چلائیں تو غریب لوگ سڑکوں پر یا فٹ پاتھ پر انتظار کریں تو اس سے بہتر ہے کہ تھوڑا سا دھواں فاضل ممبر برداشت کریں اور تھوڑا سا انتظار کر لیں عنقریب یہ تکلیف رفع ہو جائے گی -

میاں خان محمد - جناب والا - سڑکوں پر جو بسیں چل رہی ان میں سے عموماً ایسی ہیں جن کی ایک سائیڈ سڑک پر چپکتی جا رہی ہے - ان کو تو کم از کم روکیں - وہ اتنی جھکی ہوئی ہوتی ہیں کہ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ الٹ رہی ہیں -

مسٹر سپیکر - آپ چاہتے ہیں کہ ان کی کمر سیدھی کی جائے -

صوبہ پنجاب میں بے روزگار ڈپلوما اور ڈگری انجینئرز کی تعداد

*2689 - **سردار محمد عاشق** - کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب میں ڈپلوما انجینئرز اور ڈگری انجینئر کے طلباء کافی سے زیادہ بے روزگار ہیں -

(ب) کیا وزیر موصوف اس امر سے آگاہ ہیں کہ جناب وزیر اعلیٰ نے مذکورہ طلباء کے کنونشن میں 5/6 ماہ قبل ان کو یہ یقین دھانی کرائی تھی کہ ان کے مسائل بہت جلد حل کر دئے جائیں گے مگر

آج تک ایسا نہ ہو سکا۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ طلباء کے مسائل کب تک حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت پنجاب ڈپلوما انجینیئر کی رجسٹریشن کے مسئلہ کو زیر غور لانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو ایسا کب تک ہونے کی امید ہے۔

(د) صوبہ پنجاب میں ڈپلوما انجینئرز اور ڈگری انجینئرز بے روزگار طلباء کی تعداد کتنی ہے جو 1960ء سے 1972ء تک فارغ التحصیل ہو چکے ہیں ؟

وزیر محنت۔ (مسٹر محمد افضل وٹو) : (الف) دفاتر روزگار صوبہ پنجاب کی فہرست پر 30 دسمبر 1972ء کو 1303 ڈپلوما انجینئرز اور 224 ڈگری انجینئرز ملازمت کے امیدوار تھے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ڈگری اور ڈپلوما انجینئرز کی تربیت اور ملازمت کے سلسلے میں ایک قانونی مسودہ حکومت کے زیر غور ہے۔ اس مسودہ میں گریجوایٹ اور ڈپلوما انجینئروں کو بڑے صنعتی اداروں میں مزید سہولت فراہم کی جانے کی شفارش موجود ہے۔ مسودہ قانون کے مطابق تربیت حاصل کرنے کے بعد ان انجینئروں کو صنعتی اداروں میں روزگار پر لگوانے کا بھی حکومت کو اختیار ہوگا۔

(ج) قانونی مسودہ کی منظوری کے بعد ڈگری اور ڈپلوما انجینئروں کی رجسٹریشن ہوگی تاکہ بے روزگار انجینئر کے متعلق مکمل اور صحیح اعداد و شمار معلوم ہو سکیں اور ان کی تربیت کا معقول بندوبست کیا جائے (کل کے اخبار میں آپ نے پڑھا ہو گا کہ حکومت نے این۔ڈی۔وی۔پی کے تحت ایک ہفتہ کے اندر اندر ایک ہزار کے اس طرح کے انجینئرز کو روزگار مہیا کرانے کا حکم دیا ہے اور یہ سلسلہ انشاء اللہ بتدریج جاری رہے گا۔)

(د) موجودہ تواعد کے مطابق بے روزگار انجینئرز کے لئے دفاتر روزگار

میں نام درج کرانا ضروری نہیں۔ بلکہ رضاکارانہ ہے۔ اس لئے یہ بتانا مشکل ہے کہ کس قدر طلباء نے 1960ء سے 1972ء تک ڈگری اور ڈپلوما حاصل کیا ہے اور کتنے بے روزگار ہیں۔ بہرحال دفتر روزگار میں ان انجینئروں اور ڈپلوما ہولڈروں کی تعداد جو ملازمت کے خواہش مند ہیں۔ (الف) میں بتائی جا چکی ہے۔

صوبہ پنجاب میں نئی بسوں کی درآمد

*2718۔ **چوہدری علی بہادر خان**۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ صوبہ پنجاب میں نئی بسیں منگوا رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ بسیں کب تک پہنچ جائیں گی اور یہ کس کمپنی کی ساختہ ہیں اور ان کی کتنی قیمت ہے؟

وزیر ٹرانسپورٹ (مسٹر محمد افضل وٹو)۔ (الف) جی ہاں۔

(ب) مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق یہ بسیں پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کو دی جائیں گی۔

(۱) میسرز نیشنل موٹرز لمیٹڈ کراچی۔

ماہ	اینں بی 5	جے 6
مارچ 1973ء	—	10
اپریل 1973ء	10	20
مئی 1973ء	20	20
جون 1973ء	50	—
جولائی 1973ء	73	—
اگست 1973ء	131	—
ستمبر 1973ء	210	—
اکتوبر 1973ء	210	—
نومبر 1973ء	200	—
دسمبر 1973ء	200	—
میزان	1104	50

1104بیڈ فورڈ ایس - بی - 5 بسوں کی قیمت بحساب 71,000 روپے فی بس ایکس کراچی مبلغ 78,34,000 روپے اور 50 بیڈ فورڈ جے 6 بسوں کی قیمت بحساب 68,800 روپے کراچی مبلغ 34,40,000 روپے ہے -

تیار کنندگان کا نام میسرز واکس ھال موٹرز لوٹن بیڈ فورڈ شائر انگلینڈ ہے -

(2) میسرز ری پبلک موٹرز لمیٹڈ کراچی -

	بی - ایل - ایم - سی - بسیں
جون 1973ء	30
ستمبر 1973ء	120
اکتوبر 1973ء	120
نومبر 1973ء	30
میزان	300

300 بسوں کی قیمت بحساب 68,000 روپے فی بس ایکس کراچی مبلغ 2,04,00,000 روپے ہے ان بسوں کے تیار کنندگان کا نام میسرز برٹش لی لینڈ انٹرنیشنل لمیٹڈ انگلینڈ ہے -

(2) 148 فیٹ بسیں اٹلی سے درآمد کی جا رہی ہیں یہ بسیں مئی 1973ء تک کراچی پہنچنے کی توقع ہے - ایک فیٹ بس کی قیمت 1,12,000 روپے پڑتی ہے -

(4) 1200 بسیں رومانیہ سے درآمد کرنے کے لئے کراچی کی ایک فرم میسرز سروس مین سے بات چیت ہو رہی ہے ایک بس کی قیمت بہت سے فاضل حصوں سمیت جو دوسری بسوں کے کے ساتھ فروخت نہیں ہوئے مبلغ 94,234 روپے ایکس لاہور پڑتی ہے - جونہی معاملہ طے پا جائے گا فرم کو بسوں کی سپلائی کے لئے آرڈر جاری کر دیا جائے گا - بسوں کی سلائی کا شیڈول ابھی طے ہونا ہے -

چوھدری علی بہادر خان ۔ کیا اتنا فارن ایکسچینج پہلے بھی روڈٹرانسپورٹ کو دیا جاتا رہا ہے اور پہلے جو دیا گیا تھا وہ خسارے میں چلاگیا تھا ؟

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریسن 1953ء میں بنی تھی اس کو چھ کروڑ روپے دئے گئے تھے ۔ نہ صرف یہ رقم واپس کی گئی بلکہ اس ضمن میں ورکشاپ اور زمین اور دوسرا اثاثہ کی مالیات آٹھ کروڑ روپے سے زیادہ ہے ۔ گورنمنٹ کا چھ کروڑ روپیہ واپس ھو چکا ہے اور اس کے پاس آٹھ کروڑ روپے کا اثاثہ موجود ہے ۔ اس طرح یہ چودہ کروڑ روپے کی رقم بنتی ہے ۔ یہ صحیح ہے کہ چار پانچ سال میں غلط انتظام کی وجہ سے خسارہ ہوتا رہا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ انتظامی خرابی کی وجہ سے خسارے کو دائمی خسارا قرار دیں ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ھوں کہ مطلوبہ تعداد میں بسیں جو ھمیں اگلے سال تین ہزار کے قریب ملنی ہیں ان کی یہ رقم چند سالوں میں واپس کر دیں گے ۔ بلکہ خاطر خواہ منافع بھی حاصل کریں گے ۔

میاں خان محمد ۔ Fiat گاڑی ایک لاکھ روپے کی ہے اور رومانیہ کی بس کا انجن بھی بڑا ہے وہ 65 ہزار روپے کی ہے ۔ یہ تفاوت کیوں ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ ۔ تمام اخراجات ڈال کر تقریباً 94 ہزار روپے کی ہے ۔

چوھدری علی بہادر خان ۔ کیا یہ درست ہے کہ روڈ ٹرانسپورٹ کے پاس ایک کروڑ روپے کے فاضل پرزے پڑے ہیں ۔ اور جو بسیں آپ درآمد کر رہے ہیں کیا یہ پرزے ان میں کام نہیں آ سکتے ؟

وزیر ٹرانسپوٹ ۔ میں فاضل ممبر سے اتفاق کرتا ھوں ۔ کیونکہ آٹھ لاکھ روپے کی مالیت کے پرزے پڑے ھوئے ہیں یہ پرزے صرف مرسیڈیز" کے کام آتے ہیں اب وہ ناکارہ ھو چکی ہیں ۔ ناقابل اصلاح ہیں ۔ ھم موجودہ صورت میں یہ کر رہے ہیں کہ ایران میں مرسیڈیز کی مارکیٹ ہے ھم ایرانی ایمبیسی کے ذریعے ان کی سیل کا بندوبست کر رہے ہیں ۔ یہاں بھی ھم نے ٹنڈر دیئے ھوئے ہیں ۔ جو بھی مناسب قیمت سے خریدے ھم اس کو دے دیں گے ۔

لاھور میں منی بسوں کے پرمٹوں کا اجراء

2876* ۔ چوھدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے لاھور میں صرف 24 منی بسوں کو پرمٹ جاری کئے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو ان گاڑیوں کے کیانمبر ہیں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (مسٹر محمد افضل وٹو)۔ یہ درست ہے کہ لاہور میں صرف 24 منی بسوں کو پرمٹ جاری کئے گئے ہیں۔ ان گاڑیوں کے نمبر حسب ذیل ہیں :—

(1) پی ۔ آر ۔ اے 6352
(2) آر ۔ آئی ۔ سی 2188
(3) ایل ۔ ای ۔ جی 8287
(4) ایس ۔ اے 3296
(5) پی ۔ آر ۔ اے 6351
(6) آر ۔ آئی ۔ سی 2628
(7) ایل ۔ ای ۔ ایچ 7204
(8) آر ۔ آئی ۔ سی 3233
(9) ایم ۔ این ۔ اے 1435
(10) ایل ۔ ای ۔ ایچ 9080
(11) ایل ۔ ای ۔ ایچ 3942
(12) ایل ۔ ای ۔ ایچ 3943
(13) ایل ۔ ای ۔ ایچ 3944
(14) ایل ۔ ای ۔ ایچ 4468
(15) ایل ۔ ای ۔ ایچ 5320
(16) ڈی ۔ جی 3434
(17) آر ۔ آئی ۔ سی 1848
(18) آر ۔ آئی ۔ سی 2630
(19) ایل ۔ ای ۔ ایچ 4469
(20) آر ۔ آئی ۔ سی 2629
(21) ایل ۔ ای ۔ ایچ 2480
(22) ایل ۔ ای ۔ ایچ 2862
(23) ایس ۔ اے 3276
(24) ایل ۔ ای ۔ ایچ 6057

چوهدری علی بهادر خاں - اس وقت لاهور میں سینکڑوں کی تعداد میں منی بسیں چل رهی ہیں حالانکہ آپ نے صرف 24 کو پرمٹ دئے ہوئے ہیں -

وزیر ٹرانسپورٹ - یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہم نے صرف ۲۴ کو پرمٹ دیئے تھے لیکن جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اومنی بسیں تھوڑی ہیں یعنی چھ سو کی بجائے 146 بسیں ہیں عوام کی تکلیف کے پیش نظر ہم نے ان کو رعایت دے رکھی ہے -

شیخ عزیز احمد - کیا رعایت میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ پرمٹ حاصل نہ کریں ؟

وزیر ٹرانسپورٹ - ایسا نہیں ہے ہم نے ان کو سختی سے حکم دیا ہے کہ وہ پرمٹ حاصل کریں اور آپ سب اس معاملے میں ہماری مدد کریں -

---

بسوں میں سگریٹ نوشی

*2948 - **چوهدری محمد یعقوب بھٹہ** - کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حکومت کے علم میں ہے کہ ڈرائیور ، کنڈکٹر اور چھوٹے بچوں سے لے کر بوڑھی عمر تک کے افراد بسوں میں سگریٹ نوشی کرتے ہیں -

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ بین الاقوامی طور پر یہ مسلمہ امر ہے کہ سیگریٹ نوشی اور اس کا دھواں انسانی صحت کے لئے نہایت مضر ہے -

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) مذکورہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بسوں میں سگریٹ نوشی پر کوئی موثر پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (مسٹر محمد افضل وٹو) - عام تاثر یہی ہے کہ بعض بس ڈرائیور - کنڈکٹر اور بس کے مسافر بچوں اور بوڑھوں سمیت

سفر کے دوران سگریٹ نوشی کرتے ہیں -

(ب) اس امر کے متعلق محکمہ ٹرانسپورٹ کسی قسم کی رائے زنی نہیں کر سکتا - ممکن ہے محکمہ صحت اس پر روشنی ڈال سکے -

(ج) قواعد موٹر گاڑی مجریہ 1969ء کے قاعدہ نمبر99 کے ذیلی شق (ii) کے مطابق مسافر گاڑیوں کے ڈرائیوروں اور کنڈکٹروں پر پہلے ہی پابندی عائد ہے کہ وہ سفر کے دوران یا جب بس میں مسافر سوار ہوں تمباکو نوشی نہیں کریں گے - اس طرح قاعدہ 101 کی ذیلی دفعہ (V) کے مطابق سٹیج کیرج کے مسافروں پر پابندی لگی ہوئی ہے کہ وہ ممنوعہ مواقع پر اور یا جب موٹر گاڑیوں میں پٹرول یا ڈیزل بھرا جا رہا ہو تمباکو نوشی نہیں کریں گے -

---

رحیم بخش ٹرانسپورٹ سروس کے روٹ کی توسیع کرنا

3159* - **حافظ علی اسد اللہ** - کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رحیم بخش ٹرانسپورٹ سروس کا روٹ لائل پور سے فورٹ عباس تک کا ہے جس کی توسیع چک نمبر 240-ایچ آر تک کرنے کے لئے عوام درخواستیں پیش کر چکے ہیں مگر تا حال منظوری نہیں ہوئی اس کی وجہ کیا ہے -

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عام لاریوں کے روٹ فورٹ عباس تا مروٹ یا بہاول نگر تا مروٹ ہیں - کیا حکومت عوام کی سہولت کے لئے ان روٹ ہائے کی توسیع چک نمبر340 - ایچ - آر تک کرنے کو تیار ہے ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (مسٹر محمد افضل وٹو) - (الف) رحیم بخش ٹرانسپورٹ کمپنی کے نام ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی بہاول پور سے کوئی روٹ پرمٹ جاری نہیں ہوا - البتہ لائل پور فورٹ عباس روٹ سے چک نمبر 340 ایچ آر تک کی توسیع کے لئے ایک درخواست

جناب عبدالغنی صاحب ایم ۔ پی ۔ اے فورٹ عباس نے دی تھی ۔ جوکہ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی بہاول پور نے سفارش کرکے صوبائی ٹرانسپورٹ اتھارٹی پنجاب کو بھیج دی ۔ اس درخواست کو صوبائی ٹرانسپورٹ اتھارٹی پنجاب کے اجلاس مورخہ 27-1-73 میں نا منظور کیا گیا ۔ کیونکہ مسافروں کی سہولت کے پیش نظر اور ٹرانسپورٹ ورکرز آرڈیننس کے تعین شدہ اوقات کار کے تحت پراونشل ٹرانسپورٹ اتھارٹی نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ کوئی روٹ 200 میل سے تجاوز نہیں کرے گا البتہ 10 فی صد فی سینکڑہ میل کی رعایت ان روٹوں پر دی جائے گی جہاں عوام کو براہ راست سفر کی سہولت سہیا کرنا ضروری ہو چونکہ مذکورہ روٹ کا فاصلہ پہلے ھی 249 میل بنتا ہے اور توسیع کے بعد یہ فیصلہ 264 میل ھو جاتا ہے اس لئے یہ درخواست منظور نہ ھو سکی ۔

(ب) یہ درست ہے کہ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی بہاول پور نے مندرجہ ذیل روٹوں پر پرمٹ جاری کئے ہیں :—

(۱) فورٹ عباس تا مروٹ	30 میل	4 پرمٹ
(۲) بہاول نگر تا مروٹ براستہ هارون آباد	50 میل	5 پرمٹ

عوام کی سہولت کے لئے فورٹ عباس تا چک نمبر340 ایچ ۔ آر اور بہاول نگر تا چک نمبر340 ایچ آر براستہ ھارون آباد نئے روٹوں کی باضابطہ طور پر درجہ بندی کرنے میں کوئی تامل نہیں ۔

لائل پور تا جڑانوالہ براستہ کھڑیانوالہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ چلانا

*3161 ۔ حافظ علی اسد اللہ ۔ کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت لائل پور سے براستہ کھڑیانوالہ جڑانوالہ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ چلانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس پر کب عمل درآمد ہوگا ؟

وزیر ٹرانسپورٹ (مسٹر محمد افضل وٹو) ہاں ۔ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس از لائل پور تا جڑانوالہ براستہ کھڑیانوالہ چلانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(ب) اس روٹ کو نئی بسوں کی مستقبل قریب آمد پر چلایا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگلا سوال نمبر3305 ۔

وزیر ٹرانسپوٹ ۔ جناب والا ۔ سوال نمبر 3305 کا جواب بعض دفتری ریکارڈ نہ ملنے کی وجہ سے موصول نہیں ہو سکا ۔ میں انشاء اللہ فاضل ممبر کی خدمت میں آئندہ باری پر جواب پیش کروں گا ۔

مسئلہ استحقاق

مسٹر سپیکر ۔ پہلی تحریک استحقاق راجہ محمد افضل کی ہے ۔

راجہ محمد افضل خان ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے تصدیق شدہ اسلحہ کے لائسنس کی درخواستوں کا نظر انداز کیا جانا

مسٹر سپیکر ۔ راجہ محمد افضل خان یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ اسمبلی کی کارروائی ایک اہم مسئلہ استحقاق پر غور کرنے کے لئے ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ حسب معمول میں نے دیگر اراکین اسمبلی اور پیپلز پارٹی کے نامزد نمائندوں کی طرح اپنے متعلقہ حلقہ انتخاب کے لوگوں کو اسلحہ کے لائسنس حاصل کرنے کے لئے درخواستیں تصدیق کرکے ڈپٹی کمشنر گجرات کو پیش کیں اور اپنے وکیل کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ تمام درخواستیں منظور کروا کر متعلقہ لوگوں کو بھیج دے لیکن ڈپٹی کمشنر درخواستوں پر کارروائی کرنے سے گریز کرتے رہے اور ٹال مٹول کرتے رہے ۔ میں نے یقین دلانے کی کوشش بھی کی کہ میں نے غنڈوں یا جرائم پیشہ لوگوں کی کبھی تصدیق نہیں کی لیکن تمام یقین دہانیوں کے باوجود اس چار ماہ کے عرصہ میں میری طرف سے براہ راست بھیجی ہوئی ایک بھی درخواست منظور نہیں کی گئی ۔ ان حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت سرکاری ملازموں کو اپنے سیاسی مقاصد

حل کرنے کے لئے استعمال کرتی ہے۔ ایسے اقدام حزب اختلاف کے نمائندوں کو اپنے علاقے میں بدنام اور ذلیل کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں تا کہ ان کی سیاسی پوزیشن اور وقار ختم ہو جائے۔ مجھے سرکاری ملازمین سے همدردی ہے کیونکہ وہ اپنے ضمیر کے تابع رہ کر کوئی کام نہیں کر سکتے۔ اس لئے موجودہ حکومت میں حق پر چلنے والوں کو بلاوجہ معطل کیا جا سکتا ہے اور ان کے لئے عدالتوں میں نظر ثانی کے دروازے بند کر دئے گئے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر کے ان اقدامات سے میرا استحقاق پامال ہوا ہے اس لئے اسمبلی میں اس تحریک استحقاق پر بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

راے صاحب۔ ممبروں کو لائسنس دینے کا جو حق ملا ہے۔ اس کی کیا پوزیشن ہے۔ یہ درخواستیں کس کے پاس جاتی ہیں ؟

وزیر خزانہ۔ جناب والا۔ اس صورت میں یہ درخواستیں ہوم سیکرٹری کے پاس جاتی ہیں۔

میاں خورشید انور۔ وزراء کی تصدیق شدہ درخواستیں ہوم سیکرٹری کے پاس جاتی ہیں مگر ممبروں کی تصدیق شدہ درخواستیں ڈی۔ سی کے پاس جاتی ہیں۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا۔ اس کے لئے مجھے وقت دے دیا جائے تاکہ میں معلومات حاصل کر سکوں۔

راجہ محمد افضل خان۔ جناب والا۔ اس کے ساتھ تفصیلات بھی مہیا کی جائیں کہ کتنے ممبران کی تصدیق شدہ درخواستیں منظور ہوئی ہیں اور کتنوں کی نا منظور ہوئی ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ جب یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے پاس جائے گی تو پتہ چل جائے گا۔ اس کے بعد بجٹ کا مسئلہ شروع ہونا ہے۔

سید تابش الوری۔ جناب والا۔ میری تحریک استحقاق بھی آج ہی پیش ہونی ہے۔

مسٹر سپیکر۔ اس کو بھی ابھی دیکھ لیں گے۔ اگر ضروری ہوا تو درمیان میں لے لیں گے۔

سید تابش الوری۔ جناب والا۔ وہ بجٹ کے متعلق ہے اگر اسے سب سے پہلے زیر بحث لانا جائے تو بہتر ہوگا۔

مسٹر سپیکر ۔ میں دیکھ لوں گا ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا بجٹ سیشن میں بھی پوائنٹ آف آرڈر ہوتا ہے ؟

میاں خورشید انور ۔ میرے خیال میں پوائنٹ آف آرڈر کبھی ختم نہیں ہو سکتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس کے متعلق واضح کر دوں کہ پوائنٹ آف آرڈر تو ہر وقت ہو سکتا ہے لیکن اس کے بھی کچھ آداب ہیں ۔ کچھ چیزوں پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں کیا کرتے ۔ مثلاً جب وزیر خزانہ اپنی بجٹ تقریر شروع کرتے ہیں تو دنیا بھر کا یہی دستور ہے کہ اس دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں کیا کرتے بلکہ ممبران ان کی تقریر سنتے ہیں ۔ اسی طرح اگر پوائنٹ آف آرڈر بجٹ کے متعلق ہے تو بات ٹھیک ہے اور اگر جنرل قسم کا ہے تو پھر اسے ملتوی کر دیتے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا گزارش یہ ہے کہ ابھی تو وزیر صاحب نے تقریر شروع نہیں کی اور میں نے عین وقت سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر پیش کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ غالباً ان کی تقریر آج نہیں ہونی ۔

میاں خورشید انور ۔ کل جناب نے فرمایا تھا کہ میں آپ کے چیمبر میں حاضر ہوں تاکہ مرزائیوں کے سلسلے میں جو میرا ریزولیوشن ہے اس کے متعلق آپ فیصلہ دے سکیں ۔ آج اخبارات میں مختلف خبریں چھپی ہیں ۔ ایک طرف تو جناب نے فرمایا کہ میں آپ کے چیمبر میں حاضر ہوں اور دوسری طرف اخبارات میں یہ خبر آئی ہے کہ آپ نے وہ ریزولیوشن مسترد کر دیا ہے ۔ اگر یہ خبر درست ہے تو از راہ کرم بیان فرمائیں کہ وہ کس بنا پر مسترد کیا گیا ہے اور کن رولز کے تحت مسترد کیا گیا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ۔ یہ احمدیت آپ پر اس طرح سے کیوں سوار ہو گئی ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ میرا خیال ہے کہ آپ پر بھی سوار ہونی چاہیے تھی ۔ یہ تو پورے ملک پر سوار ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں آپ وضاحت فرما دیں کہ کیا آپ نے وہ ریزولیوشن مسترد کر دیا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ۔ اب چونکہ آپ نے یہ بات چھیڑ دی ہے تو مجھے اس سلسلہ میں کچھ نہ کچھ کہنا پڑے گا ۔ آئین کسی کو اقلیت قرار دینے کے سلسلہ میں contemplate نہیں کرتا ۔ آئین یہ چیز ضرور contemplate کرتا ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو اقلیت کہتے ہوں اور کوئی خاص حقوق وہ حاصل کرنا چاہتے ہوں تو اس کے لئے وہ کوشش کر سکتے ہیں ۔ اس لئے آئین میں کوئی ایسی contemplation نہیں ہے کہ حکومت کسی کو اقلیت قرار دے دے ۔ اگر کوئی ترمیم ہوتی تو آئین میں ہونی چاہئے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی اجازت سے گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ ایک تو یہ اسمبلی خود مختار ادارہ ہے اور اپنے صوبے کے اندر اس کی خودمختاری کو کسی طرح بھی چیلنج نہیں کیا جا سکتا ۔ نمبر دو یہ ہے کہ نئے آئین میں مسلمان کی تعریف کی گئی ہے اور صدر صاحب بھی جب حلف اٹھائیں گے تو اس میں یہ الفاظ شامل ہیں کہ حضورؐ آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ۔ یہ مسلمان کی تعریف کی گئی ہے ۔ اس کی بنیاد پر یہ کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ آئین اس کی اجازت نہیں دیتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے موجودہ عبوری آئین اور مستقل آئین دونوں کا بڑے غور سے مطالعہ کیا ہے ۔ میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ آئین میں کوئی ایسی پرویژن نہیں ہے جس کے تحت صوبائی یا مرکزی حکومت کسی کو اقلیت قرار دے دے ۔ جو حدود آئین میں بیان کی گئی ہیں اس میں مسلمان کی تعریف کر دی گئی ہے جو اس کو تسلیم کرتا ہے وہ اس آئین کے مطابق مسلمان ہے ۔ تو جو اس حلف کو اٹھائے گا یا اٹھانے کے لئے تیار ہے وہ اس تعریف میں آ جاتا ہے اور جو اس تعریف میں نہیں آتا وہ اس آئین کے مطابق مسلمان نہیں ہے ۔ اس لئے کسی اسمبلی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی کو اقلیت قرار دے سکے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ ہم نے تو سفارش کرنی ہے ۔

مسٹر سپیکر - ٹھیک ہے کہ آپ نے سفارش کرنی ہے مگر آپ کیسے طرح کسی کو اقلیت قرار دے سکتے ہیں - آپ پہلے ایک فیصلہ کرتے ہیں کہ فلاں کو ہم اقلیت قرار دیتے ہیں اور اس کے مطابق سفارش کرتے ہیں - البتہ اگر چاہیں تو آئین میں ترمیم کی سفارش کر دیں -

اب سید تابش الوری صاحب کی تحریک استحقاق پیش ہے -

ضمنی میزانیہ بابت سال 73—1972ء کے ساتھ Explanatory Memorandum و دیگر ضروری دستاویزات کا فراہم نہ کیا جانا

مسٹر سپیکر- سید تابش الوری - حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے عوامی اہمیت کے ایک خاص اور فوری معاملے پر بحث کرنے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے - معاملہ یہ ہے کہ محترم وزیر خزانہ پنجاب نے 4 جون 73ء کو اس ایوان میں ضمنی میزانیہ 73—1972ء پیش کیا جس میں 1,01,44,82,020 روپے کے اضافی خرچ کے مطالبات زر پیش کئے گئے ہیں لیکن وزیر موصوف نے اپنی بجٹ تقریر میں یہ نہیں بتایا ہے کہ یہ اخراجات آمدنی کی کن مدوں سے پورے کئے جائیں گے - اس کے علاوہ Explanatory Memorandum to the Budget اور دوسری ضروری دستاویزات بھی ابھی تک فراہم نہیں کی گئیں جن سے خرچ و آمد کے تخمینوں کا صحیح اندازہ ہو سکتا - ان معلومات کو دیدہ و دانستہ پردہ اخفا میں رکھ کر اور ضروری لٹریچر فراہم نہ کر کے اس ایوان کے استحقاق کو مجروح کیا گیا ہے اور اس طرح اراکین اسمبلی تفصیلی اظہار رائے اور تبصرہ و تنقید کے حق سے محروم ہو گئے ہیں -

میں اس پر غور کروں گا مجھے یہ دیکھنا پڑے گا کہ کیا ان چیزوں کی ضرورت ضمنی بجٹ میں ہے ؟ اگر ہے تو آیا ان کو پورا کیا ہے یا نہیں ؟

سید تابش الوری - جناب والا - آئین کے آرٹیکل ۱۲۸ کے تحت ضمنی بجٹ کے لئے ان تمام قیود اور سہولتوں کو لازمی قرار دیا گیا ہے جو سالانہ میزانیے کے لیے ضروری ہوتی ہیں -

Mr. Speaker : Should I consider it as a part of general debate ?

سید تابش الوری ۔ نہیں جناب والا ۔ یہ بڑا اہم نکتہ ہے ۔

Mr. Speaker : I would advise the Member to make it a part of his general speech which he is going to make just now. If he is to participate in the general debate, he can raise all these points during his speech and I will take note of them.

سید تابش الوری ۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ایوان کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے اس طرح کارروائی ملتوی کرنے کا اختیار نہیں ہے ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

(قطع کلامیاں)

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ مجھے شارٹ سٹیٹمنٹ دینے کی تو اجازت ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے ابھی اس کو entertain نہیں کیا ہے ۔ میں اس پر غور کروں گا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اس مسئلے پر نیپا کی سرکاری طور پر چھپی ہوئی کتاب "Budgeting in National Development" کے حوالے سے عرض کروں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے نشان لگا کر بھیج دیجیے ، میں دیکھ لوں گا ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ میری ایک تحریک التوا کے بارے میں جناب نے فرمایا تھا کہ کل لیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس غرض کے لئے رکھی تو تھی ، مگر رولز اور آئین کے مطابق آج تحاریک التوا ہو نہیں سکتی ۔ وہ اگلی کسی نشست میں آ جائے گی ۔

پوائنٹ آف آرڈر

Authenticated schedule of authorised expenditure

سے زائد اخراجات کا ضمنی میزانیہ میں شامل کیا جانا

Mr. Speaker : Now we will proceed with the general discussion on the Supplementary Budget 1972—73, who will

open the debate.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ یہ بجٹ ڈسکشن جو آج جناب والا open کرنے والے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے تو open کر دی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ کر دی ہے یا کرنے والے ہیں ، جس طرح جناب مناسب سمجھیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے تو call upon کر دیا ہے کہ کون ڈیبٹ کو open کرے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ یہ so-called بجٹ سٹیٹمنٹ جو اس ہاؤس میں پیش کی گئی ہے ۔ یہ ہاؤس اس سٹیج اور اس صورت میں اسے consider ۔ discuss یا منظور کرنے کا مجاز نہیں ۔ یہ وہ supplementary statement of expenditure or excess supplementary statement of expenditure نہیں ہے جو آرٹیکل 128 کے تابع اس ہاؤس میں پیش کی جانی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب ۔ اگر آپ generally participate کر رہے ہیں then you may raise this point

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔ میں ڈسکشن پہ یہ اعتراض کر رہا ہوں کہ یہ ہے ہی نہیں ۔

Mr. Speaker : Haji Sahib :I will consider it.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ مجھے سنیں تو سہی ۔ میرے تین چار آئینی اعتراضات ہیں ۔ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ۔

مسٹر سپیکر ۔ فرمائیے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پہلی گزارش یہ ہے جناب والا ۔ کہ آئین کی آرٹیکل 126 (3) کے تابع کوئی بھی demand without the recommendation of the Governor اس ہاؤس میں پیش نہیں ہو سکتی ۔ جہاں تک فنانس منسٹر کی تقریر کا تعلق ہے ، انہوں نے کہیں یہ نہیں فرمایا کہ ڈیمانڈز کو پیش کرنے کے لئے recommendation of the Governor

لے لی گئی ہے یا یہ اسمبلی چیمبر میں دے دی گئی ہے - اس کے بارے میں جناب والا آرٹیکل 126 (3) کا حوالہ دیتا ہوں ۔

Mr. Speaker : Let us proceed further, I have noted this.

حاجی محمد سیف اللہ خان - اس میں میں جناب والا - آپ کی **precedents** quote کروں گا ۔

مسٹر سپیکر - اگر ضروری ہوا تو دیکھوں گا ۔ **Let us proceed further. Let me factually know first of all.**

اس مسئلے پر اگلا پوائنٹ شروع کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - یہ 1964ء اور 1965ء کی **precedents** ہی ہیں ۔

مسٹر سپیکر - اگر آپ کی بات کا factual جواب نہ آیا تو میں آپ سے سنوں گا کہ اس کا اثر کیا ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان - اس کے علاوہ جناب والا - میں جناب کی توجہ آرٹیکل (3) 127 کی طرف مبذول کراؤں گا جس میں لکھا ہوا ہے ،

> Subject to the provisions of the next succeeding Article, (i.e. Article 128) no expenditure from the Provincial Cansolidated Fund shall be deemed to be duly authorised unless it is specified in the Schedule so authenticated."

جناب والا - جو بھی بجٹ اسمبلی سے پاس ہوتا ہے - جناب گورنر اس کا شیڈول authenticate فرماتے ہیں اور وہ اسمبلی میں lay کیا جاتا ہے - جو lay ہو چکا ہے - اب جو کچھ شیڈول میں آ چکا ہے - اس سے زائد نیا expenditure اس عبوری آئین کے آرٹیکل 127 (3) کے تحت قطعی طور پر نہیں آ سکتا اور اگر کوئی چیز لائی جا سکتی ہے تو وہ جناب والا - آرٹیکل 128 (1) اور آرٹیکل 128 (2) کے تحت لائی جا سکتی ہے -

> If in respect of any financial year, further expenditure from the Provincial Consolidated Fund becomes necessary.........

Mr. Speaker : This actually relates to the matter which will come up before the House for specific discussion on the 11th

I shall take up these points on the 11th.

Haji Muhammad Saifullah Khan : How can it be discussed in general principles or in the general discussion? This is a main objection on the budget.

Mr. Speaker : This can be a part of the general discussion.

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, you have to decide whether it is to be discussed or not in the light of these Constitutional objections laid down before you. If you authenticate it, if you say that this is a valid statement then we proceed with the discussion but if you uphold my objection and say that it is not valid statement of expenditure as required by the Constitution, under Article 128, then no need of this dicussion arises and there is no need of wasting the precious time of this House.

اس بارے میں جناب والا۔ آرٹیکل 128 میں انہوں نے واضح طور پر یہ درج کر دیا ہے۔

> If in respect of any financial year, further expenditure from the Provincial Consolidated Fund.........

مسٹر سپیکر ۔ تیسرا پوائنٹ کیا ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب دوسرا پوائنٹ تو آپ نے سنا نہیں ۔

Mr. Speaker : I am actually taking them down.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میرا دوسرا پوائنٹ ابھی ختم ہی نہیں ہوا اور جناب نے لکھ لیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ in a nut-shell کہہ رہے ہیں کہ آرٹیکل 127 (3) کے تحت کوئی ایسا expenditure نہیں کیا جا سکتا جو کہ شیڈول میں گورنر صاحب کی طرف سے authenticate نہ کیا گیا ہو ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جی ہاں ۔ جناب ۔

مسٹر سپیکر ۔ اور اگر کرنا ہو تو پھر آرٹیکل 128 (2) کے تحت کر سکتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پہلے اس ہاؤس کی منظوری لیں ۔ پھر اس کے بعد اس کو خرچ کریں جناب والا ۔

Mr. Speaker : I have noted, now let us go to the third point.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اس کے ساتھ جناب والا ۔ جو شیڈول میں

expenditure درج ہے۔ اگر اس سے بڑھ جائے تو پھر آرٹیکل 128 (2) کے انہیں منظوری حاصل کرنی پڑے گی۔ اس کو وہ کر سکتے ہیں ۔ یہ آئین میں بالکل واضح ہے اور میری اس interpretation کی 1954 کے آئین سے تصدیق ہوتی ہے ۔

Mr. Speaker : Before we go for voting and when we actually deal with this, I shall give my decision. So far as your first objection is concerned, I may inform you that the Schedule is signed by the Governor. It reads ....

Haji Muhammad Saifullah Khan ; It must be recommended by the Governor.........

> **Mr. Speaker** : In pursuance of theprovisions of Clause 3 of Article 126 of the Interim Constitution of Islamic Republic of Pakistan read with Article 128 thereof, I Malik GhulamMustafa Khar Governor of the Punjab recommend the demands for Grants in respect of Financial Year 1972—73 specified in the schedule enact herewith to be made to the Provincial Assembly Punjab."

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ٹھیک ہے اس کے لئے میرا اعتراض یہ ہے جناب والا کہ جب یہ ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : I do not like these polemics.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Would it not be necessary for the House to know the facts ?

مسٹر سپیکر ۔ یہ نہ کہیں رولز میں پروویژن ہے نہ کہیں آئین میں پروویژن ہے ۔ We do many things by presumption جہاں تک آپ کے اعتراض کا تعلق ہے چونکہ آپ نے اعتراض کر دیا ہے ۔

Therefore the House has been informed accordingly.

11 تاریخ کو صبح کو کارروائی شروع کرنے سے پہلے میں اپنی رولنگ دوں گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں اس پر چھوٹی سی interpretation دینا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ اس پر مزید کچھ کہنا چاہتے ہیں تو پرسوں کہہ لیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - فیصلہ دینے سے پہلے آپ مجھے سن لیں گے -

مسٹر سپیکر - اگر مجھے تھوڑا سا بھی شک ہوا تو ضرور سنوں گا -

حاجی محمد سیف اللہ خان - ٹھیک ہے جناب والا -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - ہماری طرف سے جناب سید تابش الوری صاحب debate کو open کریں گے -

---

پنجاب کا ضمنی میزانیہ بابت سال ۷۳-۱۹۷۲

(بحث بحوثیت مجموعی)

مسٹر سپیکر - سید تابش الوری -

سید تابش الوری - جناب والا - معزز اور فاضل وزیر خزانہ نے اس ہاؤس میں 73—1972 کے لئے جو ضمنی میزانیہ پیش کیا ہے اس میں ایک ارب ایک کروڑ چوالیس لاکھ بیاسی ہزار روپے کے اضافی اخراجات کے مطالبات زر پیش کئے گئے ہیں - جب کہ سال رواں کے غیر ترقیاتی اخراجات کا تخمینہ 73—1972ء کے سالانہ بجٹ میں ایک ارب پنتالیس کروڑ پچپن لاکھ روپے تھا اور آمدنی کا تخمینہ ایک سو اڑتالیس کروڑ اڑسٹھ لاکھ روپے تھا - اصلی سالانہ بجٹ کے اخراجات کے مساوی ضمنی میزانیہ میں اضافی اخراجات کے لئے مطالبات زر کی یہ پیش کش بالکل نیا تجربہ ہے - اس سے پہلے کوئی ایسی مثال موجود نہیں کہ سالانہ اخراجات کے مساوی ضمنی بجٹ میں اتنی ھی رقم اضافی اخراجات کے طور پر منظور کرائی گئی ہو - میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات اس اعتبار سے تو یقیناً خوش آئند ہے کہ وزیر خزانہ نے ہمارے صوبے کے اخراجات کو تقریباً دوگنا کر دیا ہے اور اس اعتبار سے انہوں نے بعض شعبوں کے لئے رقم مختص کی ہے جو واقعتاً عوامی بہبود کے اعتبار سے انتہائی ضروری اور ناگزیر سمجھے جاتے تھے -

(اس مرحلہ پر محترمہ ناصرہ کھوکھر صاحبہ کرسی صدارت پر متمکن ہولیں)

ان اخراجات کو ترتیب دیتے وقت اس ہاؤس کو اگر آپ اعتماد میں لے کر یہ بھی بتا دیتے کہ ان اخراجات کو کن مدوں سے پورا کیا ہے اور ان کے لئے کن خطوط پر منصوبہ بندی کی گئی ہے تو یہ ہاؤس زیادہ اعتماد کے ساتھ زیادہ جامع تجزیہ کے ساتھ اس میزانیہ پر بحث کر سکتا تھا - میں آپ کی توجہ

مبذول کرانے کے لئے پچھلے سالوں کے کچھ اعداد و شمار کا اختصار سے حوالہ دینا چاہتا ہوں ۔ 70-1969ء کے اوریجنل بجٹ میں آٹھ ارب پنتالیس کروڑ چھہتر لاکھ چوراسی ہزار روپے کی رقم اخراجات کے لئے منظور شدہ تھی ۔ جب کہ اسی سال سپلیمنٹری بجٹ اڑتالیس کروڑ چونسٹھ لاکھ اٹھانوے ہزار ستر ہزار روپے تھا ۔ پھر 71—1970ء میں اوریجنل بجٹ تین ارب بیالیس کروڑ چھہتر لاکھ چار ہزار تھا جب کہ سپلیمنٹری بجٹ میں یہ رقم تین کروڑ اکسٹھ لاکھ نوے ہزار ایک سو اسی روپے تھی اور اسی طرح سے 72—1971ء میں یہ رقم تین ارب پنتالیس کروڑ ستر لاکھ اناسی ہزار تین سو سالھ تھی جب کہ سپلیمنٹری بجٹ میں چھ کروڑ ترانوے لاکھ سالھ ہزار روپے کی رقم تھی ۔ اگر آپ ان بجٹوں کا موازنہ کریں تو آپ آسانی سے یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اصلی بجٹ کے مقابلے میں ضمنی میزانیہ کا اضافی اخراجات کا تناسب کس قدر کم ہے لیکن اس سال کے میزانیہ میں یہ تناسب اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ اب ضمنی بجٹ جو ہے وہ ایک ارب ایک کروڑ پر مشتمل ہے جب کہ اصل بجٹ ایک ارب پنتالیس کروڑ روپے پر مشتمل تھا ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ کورم پورا نہیں ہے اور لا منسٹر صاحب بھی باہر جا رہے ہیں انہیں روکا جائے ۔

مسٹر حیئرمین ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ ایوان میں کورم پورا نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ کورم پورا ہو گیا ہے ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ فاضل وزیر خزانہ نے اپنی تقریر دلپذیر میں تجریدی اسلوب بیان اختیار کیا ہے اور انہوں نے یہ تو بتایا ہے کہ وہ اس میزانیہ میں کتنا خرچ کریں گے اور کس کس مد پر خرچ کریں گے لیکن انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ یہ رقم کہاں سے آئے گی ۔ کتنی آئے گی اور کس کس مد میں سے آئے گی ۔ جب تک یہ موازنہ اور یہ جامع تفصیل موجود نہ ہو اس میزانیہ کا تجزیہ کیا جا سکتا ہے نہ اس پر سیر حاصل تبصرہ ہو سکتا ہے ۔ اس سلسلے میں مسلسل روایت یہ رہی ہے کہ مناسب لٹریچر اور ایک memorandum of facts بھی مہیا کیا جاتا ہے لیکن ہمیں اس دفعہ اس سے بھی محروم رکھا گیا ہے ۔ اس اعتبار سے یہ تقریر ان وضاحتوں سے عاری ہے ۔

جو کسی بھی میزانیہ کو سمجھنے کے لئے انتہائی ضروری ہوتی ہے ۔ اس اعتبار سے اس تقریر کو اس مبہم شعر کا مصداق قرار دیا جا سکتا ہے جس میں مفہوم بھی بطن شاعر ہوتا ہے ۔ وزیر خزانہ کو یقیناً معلوم ہے کہ یہ رقم کہاں سے آئی ہے اور کن کن مدوں سے سرکاری طور پر انہوں نے اس کے لئے کچھ ماخذ تلاش کئے ہیں لیکن انہوں نے اس ایوان کو اس سلسلے میں قطعاً اعتماد میں نہیں لیا :

جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں آپ کی توجہ Budgeting in National Development کے عنوان سے اس جامع کتاب کے ایک اہم مضمون پر مبذول کرواتا ہے جو NIPA نے شائع کی ہے جس میں کہا گیا ہے ۔

> The Budget is laid by the Executive before the Legislature to seek its authority to raisemoney and spend the amount on the purposes indicated in the Annual Financial Statement. For the purpose of budgetory control, the Legislatute has the right to vote on the sums demanded by the Executive as a Constitutional requirement. The Executive has to supply detailed information as is contained in various documents at the time of presenting the budget to the Assembly and it is not limited to what is absolutely minimum required under the Constitution. The tradition has grown to furnish maximum financial data to facilitate review, scrutiny and decision-making by theLegislature. The accountsare maintained for all expenditure authorized by the budgetin the office of the Comptroller.''

اس میں جو بجٹ document ضروری قرار دیئے گئے ہیں ان میں بجٹ سٹیٹمنٹ کے علاوہ ضمنی بجٹ کے لئے انتہائی اہم سٹیٹمنٹ explanatory memorandum to the budget and back-ground of the budget making ہے لیکن ہمیں ان دونوں اہم دستاویزات سے محروم رکھاگیا ہے ۔ نہ صرف وزیر خزانہ کی تقریر ان معلومات سے تہی دامن ہے بلکہ اس سلسلے میں لٹریچر چھپوا کر قبل از وقت تقسیم کر دیا جاتا ہے وہ بھی ہمیں تقسیم نہیں کیا گیا ہے اور یہ توقع کی جا رہی ہے کہ ہم ایمان بالغیب کے طور پر اس میزانیہ کو تسلیم کریں ۔ جو کچھ اس میں کہا گیا ہے اس کی اندھا دھند منظوری دے دیں ۔ اگر انگوٹھا لگوانے کی ہی روایت قائم کی جانی ہے تو میرے خیال میں اس ایوان میں اتنے معزز اراکین کو اس میزانیہ کی بحث اور اس کے تجزیے کی

زحمت دینے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی ۔

جناب والا ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ بجٹ میں اخراجات عام طور پر تین ذرائع سے پورے کئے جاتے ہیں ۔ ان میں سے ایک ذریعہ صوبے کے اپنے وسائل کی آمدنی ہے ۔ دوسرا ذریعہ مرکز کی طرف سے دی گئی گرانٹیں ہوتی ہیں اور تیسرا ذریعے مرکزی قرضے یا وہ عوامی قرضے ہوتے ہیں جو حکومت اپنی ضروریات کے مطابق طلب کرتی ہے لیکن ہمیں یہ نہیں بتایا گیا کہ اس میزانیہ میں ان تینوں مرکزی ماخذ میں سے کون سے ماخذ کو استعمال کرکے یہ اضافی اخراجات پورے کرنے کی ذمہ داری سنبھالی گئی ہے ۔ جب تک یہ تفصیلات فراہم نہ کی جائیں ہم یہ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں کہ بجٹ اجتماعی طور پرخسارے کا بجٹ ہے یا فاضل بجٹ ہے ۔

جناب والا ۔ سالانہ بجٹ میں یہ کہا گیا تھا کہ یہ تقریباً 4 کروڑ روپے کا فاضل بجٹ ہوگا لیکن ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ اس سال 145 کروڑ روپے کی آمدنی کا جو تخمینہ لگایا گیا تھا وہ پورا نہیں ہو سکا ۔ اس میں ایک بڑی حد تک ایک بڑی خطیر رقم ابھی تک کم ہے ۔ ہم اس ضمنی بجٹ میں یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ اس سالانہ بجٹ کی فاضل آمدنی میں کمی کرنے کے بعد اس خسارے کو کس طرح سے پورا کیا گیا ہے اور اس ضمنی میزانیہ میں اور تقریر میں اس کا کوئی جواب یا اس کا کوئی حل موجود ہے ؟

مسٹر چیئرمین ۔ آپ کا وقت ختم ہو رہا ہے ۔ پندرہ منٹ ہو گئے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں آج ضمنی بجٹ کی بحث کو open کر رہا ہوں اس لئے مجھے 30 منٹ دیئے جانے ہیں ۔

جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ حقائق کو چھپا کر میزانیہ منظور کرانے کی یہ رسم کسی طور پر بھی ایک عوامی حکومت کے شایان شان نہیں ہے ۔ ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ سالانہ آمدنی کے تخمینوں میں مرکزی گرانٹ کا تخمینہ تقریباً 60 کروڑ روپے تھا لیکن مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس تخمینے سے تقریباً 10 کروڑ روپیہ مرکزی حکومت نے کم گرانٹ دی ہے ۔ اور ہمیں یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ 10 کروڑ گرانٹ کم ہونے کے بعد سے 10 کروڑ قرضہ لیا جا رہا ہے ۔ کہ نئے میزانیے کو کسی حد تک متوازن کر سکیں ۔ جہاں تک پنجاب کے حقوق کا تعلق ہے ایک تو نقصان یہ

ھوا ہے کہ اس کو اپنے حصے سے کم گرانٹ ملی ہے اور دوسرا نقصان یہ ہے کہ اب ھمیں مرکز سے اتنا قرضہ لینا پڑ رھا ہے اور اس قرضے کے لئے جو سود ھمیں ادا کرنا پڑے گا وہ بہت زیادہ ھوگا ۔

جناب والا ۔ اس طرح سے منصوبہ بندی ۔ اعداد و شمار اور پیش بینی کسی بھی بجٹ سازی کے لیے انتہائی بنیادی عنصر کی حیثیت رکھتی ہیں لیکن یہ بجٹ خاص طور پر یہ ضمنی بجٹ اس قسم کی منصوبہ بندی اور پیش بینی سے تہی دامن نظر آتا ہے ۔ اگر پہلے سے صحیح اعداد و شمار کی بنیاد پر پیش بینی کرتے ہوئے منصوبہ کر لیا جاتا اور ھمیں یہ اندازہ ھوتا کہ واقعی ھماری آمدنی کیا ھوگی اور ھمارے اخراجات کیا ھوں گے تو ھم اس کے مطابق کوئی پالیسی وضع کرتے ۔ آج یہ صورت پیش آتی ہے کہ ھم تقریباً ایک کروڑ روپیہ کے اضافی صرفے کا مطالبہ پیش کر رہے ہیں تو یہ ھماری حکومت کی منصوبہ بندی اور اس کے فہم و فراست پر ایک داغ کی حیثیت رکھتا ہے۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ ھمیں اپنے سالانہ میزانیے میں تقریباً 20 روپیہ کی گرانٹ کا اندازہ ھونا چاھیے تھا لیکن آپ کو یہ سن کر تعجب ھوگا کہ ھمارے سالانہ بجٹ میں 20 کروڑ روپیہ کی مرکز سے متوقع گرانٹ کو کسی اعتبار سے بھی پیش نظر نہیں رکھا گیا اور ھمیں اب پتہ چلا ہے کہ اب یہ 20 کروڑ روپیہ کی گرانٹ پنجاب کو مرکز نے دی ہے اور اس کے ساتھ ھی ایک hap-hazard انداز میں ایک عجلت کے ساتھ منصوبہ بندی کر کے ایک ضمنی بجٹ تیار کرنا پڑا ہے ۔ لیکن اگر پیش بینی کے طور پر قبل از وقت ھم اس بات کا اندازہ کر لیتے تو ھماری منصوبہ بندی صحیح خطوط پر ھو جاتی اور صحیح اعداد و شمار ھمارے سامنے پیش کئے جا سکتے تھے اور اچھے نتائج بھی ھمارے سامنے آ سکتے تھے ۔

جناب والا ۔ اس میزانیہ میں بالخصوص وزیر خزانہ صاحب کی تقریر میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ انہوں نے کفایت کر کے ایک خاص رقم بچائی ہے اور اس سے اضافی اخراجات پورے کئے ہیں ۔ اگرچہ وہ کفایت برائے نام ہے ۔ میں سمجھتا ھوں کہ بعض شعبوں میں جہاں انتظامی اعتبار سے اخراجات کم کر کے کفایت کی گئی ہے وہ یقیناً قابل تحسین ہے لیکن مجموعی طور پر اگر ھم اس کا جائزہ لیتے ہیں تو ھمیں یہ محسوس ھوتا ہے کہ یہ کفایت اصل میں غیر ضروری ہے دراصل اخراجات کم نہیں کئے گئے بلکہ یہ رقوم کفایت کے

طور پر ڈال/دی گئی ہیں جو مختلف محکموں اور شعبوں نے اپنی الاٹمنٹ کے باوجود خرچ نہیں کیں ۔ تو یہ سوخت شدہ رقم کفایت کے نام پر پیش کر کے ایک قابل تحسین کارنامے کی صورت دی/جا رہی ہے ۔ حالانکہ اس سلسلے میں اگر حقائق یہی ہوں کہ جو رقم کسی محکمے کو دی گئی ہے وہ اگر اس نے خرچ نہیں کی تو اس کی نا اہلیت اور اس کی/عدم منصوبہ بندی کے لئے ایک بہت بڑا تازیانہ ہے ۔ ہم اس سلسلے میں وزیر خزانہ سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اس ضمن میں نہ صرف ایسے محکموں سے جواب طلبی کریں گے جنہوں/نے اپنی منظور شدہ رقوم سوخت کر دیں بلکہ آئندہ وہ ایسا اہتمام بھی کریں گے کہ اس قسم کی رقوم کو کفایت کے نام پر نہ بتایا کریں اور انہیں کفایت کا نام نہ/دیا جائے کیونکہ یہ صورت حال ہمارے ملک میں عام ہے کہ ہم منصوبہ بندی کی نا اہلیت اور سرخ فیتے کی وجہ سے ان کو معینہ اوقات میں مکمل نہیں کر سکتے ۔ جناب والا/ وزیر خزانہ کی سالانہ میزانیہ کی تقریر میں اگرچہ ترقیاتی گرانٹ کے طور پر یہ مژدہ سنایا گیا تھا لیکن نئے انتظامات کے تحت میں جناب وزیر خزانہ کی تقریر کے اقتباسات آپ کی خدمت|میں پیش کر رہا ہوں ۔ یہ 8 جون 1972 کی مباحثات سے اقتباسات ہے: انہوں نے اپنی تقریر دلپذیر میں ارشاد فرمایا تھا:

> نئے انتظامات کے تحت اسلحہ لائسنس فیس ۔ افرادی قوت روزگار کی تنظیموں کے محاصل ۔ معدنیات پر ایکسائز ڈیوٹی اور افیون/کی فروخت کی آمدنی مرکز کو جانے کی ان تمام مدوں کے باعث کل 31 لاکھ روپیہ کا فرق پڑے گا ۔ تاہم مرکزی حکومت نے خواہش ظاہر کی ہے کہ نئے مالی سال کے دوران/ چیزوں پر جو خرچ آئے گا وہ صوبائی حکومت برداشت کرتی رہے ۔ اس سلسلے میں اٹھنے والے تمام اخراجات مرکز کی طرف سے گرانٹ کی صورت میں واپس کر دیئے جائیں گے ۔ اس فیصلے کے نتیجے میں مرکز کی طرف سے ترقیاتی گرانٹوں کی رقم جو سن 72—1971 میں 18 لاکھ روپیہ تھی وہ 73—1972 میں 62 لاکھ روپیہ ہو جائے گی ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

لیکن اس ضمنی میزانیے کی تقریر میں جناب وزیر خزانہ نے یہ بتانے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ مرکز کی طرف سے ان کو یہ گرانٹ ملے گی یا نہیں ملے گی یا یہ کہ یہ وعدہ بھی سراب ثابت ہوا ہے - جناب والا جن حالات میں جس پس منظر میں یہ ضمنی بجٹ پیش کیا جا رہا ہے وہ آپ سے مخفی نہیں ہے - ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایک عرصہ گزر جانے کے باوجود سالانہ بجٹ کے ثمرات اور اس کے خوش گوار اثرات سے عوام اجتماعی طور پر محروم ہیں اور وزیر خزانہ نے جن عظیم دعوؤں کا یہاں اعلان کیا تھا اور جن عزائم کا ہم سے اقرار کیا تھا وہ ابھی تک شرمندہ تعبیر ہوتے نظر نہیں آتے - ہم دیکھ رہے ہیں کہ زندگی کے مختلف شعبوں میں بدستور تلخیاں گھلی ہوئی ہیں اور انسانی زندگی اس طرح سے ایک المناک مصائب سے دوچار ہے - صوبے کے عوام بدستور جہالت ؛ غربت ، افلاس اور بیروزگاری ، گرانی ، غنڈہ گردی - بدامنی اور لاقانونیت کے جہنم میں جھلس رہے ہیں - ہم دیکھ رہے ہیں کہ چینی نے عوامی نے چینی کی صورت میں ایک بحران پیدا کر رکھا ہے - یہ عوامی ضرورت کی چیز ہے جس کو کسی زمانے میں ڈیڑھ روپیہ فی سیر کے حساب سے دستیاب کیا جاتا تھا وہ اب ڈھائی اور ساڑھے تین روپیہ فی سیر کے حساب سے بک رہی ہے - اسی طرح سے ناقص آٹے کی فراہمی ہے اور اس کی نامکمل سپلائی نے مختلف طبقوں میں ایک ہیجانی کیفیت پیدا کر رکھی ہے - جس کی صدائے احتجاج آپ اور ہم مسلسل طور پر سنتے رہتے ہیں - ہم یہ دیکھ کر حیران ہیں کہ اس عوامی بجٹ کی پیش کش کے وقت جن دعوؤں کا اعلان کیا تھا اور عوام کے لئے جن بنیادی ضروریات کی فراہمی کو اپنا نصب العین بنایا تھا اس کو اپنا نصب العین قرار دیا تھا - ابھی تک عوام ان کے منتظر ہیں اور پریشانی اور کرب کے عالم میں اس صبح کا انتظار کر رہے ہیں جو ان کے لئے خوشحالی اور حقیقی فلاح کی صبح ہوگی -

مسٹر سپیکر - آپ اندازاً کتنا وقت اور لیں گے -

سید تابش الوری - جناب والا - میں کوشش کر رہا ہوں کہ اپنی تقریر کو جلد از جلد ختم کر دوں - اب میں اختصار سے کام لوں گا -

مسٹر سپیکر - آپ کو تقریر کرتے ہوئے تقریباً 25 منٹ ہو گئے ہیں -

اور پانچ منٹ کی چھوٹ اس میں اور دی جا سکتی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اختصار کے ساتھ کچھ عرض کرنا چاہ رہا ہوں میں عرض کر رہا تھا کہ کروڑوں روپیہ کی کثیر رقم انتظامیہ پر خرچ کرنے کے باوجود ہم انتہائی قسم کی رشوت ، بد عنوانی اور بدترین نااہلیت اور سرکاری فیتے کے عذابات سے دوچار ہیں ۔ اور ہم یہ دیکھ کر حیران ہیں کہ نہ صرف یہ کہ ایڈمنسٹریشن کو کمزور اور مفلوج کیا جا رہا ہے بلکہ اس کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کر کے عوام کے لئے ایک قابل نفرت کردار کی حیثیت دی جا رہی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی صوبے میں اس کی انتظامیہ پر سے اعتماد اٹھ جائے یا وہ کسی ایک پارٹی یا ایک طبقے کے آلہ کار بن کر خدمت انجام دینے لگیں تو پھر اس ملک اور اس صوبے کا مستقبل کسی صورت میں نہ تابناک ہو سکتا ہے نہ محفوظ ہو سکتا ہے ۔

جناب والا ۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ انتظامیہ کے مختلف شعبوں پر اس طرح سے حملے کئے جا رہے ہیں کہ ان کی مراعات ۔ ان کے حقوق اور ان کے Constitutional rights کو ختم کرنے کے بعد اب انتظامی اعتبار سے انہیں ایک پارٹی کے تابع محمل بنا دیا گیا ہے ۔ صوبائی دارالحکومت سے لے کر تحصیل ہیڈ کوارٹر تک پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو تھانوں ۔ تحصیلوں اور مختلف انتظامی شعبوں کے لئے مختار کل بنا دیا گیا ہے ۔ اس طرح سے عوام میں ایک اضطراب او احتجاج کی کیفیت پیدا ہو چکی ہے جو نہ صرف حکمران پارٹی کے لئے نقصان دہ ہے بلکہ صوبے کے اجتماعی مفادات کے لئے بھی انتہائی مہلک ہے ۔

جناب والا ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس ضمنی میزانیہ میں پولیس پر بھی اور ایک پولیس کی عام reserve force کے قیام کے لئے 1 کروڑ 72 لاکھ روپے کی رقم رکھی جا رہی ہے اور یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ پولیس کا کیا کام ہو گا ۔ کیا یہ پولیس طلباء پر لاٹھی چارج کرنے کے لئے معمور کی جا رہی ہے ۔ کیا یہ پولیس جمہوری جلسوں کو اور ان کے جلوسوں کو درہم برہم کرنے کے لئے استعمال کی جائے گی ۔ کیا یہ نہتے طالبعلموں اور مزدوروں کو زخمی کرنے اور انہیں کیفر کودار تک پہنچانے کے لئے استعمال کی جائے گی ۔ یہ پولیس آخر کس کام آئے گی اور ہمارے ملک اور صوبے کو پولیس سٹیٹ

بنانے کے لئے جو کارروائی کی گئی ہے وہ فسطائی نظام کی آئینہ دار ہے -

جناب والا - میں اس سلسلے میں آپ کی توجہ ہیلتھ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں - صحت کے لئے اس میں مزید مطالبہ زر پیش کیا گیا ہے - لیکن آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے مریضوں کو ہزاروں کی تعداد میں ہسپتالوں کے باہر ابھی تک تڑپتے دیکھا جا سکتا ہے اور ان ہسپتالوں میں خاص طور پر سرکاری ہسپتالوں میں نہ صرف دوائیں میسر نہیں ہیں بلکہ وہاں انجکشن کو مریض تڑپ رہے ہیں - پٹیاں تک لوگوں کو مریضوں کے لئے خود لانا پڑتی ہیں - اور میڈیکل سٹوروں کا یہ عالم ہے کہ وہاں جتنی کام کی دوائیں ہیں وہ موجود ہی نہیں ہوتیں - اور میڈیکل سٹور کو اتنی بری حالت میں رکھا گیا ہے کہ وہاں دوائیں نہ صرف یہ کہ غیر محفوظ ہیں بلکہ ان کی حالت خطرناک اور مہلک ہوگئی ہے - میڈیکل سٹور کی روداد انتہائی طویل اور المناک ہے - آپ کو معلوم ہے کہ لاکھوں روپے کی ادویات وہاں پر سڑ رہی ہیں لیکن وہ صرف اس لئے کہ استعمال نہیں کی جا سکتی کہ وہ معیار کے اعتبار سے انتہائی پست ہیں - ان کے پاس لاکھوں روپے کی ادویات کی جو معیاد ہے وہ گزر چکی ہے - ادویات رکھنے کے لئے فرجز کا کوئی انتظام نہیں ہے اور اس اعتبار سے لاکھوں روپے کی دوائیاں محض اس وجہ سے ضائع ہو جاتی ہیں کہ ان کے لئے کولنگ کا کوئی مناسب انتظام موجود نہیں ہے -

جناب والا - اس طرح سے ہسپتالوں میں جو صورت حال موجود ہے کہ ڈاکٹر اور دوسرا عملہ جس طرح سے غیر انسانی سلوک کر کے ہمارے عوام کو تنگ کر رہا ہے اس سلسلے میں مزید شہادت کی ضرورت نہیں ہے -

میں آپ کی توجہ ٹاؤن پلاننگ کے نئے مطالبہ زر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جس کے لئے 5 کروڑ روپے کی رقم مخصوص کی گئی ہے - لیکن عجیب بات ہے کہ ٹاؤن پلاننگ میں پنجاب کے مختلف اضلاع کے ساتھ ایسی سوتیلی ماں کا سلوک کیا گیا ہے اور یہ نہیں بتایا گیا کہ ان کو کیوں فوقیت دی گئی ہے -

جناب والا - میں آخر میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بہاول پور کے لئے جناب ذوالفقار علی بھٹو نے یہ اعلان فرمایا تھا اور وزیر خزانہ کی موجودگی میں یہ اعلان فرمایا تھا کہ بہاول پور کی آمدنی کے مقابلے میں اس پر

شرمناک حد تک کم رقم خرچ کی جا رہی ہے اور آئندہ اس کی تلافی کی جائے گی ۔ لیکن ہم یہ دیکھ رہے ہیں اس بجٹ میں اس قسم کی تلافی کی کوئی صورت موجو نہیں ہے اور بہاول پور کے لئے جو رقوم منظور کی گئی تھیں قائد اعظم میڈیکل کالج کے لئے جو رقوم تھیں : ھائی ویز کے لئے جو رقوم تھیں اور مختلف ترقیاتی شعبوں کے لئے جو رقوم منظور کی گئی تھیں جو زیادہ نہیں تھیں بلکہ مساوی تھیں ان کو بھی کم کرا کے بہاول پور کو اس کے جائز حق سے محروم کیا جا رہا ہے ۔ اس لئے میں توقع کرتا ہوں کہ وزیر خزانہ آئندہ بجٹ میں اس سلسلے میں تلافی کرنے کی کوشش کریں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور (ملتان 12) ۔ جناب سپیکر ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے سال ان دنوں پنجاب کے غریب ترین وزیر خزانہ صاحب نے بجٹ پیش کرتے ہوئے بڑے اہم اور عوامی مفاد کے اعلانات کئے ۔ افسوس ہے کہ عوام کی حالت بہتر ہونے کی بجائے دن بدن گرتی گئی ۔ مہنگائی بڑھتی گئی ۔ رشوت بڑھی ۔ انتظامیہ تباہ ہوئی ۔ چہ جائیکہ وزیر خزانہ اپنی ان کوتاھیوں کا جواب دیتے آج انہوں نے ایک لمبا چوڑا مطالبہ اس ایوان کے سامنے پیش کر دیا ہے کہ جناب ان کو کام چلانے کے لئے مزید رقم درکار ہے ۔ جناب والا ان کی مثال بالکل اس کالج یا سکول کے بچے کی ہے کہ اپنے والد کے پوچھے بغیر ایک شاپ سے کنٹین سے ۔ ادھر آدھر سے کھاتا رہے اور بعد میں ان کا حساب بنا کر بھیج دیں کہ میں نے فلاں مد میں اتنا خرچ کیا ہے ۔ فلاں مد میں اتنا خرچ کیا ہے ۔ میں نے بلاٹنگ پیپر خریدنا ہے اور مجھے مزید رقم دی جائے ۔

جناب والا ۔ اس ایوان کے ساتھ سخت زیادتی ہے کہ خرچ کا تخمینہ بناتے وقت انہوں نے اس ایوان کو اعتماد میں لینا پسند نہیں کیا ۔ اب تمام اخراجات جب کہ وہ ان میں سے اکثر کر چکے ہیں یا کرنے والے ہیں خواہ مخواہ ایک لمبی چوڑی سٹیٹمنٹ بنا کر رکھ دی ہے کہ جناب ہم عوامی بھلائی کے لئے یہ کچھ کرنا چاہتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں عوامی تعمیراتی پروگرام کی مد میں مزید آٹھ کروڑ روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے ۔ عوامی تعمیراتی پروگرام بڑا اچھا نام ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ عوام کے نام پر

یہ اتنا بڑا جھوٹ اور فریب دیا گیا ہے ۔ کہ اکثر علاقوں میں اس مد سے ایک آنہ خرچ کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا ۔ ہو سکتا ہے کہ چند وزراء اپنے حلقوں میں یا پیپلز پارٹی کے بعض سر کردہ اراکین اسمبلی کے حلقوں میں کچھ کام کیا گیا ہو لیکن میں دعوے سے یہاں یہ عرض کروں گا کہ آپ نے حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے کسی رکن اسمبلی کے حلقہ میں کوئی تعمیراتی پروگرام ایک سال میں نہیں کیا اور اگر کوئی منصوبہ بنایا گیا تھا تو پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے اس کو ختم کر دیا ۔

جناب والا ۔ ایک مد میں کہا گیا ہے کہ ڈیزل آئل سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کے لئے ایک امدادی سکیم رواں سال کے اندر منظور کی گئی تھی جس کے لئے 73—1972 کے دوران دو کروڑ روپے درکار ہوں گے ۔ جناب والا ۔ یہ روپیہ سیاسی رشوت کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے ۔ میں بڑے وثوق کے ساتھ یہاں بیان دیتا ہوں کہ ایک میرے حلقہ میں جن لوگوں کی پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے سفارش کی ان کو ٹیوب ویل کے لئے رقم دی گئی ۔ بالکل نا جائز تھا ۔ وہ تمام با حیثیت لوگ تھے اور اکثر کے ٹیوب ویل پہلے ہی چل رہے ہیں اور کاغذوں میں بتایا گیا ہے کہ وہاں کوئی ٹیوب ویل نہیں ہے ان کو رقم دی جائے ۔ ان میں پیپلز پارٹی کے کارکن ۔ عہدے دار شامل ہیں جب میں نے اعتراض کیا تو ڈی ۔ سی نے وعدہ فرمایا کہ انکوائری کریں گے اور کسی پیسہ کو ضائع کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی ۔ باوجود میری تحریری التجا کے آج تک کوئی عمل نہیں ہوا اور وہ روپیہ اپنے کارکنوں میں تقسیم کر دیا ہے ۔

جناب والا ۔ اسی طرح آبی گزرگاہوں کو پختہ کرنے کا منصوبہ یہاں بتایا گیا ہے کہ اس سکیم کے تحت 73—1972ء میں 57 لاکھ روپے کی ضرورت ہے ۔ جناب والا ۔ یہ بالکل کوئی منصوبہ نہیں ہے بلکہ یہ بھی سیاسی رشوت کے طور پر اپنے کارکنوں میں تقسیم کیا جائے گا ۔ یعنی یہ ہونا چاہیے تھا کہ جہاں پانی کا نکاس آسانی سے نہ ہو سکتا ہو جہاں پانی کی گزر گاہ آسانی سے نہ بن سکتی ہو ۔ اس لئے ریتلے علاقوں میں اس کی ضرورت ہے ۔ ہر علاقے میں تھوڑی تھوڑی رقم تقسیم کی گئی ہے ۔ میرے علاقے میں اس کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ۔ میں نے یہ رقم لینے سے انکار کر دیا تھا لیکن اس کے باوجود پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو یہ رقم دی جا رہی ہے جو اسے اپنے اللے تلے میں

خرچ کر رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ پولیس کی مد کے تحت ایک کروڑ 67 لاکھ روپے کا ضمنی مطالبہ کیا گیا ہے ۔ اس کے تحت صوبائی مسلح فورس قائم کی جائے گی ۔ اس سے جلسوں کو خراب کرنے کا کام لیا جائے گا ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ موجودہ پولیس کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جاتا تا کہ انہیں رشوت لینے کی ضرورت نہ ہو ۔ وہ اپنی ضروریات پوری کر سکیں اور حکومت ان سے صحیح کام لے سکے لیکن ہوا یہ ہے کہ علیحدہ فورس رکھی جا رہی ہے تاکہ رشوت اور برائی اور بڑھے ۔ اس سے تو بہتر تھا کہ اگر موجودہ پولیس کی اصلاح نہیں کر سکتے تو اس محکمہ کو ختم کر دیں ۔ میرے خیال میں اگر پولیس نہ ہو تو جرائم کم ہو سکتے ہیں ۔ ہمارے ملک میں اور خاص طور پر ہمارے صوبہ میں پولیس جرائم کی ذمہ دار ہے ۔ چہ جائیکہ اس کی اصلاح کی جاتی اس میں مزید برائی کا اضافہ کیا جا رہا ہے ۔ اس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا کہ اپنے منظور نظر لوگوں کو بھرتی کیا جائے ۔ ناجائز ترقیاں دی جائیں اور پولیس فورس کے نام پر ایک سیاسی ادارہ قائم کیا جائے تاکہ اعوان صاحب کو آسانی ہو جائے اور وہ جلسے درہم برہم کر سکیں ۔

وزیر قانون ۔ میاں خورشید انور صاحب گبھراہٹ میں آنکھیں بھی مار رہے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ آنکھ میرے قابو میں نہیں ہے میں مجبور ہوں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے ساتھ کوئی نا خوشگوار واقعہ پیش نہیں آئے گا ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ چینی کی خرید کے سلسلے میں بہت لمبی چوڑی رقم طلب کی گئی ہے ۔ چینی کا عالم یہ ہے کہ اس وقت دیہات میں رہنے والی 85 فی صد آبادی چینی سے بالکل محروم ہے ۔ اکثر علاقوں میں گڑ بنانے پر پابندی عائد کی گئی ہے ۔ چینی کی قیمت بھی بڑھا کر دوگنی کر دی گئی ہے ۔ بلیک مارکیٹ میں چینی چھ روپے فی سیر فروخت ہو رہی ہے ۔ ایک خاص طبقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو اس کے ڈپو دیئے جا رہے ہیں اور بلیک مارکیٹ کی عام اجازت ہے ۔ غریب عوام کو چینی سے محروم کر دیا گیا ہے ۔ مجھے افسوس ہے کہ عوام کے نام پر اتنی بڑی رقم کا مطالبہ تو کر دیا گیا ہے لیکن حکومت اپنے نظام کو بہتر بنانے کے لئے قطعاً تیار نہیں ۔ اگر

کوئی مفید مشورہ دیا جاتا ہے تو ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیتے ہیں ۔ خود اعتراف کرتے ہیں کہ رشوت عام ہے ۔ چور بازاری عام ہے ۔ نا مسلمانی عام ہے اور استحصال ہو رہا ہے لیکن افسوس ایک سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود کوئی اصلاح کا قدم نہیں اٹھایا گیا ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ (گجرات ۔ 8) ۔ جناب سپیکر ۔ میں جناب کی وساطت سے چند گزارشات اس ضمنی بجٹ کے سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ جیسا کہ میرے فاضل دوستوں نے صبح اپنے نقطہ اعتراض میں یہ بات واضح کی تھی یہ غیر قانونی ۔ غیر آئینی ہے اور اس کا کوئی جواز نہیں ہے ۔ جناب والا میں عرض کر رہا ہوں یہ چھوٹی سی سبز کتاب جو ضمنی بجٹ کے سلسلے میں پیش کی گئی ہے اس سے یہ دو چیزیں واضح ہوتی ہیں اور میں اپنے فاضل دوستوں پر واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ افراط زر کا ایک ایسا بین ثبوت ہے جو اخراجات کئے گئے ہیں ان کا سالانہ بجٹ میں ذکر نہیں تھا ۔ میں یہ بھی سوچتا تھا کہ یہ پیسے کس مد سے آئے ہیں کہ یہ فراخ دلی سے خرچ کئے جا رہے ہیں گمان یہ تھا کہ شاید کوئی بیرونی امداد مل رہی ہے لیکن یہ اندازہ نہیں تھا کہ نوٹوں کی شکل میں افراط زر پیدا کرنے کے لئے لوگوں کو غلط دعوؤں کی پاسداری کرکے انہیں افراط زر میں مبتلا کر کے سیاسی اور معاشی ڈھانچے کو تباہ و برباد کیا جا رہا ہے ۔ میں رامے صاحب کو یہ مبارک باد دیتا ہوں کہ آج بیجا اخراجات کی منظوری حاصل کرنے کے لئے یہ کتاب پیش کی جا رہی ہے ۔ جناب والا ۔ آپ کی وساطت سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ضمنی بجٹ سابقہ اسمبلیوں میں پیش ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے ۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ یہ کبھی نہیں ہوا کہ یہ رقم نوٹوں کی شکل میں چھاپی گئی ہو ۔ خرچ کی گئی ہو اس کو بلا کسی قانونی یا آئینی جواز کے اور آمدنی و خرچ بتاتے ہوئے اس ایوان کی میز پر رکھا جا رہا ہے ۔ اور اپنی اکثریت کی بنا پر وہ اس کو پاس بھی کرا لیں گے ۔ اس کا ایک ہیڈ مینجر 85-A-Trading Corporation ہے جس میں چینی اور سیڈیسن کی تجارت بھی ہے ۔ اس میں کوئی خسارہ حکومت کو ہوا ہے اور اس کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ہم سے 69 کروڑ روپے طلب کئے گئے ہیں ۔ چینی کا طریقہ کار سابقہ حکومتوں میں رہا ہے اور موجودہ حکومت کو اس کی غیر دانشمندانہ

پالیسی کے پیش نظر اس بحران سے دوچار ہونا پڑا ہے ۔ ان کو جو گنا کاشت کار دیتے تھے ان کو دس یا بیس سیر چینی کے حساب سے دی جاتی تھی انہیں کوٹے سے محروم کر دیا گیا ہے ۔ اس سے پہلے دیہاتی علاقے میں چینی کی راشنگ کی ضرورت نہیں تھی ۔ چینی خود بخود اس طریقہ کار کے ساتھ تقسیم ہوتی رہی ہے اور کسی حکومت کو یہ بحران دیہاتی علاقوں میں دیکھنا نہیں پڑا تھا اور خوش نصیبی سے اس طریقہ کار کو موجودہ وزیر نے ختم کیا اور دیہاتیوں کو چینی سے محروم کر دیا گیا ہے ۔ ایک طرف حال یہ ہے کہ کہ مل مالکان کے پاس چینی پڑی ہوئی ہے اور وہ ترس رہے ہیں کہ کوئی اٹھائے ۔ ایکسائز ڈیوٹی کا کروڑوں روپے کا ضیاع ہو رہا ہے اور لوگ چینی کو ترس رہے ہیں ۔ مشروب ساز ادارے بند ہو چکے ہیں اور ان کے مزدوروں کو فارغ کیا جا رہا ہے ۔ حکومت نے چینی ادھار لینی ہے ۔ لوگوں سے پیسے لینے ہیں ۔ اس کے بعد وہ پیسے مل مالکان کو دینے ہیں ۔ اس میں کون سے خسارہ کا اندیشہ تھا ۔ 69 کروڑ روپے سٹیٹ کارپوریشن کے نام پر لیا جا رہا ہے ۔ یہ ایک فراڈ ہے ۔ ڈھونگ ہے ۔ دھوکہ ہے ۔ یہی صورت حال چاولوں کی نقل و حمل کی ہے ۔ اس ایوان میں بارہا تحاریک التوائے کار پیش ہوئیں ۔ صوبائی نقل و حمل پر پابندی ہے ۔ ٹوٹا چاول اور مناسب چاول ضائع ہو رہا ہے اور اس ضمن میں بھی ہم پیسے مانگ رہے ہیں وہاں بھی نقصان پہنچا ہے ۔ اسی طرح دواؤں کا ہے ۔ جنرک نامی دواؤں کا بہت ڈھنڈورا پیٹا ہے لیکن اس سے پہلے کہ وہ دوائیں بازار میں آئیں ۔ سٹوروں سے وہ دوائیں غائب ہو گئی اور مریض لا علاج ہو گئے یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں تمام ایم پی اے صاحبان کو یاد ہو گیا تھا ۔ اس میں کونسا خسارہ ہوا کیونکہ چار ماہ تک دوائی دستیاب نہ تھی ۔ جنرک میڈیسن نہیں آئیں تھیں ۔ یہ بھی ایک فراڈ ہے اور اہل پنجاب کے ساتھ زیادتی ہے ۔

اس میں ایک رقم کھاد کے لئے رکھی گئی ہے جس میں چار پانچ کروڑ روپیہ درکار ہے پہلے کھاد کی قیمت 35 روپے تھی جو اس میں 44 روپے کر دی گئی ہے ۔ اس میں نو (9) روپے فی گٹھی کے حساب سے اضافہ ہوا ہے ۔ کروڑوں روپے زمینداروں کو پہلے ہی نقصان ہو چکا ہے اور اب نا معلوم حکومت کو کونسا نقصان ہوا ہے اور نہ معلوم اس سال کا بجٹ پیش کرنے میں کیمیائی کھاد کے سلسلے میں اور کون سی ضمنی گرانٹ کی ضرورت پڑی

ہے۔ جب کہ نو روپے فی گتھی کے حساب سے کم از کم 10 یا 12 کروڑ روپیہ کاشتکاروں سے وصول کیا جائے گا۔ ہم نے اس ایوان میں ہی یہ واویلا کرنا ہے کہ ہم سے نا انصافی کی جا رہی ہے لیکن میرے فاضل دوستوں نے یہ جواب دیا ہے کہ ہمیں مرکزی حکومت سے کم رقم موصول ہوئی ہے اس لئے یہ اضافہ کیا گیا ہے۔ ایک طرف زمینداوں پہ اور اضافہ کیا اور آج اسی معزز ایوان کے اراکین سے یہ چار کروڑ روپیہ کی کثیر رقم منظور کرائی جا رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت بھونڈے اور نہایت غلط انداز سے ایک طرف کاشتکاروں کو لوٹا جا رہا ہے اور دوسری طرف معزز ارکان سے ایک طرف مہر ثبت کرائی جا رہی ہے کہ چار کروڑ کی subsidies کی منظوری دے دیں۔

جہاں تک ریزرو فورس کا تعلق ہے اور جہاں تک میرے فاضل اراکین نے فرمایا ہے اس کی قطعی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ پچھلے بجٹ اجلاس میں ہم نے یہ ضرور مطالبہ کیا تھا کہ موجودہ پولیس کو اکوئپمنٹ اور ٹرانسپورٹ وائرلیس اور ٹیلی فون کی سہولتیں دی جائیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ انسداد کے لئے ضروری تھا۔ لیکن یہ ریزرو فورس کا مطالبہ بلا جواز۔ بلا کسی قانونی اور اخلاقی جواز کے یہ محض سیاسی طور خرچ کرنے کے لئے اور ایک خوفناک اور خطرناک گروہ کو میدان میں لانے کے لئے ریزرو فورس کے نام پر یہ پیسہ طلب کیا جا رہا ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ استدعا کروں گا کہ کم از کم یہ سیاسی طریقہ کار اختیار کرتے ہوئے اس مد میں اس ضمنی بجٹ کی قطعی طور پر کوئی ضرورت نہیں تھی اور میں آج بھی ان سے استدعا کروں گا کہ کم از کم اس مطالبہ سے دست بردار ہو جائیں۔

اس کے علاوہ یہاں ایک بہت بڑی رقم پیپلز ورکس کونسلوں کے نام سے پیپلز ورکس ڈویلپمنٹ پروگرام پر خرچ کی جا رہی ہے۔ ابھی تک جو کچھ ہوا ہے پیپلز پارٹی کے کارکنوں سے لے کر عہدیداران تک اپنی پارٹی کو استحکام بخشنے کے لئے جس انداز میں یہ رقم مختلف ضلعوں میں خرچ کی گئی ہے وہ ہر ضلع کے ایم۔ پی۔ اے صاحبان اور عوام سمجھتے ہیں کہ کس انداز سے پیپلز پارٹی کے ساتھ ہمدردیاں رکھنے والوں کو رشوت دی گئی ہے۔ آج اس کی صاد ہم سے کرائی جا رہی ہے۔ تو میں استدعا کروں گا کہ یہ ضمنی بجٹ

پیپلز پارٹی کو تقویت دینے کے لئے یا پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو سیاسی رشوت دینے کے لئے ہے جس کا نام پیپلز ورکس پروگروم رکھا گیا ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کچھ نہ کچھ اس کا حصہ دیہاتی آبادی میں سڑکوں پر اور دوسرے فلاحی پروگراموں پر خرچ ہو گا لیکن اس کی تقسیم کار کا جو انداز ہمارے سامنے آیا ہے اس سے یہ بالکل واضح ہے کہ محض پیپلز پارٹی کو تقویت دینے کے لئے ایسا کیا گیا ہے ۔

آخر میں صرف یہ عرض کروں گا کہ یہ ضمنی بجٹ جو ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے سیاسی طور پر پیپلز پارٹی کے لئے وہ گرانٹ جس پر ہم سے بامر مجبوری دستخط کرائے جا رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری ضمیریں اس کا ساتھ نہیں دے رہیں ۔ ہماری مجبوری سد راہ ہے ۔ تو میں فاضل اراکین سے استدعا کروں گا کہ وہ اس ضمنی بجٹ کی بجائے پیپلز پارٹی کے لئے اپنا بجٹ تیار کریں اور وہ اسمبلی میں پیش کریں تاکہ پارٹی اپنے مفادات اور اپنے تحفظات کے لئے خرچ کرے تو یہ بہتر ہوگا اور یہ قانون کے ساتھ مذاق نہیں ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان (رحیم یار خان-1) ۔ جناب والا !

تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں
ہیں تلخ بہت بندہ مزدور کے اوقات

سپلامنٹری یہ سٹیٹمنٹ جسے بظاہر بجٹ کا نام دیا گیا ہے یہ خود اس امر کی آئینہ دار ہے کہ موجودہ حکومت جس کو ہم نے اس ایوان کے قائم ہونے کے بعد امتحاناً پہلا بجٹ سپرد کیا تھا انہیں ان کی ضرورت کے مطابق اور ان کے مطالبات کے مطابق جو کچھ انہوں نے مانگا اس ایوان نے انہیں دیا تاکہ آپ صوبے کی خوشحالی ۔ اس صوبے میں امن و امان ۔ اس صوبے کے عوام کو ان کے جائز حقوق اور مراعات دے سکیں ۔ اور یہ ایوان اس کے در و دیوار شاہد ہیں کہ اس ایوان نے حکومت کی خواہشات کے مطابق ۔ حکومت کے کئے گئے وعدوں کے مطابق اس پر مکمل اعتماد کیا مگر موجودہ حکومت نے نہ صرف اپنے اس اعتماد کو ٹھیس پہنچائی ہے ۔ انہوں نے یہ جنرل بجٹ پیش کرتے وقت جو وعدے کئے تھے نہ صرف وہ پورے نہیں کئے بلکہ

بجٹ کا استعمال - بجٹ کے فرائض - بجٹ کے طریقہ کار اور اس حد تک کہ انہوں نے بجٹ کی تیاری تک میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ نا اہلی کا ثبوت دیا ہے -

جناب والا - یہ امر قطعی طور پر واضح ہو چکا ہے کہ جو بجٹ موجودہ حکومت نے ہم سے منظور کرایا تھا اس میں سب سے پہلا وعدہ یہ تھا کہ ہم غریب عوام کی خوشحالی کے لئے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھیں گے - مگر آپ نے دیکھا سب نے دیکھا - اس صوبے کے عوام نے پرکھا کہ اس ایک سال کے اندر اندر گرانی کی کیا کیفیت پیدا ہو گئی - ضروریات زندگی کی قیمتیں کہاں پہنچ چکی ہیں - غریب کے لئے اب کھانا پینا تو بجائے ماند میں سمجھتا ہوں کہ جینا بھی دوبھر ہو چکا ہے - شریف کے لئے اب اپنی عزت محفوظ رکھنا بھی دوبھر ہو چکا ہے - جناب والا - یہ حالات اور یہ موجودہ طریق کار جو ہماری حکومت نے اس پورے ایک سال میں روا رکھے ہیں کیا وہ اب اس چیز کا حق رکھتی ہے کہ ایک مزید رقم اور وہ بھی چھوٹی موٹی نہیں - وہ بھی excess سٹیٹمنٹ کی شکل میں نہیں بلکہ جامع اور مکمل بجٹ کی شکل میں ایک سال کے اندر دو دفعہ طلب کرے - میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اور ناکامی کی صورت کیا ہو سکتی ہے - جناب والا - کسی بھی حکومت کو یہ دن دیکھنا نصیب نہیں ہوا کہ اس نے ایک سال کے اندر دو بجٹ پیش کئے ہوں - یا تو انہیں اس وقت اس صوبے کی ضروریات کا علم نہیں تھا اور یا قومی سرمایہ اور قومی بجٹ کو اپنی ذاتی ملکیت اور ذاتی جائیداد سمجھتے ہیں کہ جو جس وقت چاہیں اور جس طرح چاہیں اس کو خرچ کریں اور اس ایوان میں اپنی اکثریت کے بل بوتے پر عوام کے خون پسینے کی گاڑھی کمائی اور عوام کے قیمتی سرمائے کو جس شکل میں چاہیں وہ ضائع کریں - یہ موجودہ سٹیٹمنٹ جو ہمارے سامنے جناب والا پیش کی گئی ہے آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس کا بیشتر حصہ پولیس کی ضروریات پر صرف کیا گیا ہے - - -

وزیر خزانہ - پوائنٹ آف آرڈر - کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ ایک سو ایک کروڑ میں سے پولیس پر کتنا خرچ ہوا ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان - میں سمجھتا ہوں کہ وہ تو شاید آپ کو بھی پتہ نہ ہوگا -

وزیر خزانہ ۔ کچھ تو خدا کا خوف کیجیے حاجی صاحب ۔ کبھی تو آپ نے حج کیا ہوگا ۔

(قہقہہ)

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ خوف اسے ہونا چاہیے جس کے سپرد ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ وزیر خزانہ صاحب اس وقت قائمقام قائد ایوان کے فرائض بھی سرانجام دے رہے ہیں ۔ جب وہ کہہ رہے تھے تو صرف سوال پوچھ لینا ہی کافی تھا ۔ اس سے کافی مقصد حاصل ہو جاتا ہے کہ آپ ان کے بیان کو قبول نہیں کرتے ۔ خدا کا خوف دلانے کی کیا ضرورت تھی ؟

وزیر خزانہ ۔ یہ بھی بڑا ضروری ہوتا ہے ۔ کبھی کبھی ہو جائے تو کیا حرج ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ۔ (الحق مرعاً ۔ حق ہمیشہ کڑوا ہوتا ہے اور اس کی کڑواہٹ بڑی مشکل سے برداشت ہوتی ہے) ۔ بہرحال اس میں میں اپنے فاضل بزرگ دوست کا قصور نہیں سمجھتا ۔ جناب والا ۔ حیرانی یہ ہے کہ وہ حکومت جو پولیس کی کارکردگی سے ہمیشہ متنفر رہی ہے ، اقتدار میں آنے سے پہلے جس نے ہر وقت پولیس کی مذمت کی ، جو تمام تر تحریک کے دوران پولیس کے مظالم کا شکار رہی ۔ آج انہوں نے پولیس کی سرپرستی قبول کر لی ہے اور پولیس کا نام آتے ہی جناب فنانس منسٹر چونک اٹھے کہ ہمارے وہ آقا ، ہمارے وہ نوکر شاہی کے پروردہ ، ہمارے وہ لوگ جن کی سرپرستی میں ہم حکومت کر رہے ہیں ، ہم جی رہے ہیں ، کہیں ان کی شان میں گستاخی نہ ہو جائے۔ جناب والا ۔ کون نہیں جانتا کہ کہ اس پولیس نے اس صوبے میں کیا کیا ۔ جہاں تک پولیس کے متعلق مکمل واقعات اور حقائق کا تعلق ہے وہ میں اپنی کٹ موشن کے سلسلے میں مکمل طریق سے پیش کروں گا ۔ یہاں میں صرف اتنا بتا دوں کہ پولیس جو کہ ہر آزاد اور جمہوری معاشرے میں عوام کی خادم ہوا کرتی ہے یہاں آپ نے اسے ایک ظالم حاکم کی شکل میں مسلط کر کے رکھ دیا ہے ۔ کون نہیں جانتا کہ پولیس کے فرائض کیا ہیں اور پولیس کیا کر رہی ہے ۔ غریب عوام دن کو

کھیتی باڑی کرتے ہیں اور رات کو وہ اپنے جانوروں کی دم پکڑ کر بیٹھے رہتے ہیں کہ کہیں چوری نہ ہو جائیں - جناب والا - میرے پاس ریکارڈ موجود ہیں ، گوشوارے موجود ہیں - میرے پاس اس ایوان میں کیے گئے سوالات و جوابات موجود ہیں جن سے ظاہر ہے کہ پولیس پچیس فی صد چوری کے جرائم کا بھی انسداد نہیں کر سکتی - کیوں نہیں کرتی ؟ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو اپنے فرائض انجام دینے کی ضرورت ھی پیدا نہیں ہوتی ، کیوں کہ ان کا کوئی جواب طلب کرنے والا نہیں - ان سے کوئی باز پرس کرنے والا نہیں - انہیں جب ہم اپنے لئے استعمال کریں - اپنے اقتدار کی حفاظت کے لیے استعمال کریں تو پھر ہم کیا ان سے توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ عوام کی خدمت کر سکیں ؟ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ایک سال کے عرصے کے اندر عوام پہ پولیس کے بہت سے ڈنڈے ، بہت سی لاٹھیاں ، بہت سی گولیاں برس چکی ہیں اب مزید نہ عوام میں طاقت رھی ہے اور نہ اس ایوان کے باشعور فاضل ممبران میں یہ برداشت رھی ہے کہ وہ مزید کروڑوں روپے کا سرمایہ پھر عوام پہ لاٹھیاں ، گولیاں اور ڈنڈے برسانے کے لئے آپ کو دے دے - جناب والا - اس ضمنی بجٹ میں اچھی خاصی رقم گندم کے حصول کے لئے رکھی گئی ہے -

مسٹر سپیکر - حاجی صاحب - آپ کو تقریر کرتے ہوئے سات منٹ ہو گئے ہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - ہماری طرف سے جس معزز ممبر کا کہیں میں وقت لے لوں -

مسٹر سپیکر - یہ بات نہیں ہے - میرے پاس بہت سے نام ہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - پھر ترتیب سے جناب والا نے نام بلانے تھے - ہم نے تو یہی سمجھا کہ اس دفعہ سارے ھی آپ نے اپوزیشن کے نام بلانے شروع کر دیئے ہیں - ادھر سے کوئی نام ہے ھی نہیں -

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر - آرڈر - آرڈر -

حاجی محمد سیف اللہ خان - میں گزارش کروں گا جناب - کہ میں تفصیلی عرض کروں گا کیونکہ شاید ھی اس طرف سے کوئی سپیکر آئے - تو ان سب کا وقت اگر آپ کہیں تو کہہ وہ دیں - ورنہ جس طرح آپ توضیح کر دیا کرتے

ہیں ۔ یہ گمان کر لیا کرتے ہیں ۔ وہ سمجھ لیں کہ باقی اس ایوان کا وقت میرا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ لیٹ آئے ہیں ۔ کافی صاحبان بول چکے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں لیٹ نہیں آیا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تیاری کر رہے تھے ۔ مجھے علم ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں یا تو آپ کے پاس تھا یا یہاں لابی میں بیٹھا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیے ۔ آپ کی تقریر کا وقت 10-50 پر ختم ہو جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ مجھے گیارہ بجے تک وقت دے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تقریر جاری رکھیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اس طرح مجھے جناب وہ آئیٹم ساری کٹ موشن کی شکل میں ڈسکس کرنی پڑیں گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے اپنی تقریر کا آدھا وقت تو اس بات پر لگا دیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ عرض یہ ہے کہ ہم نے طے کیا ہے اور بلکہ اس سے گورنمنٹ کو سہولت پیدا ہوگی ۔ کہ ہماری طرف سے چند ہی مقررین اپنے خیالات کا اظہار کریں گے ۔ اس لیے آپ مہربانی کر کے وقت کو پوری وسعت ظرف کے ساتھ استعمال میں لائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں ویسے ہی کروں گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب یہ میزانیے کا معاملہ ہے ۔ روپے کا معاملہ ہے ۔ اور روپے کے معاملے میں یہ قوم الرجک بہت ہے ۔ اس لیے انہیں اپنا نقطہ نظر پوری طرح واضح کرنے دیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اسے میں اپنے بجٹ کہوں تو بے جا نہ ہوگا ۔ کیونکہ بجٹ کی خصوصیات جو ہوا کرتی ہیں ۔ وہ ساری اس شیڈول سٹیٹمنٹ میں آ چکی ہیں ۔ جس کا نہ کوئی جواز ہے ۔ نہ قاعدہ ہے ۔ نہ کوئی قانون ہے ۔ نہ کوئی طریقہ روا رکھا گیا ہے

اس میں جناب والا ۔ ایک کثیر رقم چینی ، گندم اور اس کی سپلائی کے لئے رکھی گئی ہے ۔ کوئی نہیں جانتا جناب والا ۔ جس وقت ہم نے یہ بجٹ منظور کیا تھا جون 1972ء میں ۔ اس سے پہلے چینی کی کیا کیفیت تھی اور اس ایک سال کے عرصے کے اندر چینی کی کیا کیفیت ہوئی ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ کتنی اوسط سے گنے کی قیمت فروخت بڑھی ہے ۔ اور کیا گنے کی فروخت بڑھاتے وقت یہ بھی سوچا گیا ۔ یہ بھی دیکھا ۔ جیسے آپ نے اپنی تقریر میں ایک احسان عظیم کی شکل میں بتایا ہے کہ ہم نے چونکہ گنے کی قیمت بڑھا دی ہے ۔ اس لیے چینی کی فروخت میں بھی اضافہ ہو گیا ہے ۔ کبھی آپ نے یہ بھی محسوس کیا کہ ان شوگر ملوں کا منافع کیا ہے ۔ کیا وہ منافع کروڑوں کی شکل میں نہیں ؟ کیا انہیں کروڑوں روپے منافع نہیں ہوا کرتا تھا ۔ گنے کی قیمت میں یہ اضافہ اس لیے نہیں کرایا گیا تھا ۔ کسان اس لئے نہیں چیخ رہا تھا کہ انہیں اس کی قیمت کم مل رہی تھی ۔ بلکہ ان کا مطالبہ یہ تھا کہ ہمارا سارا پیٹ وہ مل اونر کاٹ کے کھا جاتا ہے ۔ اسے کروڑوں روپے کا منافع ہوتا ہے اور ہمارا گنا وہ کتنی معمولی قیمت سے خرید کر لے جاتا ہے ۔ ہم نے ان کے حصے میں سے مانگا تھا ۔ ہم نے یہ نہیں کہا تھا کہ ان سرمایہ داروں ، مل کے مالکوں کا آپ تحفظ کریں ۔ ان کے منافع میں تو کسی قسم کا فرق نہ پڑے مگر کسان اپنا حق اس سرمایہ دار سے ۔ مل مالک سے مانگتا ہے ۔ تو اس کا بوجھ بھی آپ اس غریب پر رکھ دیں ۔ وہ چینی جس کی فروخت ڈیڑھ روپیہ فی سیر ہوا کرتی تھی ۔ اس کو آپ نے اڑھائی ساڑھے تین روپیہ فی سیر سرکاری طور پر اور سات روپیہ فی سیر غیر سرکاری طور پر پہنچا دیا ۔ گنا دیہاتی کاشت کرتے ہیں ۔ اس کی محنت کسان کرتے ہیں ۔ اس کے لیے جو مشکلات ہوتی ہیں ۔ میں کہتا ہوں کسی فصل کی کاشت میں اتنی مشکلات کسان کو نہیں ہوتیں جتنی کے گنے کی کاشت میں ہوتی ہے ۔ مگر جس وقت فصل پک جائے ۔ مل کی نذر ہو جائے تو وہ کسان چینی سے محروم کر دیا جاتا ہے ۔ اس کا کوٹا نہیں ہے ۔ اور اگر ہے تو دوائی کے نسخے تک محدود رکھا گیا ہے جس کے ساتھ اس کے لئے سارے گرما میں ایک شربت کی بوتل بھی شاید بن سکے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ کوٹا جو آپ نے مقرر کیا ہے ۔ میں دعوے اور وثوق سے کہہ رہا ہوں جناب والا کہ ان کو کوئی نہیں دیا جاتا ۔ اگر تھوڑا بہت دے دیتے ہیں تو نسخے کی شکل میں دیتے ہیں ۔ مگر یقین جانیں

وہ بھی ان غریب کسانوں تک نہیں پہنچتا۔ وہ جو آپ کے لئے ساری زمین مہیا کرتے ہیں۔ جو دیہاتی آپ کے لیے دن رات عرق ریزی کرتے ہیں۔ آپ نے ان کو کیا سہولتیں بہم پہنچائی ہیں۔ اسی بجٹ میں آپ نے ہسپتالوں کے لئے رقمیں رکھی ہیں۔ اسی بجٹ میں آپ نے شہروں کے لئے کروڑوں روپے کی رقم رکھی ہے۔ صرف لاہور کے لیے 2 کروڑ روپے اس میں آپ نے رکھے ہیں۔ دیہاتی عوام کے لیے آپ نے کیا رکھا ہے؟ دیہات کی آپ نے کیا خدمت کی ہے۔

جناب والا۔ آپ گندم کو لے لیں۔ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ گندم کے ریٹ کو ایک طرف بڑھا کر ساڑھے بائیس روپے فی من کردیا جاتا ہے۔ یہ پہلی دفعہ ظاہر ہوا ہے کہ ایک من گندم خرید کرنے پر 25 فی صد اس پر مزید اخراجات لگتے ہیں۔ دنیا کا کوئی بھی قانون، کوئی بھی ضابطہ، کوئی بھی معاشرہ اس چیز کی اجازت نہیں دیتا کہ بائیس روپے من کی چیز پہ پانچ روپے recurring expenditure لگے۔ پہلی کچھ تو وہ آڑھتی کیا کرتے تھے یہی تو بازار میں بھی ہے۔ آپ نے کون سا کمال کر دیا ہے، کون سی سیونگ کر دی۔ اگر آپ ایک طرف ساڑھے بائیس روپے من والی گندم جس پہ آپ ساڑھے پانچ روپے مزید خرچ کر کے اٹھائیس روپے تک اسے پہنچا دیتے ہیں اور اس کے بدلے میں آپ انہیں اٹھارہ روپے یا بیس روپے آٹے کی شکل میں اور گندم کی شکل میں دیتے ہیں تو آپ نے ان پہ کیا احسان عظیم کیا ہے کیونکہ وہ آٹھ روپے من، دس روپے من کا بوجھ جو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی نا سمجھی کی وجہ سے ہے وہ بھی ان غریب عوام پہ پڑ رہا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ یہ ساڑھے پانچ روپے کا expenditure نا قابل قبول اور ناقابل یقین ہے۔ کہ کسی مد کی خرید کے اوپر اس پر صرف recurring expenditure اس پہ consequential expenditure پہ 25 فی صد زائد اضافہ کیا جائے اور میں تو کہوں گا کہ اگر واقعی آپ اتنا زیر بار کر رہے ہیں اور exchequre پر اتنا بوجھ ڈال رہے ہیں تو پھر کیا یہ مناسب نہیں ہوگا کہ آپ اہلیت کا ثبوت دیں۔ سمگلنگ کو بالکل بند کر دیں۔ اور اس کے بعد کھلی منڈیوں میں یہ گندم آئے۔ ایک دانہ بھی ملک سے باہر نہ جا سکے۔ آپ کا کام ہی کیا ہے۔ آپ اگر کہیں کہ ملک میں سمگلنگ ہوئی ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ اتنے ارب روپے کی۔ چالیس کروڑ روپے کی چینی آئی اور وہ سمگل ہو گئی۔ میں کہتا ہوں آپ کس لئے بیٹھے ہیں۔ یہ کس کا کام ہے چور کا کام ہے چوری کرنا۔ حالانکہ

کا کام ہے نگرانی کرنا ۔ ہمیشہ چور نا اہل مالک کی چوری کرتا ہے ۔ سوتے ہوئے مالک کی چوری ہوا کرتی ہے ۔ جاگتے ہوئے مالک کی کوئی چوری نہیں کرتا ۔ آپ اہلیت کا ثبوت دیں ۔ آپ چور بازاری کو بند کریں ۔ سمگلنگ کو بند کریں ۔ سرحدات کو محفوظ کریں ۔ کوئی وجہ نہیں ہے یہ گندم کھلی منڈی میں اٹھارہ یا بیس روپے من تک نہ بکے ۔ اس لئے اپنی غلط کارکردگی اور نا اہلی کو چھپانے کے لئے آپ کروڑوں روپے مزید لگانا پڑتے ہیں ۔ آپ کی نا اہلی کا بوجھ بھی خزانے پر پڑتا ہے اور اتنا بڑا بوجھ میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے کے عوام قطعاً برداشت نہیں کر سکتے ۔ جناب والا ۔ اس بجٹ کو دیکھ کر مجھے حیرانی ہوئی ہے اور میں نہیں سمجھ سکا کہ آیا ہمارے فنانس منسٹر نے ہمارے بھولے بھالے سیدھے سادھے شریف النفس چیف منسٹر کے ساتھ نادان دوستی کا ثبوت دیا ہے یا دانا دشمن کا ثبوت دیا ہے کہ اس بجٹ میں لکھ دیا ہے کہ ہمیں ان کی حفاظت کے لئے پولیس سکویڈ کی ایک کار تبدیل کرنے کے لئے 75 ہزار روپیہ چاہیے ۔ یہ غریب صوبے کے غریب عوام کے راہنما قائد ایوان جناب چیف منسٹر جو کہا کرتے ہیں کہ مجھے کسی حفاظت کی ضرورت نہیں ۔ مجھے کسی پروٹیکشن کی ضرورت نہیں جنہوں نے باربار کہا اور میں نے بچشم خود بھی دیکھا کہ ان کی کوٹھی میں نیا فرنیچر بھی نہیں ہے ۔ پھر مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان کے لئے بھی نہیں بلکہ ان کی حفاظت کے لئے پولیس سکویڈ کے لئے 75 ہزار روپے ایک کار تبدیل کرنے کے لئے چاہیں ۔ جناب والا ۔ یہ غریب صوبے کے غریب عوام کی کمائی سے عیاشی نہیں تو اور کیا ہے ؟ یہ غریب صوبے کے غریب عوام کی کمائی کا ضیاع نہیں تو اور کیا ہے ؟ آپ ہی مجھے بتائیں ۔ 75 ہزار روپے پولیس سکویڈ کو صرف اپنی حفاظت کے لئے بہترین گاڑی دینے کے لئے صرف کئے جا رہے ہیں تاکہ وہ خوش ہو جائیں اور وہ خوش ہوکر وہ آپ کی حفاظت کریں ۔ اور پھر حد تو یہ ہے کہ دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ ہم عوامی ہیں ۔ ہم تو جلسے جلوسوں کی پیداوار ہیں ۔ ہم تو عوام کی پیداوار ہیں ۔ عوام کو تو کسی حفاظت کی ضرورت نہیں عوام تو آزاد ہیں ۔ جمہوری ممالک میں جمہور کے نمائندے اس قسم کی حفاظتوں اس قسم کے پودوں ۔ اس قسم کے پولیس سکویڈ کی نگرانی میں نہیں چلا کرتے ۔ ان کے نگران عوام ہوتے ہیں ۔ اگر آپ کو ضرورت بھی ہوئی ہے تو موجودہ پولیس سکویڈ کے لئے جو گاڑیاں ہیں ان کو آپ کام میں لائیں انہیں مرمت

کرائیں ۔ اول تو میں کہتا ہوں کہ ضرورت ہی نہیں ۔ اور میں یہ سمجھ نہیں سکا ۔ بہر حال مجھے یہ یقین ہے کہ بطور خاص فنانس منسٹر صاحب اس کی وضاحت کریں گے کہ آخر انہیں کیا ایسی دلچسپی پیدا ہوئی جناب چیف منسٹر کی حفاظت کے لئے جن کی شکل ایوان میں کم دیکھی ہے ۔ جناب والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں عرض کروں گا کہ عجیب معاملہ ہے اور یہ رواج نکل پڑا ہے جس طرح فرانس میں ایک دفعہ قحط پڑ گیا ۔ لوگ روٹی کے لئے چیخے ۔ جلوس نکالے اور بادشاہ کے محل تک جا پہنچے اور انہوں نے اپنے بھوکے پیٹ بادشاہ کو دکھائے ۔ ملکہ معظمہ پاس کھڑی تھیں انہوں نے پوچھا یہ کیا چاہتے ہیں ۔ بادشاہ نے کہا یہ روٹی مانگتے ہیں تو ملکہ معظمہ نے کہا یہ کیک کیوں نہیں کھاتے ؟ یہی حالت ہماری ہے آپ اندازہ فرمائیں کہ لاکھوں روپے کھالوں پر پولیتھین سپلائی کرنے کے لئے دیئے جا رہے ہیں اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ اگر اس کا فائدہ کوئی اٹھا رہا ہے تو کون اٹھا رہا ہے ۔ سیف اللہ نہیں لے سکتا ۔ میرے فاضل فنانس منسٹر نہیں لے سکتے ۔ بہت کم کو چھوڑ کر زیادہ تر منسٹر نہیں لے سکتے ۔ لے کون رہا ہے وہ لوگ جنہیں آپ جاگیر دار کا خطاب دے چکے ہیں ۔ بڑے بڑے سرمایہ دار کا خطاب دے چکے ہیں ان کی پرورش کے لئے ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ان تک بھی شاید یہ بہت کم پہنچے ۔ شائد میرے فاضل منسٹر اس امر سے آگاہ ہوں اور یقیناً ہوں گے ۔ میں کہتا ہوں کہ آگاہ تو وہ ہیں مگر مجبور ہیں ۔ کیا انہیں یہ پتہ نہیں ہے کہ جتنی بھی رقوم وہ ڈویلپمنٹ کے لئے دے رہے ہیں ۔ جتنی بھی سکیموں کے لئے رقوم دے رہے ہیں وہ ڈیزل انجن کے لئے دے رہے ہیں ۔ وہ پولیتھین کے لئے دے رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ پیپلز ورکس پروگرام کے لئے کروڑوں روپے مختص کر رہے ہیں ۔ اس کا حشر بھی کبھی انہوں نے دیکھا ۔ یقیناً دیکھا ہوگا ۔ مگر افسوس کہ ان میں اتنی ہمت نہیں ہوئی کہ جب ان سے مطالبہ کیا گیا کہ اتنی رقم ہمیں اس مقصد کے لئے دی جائے تو وہ حق گوئی کا ثبوت دیتے جس طرح وہ اس ایوان میں کہا کرتے ہیں اور کچھ حد تک کل بھی انہوں نے کہا تھا چھپے چھپے لفظوں میں ۔ مگر جناب بالکل نہیں اور اب بھی وہ اس کو justify کریں گے چونکہ دوستوں کا مطالبہ ہے ۔ کارکن ناراض ہوتے ہیں ان کا روزگار بند ہوتا ہے ۔ کیا آپ کو پتہ ہے کہ کیا حشر ہوا رہا ہے آپ کے

پیپلز ورکس پروگرام کا - کتنا پیسہ صحیح معنوں میں استعمال ہو رہا ہے - کتنا پیسہ صحیح معنوں میں عوام تک پہنچ رہا ہے - کتنا پیسہ لگ رہا ہے اور کتنا پیسہ ضائع ہو رہا ہے اور جتنا پیسہ آپ دیتے ہیں اس میں سے کچھ حصہ نوکر شاہی لے رہی ہے اور بیشتر حصہ آپ کے کارکن لے رہے ہیں - پھر میرے سامنے ایسے بھی شواہد موجود ہیں جناب والا کہ ڈیزل انجن کے لئے ، ٹیوب ویلوں کے لئے آپ نے ایک subsidy رکھی - آٹھ ہزار ، چھ ہزار ، چار ہزار اور یہ بھی جناب والا ان گناہ‌گار آنکھوں نے دیکھا ہے - دیکھ رہی ہیں اور آپ بھی دیکھ چکے ہوں گے مشاہدہ کر چکے ہوں گے کہ وہ کیسے تقسیم ہو رہا ہے - پہلے ریٹ‌نکلا کہ پچاس فی صد لے لو - کوئی ٹیوب ویل خریدنے کی ضرورت نہیں -درخواست لاؤ اور پچاس فی صد لے لو اور دستخط کر کے درخواست ہمیں دےجاؤ - پچاس فی صد ہمارا - پھر سوچا کہ بھئی یہ درخواست کی قیمت چار ہزارتین ہزار روپے اور پھر قیمت کم ہوتے ہوتے اب وہ ایک ہزار پر آ پہنچی ہے - سات ہزار ان کا اور ایک ہزار ان کا - سکیمیں بنائیے لیکن ان کو implement بھی کریں - مجھے تو بظاہر یہ معلوم ہو رہا ہے جناب والا کہ جتنی بھی سکیمیں بن رہی ہیں جتنا بھی پیسہ ڈویلپمنٹ کا نام لے کر ملک میں اس صوبے میں خرچ کر رہے ہیں نیت کا مالک تو اللہ تعالٰے ہے بظاہر بہرحال یہ ظاہر ہوتا ہے کہ محض اپنے کارکنوں کی پرورش کے لئے آپ یہ سامان پیدا کر رہے ہیں کہ کہیں ناخدا آپ ناراض نہ ہو جائیں -

میں نے آپ کی عینک چڑھتے ہوئے یہ محسوس کیا ہے کہ مجھے اب اپنی تقریر کو ختم کرنا ہے اس لئے آخر میں چند گزارشات کروں گا کہ آئیے تعلیم کو دیکھیئے آپ نے تعلیم کے لئے بھی اس ضمنی بجٹ میں اچھی خاصی رقم رکھی ہے - آپ کو تعلیم کے حشر کا علم نہیں - آپ نے سکول نیشنلائز کئے تھے صرف اس لئے کہ لوگوں کی فیسیں کم ہوں - اس کا اثر بھی آپ نے غریب عوام پر دیکھا کہ کیا ہوا - اس کا حشر دیکھا آپ نے کہ کیا ہوا - جناب والا - جس تعلیم کے لئے ہم کروڑوں روپے کی رقم دینے کو تیار بھی ہیں - دیتے بھی ہیں - ہم نے دی بھی ہے - اس کے متعلق میں ادنی سی ایک مثال دوں گا اور بڑے درد بھرے لہجے میں آپ کو سناتا ہوں کہ ہمارے ارباب اقتدار ہمارے احکام وقت ایک ایک کلرک کے آگے کتنے بے بس اور مجبور ہیں - میں

ایک چھوٹی سی مثال کے بعد ختم کرنے کی کوشش کروں گا کہ میرے ضلع رحیم یار خان میں ایک کلرک ملک امتیاز نامی یہاں سے امپورٹ کرکے بھیجا گیا ۔ پہلے اسے ڈسٹرکٹ انسپکٹرس کے دفتر میں لگایا گیا اور جاتے ہی اس حضرت نے استانیوں تک اپنے آپ کو محدود نہ رکھا بلکہ ایک وقت آیا کہ اس نے ڈسٹرکٹ انسپکٹرس کو ہاتھ ڈالا ۔ جس پر جناب والا ۔ واویلا کھڑا شور ہوا لوگ بھاگے آئے ۔ پنڈی اسلام آباد تک ۔ پہلے منسٹر صاحب کے پاس گئے ۔ گو انہوں نے ظاہر تو نہ کیا مگر معلوم ایسا ہوتا تھا کہ اس کلرک کے بارے میں بے بس ہیں اور ان کے اختیار سے باہر ہے ۔ یہ جناب والا واویلا گزر گیا اور انہوں نے مہربانی فرمائی اور اتنی بڑی مہربانی فرمائی کہ اس ناہنجار کلرک کو جس کو استانیوں کا سرپرست بنا کر بٹھایا گیا تھا اتنی سزا دی کہ اسے جناب والا ڈسٹرکٹ انسپکٹریس کے دفتر سے بدل ڈسٹرکٹ انسپکٹر کے دفتر تک جس کا فاصلہ بمشکل 100 گز ہوگا اسے تبدیل کر دیا گیا ۔ عوام روتے رہے ۔ چیختے رہے ۔ چلاتے رہے اور جب وہ حضرت وہاں پہنچے تو میں حلفیہ کہہ رہا ہوں اور خدا کو گواہ بنا کر کہہ رہا ہوں جناب والا کہ اس شخص نے وہ دھاندلی وہاں مچائی وہ صورت حال پیدا کی کہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر اس کے سامنے بے بس ہوگیا ۔ جو بھی گرانٹ آئی وہ کہتا جلدی کرو اور مجھے اس میں سے 50 فی صد نکال کر دو ۔ میں نے اوپر پہنچانا ہے ۔ ڈسٹرکٹ انسپکٹر بیچارہ کیا کرے ۔ کوئی بھی جرآت نہیں کر سکتا تھا آخر جس وقت وہ انکار کر دیتے تھے تو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ کلرک میز پر ٹانگیں رکھ دیتا تھا اور ڈسٹرکٹ انسپکٹر کو کہتا تھا کہ جاؤ تمہارا تبادلہ ہیڈ ماسٹر کے طور پر ڈونگے بونگے کیا جاتا ہے اور دو دن میں بذریعہ ٹیلیگرام آرڈر آ جاتا تھا ڈونگے بونگے کا ۔ تین ڈسٹرکٹ انسپکٹر شکار ہوئے اس شخص کے ۔ اس کیس کو دیکھیں ۔ اخبار چلا رہے ہیں ۔ بہاول پور کا ۔ رحیم یار خان کا چپہ چپہ چلا رہا ہے اور میں آپ کی پارٹی کے ممبر مسٹر حنیف نارو کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ وہ خدا کو حاضر ناظر جان کر کہیں کہ ضلع رحیم یار کے اس کلرک نے کیا آفت مچا رکھی ہے ۔ کوئی اس کو نہیں پوچھتا ۔ اب بھی اس نے دھمکی دے رکھی ہے موجودہ ڈسٹرکٹ انسپکٹر کو کہ جتنا پیسہ پڑا ہے اس کا حصہ مجھے دو ۔ میں یقین رکھتا ہوں اور میں کسی سے ڈرتا نہیں ہوں لیکن میں ڈاکٹر صاحب کی شرافت کو مسلوط ناظر

رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ وہ ان کے بس میں نہیں ۔ ان کی طرف سے ہمیں مزید ایسی شکایت نہیں ہے ۔ بار بار حکام کے نوٹس میں لاتے ہیں ان کو کہتے ہیں لیکن کوئی ٹس سے مس نہیں ہوتا ۔ تو یہ آپ کی انتظامیہ اور محکمہ تعلیم کی کارکردگی ہے ۔ کیا اسی لئے آپ ہم سے ڈیڑھ ارب کی رقم مانگتے ہیں ۔ اب بھی اس نے ڈسٹرکٹ انسپکٹر کو نوٹس دے رکھے ہیں ۔ خدارا اگر وہ آپ کا عزیز ہے اگر وہ آپ کو پسند ہے تو اس کو ڈائریکٹر لگا دو ۔ ایڈوائزر لگا دو ۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ جناب جہاں اور اتنی باتیں برداشت کر رہے ہیں وہ بھی برداشت کر لیں گے لیکن اس کو غریب عوام کے سروں پر مسلط نہ کریں ۔ ہم جیسے لوگوں کے سروں پر آپ اس کو مسلط کریں ۔ کم از کم انصاف سے کام لیں ۔ انصاف کے دروازے بند نہ کریں اور جو بھی رقم آپ کو ملتی ہے اس کے متعلق قاعدے اور قوانین موجود ہیں اور صاف طور پر موجود ہیں ہر چیز موجود ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب ۔ آپ کے وعدے سے تین منٹ اوپر ہو گئے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اگر تین منٹ ہیں تو دو اور کرکے پانچ پورے کر دیں ۔ جناب والا ۔ میں اپنی تقریر کو اب ختم کرتا ہوں کہ لاہور کو کوئی ترقی نصیب ہوئی ہو تو میں نہیں کہتا بہر حال میرا ضلع بالعموم اور میری تحصیل لیاقت پور بالخصوص اس سال انتہائی پسماندگی کا شکار ہوگئی ہے ۔ جتنا پیسہ آپ نے دیا ہے اس کا بیشتر حصہ کھایا جا چکا ہے ۔ کوئی سکیم صحیح معنوں میں نہیں کی جا رہی ہے اور نہ ہی اس کو بروئے کار لایا جا رہا ہے ۔ ہمیں کوئی پیسے کا حساب نہیں بتایا ۔ عوام کے حالات پہلے سے بدتر ہو گئے ہیں ۔ گرانی نے کمر توڑ کر رکھ دی ۔ متوسط طبقہ تقریباً تقریباً ختم ہوچکا ہے اور کوئی بعید نہیں کہ اس صوبہ سے متوسط طبقہ کا نام و نشان مٹ جائے ۔ اگر آپ پیسہ لینا چاہتے ہیں تو اس کو صحیح معنوں میں استعمال کریں اس کا حساب بھی رکھیں جناب والا ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ پچھلے دو سال بلکہ تین سال سے اس صوبے کا اکاؤنٹ ہی کلیر نہیں ہوا ۔ آئین کہتا ہے کہ آڈیٹر جنرل ہر سال اسمبلی میں آڈٹ کی رپورٹ دے ۔ پتہ نہیں کہ حساب کہاں ہے ۔ جس شکل میں خرچ کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں

کوئی حساب ہی نہیں ہے ۔ یہ صرف زبانی خرچ کر رہے ۔ قومی پیسے کا ضیاع ہے اور کچھ نہیں ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس صوبے کے عوام پر رحم کریں آپ زیادہ سے زیادہ بچت کریں ۔ پیسے کے ضیاع کو روکیں ۔ جس سکیم پر آپ عمل درآمد کرائیں ۔ جس سکیم کے لیے آپ پیسہ دیں ان کو صحیح معنوں میں آپ خرچ کریں ۔ اس سے آپ کا نام ہوگا ۔ اگر اس پیسے کو آپ کے کارکن کھائیں گے ۔ آپ کا عملہ کھائے گا تو بدنامی آپ کے سر ہوگی ۔ وما علینا الاالبلاغ ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب نے اس کلرک کے خلاف سنگین الزامات عائد کئے ہیں کیا ڈاکٹر صاحب اس ضمن میں صحیح پوزیشن کی وضاحت فرمائیں گے کہ جو حالات بیان کئے گئے ہیں کیا یہ ان کے علم میں ہیں یا نہیں ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ علامہ صاحب نے یہ اچھا کیا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ۔ آج جو سنگین باتیں بتائی گئی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سچ ہوگا کیونکہ جس معزز رکن نے یہ باتیں کہی ہیں وہ سچ کہنے کے عادی ہیں ۔ میں فوراً آج ہی اس کی تحقیقات کراتا ہوں اور جو شخص ایسی کارروائیاں کر رہا ہم اس کو وہاں سے ہٹا دیں گے اور آپ کی پوری تسلی اور تشفی کریں گے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید (ملتان 14) ۔ جناب والا ۔ میں آج اپنی تقریر میں عوامی ضمنی بجٹ پر بحث کر رہا ہوں اور میں اپیل کروں گا کہ اس عوامی ضمنی بجٹ کو فی الفور منظور فرمایا جائے ۔ جناب والا ۔ جہاں تک عوامی تعمیرات دیہی پروگرام کا تعلق ہے اور میرے دوست میاں خورشید انور نے بتایا ہے کہ یہ ایک فضول چیز ہے لیکن میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس عوامی حکومت نے غریب دیہاتیوں کی طرف توجہ دی ہے اور غریب علاقوں کی طرف توجہ دی ہے ۔ میں مثال دیتا ہوں کہ چھ جگہوں پر دیہی تعمیراتی پروگرام شروع ہو چکے ہیں ۔ ٹھیک ہے وہ سیشن کے لئے یہاں ہوٹلوں میں ٹھہرتے ہیں لیکن اگر وہ وہاں ہوں تو ایم پی اے کا حق ہے کہ وہ اپنے دیہاتی علاقے کا حصہ لے جائے اور اپنا پیسہ لے جائے اور اپنے دیہی علاقے پر خرچ [illegible]

جناب والا ۔ اس میں جہاں تک ٹیوب ویل کی سبسڈی کا تعلق ہے اس میں ہم گورنمنٹ کے مشکور ہیں ۔ کئی علاقے ایسے ہیں جہاں فصلوں کے لئے پانی نہیں ملتا اور ٹیوب ویل کی سبسڈی تو ہم پر ایک طرح کا احسان ہے ۔ اور مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے ہم پر احسان کیا ہے کہ جگہ جگہ ٹیوب ویل لگائے ہیں تاکہ پانی کا خاطر خواہ انتظام ہو سکے ۔ کچھ پتہ نہیں کہ کسی وقت بھی پانی بند ہو جائے ۔ خشک سالی ہو سکتی ہے اگر ہمارے پاس ٹیوب ویل موجود ہیں اور ہم ایمانداری سے کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو ٹیوب ویل دیئے ہیں ۔ سات آٹھ آدمیوں کو اکٹھا کیا ہے جن کے پاس تھوڑی زمین ہے جن کے پاس کوئی سرمایہ نہیں کہ وہ ٹیوب ویل لگا سکیں ۔

اس کے ساتھ جہاں پانی کی گزرگاہوں کا پکا کرنے کا تعلق ہے وہ بھی ایک بہترین سکیم ہے کیونکہ جہاں سے پانی گزرتا ہے اگر وہاں کچے نالے ہوں تو سیم اور تھور یہ دونوں چیزیں زمین کو خراب کر دیتی ہیں اگر نالے پکے ہوں گے تو زمین سیم اور تھور سے بچ جائے گی ۔ یہ بھی ایک بہترین سکیم ہے ۔ جس کے لئے 17 کروڑ 88 لاکھ روپیہ مختص کیا گیا ۔

میرے فاضل دوست حاجی محمد سیف اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ پولیس پر غلط پیسہ تقسیم کیا گیا ہے اور میں کہتا ہوں کہ پولیس اس وقت تک ٹھیک نہیں ہو سکتی جب تک کہ ان کے لئے ذرائع مواصلات یا اور کوئی اچھا انتظام نہ ہو ۔ ان مراعات کے بغیر ہماری پولیس کیا کر سکتی ہے ایک دیہی تھانہ میں نہ کوئی ٹانگہ ہے اور نہ کوئی گھوڑا ہے اور نہ کوئی گاڑی نہ ہی کوئی ٹیلی فون ہے ۔ 20 میل پر ایک قتل کی واردات ہوتی ہے تو پولیس وہاں جائے واردات پر کس طرح پہنچ سکتی ہے ۔ جب تک کہ اس کے پاس ایک جیپ نہ ہو ۔ ٹیلی فون نہ ہو یا کوئی دیگر انتظام نہ ہو ۔ کس طرح وہ اس پر قابو پا سکتی ہے ۔ میرے دوست نے کہا ہے کہ پولیس میں بہت برائیاں ہیں جو کہ ہمیں ورثہ میں ملی ہیں ۔ یہ پچھلی حکومتوں کا تصور تھا کہ انہوں نے پولیس کو ٹھیک نہیں کیا لیکن اب میں سمجھتا ہوں کہ وہ صحیح کام کر رہے ہیں ۔ وہ غریبوں کے لئے کام کر رہے ۔ مزدوروں کے لئے کام کر رہے ہیں ۔ میں اپنے دوست کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ پولیس تب تک ٹھیک نہیں ہو سکتی جب تک کنونشن لیگ ان تھانوں سے اپنی اجارہ داری ختم نہیں

کرتے ۔ اور ہماری پولیس دن رات کام کر رہی ہے ۔ رسہ گیروں کے خلاف کام کر رہی ہے ۔ غنڈوں کے خلاف کام کر رہی ہے ۔ آپ کہتے ہیں کہ کیا وجہ ہے کہ وہاں ڈاکے پڑ رہے ہیں ۔ وہاں یہ ہو رہا ہے ۔ یہ بات ہو رہی ہے ۔ تو ہمیں اس کے لئے ضرورت ہے کہ ہم ان کے رسل و وسائل جو ہیں ۔ ذرائع مواصلات جو ہیں اور باقی سب چیزیں جو ہیں وہ اچھی بنائیں تا کہ ان کی کارکردگی اچھی ہو اور وہ جرائم پر قابو پا سکیں ۔ تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ پولیس پر پیسہ خرچ کیا جاتا ۔

جناب والا ۔ اس کے ساتھ تیسرا منصوبہ گندم کے متعلق تھا کہ گندم کے ریٹ بڑھ گئے ہیں ۔ گندم پہلے ساڑھے سترا روپے من تھی اور اس کے بعد ساڑھے بائیس روپے فی من ہوگئی ۔ آپ کو پتا ہے کہ اس میں گورنمنٹ کا کافی پیسہ خرچ ہوتا ہے۔ پہلے اس کی کچھ سکیم تھی کہ اتنا سٹاک کیا جائے گا ۔ اب اس دفعہ اور زیادہ سٹاک کرنے کی ضرورت تھی کیونکہ آبادی اور دوسری ایسی مشکلات ہیں جس کے لئے ضروری ہے کہ ہمیں زیادہ سٹاک رکھنا چاہئے اس لئے جو بھی چیز آپ دیکھیں گے وہ عوامی ہوگی ۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ کوئی ایئر کنڈیشنڈ بنگلوں کے لئے کچھ کیا گیا ہو یا کوئی ایسی فضول چیزوں کے لئے کیا گیا ہو یہ ایک عوامی تعمیراتی اور پیارا بجٹ ہے ۔

جہاں تک اس بجٹ میں بسوں کے لئے رکھا گیا ہے اس کے لئے میں یہ عرض کروں گا کہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے یہ ضرورت محسوس کی کیونکہ غریب عوام ہی بسوں پر سوار ہوتے ہیں ۔ کوئی جاگیردار اور سرمایہ دار بسوں پر سوار نہیں ہوتے۔ ان کی تو بڑی بڑی لمبی کاریں ہوتی ہیں ۔ اپوزیشن والوں کی دیکھتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ براہ راست بات نہ کریں ۔ آپ جنرل بات کریں ۔

قاضی محمد اسمعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ ہماری بسیں پرانی ہو چکی تھیں اور پہلی حکومتیں جس طرح وہ بیچ کر کھا گئی تھیں ہمیں تو ڈھانچے ملے اور بسوں کے لئے ضروری تھا کہ ہم اس میں اضافہ کرتے اور اس میں ہمارے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو اور قائد پنجاب ملک غلام مصطفیٰ کھر نے یہ تجویز دی کہ اتنے ہزار بسیں پنجاب کے لئے درآمد کی جائیں تا کہ عوام کو فائدہ ہو۔ مزدوروں کو فائدہ ہو ۔ یہ مزدور۔ عوام اور کسان لوگوں کے لئے ہے اور اس کے ساتھ کاشتکاروں کو قرضے دیئے گئے ہیں ۔ میں کہتا ہوں اس میں کوئی ایسا آئیٹم نہیں ہے جو کہ جاگیرداروں کے لئے ہو یا بڑے آدمیوں

کے لئے ہو یا ان مفاد پرستوں کے لئے ہو یہ یا تو کاشتکاروں کے لئے ہے یا دیہاتی عوام کے لئے ہے جو سڑکوں کو ترستے ہیں ۔ کبھی ہم نے دیکھا نہیں تھا کہ میلسی میں کوئی سڑک بن جائے گی اور 26 سال کے بعد میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہم نے 44 میل لمبی سڑک کا پلان بنایا جو 1972—73ء میں ختم ہو جائے گا ۔

جناب والا ۔ جہاں تک اس بجٹ کا تعلق ہے یہ ایک عوامی اور صحیح عوامی ضمنی بجٹ ہے اس لئے اس کو منظور کرنے میں کوئی پس و پیش نہیں کرنی چاہیے ۔ اور نہ دیر کرنی چاہیے بلکہ فوری طور پر منظور کر لینا چاہیے جناب والا ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی (میانوالی ۔ 2) ۔ جناب والا ۔ پہلے تو میں وزیر خزانہ صاحب جنہیں ہمیشہ اپنی غربت اور عوام کی غربت کا سب سے زیادہ احساس ہے ۔ ان کی توجہ ان کے بجٹ کے متعلق یہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہ بجٹ جو ہے اس کو کوئی بھی عوامی بجٹ کہنے کو تیار نہیں ہے کیونکہ اس میں جتنے اخراجات کئے گئے ہیں وہ تمام کے تمام ایسے اخراجات ہیں جیسے کہ کوئی بہت ہی امیر صوبہ ۔ امیر حکومت اس کے لئے سوچ رہی ہو اور امرا کے لئے بہت کچھ کر رہی ہے ۔ خاص طور پر اس بجٹ میں وزرا کی حفاظت کا انتظام زیادہ ضروری سمجھا گیا ہے بنسبت اس کے کہ غریبوں کی بہتری کے لئے کچھ کیا جاتا ۔

جناب والا ۔ اس وقت ملک کے اندر کرپشن اور لاء اینڈ آرڈر کی یہ حالت ہے کہ اگر اس کے متعلق کچھ کہا جائے تو ہمارے دوست صرف یہ کہتے ہیں کہ یہ سب چیزیں ہمیں ورثے میں ملی ہیں لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ یقیناً یہ ہمارے ورثے کے مالک تو ہوئے ہیں لیکن یہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جو ہمارے وارث بنے ہیں یہ ہم سے بھی زیادہ نالائق اور زیادہ نااہل واقع ہوئے ہیں جن کو ڈیڑھ سال کا عرصہ گزر جانے کے باوجود ابھی تک ہر بات کا صرف یہی جواب دینا آتا ہے کہ ہم کیا کریں یہ برائی ۔ یہ چیز ۔ یہ سب کچھ ہمیں ورثے میں ملا ہے ۔ چاہے وہ کوئی منسٹر کے لئے نئی کار لینی پڑے ۔ اگر اس کے لئے نیا فرنیچر لینا پڑے ۔ اگر اس کی رہائش پر لاکھوں روپے کا انتظام کرنا پڑے تو کہا جاتا ہے کہ ورثے میں ملا ہے ۔ بھائی جان ۔ ادھر سے آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم عوامی نمائندے ہیں اور اس اقتدار پر ہم عوام کی تائید سے آئے ہیں ۔ میں ان کو یہ التجا کروں گا کہ بجائے اس کے کہ ہمیشہ پرانا ورثہ دہراتے رہیں وہ عوام کے لئے کچھ کریں ۔ جو کچھ انہوں نے عوام

تھے وعدے کئے تھے ان کو پورا کرنے کی کوشش کریں - پرانے وارث چلے گئے - پرانے وارثوں کو قوم نے ہٹا دیا اور اس کی جگہ پر عوام نے آپ کو منتخب کیا - میں یقین سے کہتا ہوں کہ عوام نے آپ پر اعتماد کیا لیکن عوام کو یہ پتا نہیں تھا کہ ان کے اعتماد کا یہ حشر ہوگا -

جناب والا - ابھی آپ کے سامنے میرے دوست محکمہ تعلیم کے متعلق ذکر کر رہے تھے - میں نہیں کہتا کہ محکمہ تعلیم میں غلطیاں ہو رہی ہیں کیونکہ یہ غلطیاں نہیں بلکہ دھاندلیاں ہو رہی ہیں - اس لئے میں غلطی تو کہوں گا نہیں میں پھر بھی یہی کہوں گا کہ وزیر تعلیم صاحب نہایت شریف اور اچھے آدمی ہیں لیکن عوام کا شرافت قابلیت اور اچھائی سے کوئی تعلق نہیں ہے ان کا تو result سے تعلق ہے - اگر کسی نے کہیں لڑکا داخل کروانا ہے تو کسی ہیڈ ماسٹر کے پاس جائیں اور وہاں نمبر یا ڈویژن نہیں دیکھی جاتی بلکہ یہ حکم ہوتا ہے کہ منسٹر صاحب کی چٹھی لائیں - ایک ہیڈ ماسٹر کو میں نے کہا کہ بھائی وہ ہیڈ ماسٹر ہیں یا آپ ہیڈ ماسٹر ہیں - اس نے مجھے کہا کہ جناب practically تو ہیڈ ماسٹر منسٹر صاحب ہیں اور عارضی طور پر ہم ہیں - میرا یقین ہوگیا ہے کہ اس نے درست کہا ہے - غلط نہیں کہا ہے -

جناب والا - جس بدنصیب ڈویژن سے میں تعلق رکھتا ہوں وہاں کی ڈائریکٹریٹ راولپنڈی کی یہ حالت ہے کہ کوئی ایک ٹیچر بھی اگر تبادلہ کرنا چاہے تو جب تک وہاں پر پیسے ادا نہ کئے جائیں وہاں اس کا تبادلہ نہیں ہو سکتا - میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ پی ٹی سی کے جو داخلے ہوئے ہیں - میں اس منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ اس کی انکوائری کرائیں - جو ابھی تک داخلے ہو رہے ہیں - جناب والا - پانچ سو سے سولہ سو تک فی داخلہ لیا گیا ہے - یہ ان کی شرافت ہے یا یہ ان کی جمہوریت ہے - میں کچھ نہیں کہہ سکتا - بہرحال میں یہ کہتا ہوں کہ یہ کب تک ہوگا - میں یہ بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ یہ پارٹی پروگرام ہے - وہ بھی پارٹی ہے - وہ بھی اصل میں برسراقتدار ہے - میں یہ تسلیم کرنے کو تیار ہوں کہ وہ ڈویلپمنٹ چاہتے ہیں لیکن جو نتائج عوام کے سامنے آ رہے ہیں - میں یہ نہیں کہتا کہ ان کا کون ذمہ دار ہے لیکن وہ اس کے برعکس ہیں -

(اس مرحلہ پر مسٹر چیئرمین میاں خان محمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا - ابھی آپ کے سامنے ٹیوب ویل کا ذکر آیا تھا - میرے ایک فاضل دوست نے کہا کہ وہ غریبوں اور عوام کی بہتری کے لئے لگائے گئے ہیں - جناب والا - ایم - پی - اے ہونے کی وجہ سے میں وہاں اپنے حلقے کے ڈویلپمنٹ بورڈ کا ایک ادنیٰ امبر ہوں - میں نے وہاں جو درخواستیں دیکھی ہیں وہ تو ناممکن ہے کہ کوئی ایک آدمی ٹیوب ویل لگا سکے گا - ۶ ہزار کی گرانٹ ہے اور شرط یہ ہے کہ یہ گرانٹ اس کو ملے گی جو پہلے ٹیوب ویل لگانے کا سرمایہ مہیا کر سکے گا جناب والا - ایک ٹیوب ویل پر 35 سے 40 ہزار روپے تک اخراجات ہوتے ہیں - جس شخص (میں عوامی کہہ رہا ہوں - میں غریب کی بات کر رہا ہوں) کے پاس ٹیوب ویل کے لئے 30 ہزار یا 35 ہزار روپے موجود ہیں تو یقین رکھیں کہ وہ 5 ہزار روپے بھی ڈھونڈ لے گا - اصل میں یہ گرانٹ وہ لوگ لے رہے ہیں جن کی نہ زمین ہے اور نہ ان کو ٹیوب ویل لگانے ہیں یا وہ لوگ لے رہے ہیں جو لکھو کھا روپے کے مالک ہیں - اور وہی لوگ چھ ہزار روپے کی گرانٹ لے رہے ہیں - میں وزیر خزانہ کو عرض کروں گا کہ اگر وہ چاہتے ہیں کہ ملک کو ترقی کرنا چاہیے تو میں ان کی خدمت میں التماس کروں گا - کہ اس گرانٹ کے دینے کے برعکس ایسا کیا جائے جیسا کہ گورنمنٹ نے کسی زمانہ میں ڈیرہ اسماعیل خان میں خود ٹیوب ویل لگائے تھے -

مسٹر چیئرمین - آپ کا وقت ختم ہوگیا ہے -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - جناب والا - میں ایک منٹ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں - میں عرض کر رہا تھا کہ جیسا کہ ڈیرہ اسماعیل خان میں ٹیوب ویل لگائے گئے تھے - اگر غریب عوام یہ چاہتی ہے اگر گورنمنٹ یہ چاہتی ہے کہ سات ایکڑ کا مالک ، 10 ایکڑ کا مالک اور 20 ایکڑ کا مالک ٹیوب ویل سے فائدہ اٹھا سکے تو میں التماس کروں گا کہ ایسے علاقے منتخب کر لیں اور وہاں ٹیوب ویل لگائیں اور ان ٹیوب ویلوں کو خود سرمایہ مہیا کریں - ایریگیشن سسٹم اس طرح بنایا جائے جس طرح آبیانہ وصول کرتے ہیں تو یقینی طور پر آپ کی ترقی میں فائدہ ہوگا - اس طرح گورنمنٹ کی گرانٹس کا فائدہ ہوگا - کسی بھی علاقے میں سرمایہ لگایا جائے مجھے کسی خاص علاقے کا نام لینے کی مجھے ضرورت نہیں - میں یہ عرض کروں گا کہ ہر محکمہ میں رشوت بڑھ رہی اور کمی نہیں ہے - وزرا کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ کوئی تدابیر اختیار کریں جس سے رشوت ختم ہو جائے۔ شکریہ -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - میں اپنے خیالات کا اظہار کٹ موشن پر کروں گا -

مسٹر چیئرمین - بیگم ریحانہ سرور - موجود نہیں ہیں - ڈاکٹر عبدالخالق

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) - جناب سپیکر - محکمہ تعلیم کے بارہ میں جو اعتراضات کئے گئے ہیں ان کے متعلق میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بات یہ ہے کہ پاکستان کے لوگ یا پنجاب کے لوگ خواہ وہ محکمہ تعلیم کے یا محکمہ پولیس کے ملازم ہوں یا کسی اور محکمہ کے ملازم ہوں سب ہی یکساں ہیں - حالات میں کمیاں ہیں - جو تگ و دو اور نفسانفسی کی حالت ہے ان معاشی حالات کی وجہ سے لوگوں کی اخلاقیات پر اثر پڑا - ایسے لوگ محکمہ تعلیم میں ہی نہیں بلکہ دوسرے محکموں میں بھی نظر آتے ہیں - میں بالکل یہ کہنے کے لئے تیار نہیں کہ جو لوگ شعبۂ تعلیم میں ملازم ہیں وہ پاکستان کے حالات سے متاثر نہیں - وہ کسی جزیرہ میں رہتے ہیں - اور ان کی زندگی کی ضروریات دوسرے محکمہ کے مطابق نہیں - میں ایسی بات بالکل نہیں کہونگا - یہ پاکستان میں رہتے ہیں پنجاب میں رہتے ہیں - اور جیسے دوسرے لوگوں کے حالات ہیں ویسے ہی ان لوگوں کے ہیں - جس طرح اور جگہوں پر رشوت، سفارش اور بنیادی کمیاں ہیں ان میں بھی ہیں - میں ہمیشہ یہ کہا کرتا ہوں کیونکہ مجھے تھوڑی سی اکنامکس پڑھنے کا موقع ملا ہے تمام ہماری برائیوں کی جڑ آپ آخر پر لے جائیں اگر آپ زیادہ دباؤ سے زیادہ جگہ لینا چاہتے ہیں - خاص طور پر کسی سکول میں زیادہ لوگ داخلہ لینا چاہتے ہیں - جیسے لاہور میں سنٹرل ماڈل سکول ہے - جب کوئی چیز کم ہوگی اور لینے والے زیادہ ہونگے تو یقیناً rat race ہوگی اور اس میں لوگ مختلف طریقے اختیار کریں گے - رشوت اور سفارش بھی اختیار کرتے ہیں - اس لئے بنیادی مقصد ہے کمیوں کو دور کرنا - اس لئے اتنے انسانوں کو ٹھیک کرنا ناممکن ہے - ہم شعبۂ تعلیم میں اس قسم کی institutional تبدیلیاں لا رہے ہیں اداروں میں تبدیلیاں لا رہے ہیں تاکہ ان کو عوامی نمائندے قابو کرسکیں - پھر mal practice جو چلی آ رہی ہے وہ کم سے کم ہو جائے گی تاکہ ایک غریب آدمی اور عام آدمی کو اس سے نقصان نہ پہنچے اور تکلیف نہ ہو - اس کے لئے جناب کوئی پیسے خرچ نہیں ہوں گے - اور نہ ہی اس ضمنی بجٹ میں وزیر خزانہ نے کوئی

مطالبہ زر پیش کیا ہے - ہم نے ڈسٹرکٹ ایجوکیشنل کمیٹیاں یا کونسلیں قائم کی ہیں کیونکہ یہاں بیٹھے ہوئے تمام فاضل اراکین اس کے ممبر ہیں اور قومی اسمبلی کے ممبر ہیں یہ کونسلیں بھی پاکستان میں پہلی بار بنائی گئی ہیں - محکمہ تعلیم تمام دوسرے محکموں سے بہت بڑا شعبہ ہے اور اس میں تمام محکموں سے زیادہ ملازم ہیں اس لئے یہ پروگرام بنایا ہے کہ تمام عوامی نمائندے کنٹرول کریں اور ہمارے ان افسران کی حرکات جو بھی عوام کے خلاف ہوں یا عوامی نمائندوں کو بری لگیں ہمیں بتائیں - ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے - ہر ضلع میں تقریباً جتنے بھی تعلیمی پروگرام ہوں اور ان عوامی نمائیندوں کے ذریعے ہوں وہی بیٹھ کر پروگرام بنائیں کیونکہ یہ اپنے علاقے کے حالات کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ کون سا سکول اچھا چل رہا ہے - کون سا ہیڈ ماسٹر اچھا نہیں ہے - کون سا ڈسٹرک انسپکٹر آف سکولز اچھا نہیں ہے - میرے پاس جو شکایات آئیں گی میں ان کا فوراً نوٹس لوں گا مثلاً جناب فاضل رکن روکڑی صاحب نے بالکل ٹھیک فرمایا ہے کہ کہ پی - ٹی - سی کے داخلے میں دھاندلیاں ہوئی ہیں لیکن جس دھاندلی کی مجھے اطلاع ملی چاہے وہ کسی پارٹی سے تعلق رکھتا تھا ہم نے فوراً تحقیقات کرائی اور پی سی ایس افسر کو میں نے خاص طور پر سیکریٹریٹ سے لے کر ان دھاندلیوں کے لیے رکھا وہ ہر جگہ پر خود گیا - وہاں پر عام طور پر شکایات کرنے والے ایم - پی - اے اور ایم - این - اے کو گواہ کی صورت میں لیا گیا اور جتنے کیس ہمارے پاس آئے ہم نے کتنے ہیڈ ماسٹروں کو بر طرف کیا ہے - چارج شیٹ کیا ہے - جس کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت نہیں تھا اس کو وہاں سے تبدیل کیا ہے - اس سال کوتاہیاں ہو چکی ہیں - اب ڈسٹرکٹ ایجوکشنل کمیٹیاں عمل میں آئی ہیں اور عوامی نمائیندوں کا کنٹرول ابھی شروع نہیں ہوا - میں جناب روکڑی صاحب - علامہ صاحب اور حاجی صاحب کو جنہوں نے اعتراض کئے ہیں یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ سال ایسی شکایات نہیں ہونگی کیونکہ تعلیمی کونسلیں تشکیل ہو چکی ہیں اور جہاں کہیں ایجوکیشنل کونسلوں کے حضرات ہمارے کسی بھی دفتر کے خلاف کوئی کوتاہی بتائیں گے - میں فوراً اسکے خلاف کارروائی کروں گا اور اس کی سزا دی جائے گی - یہ تو میرا اپنے اعتراض کا جواب تھا کیونکہ

کارروائی چھپی گی اس لئے میرا جواب تبھی آنا چاہیے تھا ۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میرے محکمہ میں پاک صاف لوگ ہیں اور باقی میں خراب ہیں سب محکموں میں ایسے ہی لوگ ہیں آپ کسی کلب کو ۔ کسی محلے کو ۔ کسی جماعت کو وغیرہ وغیرہ لیں ہر جگہ اس قسم کے لوگ ہوں گے ۔ کافی دیر تک چلتا رہے گا جب تک کمیاں پوری نہیں ہونگی ۔ جناب والا ۔ میں یہ بات بانگ دھل کہتا ہوں کہ چونکہ پاکستان میں اجناس خوردنی کی کمی ہوتی ہے کوئی شریف آدمی ایسا نہیں ہے جس نے اپنے کارڈ میں آدمی زائد نہ لکھائے ہوں ۔ چاہے وہ کسی بھی پارٹی کا ممبر ہو چاہے کسی مذہبی جاعت کا ممبر ہو ۔ جناب والا ۔ ہم بہت سی جھوٹ باتیں بولتے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جھوٹ ہی نہیں بولتے ۔ اسے ہم غلط بیانی نہیں سمجھتے ۔ فارم جو ہم بھرتے ہیں اس قدر غلط بھرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ جھوٹ بولنا مسلمان کے لئے گناہ ہے ۔ اس کے لئے ایک آیت میں حکم ہے لیکن بات یہ ہے کہ کسی جگہ absolute realities ہوتی ہیں اور جو اکنامک کنڈیشن ہوتی ہے وہ سوشل کنڈیشن کو determine کرتی ہے ۔ اکنامک کنڈیشن یقیناً اخلاقیات پر اثرانداز ہوتی ہے ۔ آپ کسی آدمی پر پہرہ لگا دیں اگر کسی چیز کی کمی ہوگی تو وہ چوری کرے گا کیونکہ اور کوئی ذریعہ نہیں ہوتا ۔ لیکن جب آپ کسی چیز کو وافر مقدار میں پیدا کر دیں گے تو اس میں کوئی جھگڑا نہیں ہوگا ۔ لیکن ہم اس قسم کی تبدیلیاں خاص کر اداروں میں لائیں جن سے انسان کی غلط خواہشات پر قابو پایا جائے ۔ اس کے لئے میں آپ کا تعاون چاہتا ہوں ۔

اس کے بعد میں ضمنی میزانیہ کے متعلق تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں چونکہ وزیر خزانہ اس کا جواب دیں گے ۔ جو حالات پچھلے سالوں میں رہے ہیں وہ unprecedent ہیں ۔ اس لئے اگر کوئی شخص روایت کا حوالہ دے کہ فلاں سن میں ایسا ہوتا تھا اور اب ایسا ہونا چاہیے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی طعنہ نہیں ہے کیونکہ حالات ہی ایسے ہیں ۔ اور وہ سب کے فائدے کے لئے ہے ۔ مثلاً اگر گندم کی subsidies بڑھانی ہے یا چینی کو کنٹرول میں لینا ہے تو پہلے کبھی ایسا نہیں کیا گیا ۔ یا بسیں بہت کم ہو گئی ہیں ۔ عوام کو شکایت ہے اور خود فاضل اراکین وزیر متعلقہ سے اپنے سوالات کرتے رہتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ عوام کو ایسی شکایات ہیں ۔ تو ان

چیزوں لئے جن کے لئے پیسے خرچ کئے گئے ہیں ۔ خاص طور پر پولیس پر بھی اعتراض ہو رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس پر ابھی بہت کم پیسہ خرچ کیا گیا ہے ۔ آپ کسی اور مہذب ملک میں جائیں ۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں ساری دنیا کو دیکھیں ۔ آپ دنیا کا کوئی ملک لے لیں ۔ میں دعویٰ کرتا ہوں کہ ان میں ہر قسم کا کرائم ریٹ بڑھ رہا ہے ۔ جہاں پر دس دس قدم پر بھی پولیس مین کھڑا ہے وہاں پر بھی کرائم ریٹ بڑھ رہا ہے ۔ یہ ایک بہت لمبا مضمون ہے جس سے دنیا کے عام لوگوں کی نفسیات کا تعلق ہے اور جس پر ہم گھنٹوں بحث کر سکتے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ ڈاکٹر صاحب تمام ملکوں کا نام لے رہے ہیں ان کے خیال میں شائد چین نہیں ہے جہاں پولیس موجود ہی نہیں ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ چین کے متعلق بھی بہت myth ہے ۔ جناب والا آپ کبھی کسی دعوت میں کسی چینی کے ساتھ بیٹھ جائیں اور سارا وقت اس سے پوچھیں تو وہ آپ کو بتائے گا ۔ ہم لوگ جو کچھ چین کے متعلق جانتے ہیں یہ بھی ایک myth کی پکچر ہے ۔ وہاں پر بھی بہت سا کرائم ہوتا ہے ۔ وہ خود بھی اس کا اعتراف کرتے ہیں ۔ میں ان کی برائی نہیں کر رہا ۔ میرا مطلب ہے کہ جس طرح ہمیں ایک چیز کے متعلق پتہ ہوتا ہے کہ بالکل شیطان ہے اسی طرح ہمیں دوسرے کے متعلق پتہ ہے کہ وہاں حالات بالکل پاک صاف نہیں ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہاں بہت کم ہیں ۔ وہاں کافی کنٹرول ہے لیکن جو عام دنیا میں خاص کر جمہوری ممالک میں کرائم ریٹ میں اضافہ ہو رہا ہے وہاں پولیس کی بہت زیادہ ضرورت ہے ۔ پولیس کے لئے نقل و حمل اور خاص طور پر ٹرانسپورٹ کی سہولت کی صورت میں بالکل کچھ نہیں ۔ پولیس اسلحہ اور ٹرانسپورٹ دونوں میں مجرموں کی نسبت بہت پیچھے ہے ۔ پولیس ان کا پیچھا ہی نہیں کر سکتی ۔ تو اس لئے میں صرف اس بات پر ختم کرنا چاہتا ہوں کہ فاضل ارکان کو حقیقت میں رہنا چاہیے کہ پولیس کو اور زیادہ سہولتیں دی جائیں تاکہ پولیس ہماری حفاظت کر سکے ۔ جرائم کو روک سکے ۔ نہ کہ یہ کہا جائے کہ پولیس کو فلاں چیز نہ دو ۔ بہت پیسہ خرچ ہو رہا ہے اور پولیس خراب ہے ۔ پولیس بطور ایک ادارہ کے خراب نہیں ہے ۔ کچھ لوگ ہونگے ۔ تو ہم سب کا یہ فرض ہے کہ ہم جتنا پیسہ بھی خرچ کرتے ہیں

ان پر کنٹرول کریں اور دیکھیں کہ ان کا رویہ پبلک کے مفاد میں ہو۔ یہ اعتراض تو بالکل بیجا ہو سکتا ہے کہ پولیس نے فلاں بات غلط کی اور ہماری توجہ اس طرف دلائی جائے لیکن اگر ایک عام بات کر دی جائے کہ پولیس پر روپیہ خرچ ہوتا ہے تو یہ بالکل ناجائز بات ہوگی۔ اس لئے کہ جب آپ دیکھ رہے ہیں کہ ملک میں جرائم ہیں۔ آپ نے خود یہاں پر امن و امان کے مسائل پر بحثیں کی ہیں اور ہر روز تحریک ہائے التوا آئی ہیں۔ اس لئے یہی ثابت ہوتا ہے کہ پولیس کی کوتاہی کی اصل وجہ یہی ہے کہ ذرائع نقل و حمل اتنے تیز نہیں ہیں جتنے کہ ڈاکوؤں اور چوروں کے ہیں۔ اور آج کل جو فلمیں دکھائی جا رہی ہیں اور لٹریچر آ رہا ہے اس زمانے میں اس قسم کی معلومات موجود ہیں کہ اگر کوئی نئے طریقے سے قتل کرنا چاہتے ہیں اور کوئی شہادت نہ چھوڑ کر جائیں تو اس کے لئے بھی کتابیں موجود ہیں۔ اگر آپ ایسا زبردست قسم کا ڈاکہ ڈالنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے بھی کتابیں موجود ہیں اور فلمیں موجود ہیں تو آج کل بدکار لوگوں کی ٹکنیکل معلومات میں بہت اضافہ ہوگیا ہے اور بہت سی ٹیکنیکل جدتیں ان کے پاس موجود ہیں۔ تو اس لئے پولیس کو اور زیادہ مضبوط کرنا چاہئے۔ ان کے ذرائع سراغ رسانی پر پاکستان میں کروڑہا روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ہماری پولیس کے ذرائع سراغ رسانی اتنے اچھے نہیں ہیں اور وہ دیسی طریقے سے لوگوں سے بات نکلواتے ہیں۔ اس لئے تمام اراکین کو حقیقتاً یہ کہنا چاہیے کہ ان کے نقل و حمل اور کمیونیکیشن کے ذرائع کے لئے اور زیادہ پیسے دئے جائیں لیکن یہ کہیں کہ وہ لوگوں کے مفاد کے لئے کام کریں۔ شکریہ۔

میاں خورشید انور۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب۔ کورم چیک کریں۔ کورم آدھا بھی نہیں ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ چائے کا وقفہ بھی دیں۔

سید تابش الوری۔ جناب والا۔ کورم سسک رہا ہے۔

مسٹر چیئرمین۔ یہ اجلاس صرف 12 بجے تک چلنا ہے۔

(قطع کلامیاں)

میاں خورشید انور۔ جناب۔ 15/20 منٹ کے لئے چائے کا وقفہ کر دیں۔

مسٹر چیئرمین۔ 20/25 تو منٹ باقی رہ گئے ہیں تو

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب یہ روایت ہے کہ ساڑھے گیارہ بجے چائے کا وقفہ ضرور ہوتا ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ کورم پورا ہوگیا ۔ علامہ رحمت ارشد ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میں نے پہلے ھی گزارش کی تھی کہ میں کٹ موشن پر اپنے خیالات کا اظہار کروں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے پاس دو تین نام ہیں ۔ فنانس منسٹر ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ میں نے سب سے پہلے اپنا نام دیا تھا ۔ لیکن میرے ساتھ ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ مجھے وقت نہیں دیا جاتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی یہ شکایت بالکل غلط ہے ۔ ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں ، کوئی ایسا موقع نہیں ہے ۔ کوئی ایسی یہاں پر موشن نہیں ہوتی جس میں آپ کی تقریر نہ ہوئی ہو ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جو بولنا چاہے اس کو بولنے کا موقع دینا چاہیے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ تو کیا جناب والا ۔ ایوان کا وقت بڑھائیں گے ؟

مسٹر سپیکر ۔ وقت بڑھانے کا میرا ارادہ قطعی نہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں فاضل رکن کی اطلاع کے لئے عرض کرنی چاہتا ہوں کہ آپ کی عدم موجودگی میں میاں خان محمد صاحب نے ، جو سپیکری کے فرائض ادا کر رہے تھے ، باقاعدہ محترمہ کا نام پکارا ۔ یہ اس وقت تشریف نہ رکھتی تھیں اس لئے اگلے سپیکر کو بولنے کا موقع دیا گیا ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ میں ذرا آپ کو بیان کر دوں کہ اس طرح سے ہوا کہ مختار اعوان صاحب کو میں نے نام لکھوا دیا تھا جو کہ سپیکر صاحب کو مل گیا تھا ۔ میں نے میاں خان محمد صاحب سے جو اس وقت سپیکر صاحب کے فرائض ادا کر رہے تھے سے لکھ کر پوچھا کہ میرا نام کب بولا جائے گا ؟ انہوں نے مجھے لکھ کر بھیج دیا کہ فہرست میں آپ کا نام نہیں ہے ۔ میں سپیکر صاحب کے پاس چلی گئی ۔ ان سے پوچھنے کے لیے کہ میرا نام کیوں

قرآن آیا ؟ اس اثنا میں چیئرمین صاحب نے میری عدم موجودگی میں نام بول دیا تو اس میں قصور کس کا ہے ؟

وزیر خزانہ ۔ میری طرف سے بے شک آپ انہیں اجازت دے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں تو انہیں بلا رہا ہوں ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں نے اس تصور پر آج تقریر نہ کی تھی کہ یہ معاملہ آج پوری طرح نمٹ جائے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ اب تو نام پکارا جا چکا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ اب نام پکارا جا چکا ہے تو کیا یہ قرآن میں لکھا ہوا ہے ؟ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنی رولنگ کی نظر ثانی بھی کر سکتے ہیں ۔ اگر حنیف رامے صاحب نے آج جواب دینا ہے تو میں درخواست کروں گا کہ آج وقت میں اضافے کے لیے وہ نہ کہیں ۔ آج جمعہ کا دن ہے ۔ اگر آج جواب دینا ہے تو دیں اگر وہ اپنی پارٹی کے آدمیوں کو اس وقت بلانا چاہتے ہیں تو وقت میں اضافے کی درخواست نہ کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تھوڑی سی رعایت تو ہو جائے گی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ نہیں جناب ۔ اس طرح نہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف سے ذاتی سطح پر درخواست کروں گا ۔ جیسا کہ خود انہوں نے مجھ سے پوچھا تھا اور میں نے کہا تھا کہ میں زیادہ سے زیادہ پندرہ سے بیس منٹ لوں گا تو اس میں سے پانچ منٹ محترمہ لے لیں گی ۔ مجھے اگر زیادہ سے زیادہ وقت بھی درکار ہوا تو سوا بارہ بج جائیں گے ۔ کوئی ایسی بات نہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ بہت اچھا جناب ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ ویسے ہی وقت ضائع ہوگیا باتوں میں ۔ تو کیا فائدہ ؟

مسٹر سپیکر ۔ اس کو ضائع نہیں کہتے ۔ ابھی احتجاج ہو جائے گا ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب سپیکر ۔ وزیر خزانہ حنیف رامے صاحب نے جس محنت اور خوش اسلوبی کے ساتھ یہ ضمنی بجٹ پیش کیا ہے وہ واقعی

قابل داد ہے - یہ ضمنی بجٹ وہ بجٹ ہے جو ہم خرچ کر چکے ہیں لیکن آج اس کی منظوری دی جاتی ہے - میں تو سمجھتی تھی جس طرح میاں خورشید انور صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ ایک بیٹا پہلے روپیہ خرچ کر لیتا ہے یا ادھار پر دکاندار سے اشیاء وصول کرتا ہے - بزرگوار سے اکثر اوقات خرچہ طلب کرتا ہے تو شاید یہ باپ بن کر ھی اس کی منظوری فرما دیتے لیکن بڑا دکھ ہوا جب تابش الوری صاحب نے تقریر کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ اتنا زیادہ خرچ کیوں دکھایا گیا ہے - اس وقت کچھ بھی خرچ نہیں کرنا چاہئے تھا - کیا وہ چاہتے ہیں کہ ہندوؤں کی طرح تجوری میں پیسہ بند کر کے رکھ دیا جائے لیکن عوام کے لئے خرچ نہ کیا جائے - عوام کی خوشحالی کے لئے - غربت کو دور کرنے کے لئے - جہالت کو دور کرنے کے لئے - بے روزگاری اور مہنگائی کے مسئلے پر قابو پانے کے لئے ضروری ہے کہ زیادہ سے زیادہ پیسہ عوام کی خوش حالی کے لئے خرچ کیا جاتا - جناب سپیکر - ایک مسئلہ جو میں یہاں بیان کرنا چاہتی ہوں - گندم کی مقدار بڑھانے کے بارے میں ہے - پہلے گندم کی قیمت سترہ روپے تھی -

مسٹر سپیکر - آپ مسئلے کو حل کر رہی ہیں یا مسئلے کو بیان کر رہی ہیں -

بیگم ریحانہ سرور (شہید) - حل کرنے کی کوشش کر رہی ہوں - آج ساڑھے بائیس روپے کر دی گئی ہے - اب یہ جو ساڑھے بائیس روپے کا اضافہ کیا گیا ہے اس میں خاص طور غریب عوام - اور کسانوں کو فائدہ پہنچے گا - ہماری موجودہ حکومت - عوامی حکومت - کسانوں کی حکومت اور طالبعلموں کی حکومت ہے - سرمایہ داروں اور جاگیرداروں نے چوبیس برسوں میں غریبوں کے ساتھ جو استحصال کیا ہے وہ کون نہیں جانتا - اصل میں زیادہ سے زیادہ سے رقم اپنے لئے رکھتے تھے - اس طرح غریب کسان بوجھ تلے دبتا چلا گیا - ہم چاہتے ہیں کہ غریبوں کو زیادہ سے زیادہ رقم دی جائے - اسی طرح گندم کی کاشت کو بڑھانے کے لیے ٹیوب ویل لگائے جا رہے ہیں - اس کے ساتھ ساتھ کھاد کے لئے قیمت مختص کی گئی ہے - میں سمجھتی کہ ہوں. اس کے ساتھ ہماری پیداوار بڑھے گی اور بیچارہ کسان بھوکا نہ مرے گا - بلکہ اپنی محنت کی وصولی پائے گا - اکنامک کا اصول ہے کہ جب پیداوار بڑھتی ہے تو اس کی قیمت خود بخود کم ہو جاتی ہے -

اسی طرح عوامی حکومت نے قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے زیر سایہ اس ملک میں مفت تعلیم کا رائج کرنے کا اہتمام کیا ہے ۔ اس ضمن میں چند دیگر سکول ہم چاہتے ہیں کہ حکومت کی تحویل میں آ جائیں ۔ غریب عوام پر اگر پیسہ خرچ کیا جاتا ہے تو آپ کو دیکھ کر دکھ کیوں ہوتا ہے ؟ میں صرف یہ پوچھنا چاہتی ہوں ۔ جہاں تک غریب عوام کی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کا تعلق ہے ۔ انہیں زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کرنا عوامی حکومت کی پالیسی میں شامل ہے ۔

اسی طرح پیپلز ورکس پروگرام میں ہم نے جو رقم خرچ کی ۔ اس میں ہم یہ چاہتے ہیں کہ دیہی علاقوں میں سڑکوں کی تعمیر کرائی جائے ۔ وہاں پہ ہسپتال اور ڈسپنسریاں کھولی جائیں ۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ غریبوں کو سستے داموں دوائیاں فراہم کی جائیں ۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے غریب عوام سستی دوائیاں مہیا نہ ہونے کے باعث مر جائیں ۔ جس طرح ایک امیر آدمی اپنا علاج کروا سکتا ہے ۔ اپنی زندگی اور جان کو بچا سکتا ہے تو ایک غریب انسان کو بھی پورا پورا حق ہے کہ حکومت اس کی حفاظت کرے اور اسے دوالیاں فراہم کی جائیں ۔ اس طرح موجودہ حکومت ، محنت کشوں اور مزدوروں کی حکومت ہے ۔ ہم نے جو روپیہ یہاں پہ مختص کیا بسوں کے لئے ۔ وہ اس لیے کہ ان میں غریب عوام بیٹھتے ہیں ۔ صدر ذوالفقار علی بھٹو نے ہمیشہ طالب علموں کی بہتری کے لئے اور سہولتیں بہم پہنچانے کی راہ اختیار کی ۔ اور اسی لئے انہوں نے یہ حکم صادر فرمایا کہ بسیں فراہم کی جائیں , کیونکہ عوام کی خوشحالی کے لئے یہ بہت ضروری ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

مسٹر سپیکر ۔ دیکھیے ۔ بیگم ریحانہ سرور جب تقریر کر رہی ہوں تو پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا ۔ جو خود سراپا پوائنٹ آف آرڈر ہو ۔ ان کے متعلق پوائنٹ آف آرڈر کیا ہو سکتا ہے ۔

(قہقہہ)

میاں خورشید انور ۔ میری تقریر میں انہوں نے سینکڑوں پوائنٹ آف کیے ہیں ۔ محترمہ بیگم ریحانہ سرور نے باپ کا ذکر کیا ، وہ ماں بن کر مجھ کو خواہ مخواہ بگاڑ رہی ہیں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید)۔ جناب سپیکر - پیپلز پارٹی نے اس ملک میں جتنی اصلاحات نافذ کی ہیں - آج تک پچھلے پچیس برسوں میں کسی حکومت نے اتنی اصلاحات نافذ نہ کی تھیں - لہذا ان اصلاحات کو نافذ کرنے کے لیے بھی روپیہ درکار ہے - روپے کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا -

مسٹر سپیکر - اب وقت تیزی سے ختم ہو رہا ہے -

بیگم ریحانہ سرور (شہید) - جناب والا - انہوں نے بہت سارے اعتراضات کیے - یہ بجٹ یہاں کیوں لگایا - وہاں کیوں لگایا - میں ان کی توجہ سپلیمنٹری بجٹ سٹیٹمنٹ 73—1972 کے صفحہ 63 آئیٹم 38 کی طرف دلانا چاہتی ہوں -

Installation of Flourescent Tubes, security lights and curtain railings in the MPAs Flats at Pipals House, Lahore.

ادھر ادھر کی باتیں تو انہوں نے کی ہیں - دھواں دھا تقاریر بھی جھاڑ ڈالیں کہ روپیہ غلط خرچ کیا گیا ہے لیکن انہوں نے یہ کتاب کھول کر کیوں نہیں دیکھی کہ ہمارے اوپر کتنا روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - میں نے بڑے غور سے دیکھی ہے -

بیگم ریحانہ سرور (شہید) - اگر آپ نے دیکھی ہے تو پھر آپ نے اپنی تقریر میں کیوں نہیں کہا کہ اتنی بڑی بڑی رقم جو .M.P.A کے لئے Pipal House پر خرچ کی جا رہی ہے اس اس کو کاٹ دیں اور غریبوں کو دے دیں - ادھر ادھر کے بجٹ کو تو آپ نے سب دیکھ لیے لیکن جب گھر کی بات آئی تو جناب نے اس سے منہ موڑ لیا -

وزیر خزانہ (محمد حنیف رامے) - جناب والا - یہ بجٹ کے اجلاس کی روایت بنتی جا رہی ہے کہ ضمنی بجٹ کے بارے میں شکوک و شبہات ظاہر کئے جائیں - گزشتہ سال بھی کچھ ایسی ہی باتیں کی گئی تھیں - اور اس مرتبہ رقم زیادہ ہونے کی وجہ سے ان باتوں میں بھی کچھ اضافہ ہوگیا ہے - جناب والا - صورت یہ ہے کہ جب ایوان کے سامنے ایک سال کا میزانیہ رکھا جاتا ہے تو اس وقت بہت سے وہ حالات جو اگلے سال میں درپیش آتے ہیں ان کا ایک حد تک تو اندازہ کیا جا سکتا ہے - لیکن جب ہنگامی حالات ہوں - جب کوئی ملک از سر نو کے process سے گزر رہا ہو تو پھر ان سالوں میں بہت سے اخراجات

ایسے بھی مرحلے ہیں جو اس سال کے دوران میں سر اٹھاتے ہیں اور جن کو اسی سال کے دوران پورا کرنا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ جناب والا۔ جب کوئی ملک ترقی کر رہا ہوتا ہے تو یا تو اس کی یہ صورت ہوتی ہے کہ جب ایک سال کا ترقیاتی بجٹ پیش کیا جائے تو پھر وہ تمام تر ترقی اگلے سال کی اس تاریخ تک ملتوی کر دی جائے جب پھر بجٹ پیش ہوا اور اس صورت میں تمام سال نیا منصوبہ شروع نہ کیا جائے۔ لیکن جناب والا۔ پاکستان کے موجودہ حالات میں ایسا کرنا عوام کے ساتھ انتہائی اور شدید بد دیانتی اور زیادتی ہوگی چونکہ جن پروگراموں کے لئے ہم آپ سے رقوم مانگ رہے ہیں ان کی نوعیت کا اندازہ کرنا تمام اراکین اسمبلی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے تمام اراکین اسمبلی کی توجہ اس حقیقت کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ کیا ان کو یہ بات یاد نہیں کہ اس سال جو میزانیہ پیش کیا اس میں حکومت نے دو کروڑ اکسٹھ لاکھ روپے کا خسارہ ظاہر کیا تھا۔ جب ہمارے خزانے کی یہ حالت تھی کہ ہمارے پاس کوئی رقوم موجود نہیں تھی بلکہ ہمارا میزانیہ دو کروڑ اکسٹھ لاکھ روپے کے خسارے کا تھا تو پھر آپ اس انداز سے کیوں سوچتے ہیں کہ ہم نے ایک سو کروڑ روپیہ آپ کی اجازت کے بغیر خرچ کر دیا۔ ہمارے پاس کون سا خزانہ تھا کہ جس میں سے ہم نے آپ سے پوچھے بغیر خرچ کر دیا۔ ہم نے یقیناً وہ رقم کہیں سے مہیا کی ہوگی۔ کہیں سے مانگی ہوگی عوام کے لئے میں کہتا ہوں beg borrow or steal کی ہوگی۔ اور عوام کے ترقیاتی کاموں کے لئے خرچ کی ہوگی۔ بجائے اس کے کہ آپ اس کے لئے صوبائی وزیر خزانہ کو داد دیتے کہ اس نے آپ کے خزانے میں ایک کروڑ روپے کی حد تک اضافہ کیا آپ اسے یہ کہتے ہیں کہ اس نے یہ رقم کیوں خرچ کی۔ کیا وہ رقم آپ کے دیئے ہوئے بجٹ میں سے خرچ کی ہے۔ آپ نے جو حساب منظور کیا تھا اس میں تو آپ نے دو کروڑ اکسٹھ لاکھ روپے کا خسارہ دکھانے کی اجازت دی تھی پھر یہ رقم کہاں سے آئی یہ رقم یا تو میں نے بینکوں سے لی ہے یا یہ رقم میں نے مرکزی حکومت سے لی ہے۔ مجھے بتائیے کہ کیا میں آپ کے عوام کی ترقی کے لئے مرکزی حکومت سے رقم نہ لیا کروں۔ یا اگر مجھے کسی اور ذریعے سے رقم مل سکتی ہو اور عوام کی ترقی کے لئے ہم منصوبے بنا سکتے ہوں تو کیا اسے اس بات کے لئے ترک کر دیا جائے۔ کہ جب سال کے بعد پھر آپ کو بجٹ پر غور کرنے

کے لئے فرصت ہوگی تو اس وقت کے لئے سال بھرتک کے لئے جن لوگوں کو کچھ دیا جا سکتا ہے ان کو کہا جائے کہ نہیں صاحب آپ کے نمائندوں کو اس بات کی فرصت نہیں ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ میں اس بات کا قائل ہوں میں اس بات کو مانتا ہوں کہ اتنی بڑی رقم اسمبلی کے سامنے نہ آنے کا ایک مطلب تو یہ لیا جا سکتا ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ ایک سو کروڑ روپیہ کی رقم آپ نے عوام کے منتخب نمائندوں سے پوچھے بغیر خرچ کرلی ۔ اس لئے ایک حد تک ان کے استحقاق کو مجروح کیا ہے ۔ لیکن جناب والا یہ رقم جو بھی خرچ کی گئی ہے یہ کوئی ہم نے اپنے پاس سے منصوبے بنا کر خرچ نہیں کی ۔ یہ آپ کی حکومت نے جسے آپ نے قانون اور دستور کے مطابق یہ حق دیا ہے کہ گورنر اور صدر کی اجازت سے ہنگامی حالات میں ہنگامی طور پر ایسے اخراجات کر سکتے ہیں ۔ اس حکومت نے مرکزی حکومت کے مشورے سے منصوبے بنا کر یہ رقم خرچ کی ہے اور دوسری بات جناب والا یہ ہے کہ جتنی رقوم ہم نے خرچ کی ہیں ان کے بارے میں انتہائی دریدہ دھنی سے یہ کہا گیا ہے ۔ کہ یہ دیکھیے صاحب گندم اور چینی کے بارے میں ستر کروڑ روپے کے نقصانات دکھائے گئے ہیں ۔ میں حیران ہوں کہ نقصانات کہاں سے آ گئے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ وزیر خزانہ سے جناب کی وساطت سے درخواست کروں گا ۔ کہ وہ دریدہ دھنی کے الفاظ جو کہ غیر پارلیمانی ہیں واپس لیں ۔

وزیرخزانہ ۔ ہرگز غیر پارلیمانی نہیں ہیں ۔ اگر غنڈہ گردی کے الفاظ غیر پارلیمانی نہیں ہیں تو دریدہ دھنی بھی غیر پارلیمانی نہیں ہے ۔ جب آپ کے ایک فاضل رکن نے میرے بارے میں یہ کہا کہ یہ دھوکہ ہے یہ فریب یہ جھوٹ ہے یہ دھاندلی ہے تو اس وقت کیوں کسی نے اٹھ کر یہ نہ کہا کہ یہ الفاظ غیر پارلیمانی ہیں ۔ اور دریدہ دھنی تو ایک ادبی سا لفظ ہے اور اس کی جو اصطلاح ہے اس کو بہت سے یہاں بیٹھے ہوئے لوگوں کو بھی شائد پتہ نہ ہو کہ اس کا مطلب کیا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں اس پر اصرار کرتا ہوں کہ

دریدہ دھنی کے الفاظ غیر پارلیمانی ہیں ۔ یہ ان کو واپس لیں ورنہ یہ الفاظ ان پر بار بار استعمال ہوں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ دھمکی کی بات نہیں ہے مگر میں سمجھتا ہوں اس سے کوئی نرم الفاظ استعمال کر لئے جائیں تو بہتر ہوگا ۔

وزیر خزانہ ۔ میں دوبارہ یہ الفاظ استعمال نہیں کروں گا ۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ یہاں یہ کہا گیا ہے کہ یہ نقصان ہے ۔ جب ہم ایک خرچ ظاہر کرتے ہے تو اس کو نقصان کیسے کہا جا سکتا ہے ۔ بارہا اس معزز ایوان کے اراکین کے سامنے اس حقیقت کی تشریح کی گئی ہے کہ سٹیٹ ٹریڈنگ کیسے ہوتی ہے ۔ سٹیٹ ٹریڈنگ اس طرح سے ہوتی ہے کہ کمرشل بنکوں سے ہم قرضہ لیتے ہیں اور اس قرضے پر ان کو مقررہ شرح کے مطابق سود دیتے ہیں اور اس سود میں سے سٹیٹ بنک چھ فی صد ان سے خود وصول کرلیتا ہے ۔ اس لئے حکومت کو بعض اوقات آدھا فی صد یا ایک فی صد ان کو زیادہ سے زیادہ سود دینا پڑتا ہے ۔ اس کے لئے کمرشل بنک ہمیں قرضہ دیتے ہیں لیکن وہ قرضہ لے کر بھی ہم آپ سے اجازت چاہتے ہیں کہ یہ جو رقم ہم نے بنک سے قرضہ لے کر خرچ کی ہے اس کو آپ خرچ کرنے کے لئے ہمیں اجازت دیں ۔ لیکن یہاں انتہائی وثوق کے ساتھ ۔ اصرار کے ساتھ ۔ ضد کے ساتھ یہ کہا گیا کہ نہیں جناب یہ دیکھیے گندم اور چینی پر حکومت نے ستر کروڑ کے قرضہ انسٹھ کروڑ کے قریب نقصان دکھایا ہے ۔ یہ نقصان نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ یہ کس نے کہا ہے ۔ اس کا نام لیں ۔

وزیر خزانہ ۔ یہ امان اللہ لک صاحب نے کہا ہے جو آپ کی پارٹی کے ڈپٹی لیڈر ہیں ۔ جناب والا ۔ اسی طرح باقی رقوم کے بارے میں میں نے وضاحت کی تھی اور میں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ صدر مملکت نے ذاتی طور پر مہربانی کی اور پھر جناب یہ دیکھیں کہ مثلاً بسوں کا معاملہ ہے حکومت کہتی ہے کہ بسوں کی کمی ہے ۔ مرکزی حکومت کہتی ہے کہ ہم آپ کو تین ہزار ڈھائی ہزار بسیں خریدنے کے لئے روپیہ دے سکتے ہیں تو کیا وہ روپیہ میں اس وجہ سے لینے سے انکار کر دوں کہ پنجاب کی گورنمنٹ کو اس روپیہ کی ضرورت نہیں ہے ۔ ان کو بسیں خریدنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ بجٹ آنے میں تو ایک سال رہتا ہے ؟ جب مرکزی حکومت ایک رقم دیتی ہے ایک

حکیم بناتی ہے تو پیسہ بھی وھی دیتی ہے - کیا میں ان سے اپنے عوام کی ترقی کو نظر انداز کرکے اس رقم کو اس وقت تک کے لئے ملتوی کر دوں جب تک کہ بجٹ پر آپ لوگ اکٹھے ھوکر بحث نہیں کر لیتے ؟ پھر جناب والا میں آپ کی شہادت چاھتا ھوں اس امر میں کہ یہ حقیقت ہے کہ ھم نے پوری کوشش کی - جب ستمبر میں آپ کا اجلاس ھوا - تو ھم نے آپ سے گزارش کی کہ ھمیں وقت دیا جائے کہ ھم ضمنی بجٹ اس میں پیش کریں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - اجلاس جنوری میں شروع ھوا تھا -

مسٹر سپیکر - ھاں جنوری میں شروع ھوا تھا -

وزیر خزانہ - بھرحال - دسمبر میں شروع ھونا تھا - جنوری کے ابتدائی دنوں میں شروع ھوا ھوگا - مجھے دسمبر یاد رھا اس وقت ھم یہ چاھتے تھے کہ ھم آپ کی خدمت میں یہ بجٹ جو بھی ھم اس وقت کے اندازے تھے ان کے مطابق پیش کرتے لیکن قانون سازی ھوتی رھی اور وقت نہیں ملا - اس کے بعد جناب جب آپ کا دوسرا سیشن شروع ھوا تو اس سے پہلے دن ھم نے ضمنی بجٹ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا اور جہاں یہ کہا گیا کہ ضمنی بجٹ میں غیرقانونی بات کی گئی ہے اور روایت سے انحراف کیا گیا ہے - جناب والا - میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنی چاھتا ھوں کہ 1935ء کے آئین کے مطابق اور 1962ء کے آئین کے مطابق اور 1972ء کے آئین کے مطابق تمام متن آپ دیکھ جائیے اس ضمن میں بجٹ کے بارے بھی پرووپژنز ہیں جو اب اس وقت کے آئین میں ہیں اور ان کے مطابق ضمنی بجٹ اسی صورت میں پیش ھوتا چلا آیا ہے - جو دستاویزات ھم نے اس دفعہ پیش کئے ہیں صرف اور صرف یہی دستاویزات پہلے پیش ھوتی تھیں اور ان سے قطعی طور پر ھم نے انحراف نہیں کیا - میں بھی اس معاملہ میں گزارش کرنی چاھتا ھوں لیکن چونکہ کٹ موشنوں پر بھی بحث ھونی ہے - اس لئے اصولی طور پر چند باتیں ایسی ہیں جن کی جانب اس وقت میں اشارہ کروں گا -

جناب والا - جن ترقیاتی مدوں کے لئے ھم نے رقم چاھی ہے ان میں سب سے بڑی رقم پولیس پر نہیں بلکہ پیپلز ورکس پروگرام تھا - اس پروگرام کے لئے گزشتہ سال ھم نے بجٹ میں 6 کروڑ روپیہ کی رقم رکھی تھی لیکن مرکزی حکومت نے انتہائی مہربانی سے اس میں 6 کروڑ روپیہ کا مزید اضافہ کر دیا اور

(2) بعد میں اپریل/اور مئی میں 2 کروڑ روپیہ اور دینے کی منظوری دی - اس طرح سے ہمارے پاس 8 کروڑ روپیہ زائد موجود تھا جس کے لئے ہم نے آپ کی خدمت میں گزارش کی کہ آپ ہمیں انہیں خرچ کرنے کی اجازت دیں - جو دوست ان پروگراموں میں حصہ لیتے ہیں اور جو دوست اپنے اضلاع میں پیپلز ورکس کونسل کے ممبران ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی ایم پی اے ایسا نہیں ہے جو ان کونسلوں کا ممبر نہ ہو - وہ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ ان پروگراموں کے ذریعے دیہی علاقے میں شاندار ترقی کا آغاز ہوگیا ہے - پنجاب والا - اس بات کا احساس ہے کہ ہمارا یہ پروگرام فوری طور پر زور نہیں پکڑ سکا اس لئے ہم اس پروگرام کو عوام اور عوام کے نمائندوں کی تائید

(3) اور حمایت سے شروع کرنا چاہتے تھے - ہم اس کو بی ڈی نظام کے مطابق چلنے والا رورل ورکس پروگرام کی دوسری شکل بنانا چاہتے تھے - ہم چاہتے ہیں کہ اس میں عوام اور عوام کے نمائندے ہوں اس میں وہ شامل ہوں اور ان کی مرضی سے منصوبے بنیں لیکن آپ کے گزشتہ سیشن میں ایم پی اے حضرات یہاں مصروف تھے وہ مصروف رہے اور چونکہ ان ورکس کونسلوں میں ایم پی اے حضرات بھی شامل تھے اور وہ آئین بنانے میں مصروف تھے اور انہوں نے لازمی طور پر وہاں رہنا تھا اس لئے یہ تمام کونسلیں صحیح طور کام نہ کر سکیں اور ان کے کام میں کچھ دیر ہوگئی لیکن اب عوام اور عوام کے نمائندے اور ان کی کوشش کے نتیجے میں ایک ایک تحصیل اور ضلع میں یہ پیپلز ورکس کونسلیں بن چکی ہیں اور یہ وہاں کام کر رہی ہیں - کاموں کے منصوبے بن

(4) چکے ہیں اور ان کے لئے ٹنڈر طلب کئے جا چکے/ہیں - اور وہ بھی بہت سی جگہوں پر قائم ہوچکی ہیں - کئی ہزار انڈسٹریل ہوم قائم ہو چکے ہیں - میں کہتا ہوں کہ سڑکوں کے بارے میں تمام ایم پی اے حضرات کا مطالبہ رہتا ہے - ہماری سڑکوں کا محکمہ سی اینڈ ڈبلیو ایک سال میں زیادہ سے زیادہ 250/300 میل سڑک بنانے کی اہلیت رکھتا ہے اور میں انتہائی فخر کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ پیپلز ورکس پروگرام کے ذریعے سے کم از کم ایک سال میں انہوں نے 350 میل کے مقابلہ میں 250 میل لمبی سڑکوں میں پیپلز ورکس پروگرام کے ذریعے سے ہر سال اضافہ ہوتا ہے اس طرح سے اتنی بڑی ترقی کا میدان کھولا گیا ہے - بار بار یہ کہا گیا ہے کہ پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو

یہ روپیہ دیا جائے گا - میں کیا کہہ سکتا ہوں - میں انتہائی مجبور ہوں جناب والا - یہ کہنے میں کہ پنجاب کے 90/80 فی صد عوام پیپلز پارٹی کے ساتھ ہیں جب عوام کو یہ رقم جائے گی جو پیپلز پارٹی کے کارکن ہیں اور اپنے قائد عوام ذوالفقار علی بھٹو کا نام لیتے ہیں - اس لئے میرے دوستوں کو اپنے دل میں تھوڑا سا جبر کرنا چاہیے - یہ رقم عوام کے پاس جاتی ہی جاتی ہے اور عوام نے پیپلز پارٹی کے پاس آنا ہی آنا ہے - میں مزید باتیں اس وقت کروں گا جب کل کٹ موشنیں پیش ہوں گی اور عوامی ترقیاتی بجٹ پر بحث ہوگی -

جناب والا - یہاں کھاد کے سلسلے میں بات کی گئی - امان اللہ لک صاحب نے کہا کہ دیکھیے ایک طرف تو کھاد کی قیمت میں اضافہ ہوگیا دوسری طرف ہم سے 7 کروڑ روپے کے لئے کہہ رہے ہیں - لیکن انہوں نے 4 کروڑ کی فگرز بتائی تھیں - کھاد کو سستا مہیا کرنے کے لئے حکومت سات کروڑ روپیہ زائد خرچ کر رہی ہے - میں آپ کو بتا دوں کہ حکومت زراعتی کام میں کسانوں اور چھوٹے زمین داروں کی سہولت کے لئے کھاد پر صرف 7/6 کروڑ نہیں بلکہ 17 کروڑ روپیہ خرچ کر رہی ہے - یہ کہا گیا ہے کہ کھاد زیادہ مہنگی ہوگئی ہے پھر آپ اس پر اتنے پیسے کیوں مانگ رہے ہیں - جناب والا - جب بیشتر حصہ برآمد کیا جاتا ہے اور جب روپیہ کی قیمت میں کمی ہوئی جب سے اس کی قیمت نصف ہوگئی ہے اور جو کھاد پہلے 35 روپے کی ہوتی تھی وہ اب 70 روپے کو آتی ہے - یوریا اور ڈی اے پی کی دو کھادیں ہیں یوریا تقریباً 65 روپے اور ڈی اے پی 85 روپے - اپنے گھر پر تھا آپ کوئی 50 روپے کے قریب اس کی قیمت دینی پڑتی ہے ایک کی 40 روپے اور دوسرے کی 42 روپے اور باقی تمام رقم حکومت اپنی جیب سے ادا کرتی ہے - یہ بات بالکل اچھی بات ہے کہ آپ دوستوں نے محسوس کیا کہ سبسڈی بھی بالآخر بجٹ کا حصہ بنتی ہے - یہ آپ کا اپنا فرض ہے جو چاہیں آپ فیصلہ کریں ہمیں کوئی اعتراض نہیں - آپ اس بات کا حق رکھتے ہیں - شائد میں ایک معمولی اقتصادیات کے طور پر اس بات کو بہتر سمجھتا ہوں کہ اگر سبسڈی اڑا دی جائے تو پھر آپ کو اس بات کے لئے تیار رہنا پڑے گا کہ ڈی اے پی آپ کو 84 روپیہ پر اور یوریا آپ کو 65 روپیہ پر ملے گا اس طرح گندم پر اور انسیڈنٹل پر اتنی بڑی رقم خرچ ہوتی ہے - جناب والا - کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ جب ہم گندم خریدتے ہیں تو پھر ہم اس کو اپنے گوداموں میں رکھتے ہیں - جب ہمیں اس کو پسوانا

پڑتا ہے اور پھر دوبارہ ٹرکوں میں لادتے ہیں تو پھر اس کو ملوں میں پہنچانا پڑتا ہے - جناب والا - کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اس کی حفاظت پر اتنا خرچ ہوتا ہے - سال بھر کے لئے جو لوگ دیکھ بھال کرتے ہیں اس پر بھی خرچ ہوتا ہے - کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اس میں سے ایک دو یا تین فی صد گندم خراب بھی ہو جاتی ہے - اس کو بعض اوقات کیڑا بھی لگ جاتا - بعض اوقات اس کو پٹ سن کی بوریوں میں ڈالنا پڑتا ہے - پٹ سن مشرق پاکستان سے آتی ہے اور جب سے مشرق پاکستان علیحدہ ہوا ہے اس وقت سے پٹ سن کی بوری کی قیمت پہلی قیمت کے مقابلہ میں دوگنی ہوگئی ہے - اس لئے انسیڈنٹل تو آئیں گے - پھر یہ کہنا کہ اتنا بڑا خرچ کیوں کیا جاتا ہے تو یہ آپ طے کر لیں کہ گندم کی قیمت ان حالات میں کیا ہوگی - گندم کی قیمت وہی ہوگی جو ساری دنیا میں ہے - آپ کے ہمسایہ ملک میں 40 روپیہ فی من گندم ہے اور 45 روپیہ فی من آٹا مل رہا ہے - افغانستان میں آپ دیکھیں کہ گندم کی کیا قیمت ہے - بجائے اس کے کہ آپ کہہ دیں آپ نکتہ چینی کرنا مناسب سمجھتے ہیں - ہم عوام کو سستا آٹا مہیا کرنا چاہتے ہیں - کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بنیادی ضرورت کی چیز ہے جس کی قیمت کے اردگرد تمام اشیائے خوردنی کی قیمتیں متعین ہوتی ہیں اس حکومت نے ایک پیسہ نہیں بڑھایا اور اس کے لئے وہ اتنا روپیہ اپنے پاس سے خرچ کرتی ہے تو بجائے اس کے کہ آپ داد دیتے ہم اس کے برعکس باتیں سنتے ہیں - دوسری طرف گندم کی پیداوار بڑھانے کے لئے ہم پہلے 17 روپیہ پر گندم خریدتے تھے - ہم نے اس کی issue price 17 روپیہ رکھی ہوئی تھی اور ہم اس کو پیس کر 18/37 روپے پر بیچتے تھے - پھر ہم نے یہ کیا کہ گندم کو 22/50 روپے پر خریدا - یقیناً اس سے گندم بونے والے کو فائدہ ہے اس لئے گندم بیچنے کی قیمت بڑھائی - اس لئے آپ اپنے آپ کو تیار کریں اس بات کے لئے یا آپ یہ کریں کہ تمام سبسڈی اڑا دیں -

پھر یہاں کھلی مارکیٹ کا دعوے کیا گیا - ہمیں بتائیے کہ کھلی مارکیٹ کی باتیں کون کرتے ہیں - کھلی مارکیٹ سرمایہ داری نظام کا ایک جزو ہے - جو لوگ مساوات کے نظام پر یقین رکھتے ہیں ان کو پتہ ہے کہ جب تک غریبوں کے لئے منصوبہ بندی نہ کریں اور جب تک کوئی قدغن نہ لگائیں - راشننگ جاری نہ کریں اس وقت تک جناب والا - غریبوں کا فائدہ نہیں ہو سکتا - منڈیوں کی بات کرنے والے اس لئے بات کرتے ہیں کہ ان کو

پتہ ہے کہ پھر گندم کا بھاؤ کیا ہو گا پھر گندم کا بھاؤ جیسے کہ ھندوستان ۔ افغانستان اور ایران میں ہے تو یہاں بھی 45 روپیہ ہوگا ۔ لیکن جناب والا ۔ ہم اپنے عوام کو مصیبت میں نہیں ڈالنا چاہتے ۔ اس لئے ہم نے جو نظام اپنایا ہوا ہے وہ اس بات کا متحمل ہے کہ ہم غریب لوگوں کے لئے آٹے کی قیمت کو اس جگہ پر رکھیں ۔

جناب والا ۔ آخر میں چند الفاظ پولیس کے سلسلے میں عرض کروں ۔ ایک طرف تو میرے عزیز دوست جرائم کی بات کرتے ہیں اور ایک طرف میرے عزیز دوست ہمیں نصیحت کرتے ہیں کہ آپ ایک دانہ گندم کا ملک سے باہر نہ جانے دیں ۔ میں پوچھتا ہوں کہ اگر آپ کے پاس ان دو چیزوں کے کرنے کے لئے ذرائع ہوں گے تبھی آپ کچھ کر سکیں گے ۔ اور کن ذرائع سے آپ کریں ۔ کیسے روکیں گے سمگلنگ ۔ کیا آپ ایک آرڈر کریں گے کہ آئندہ سے سمگلنگ نہ ہو اور پھر سمگلنگ بند ہو جائے گی ۔ کیا آپ حکم دے دیں گے ۔ دعا مانگ لیں گے کہ آئندہ پاکستان میں جرائم نہ ہوں تو پھر جرائم بند ہو جائیں گے ۔ جب تک مجرموں کے گریبان پر آپ کا سخت ھاتھ نہیں پہنچے گا اس وقت تک جرائم ہوتے رہیں گے اور جب تک سمگلنگ کرنے والوں کو گولی کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا اس وقت تک سمگلنگ بھی ہوتی رہے گی ۔ لیکن کون یہ کام کرے گا ۔ یہ کیسے ہوگا ۔ آپ کہتے ہیں جرائم ۔ جرائم کی حالت تو دیکھیئے ۔ دیہات کی آپ بات کرتے ہیں ۔ غریب لوگوں کی عزت کی بات کرتے ہیں , ذرا دیکھیئے کہ اسی اسی میل کا فاصلہ گزر جاتا ہے اور ایک تھانہ نہیں آتا اور اس تھانے میں چار سپاھی نہیں ہوتے ۔ اور جب سپاھی ہوتے ہیں تو ان کے پاس ایک ٹوٹی پھوٹی جیپ نہیں ہوتی ۔ ان کے پاس وہ زنگ آلود رائفلیں ہوتی ہیں ۔ آپ کہتے ہیں کہ جناب شاھراہوں پر ڈاکہ زنی ہو رہی ہے ۔ آپ کہتے ہیں کہ غریب لوگوں کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی ۔ پولیس اتنی دیر میں پہنچی ۔ پولیس وھاں نہ پہنچی ۔ کیسے پہنچے ۔ اس کے لئے آپ کو اسے ذرائع مواصلات دینے پڑیں گے ۔ اس کی تفتیش اور تحقیق کے لئے آپ کو آلات رسل و رسائل دینے پڑیں گے ۔ modern equipment اس کو دینا پڑے گا ۔ آپ شاھراہوں پر ڈاکہ زنی کی بات کرتے ہیں ۔ وہ لوگ جو شاھراہوں پر ڈاکہ ڈالتے ہیں ان کے پاس بہترین تیز رفتار گاڑیاں ہیں ۔ جب وہ ڈاکہ ڈالتے ہیں تو ان کا پیچھا کرنا کوئی آسان کام نہیں ہوتا اور ان کے پاس most modten

automatic weapons ھوتے ہیں - لیکن کیا اس کے پیچھے ایک پنکچر شدہ اور زنگ آلود جیپ لیکر چار ٹوٹے پھوٹے سپاھی جب چلیں گے اور جب وہ گولی ماریں گے تو چار گولیاں نہیں چلیں گی - ایک گولی چلے گی اور اس کا رخ بھی پتا نہیں کدھر کو ھوگا اور اس کے مقابلے میں جو ادھر سے فائر آئے گا پھر اس کے جواب میں - یہ شاھراھوں پر ڈاکہ زنی کیسے ختم ھوگی - اس کے لئے اگر آپ نے یہ ختم کرنا ہے تو پھر دیانتداری سے یہ بات کہیے - اور دیانتداری کی بات آئی ہے تو سن لیجئے اس سے زیادہ بددیانتی کی اور کیا بات ھو سکتی ہے کہ خرچ کو آپ نقصان ظاھر کریں اور پولیس کے خرچ کو آپ کہیں کہ یہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس کا کثیر حصہ (کثیر حصہ تب ھوتا ہے جب ہے پچاس فی صد سے زیادہ ھو) وہ پولیس پر خرچ کیا جا رھا ہے تا کہ پولیس سٹیٹ بنائی جائے - جناب والا - میں پوچھتا ھوں کہ حساب میں مسلمان کمزور سہی مگر اتنے بھی کمزور نہیں کہ ایک سو ایک کروڑ کے بجٹ میں ایک کروڑ چھہتر لاکھ کی رقم کو کہیں کہ اس میں سب سے زیادہ کثیرترین حصہ جو ہے - بجٹ کی اکثریت جو ہے وہ پولیس پر خرچ کر دی گئی ہے - ایک فی صد نہیں تو پونے دو فی صد یہ خرچ ہے جو پولیس پر خرچ ھو رھا رھا ہے - اب اس پر یہ اس طرح واویلا کیا جا رھا ہے - یا تو آپ کہتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے کہ آپ پولیس کاانسٹی ٹیوشن نہیں چاھتے - آپ یہ چاھتے ہیں کہ یہاں فی الحال بدامنی ہے پھر طوائف الملوکی ھو - یا تو اس بات کی ھم سے داد چاھیں کہ آپ طوائف الملوکی برپا کرنا چاھتے ہیں - تو پھر ٹھیک ہے پولیس کو wind up کر دیجئے پھر اس کے بعد کہہ دیجئے گا کہ فوج کی بھی کوئی ضرورت نہیں وہ بھی wind up ھو جائے گی - پھر ماشاء اللہ آپ کے ملک میں آج جو حالات ہیں اس سے بہت بہتر ھو جائیں گے - ایسا نہیں ھو گا - پولیس ایک انسٹی ٹیوشن ہے - ھمیں اس کی اصلاح کرنی ہے لیکن اس کو ختم نہیں کیا جا سکتا - اس طرح پارلیمنٹ بھی ایک انسٹی ٹیوشن ہے - مجھے کہنے دیجئے بطور پارلیمان کے ھم ھو سکتا ہے کہ کئی غلطیاں بطور پارلیمان کے کریں - یہ جو کورم روز ٹوٹتا ہے کیا یہ ھمارے منصب کے مطابق ہے - کیا ھمیں عوام کے نمائندے اس لئے بنایا گیا ہے کہ ھم یہاں آئیں حاضری لگوائیں اور اس کے بعد کورم بھی پورا نہ ھو - یقیناً ہم میں بھی کوتاہی ہے - اس طرح پولیس میں بھی کوتاہی ہے - ہم ان کوتاہیوں کو دور کریں گے -

جناب والا ۔ اس ملک میں آج تک جن افراد کی حکومت رہی ہے ۔ انہوں نے اس ملک میں اداروں کو پنپنے نہیں دیا ۔ ہم کوشش کر رہے ہیں ۔ ہم نے جمہوریت کے عظیم بڑے ادارے کو چالو کیا ہے ۔ ہم نے پہیے لگائے ہیں ۔ ہم نے ایوانوں کو قائم کیا ہے ۔ ان کو آگے چلایا ہے ۔ ہم نے اس ملک میں ہماری حکومت نے ۔ ہمارے قائد نے ایک دستور دیا ہے جس پر خوش قسمتی سے تمام سیاسی جماعتوں کا انگوٹھا لگا ہے ۔ اس کی تائید حاصل ہے ۔ اس لئے اب ایک توقع ہے کہ ہم اپنے بنیادی سیاسی اداروں کو درست کریں ۔ جب بنیادی سیاسی ادارے درست ہو جاتے ہیں جب معاشی ادارے درست ہوتے ہیں تو معاشرتی ادارے درست ہو جاتے ہیں ۔ یقیناً اس کی ابتدا ہو چکی ہے ۔ ہمیں اس طرح سے طوائف الملوکی کی جانب نہیں جانا چاہیے ۔ ہمیں اتنے ناانصاف نہیں ہو جانا چاہیے کہ ہم خرچ کو نقصان بتائیں اور ایک ہی مد کے خرچ کو ہم کہیں کہ سب سے بڑا حصہ جو ہے وہ اس چیز پر خرچ ہوگیا ہے ۔ میرا خیال ہے کہ جب میرے عزیز دوست ۔ اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھے ہوئے میرے عزیز دوست میری ان گزارشات کو ٹھنڈے دل سے اپنے ذہن میں جگہ دیں گے اور میرے معزز ساتھی جو میرے دائیں ہاتھ بیٹھے ہوئے ہیں وہ ان گزارشات کو اپنے ذہنوں میں جگہ دیں گے تو پھر اس ضمنی بجٹ کے بارے میں کوئی مغالطہ ۔ کوئی شک باقی نہیں رہے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی بھاری تائید کے ساتھ ضمنی بجٹ منظور کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

Mr. Speaker: The House is adjourned till 8.00 a.m. on Monday the 11 June, 1973.

(اسمبلی کا اجلاس 11 جون 1973ء بروز سوموار 8 بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہوگیا)